

اہل اسلام کی مآوران شفیق  
بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام

# ضیائے ازواجِ مطہرات

المعروف بہ

## ہو مینوں کی تقدیریں مسائیں

تصنیف

ابوالبرکات حضرت علامہ مولانا محمد افضل قادری ضوی برکاتی  
اجلہ ضیائی

خادم الفقہ والحديث دارالعلوم صادق الاسلام





اہل اسلام کی ماوراء ان شقیق  
بالتوان طہارت پہ لاکھوں سلام

# ضیائے افواجِ مطہرات

المعروف بہ

## مؤمنوں کی مقدس مائیں

تصنیف

ابوالبرکات حضرت علامہ مولانا **محمدافضل** قادری زوی بکاتی  
امجدی ضیائی

خادم الفتا والحديث  
دائرة العلوية صادقة الاسلام

ناشر

مکتبہ برکات المدینہ  
جامع مسجد بہار شریعت بہار آباد کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	: ضیائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں
تصنیف	: ابوالبرکات محمد افضل قادری رضوی برکاتی ضیائی امجدی <sup>حقیقی</sup> تصوری
حسب فرمائش	: سید غلام دستگیر گیلانی
کمپوزنگ بارثانی	: محمد صابر اختر القادری
صفحات	: 520
بار اول سن اشاعت	: صفر الحظرف ۱۴۲۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۰۷ء (اعظمی پبلشرز)
بار ثانی	: ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۱۱ء
ہدیہ	: ۱- روپے
ناشر	: مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہار شریعت، کراچی
	فون: 0213-4219324

## ملنے کے پتے

- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اتفال سینٹر، اردو بازار، کراچی اور لاہور۔ فون: 32212011
- مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون: 34926110
- مکتبہ قادریہ، برائٹ کارنر، نزد چاندنی چوک، کراچی۔ فون: 34944672
- جیلانی پبلشرز، فیضان مدینہ، کراچی۔ فون: 34911580
- مکتبہ رضویہ، گاڑی کھاتہ، آرام باغ، کراچی۔ فون: 32627897
- شہیر برادرز، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7246006
- زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 7248657
- مکتبہ جمال کرم، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 7324948
- مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور
- مکتبہ نوریہ رضویہ، دربار مارکیٹ، لاہور
- پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7352795
- فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7224899
- مکتبہ مہریہ کاظمیہ، نیولٹان۔ فون: 061-6560699

## الاهداء

اس مختصری بے ربط کتاب کو اپنے شیخ طریقت حضور سیدی وسندی محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی قادری (انڈیا) اور شیخ شریعت حضور سیدی قبلہ شیخ الحدیث والنفیس علامہ محمد اسماعیل رضوی امجدی دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ میں تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔

شاہاں                      را                      ک                      چہ                      عجب  
گر                              بنوازند                      گدا                      را

## اظہارِ تشکر

اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے حبیب ﷺ کی پاکیزہ ازواج کے ذکر خیر پر مشتمل کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت سے مشرف فرمایا رقم الحروف اپنے ان تمام ساتھیوں کا تہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے اس کی کسی بھی حوالہ سے معاونت کی بالخصوص حضرت گرامی القدر محمد ذوالقرنین و جناب مولانا محمد عباس قادری (دورہ حدیث شریف دارالعلوم امجدیہ) کہ ان دونوں حضرات نے کتاب ہذا کی پروف ریڈنگ بعض مقامات پر فرمائی نیز بہت ہی سعادت مند اور سیادت و حرمت کے حامل سید محمد مسعود شاہ صاحب (متعلم دارالعلوم امجدیہ) و سید غلام دستگیر شاہ صاحب اور محمد محرم علی صاحب (متعلم بادامی مسجد) نے پروف ریڈنگ کرنے میں جانفشانی سے کام کیا اللہ تبارک و تعالیٰ مذکورہ تمام حضرات کو دین و دنیا کی بھلائیوں سے مالا مال فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم



## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	اجازت نامہ از فاتح افریقہ قدوۃ العلماء حضور محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم القدسیہ (گھوسی شریف انڈیا)	28
۲	کلمات خیر شیخ الحدیث و التفسیر استاذ العلماء مفتی محمد اسماعیل رضوی ضیائی مدظلہ العالی (شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی)	29
۳	تقریظ جلیل پیر طریقت رہبر شریعت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب دامت برکاتہم القدسیہ (امیر جماعت اہلسنت کراچی پاکستان)	30
۴	طیب التقریظ جگر پارہ و جانشین محدث کبیر مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی صاحب زید مجدہ الکریم (دارالعلوم امجدیہ کراچی)	34
۵	تقریظ جمیل خلیفہ حضور مفتی اختر رضا خان ازہری زید مجدہ الکریم حضرت الغلام جمال مصطفیٰ صاحب اعظمی شہزادہ محدث کبیر (جامعہ اشرفیہ مبارک پور انڈیا)	36



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
38	تقریظ مبارک درویش ملت حضرت علامہ محمد یونس امجدی صاحب (تلمیذ علامہ ازہری صاحب علیہ الرحمہ شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ) امام و خطیب جامع مسجد اہلسنت و جماعت بگری (بٹھے شاہ دی نگری)	۶
39	تقریظ لطیف شیخ الحدیث و التفسیر جامع المعقول و المنقول استاذ العلماء مفتی عبداللطیف جلالی زید مجدہ الکریم (جامعہ نعیمیہ داتا دی نگری لاہور)	۷
40	تقریظ لطیف پیر طریقت رہبر شریعت صوفی ملت ابوتراب سید علی شاہ (مجت) القادری دامت برکاتہم العالیہ (دربار قادریہ عقب فلٹر پلانٹ اسٹیل مل کراچی)	۸
42	کلمات دعا حضرت علامہ مولانا محمد وسیم ضیائی صاحب (مہتمم مرکز العلوم الاسلامیہ بادامی مسجد کراچی)	۹
43	کلمات برکت فاتح افریقہ قدوة العلماء حضور محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء المصطفیٰ عظمیٰ دامت برکاتہم القدسیہ (گھوسی شریف انڈیا)	۱۰
44	پیش لفظ	۱۱



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
	پہلا باب	☆
45	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن	۱۲
48	فضائلِ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن	۱۳
48	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی فضیلت	۱۴
51	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت میں داخل ہیں	۱۵
63	فضائلِ امّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا	۱۶
70	ایمان کو جلا بخشنے والی بحث	۱۷
74	حضرت مریم وفاطمہ وعائشہ و خدیجہ رضی اللہ عنہن	۱۸
77	حضرت عائشہ صدیقہ وفاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما	۱۹
79	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر قرآن و سنت کے مرکز ہیں	۲۰
80	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو حضور سید عالم ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے چنا	۲۱
80	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد	۲۲
85	قریشیہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن	۲۳
85	عربیہ غیر قریشیہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن	۲۴
85	غیر عربیہ زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا	۲۵
85	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا مہر	۲۶
86	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دینا اور واقعہ تحریم	۲۷



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
92	حدیث سے متعلقہ بعض مسائل	۲۸
104	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا نفقہ میں زیادتی کی درخواست کرنا شرعاً و اخلاقاً کوئی ناروا بات نہ تھی	۲۹
107	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ہر شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں	۳۰
114	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ثواب میں زیادتی	۳۱
115	ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین عدل و مساوات	۳۲
120	کثرت ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی حکمتیں	۳۳
130	دوسرا باب	☆
130	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا	۳۴
130	سیدہ کا نام و لقب	۳۵
130	سلسلہ نسب	۳۶
132	ایمان لانے میں سب سے اول	۳۷
132	آپ صاحب مال و شرافت تھیں	۳۸
133	حضور ﷺ کے نکاح میں آنے سے قبل شادی	۳۹
133	حضور سید عالم ﷺ سے عقد نکاح	۴۰
137	بکیرا راہب کی پیشن گوئی	۴۱
138	سیدہ کا حق مہر	۴۲
138	سیدہ کا خطبہ نکاح	۴۳



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
138	خطبہ ابوطالب	۴۴
139	خطبہ ورقہ بن نوفل	۴۵
139	سیدہ کے نکاح کے متعلق ایک غلط روایت	۴۶
140	ایمان ورقہ بن نوفل	۴۷
141	پہلی وحی اور سیدہ کا حضور ﷺ کو تسلی دینا	۴۸
148	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دارفانی سے رحلت	۴۹
149	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ	۵۰
149	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد	۵۱
150	حضور سید عالم ﷺ کی اولاد پاک	۵۲
150	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے	۵۳
150	۱۔ حضرت قاسم بن رسول اللہ ﷺ	۵۴
151	۲۔ حضرت عبداللہ بن رسول اللہ ﷺ	۵۵
152	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادیاں	۵۶
152	۱۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ	۵۷
156	۲۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ	۵۸
158	۳۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ	۵۹
159	۴۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ	۶۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
161	سیدہ خاتونِ جنت کا حضرت علی سے عقدِ نکاح	۶۱
163	فضائل خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا	۶۲
169	سیدہ کا وصال	۶۳
171	حضور سید عالم ﷺ کی صاحبزادیاں	۶۴
171	اعتراض نمبر ۱	۶۵
172	اعتراض نمبر ۲	۶۶
172	اعتراض نمبر ۳	۶۷
173	اعتراض نمبر ۴	۶۸
174	حضور سید عالم ﷺ کی صاحبزادیاں چار ہونے پر کتب شیعہ کا اعتراف	۶۹
176	شیعہ حضرات	۷۰
179	انکارِ قرآن	۷۱
180	صحابہ کرام سے دشمنی	۷۲
180	مسلمانوں سے بغض و عداوت	۷۳
181	مسئلہ باغِ فدک	۷۴
181	مالِ غنیمت	۷۵
182	مالِ فسی	۷۶
182	فدک	۷۷
184	انبیاء کرامؑ کی کو مال کا وارث نہیں بناتے	۷۸



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
192	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نواسے	۷۹
192	نواسہ رسول ﷺ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۸۰
193	نواسہ رسول ﷺ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۸۱
198	حضرت امام زین العابدین	۸۲
199	قصیدہ مدحیہ در شان امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۸۳
208	امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا وصال	۸۴
208	مزار امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۸۵
209	تعظیم سادات	۸۶
210	ضروری ہدایات	۸۷
213	لطیفہ	۸۸
214	تیسرا باب	☆
214	تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	۸۹
214	نام و نسب	۹۰
214	نکاح اول	۹۱
214	اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ کا خواب	۹۲
215	دوسرا خواب	۹۳
215	سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ سے عقد نکاح	۹۴
216	امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز	۹۵

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
216	حضور کے فرمان پر عمل	۹۶
216	حضور ﷺ کی معیت میں حج	۹۷
217	اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ کا اپنی باری حضرت صدیقہ کو دینا	۹۸
217	اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی مرویات	۹۹
218	سیدہ سودہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کا ایک دوسرے کو حریرہ ملنا	۱۰۰
218	آیت حجاب	۱۰۱
219	اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی بکری	۱۰۲
220	اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۱۰۳
221	خولیش و اقارب	۱۰۴
221	مالک بن زمعہ	۱۰۵
221	عبدالرحمن بن زمعہ	۱۰۶
221	عبد بن زمعہ	۱۰۷
222	قرظہ بن عمرو	۱۰۸
223	چوتھا باب	☆
223	فضائل اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۰۹
231	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۱۰
232	بوقت نکاح و خصلتی سیدہ رضی اللہ عنہا کی عمر	۱۱۱
234	واقعہ نکاح	۱۱۲



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
236	سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دنیا کے علم میں	۱۱۳
239	مرویاتِ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۱۴
242	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت	۱۱۵
244	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا	۱۱۶
249	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے تلامذہ	۱۱۷
249	۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری <small>رضی اللہ عنہ</small>	۱۱۸
250	۲۔ حضرت ابو ہریرہ <small>رضی اللہ عنہ</small>	۱۱۹
252	۳۔ حضرت عبداللہ بن زبیر <small>رضی اللہ عنہ</small>	۱۲۰
253	۴۔ حضرت عمرو بن زبیر <small>رضی اللہ عنہ</small>	۱۲۱
255	۵۔ عمرو بن عاص <small>رضی اللہ عنہ</small>	۱۲۲
256	واقعہ وصال	۱۲۳
257	۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۱۲۴
258	۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۲۵
260	۸۔ حضرت معاذہ بنت عبداللہ عدویہ رضی اللہ عنہا	۱۲۶
260	۹۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق <small>رضی اللہ عنہ</small>	۱۲۷
261	۱۰۔ عمرہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا	۱۲۸
261	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خویش واقارب	۱۲۹
261	حضرت اسماء رضی اللہ عنہا	۱۳۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
261	ذات النطقتین کا لقب	۱۳۱
262	امّ کلثوم بنت ابی بکر الصّدّیق رضی اللہ عنہا	۱۳۲
262	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصّدّیق رضی اللہ عنہ	۱۳۳
263	امّ المؤمنین کی والدہ امّ رومان رضی اللہ عنہا	۱۳۴
264	امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے والد حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ	۱۳۵
264	امّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کا حکم	۱۳۶
266	واقعہ اُفک	۱۳۷
268	تفصیل واقعہ	۱۳۸
282	فوائد حدیث	۱۳۹
287	ترجمہ آیات برأت	۱۴۰
291	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں	۱۴۱
291	سیدہ کی اعلیٰ درجہ کی شرم و حیا	۱۴۲
292	امّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا غزوہ احد میں زخمیوں کو پانی پلانا	۱۴۳
293	امّ المؤمنین کا کولھوں پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرنا	۱۴۴
294	سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ اعتکاف کی اجازت مانگنا	۱۴۵
296	امّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قربانی کے جانوروں کے لئے ہار بنانا	۱۴۶
297	سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کو خوشبو لگانا	۱۴۷



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
298	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور سید عالم ﷺ کے فقر پر رونا	۱۴۸
298	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عقیدہ نور	۱۴۹
299	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حجۃ الوداع	۱۵۰
303	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حدیث تفکر	۱۵۱
304	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حرمت مزامیر	۱۵۲
306	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عورتوں کی امامت فرمانا	۱۵۳
308	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عورت کا سنگھار	۱۵۴
309	امّ المؤمنین کی بارگاہ میں زید بن ارقم کا معذرت کرنا	۱۵۵
310	حضور سید عالم ﷺ کی معراج جسمانی اور امّ المؤمنین	۱۵۶
311	امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کو گوہ کھانے سے نہی	۱۵۷
311	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور نڈی کی حالت	۱۵۸
313	معنی آیت لمس میں حدیث امّ المؤمنین سے احناف کا استدلال	۱۵۹
313	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عقد رہن کا جواز	۱۶۰
315	امّ المؤمنین کا حضور سید عالم ﷺ سے بچوں کے بارے میں سوال	۱۶۱
316	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت مردوں کو برامت کہو	۱۶۲
317	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا میت کو کنگھی کرنے سے منع فرمانا	۱۶۳
318	امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور شان نزول آیت تقدّم	۱۶۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
318	ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں توبہ و رجوع کرنا	۱۶۵
320	ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت	۱۶۶
321	ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایت عذاب قبر	۱۶۷
323	ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت جادو	۱۶۸
325	ام المؤمنین اور ایک جادوگر عورت	۱۶۹
326	جادو کا علاج	۱۷۰
327	حضور ﷺ کی ام المؤمنین کو وصیت	۱۷۱
328	ام المؤمنین اور واقعہ وصال النبی ﷺ	۱۷۲
330	حجرہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۷۳
330	حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے	۱۷۴
330	حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تین چاند	۱۷۵
330	حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدین صدیق اکبر ﷺ	۱۷۶
331	حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدین فاروق اعظم ﷺ	۱۷۷
331	حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امام حسن ﷺ	۱۷۸
332	حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدین حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۷۹
332	حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رفعت	۱۸۰
333	حجرہ مقدسہ میں مزارات کی ترتیب	۱۸۱



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
334	گنبد خضراء	۱۸۲
335	ریاض الجنۃ	۱۸۳
335	حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرشتوں کی جہرمت میں	۱۸۴
337	ستون عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۸۵
337	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جنگ جمل	۱۸۶
340	اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۱۸۷
340	اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وصیت	۱۸۸
341	انوکھا خواب	۱۸۹
342	پانچواں باب	☆
342	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا	۱۹۰
342	والد کی جانب سے سلسلہ نسب	۱۹۱
342	والدہ کی جانب سے سلسلہ نسب	۱۹۲
342	عقد نکاح	۱۹۳
344	فضائل و مناقب	۱۹۴
346	روایات اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا	۱۹۵
347	اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی چند ایک مرویات	۱۹۶
348	اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ کا وصال	۱۹۷
348	اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خویش و اقارب	۱۹۸

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
348	امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدہ کے والد	۱۹۹
349	کراماتِ حضرت عمر <small>رضی اللہ عنہ</small>	۲۰۰
351	ایک عبرت ناک واقعہ	۲۰۱
352	حضرت زینب بنت مطعون اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی والدہ	۲۰۲
353	عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے برادر مکرم	۲۰۳
354	حضرت عاصم بن عمر بن خطاب عدوی اُمّ المؤمنین کے علاقائی برادر	۲۰۴
355	عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ اُمّ المؤمنین کے علاقائی برادر کے اخیافی بھائی	۲۰۵
356	چھٹا باب	☆
356	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	۲۰۶
356	سیدہ کا سلسلہ نسب	۲۰۷
356	عقدِ نکاح	۲۰۸
357	عبداللہ بن جحش <small>رضی اللہ عنہ</small>	۲۰۹
359	ساتواں باب	☆
359	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا	۲۱۰
359	ہجرتِ حبشہ	۲۱۱
360	واقعہ ہجرتِ مدینہ	۲۱۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
361	سیدہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ سے نکاح	۲۱۳
364	اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ کا حلیہ مبارکہ	۲۱۴
365	اُمّ سلمہ و روایت حدیث	۲۱۵
366	مرویات اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا	۲۱۶
367	سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۲۱۷
368	حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ	۲۱۸
369	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ کے خویش و اقارب	۲۱۹
369	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	۲۲۰
370	حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سیدہ کے رضاعی بیٹے	۲۲۱
370	صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدہ کی اصابت رائے	۲۲۲
374	اُمّ المؤمنین اور حجۃ الوداع	۲۲۳
375	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی تسکین	۲۲۴
375	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور غزوہ خندق	۲۲۵
376	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو حکم پر وہ	۲۲۶
377	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور زیارت موعے مبارکہ	۲۲۷
379	اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور بشارت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ	۲۲۸
385	آٹھواں باب	☆
385	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۲۲۹



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
385	سیدہ کا حضرت زید بن حارثہ سے نکاح	۲۲۲
388	سیدہ کا حضور ﷺ سے عقد نکاح	۲۲۳
391	دعوت ولیمہ	۲۳۱
392	آیت حجاب	۲۳۲
393	حضور ﷺ کے حکم کی پابندی	۲۳۳
396	اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی فیاضی	۲۳۵
398	اُمّ المؤمنین سیدہ زینب کی پرہیزگاری پر سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گواہی	۲۳۶
398	اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب	۲۳۷
400	مرویات اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	۲۳۸
400	سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی چند روایات	۲۳۹
400	اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال	۲۴۰
401	اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وصیت	۲۴۱
401	ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا سیدہ کے بارے میں عقیدہ	۲۴۲
402	خویش واقارب	۲۴۳
403	اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بھتیجے محمد بن جحش	۲۴۴
403	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	۲۴۵
409	نواں باب	☆

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
409	تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	۲۴۶
409	اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ کا خواب	۲۴۷
409	غزوہ بنی مصطلق	۲۴۸
410	اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی زوجیت میں	۲۴۹
412	اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد کا قبول اسلام	۲۵۰
412	اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی عبادت گزاری	۲۵۱
413	مرویات اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا	۲۵۲
413	چند ایک مرویات	۲۵۳
414	سیدہ کا وصال	۲۵۴
414	اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ کے خویش واقارب	۲۵۵
414	عمرو بن الحارث	۲۵۶
414	عبداللہ بن الحارث	۲۵۷
415	عمرہ بنت الحارث	۲۵۸
416	دسواں باب	☆
416	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۲۵۹
416	سیدہ کا خواب	۲۶۰
416	سیدہ کا خواب و نکاح	۲۶۱
417	سیدہ حضور ﷺ کے حوالہ عقد میں	۲۶۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
417	خطبہ (اولیٰ) نکاح	۲۶۳
418	خطبہ ثانی	۲۶۴
418	خطبہ نکاح قرآہ النجاشی	۲۶۵
419	دیگر روایات	۲۶۶
419	ترجمہ روایت اولیٰ	۲۶۷
419	ترجمہ روایت ثانیہ	۲۶۸
420	خطبہ نکاح قرءہ خالد بن سعید	۲۶۹
421	سیدہ کی حضور ﷺ سے محبت اور والد پر شدت	۲۷۰
422	پابندی حکم رسول ﷺ	۲۷۱
422	آپ کی خیر خواہی	۲۷۲
423	مرویات ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۲۷۳
423	چند ایک روایات	۲۷۴
425	وصال	۲۷۵
425	خویش واقارب	۲۷۶
425	حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ	۲۷۷
426	حضرت ہندہ والدہ ام حبیبہ	۲۷۸
427	یزید بن ابوسفیان	۲۷۹
427	حضرت معاویہ بن ابوسفیان	۲۸۰



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
430	تنبیہ	۲۸۱
433	حضرت امیر معاویہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کی وصیت	۲۸۲
434	گیارہواں باب	☆
434	تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا	۲۸۳
434	سلام بن مشکم کے نکاح میں	۲۸۴
434	سیدہ کا خواب	۲۸۵
435	حسن و جمال کی پیکر	۲۸۶
435	اعزاز صفیہ رضی اللہ عنہا	۲۸۷
436	سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رشک	۲۸۸
436	سیدہ حضور <small>ﷺ</small> کے عقد نکاح میں	۲۸۹
437	اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ولیمہ	۲۹۰
438	سیدہ کا حضور کی معیت میں حج	۲۹۱
438	سیدہ صفیہ کی بردباری	۲۹۲
439	سیدہ صفیہ اور حضور <small>ﷺ</small> کی رضا جوئی	۲۹۳
440	حضور سید عالم <small>ﷺ</small> کی سیدہ سے محبت	۲۹۴
443	حضور <small>ﷺ</small> کا سیدہ کی دلجوئی فرمانا	۲۹۵
444	سیدہ کا علم و فضل	۲۹۶
445	مرویات اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا	۲۹۷

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
445	چند ایک روایتیں	۲۹۸
445	سیدہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کھانا بھیجنا	۲۹۹
446	اُمّ المؤمنین سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۳۰۰
446	اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی وصیت	۳۰۱
447	بارہواں باب	☆
447	تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	۳۰۲
447	سیدہ میمونہ کی چار سگی بہنیں	۳۰۳
447	۱۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا	۳۰۴
448	۲۔ لبابۃ الصغریٰ	۳۰۵
448	۳۔ عصما بنت حارث	۳۰۶
448	۴۔ عذہ بنت حارث	۳۰۷
448	سیدہ کی ماں شریک بہنیں	۳۰۸
448	۱۔ اسماء بنت عمیس	۳۰۹
448	۲۔ سلمیٰ بنت عمیس	۳۱۰
448	۳۔ سلامہ بنت عمیس	۳۱۱
449	۴۔ زینب بنت خزیمہ	۳۱۲
449	سیدہ کا پہلا نکاح	۳۱۳
449	سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا عقد نبوی میں	۳۱۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
451	سیدہ کا اپنے آپ کو حضور پر شمار کرنا	۳۱۵
453	مومنہ بہنیں	۳۱۶
453	اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا قرضہ	۳۱۷
453	سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور ایک عورت کی منت	۳۱۸
454	سیدہ اور تبلیغ سنت	۳۱۹
454	مرویات اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا	۳۲۰
455	چند ایک مرویات	۳۲۱
455	اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور سید عالم ﷺ کی اخبارِ غیب	۳۲۲
456	اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۳۲۳
456	خویش واقارب	۳۲۴
456	حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما	۳۲۵
457	عبداللہ بن شداد بن الہاد اللیثی	۳۲۶
457	یزید بن الاصم	۳۲۷
457	فضل بن العباس	۳۲۸
458	سیدہ کے غلام	۳۲۹
458	۱۔ عطاء بن یسار	۳۳۰
458	۲۔ سلیمان بن یسار	۳۳۱
458	۳۔ سلیمان ابن مولی میمونہ	۳۳۲
458	مزارات ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن	۳۳۳



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
459	تنبیہ	۳۳۴
460	تیرہواں باب	☆
460	۱۔ تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا	۳۳۵
460	مضمونِ خط	۳۳۶
461	تحائف	۳۳۷
461	حضرت ماریہ کا قبولِ اسلام	۳۳۸
462	حضور ﷺ کا سیدہ کو اپنے لیے مختص فرمانا	۳۳۹
462	دیگر روایات	۳۴۰
462	سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کی رہائش	۳۴۱
463	سیدہ کا وصال	۳۴۲
463	مسجد مشربہ ام ابراہیم	۳۴۳
463	خولیش اقارب	۳۴۴
463	حضرت ابراہیم بن رسول ﷺ	۳۴۵
466	صاحبزادہ رسول ﷺ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا مزار شریف	۳۴۶
467	حضرت سیرین، ہمشیرہ سیدہ ماریہ	۳۴۷
467	عبدالرحمن بن حستان	۳۴۸
468	۲۔ تذکرہ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون بن زید	۳۴۹
468	۳۔ حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا	۳۵۰
468	۴۔ جیلہ	۳۵۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
469	چودہواں باب	☆
469	وہ عورتیں جو حرم نبی سے مشرف نہ ہو سکیں	۳۵۲
469	۱۔ کلابیہ	۳۵۳
469	۲۔ اسماء کندیہ	۳۵۴
470	۳۔ لیلیٰ بنت خطیم	۳۵۵
471	۴۔ سنا بنت اسماء	۳۵۶
471	۵۔ مرو بن عوف بن سعد قبیلہ کی عورت	۳۵۷
472	۶۔ امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہما	۳۵۸
472	۷۔ عرزہ بنت ابوسفیان	۳۵۹
473	۱۔ ام شریک بنت جابر الغفاریہ	۳۶۰
473	۲۔ قتیلہ بنت قیس	۳۶۱
473	۳۔ عالیہ بنت ظلمیان	۳۶۲
474	۴۔ خولہ بنت ہذیل	۳۶۳
474	۵۔ شراف اخت دحیہ بن خلیفہ	۳۶۴
474	حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا	۳۶۵
477	وہ عورتیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ پر پیش کیا	۳۶۶
477	۱۔ حضرت خولہ بنت حکیم	۳۶۷
478	۲۔ فاطمہ بنت شریح	۳۶۸
478	۳۔ ام شریک	۳۶۹
480	پندرہواں باب	☆

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
480	حضور ﷺ کی اخروی ازواج	۳۷۰
480	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا	۳۷۱
481	فرعون کا خواب	۳۷۲
482	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش	۳۷۳
483	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریائے نیل میں بہنا	۳۷۴
484	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے گھر پہنچنا	۳۷۵
487	آل فرعون کا بچہ کواٹھا لینا	۳۷۶
488	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا قبول ایمان	۳۷۷
488	لطیفہ	۳۷۸
489	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے کا ایمان افروز واقعہ	۳۷۹
491	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا وصال	۳۸۰
492	حضرت مریم رضی اللہ عنہا	۳۸۱
493	حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت	۳۸۲
499	حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کے فضائل	۳۸۳
500	سیدہ کی پہلی صفت (اصطفاء)	۳۸۴
500	سیدہ کی دوسری صفت (تطہیر)	۳۸۵
501	سیدہ کی تیسری صفت (اصطفاء علی نساء العلمین)	۳۸۶
501	سیدہ مریم رضی اللہ عنہا اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام	۳۸۷
512	سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کا وصال	۳۸۸
513	ماخذ و مراجع	۳۸۹



## تقریظ جلیل

پہر طریقت رہبر شریعت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب دامت

برکاتہم القدسیہ (امیر جماعت اہلسنت کراچی پاکستان)

اس فقیر نے فاضل جوان عزیز محترم محمد افضل قادری سلمہ کی تصنیف "ضیاء ازواج مطہرات" کو کہیں کہیں سے دیکھا میں اپنی مصروفیات کی بناء پر بالاستیعاب تو اسے نہیں پڑھ سکا لیکن جہاں جہاں سے بھی اسے دیکھا خوب پایا۔ مولانا نے بڑی محنت سے اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہم کے حالات کو جمع فرمایا ہے ان کی محنت کا اندازہ ماخذ و مراجع کتب کی فہرست سے لگایا جاسکتا ہے جو تقریباً 70 ہیں، نیز اہمات المؤمنین کی شان میں زبان دراز کرنے والوں کا تعاقب کر کے ان کے اعتراضات کے مسکت جوابات بھی دیئے ہیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات جو اہمات المؤمنین ہیں کی تعداد گیارہ ہے، وہ کیا حالات تھے کہ جن کی بناء پر حضور ﷺ نے متعدد نکاح فرمائے، اس کا ایک اجمالی خاکہ پیش خدمت ہے۔ واضح ہو کہ حضرات انبیاء کرام اور ایک عام آدمی و امتی میں بے انتہا فرق ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور زمین پر اس کے نائب ہوتے ہیں، نبوت و رسالت کی بھاری ذمہ داری ان کے کاندھوں پر ہوتی ہے ان کی ذمہ داریاں ایک امتی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہوتی ہیں اور ایک عام آدمی کی نسبت انہیں کئی اضافی کام کرنے پڑتے ہیں، مثال کے طور پر ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں جب کہ حضور ﷺ پر چھ نمازیں یعنی تہجد بھی آپ پر فرض تھی۔ ایک غریب و ضرورت مند شخص زکوٰۃ اور صدقہ لے سکتا ہے لیکن حضور ﷺ اور ان کی آل اولاد کے لئے صدقہ لینا حرام ہے۔ اسی طرح ہمارے مرنے کے بعد ہماری میراث ہمارے ورثاء میں تقسیم ہوتی ہے، جب کہ نبی کریم ﷺ اور انبیاء کرام کی میراث تقسیم نہیں ہوتی، ہم میں سے کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کی بیوہ عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے، لیکن نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کا حضور ﷺ کے وصال کے بعد کسی اور سے نکاح حرام تھا نیز شیخ محقق شاہ

عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں بعض اصحاب السیر کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو تیس سے چالیس مردوں کے برابر قوت ودیعت کی گئی تھی۔

حضور ﷺ نے پہلا نکاح ۲۵ برس کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ برس تھی اور وہ ایک بیوہ خاتون تھیں نکاح کے پچیس سال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد بچیوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا، تب نبی کریم ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے واقعات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے نکاح کرنا یہ حضور کا ہی نہیں بلکہ کارہوت میں معاونت کے لئے یہ قدرت کا انتخاب تھا، چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے خواب میں تم دو دفعہ دکھائی گئیں اور کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔

واضح ہو کہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا بھی منشاء الہی تھی چنانچہ سورہ صف میں ارشاد ہوا "وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے" (سورہ صف نمبر ۹)

اس غلبہ کے حصول کے لئے حضور کو ان کفار و مشرکین سے نبرد آزما ہونا تھا لیکن حضور ﷺ چونکہ ایک مصلح تھے اس لئے آپ نے عربوں کی معاشرت اور ان کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی اور جہاں ناگزیر تھا وہاں ان سے جنگ بھی کی، جب کفار و مشرکین سے باقاعدہ برسر پیکار ہوئے تو بہت سے مسلمان صحابہ شہید ہوئے، بہت سی مسلمان خواتین بیوہ ہوئیں اور خاصی تعداد میں بچے یتیم ہوئے، ان یتیم بچوں اور بیواؤں کو سہارا دینے کے لئے حضور ﷺ کے ارشاد پر ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی صحابہ نے بیواؤں سے نکاح کئے اور ان کے بچوں کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ انہیں حالات میں حضور نبی کریم ﷺ نے بھی نکاح فرمائے اور کئی یتیم بچوں کو اپنے سایہ شفقت و رحمت میں لے لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

فرمایا ان کے شوہر جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ اس کے بعد حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جن کے شوہر حضرت عبیدہ بن حارث جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے اس کے بعد انہوں نے حضرت عبداللہ بن جحش سے نکاح کیا جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔

جنگ احد کے شہداء میں حضرت ابوسلمہ بھی تھے جو زخمی ہونے کے بعد کچھ عرصے کے بعد وصال فرما گئے، ان کے چار بچے تھے ان کی بیوہ حضرت ام سلمہ جو حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور جنہوں نے ہجرت کے دوران کافی تکلیفیں اٹھائیں ان سے نکاح فرمایا۔

جب کسی معاشرے میں غلط رسم و رواج جڑ پکڑ جائیں اور وہ ان کی معاشرتی اقدار کا حصہ بن جائیں تو ایسے معاشرے کی اصلاح صرف زبانی احکامات سے ممکن نہیں رہتی جب تک کہ کوئی بڑی شخصیت اس کے خلاف عملی اقدام نہ کرے۔ چنانچہ بنی کریم ﷺ نے ان غلط رسم و رواج کی بیخ کنی کے لئے عملی اقدام کئے۔ عرب میں منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا سخت برا سمجھا جاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس غلط رسم کو عملاً توڑتے ہوئے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید کی مطلقہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور قرآن نے بھی اسے بیان فرمایا چنانچہ سورہ احزاب میں ہے: "پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں" (سورہ احزاب آیت 37 پارہ 22)

عرب کی مخصوص معاشرت میں ایک بات یہ تھی کہ وہ رشتوں کا بڑا احترام کرتے تھے۔ داماد کا رشتہ ان کے ہاں مختلف برادر یوں اور قبائل کے مابین محبت کا ذریعہ اور مانع جنگ و جدل سمجھا جاتا تھا ان حالات میں حضور ﷺ نے ان قبائل کو قریب لانے کے لئے مختلف قبائل میں نکاح فرمائے۔

۵ھ میں رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے بعد گرفتار کی گئیں قبیلہ بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

۶ھ میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ (جو اس وقت ایمان نہ لائے تھے اور مسلمانوں کے سخت مخالف تھے) کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

کے میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جو ایک یہودی سردار کی بیٹی تھیں اور خیبر کے اسیران جنگ میں شامل تھیں۔

ساتویں ہجری میں ہی حضور کی چچی حضرت ام الفضل کی بہن حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی سفارش پر حضور ﷺ نے نکاح فرمایا۔

یہ وہ حالات تھے جن کی بناء پر حضور علیہ السلام نے متعدد نکاح فرمائے جن کی وجہ سے وہ دور رس نتائج برآمد ہوئے جن سے کتب سیر و تاریخ بھری ہوئی ہیں اور جن کی وجہ سے اسلام پھلا پھولا اور وہ ثمرات مرتب ہوئے جسے آج دنیا دیکھ رہی ہے۔

قرآن مجید نے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو وازواجہ امہاتہم کہہ کر امہات المؤمنین فرمایا اور ان کی عظمت کو یوں بیان کیا یا نساء النبی لستن کاحد من النساء یعنی "اے نبی کی بیویوں تم اور عورتوں کی طرح نہیں"۔ یوں تو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حالات زندگی سیرت کی کتب میں مل جاتے ہیں لیکن اس قدر تفصیل کے ساتھ کسی ایک کتاب میں موجود نہیں لہذا کہا جا سکتا ہے کہ مولانا موصوف نے ان کے حالات و واقعات کو ایک جگہ جمع کر کے ایک ضرورت کو پورا کیا ہے۔

مولانا موصوف نے ابھی اسی سال دارالعلوم امجدیہ سے دورہ حدیث کیا ہے نہایت ہی لائق اور فائق طلباء میں سے تھے اور تحصیل علم کے ساتھ ساتھ تدریس بھی کرتے تھے اور اس وقت بھی تدریس کر رہے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ مولانا موصوف نے تدریس کے ساتھ تحریر کے میدان میں بھی قدم رکھا ہے میری دعا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا موصوف کو ترقی عطا فرمائے اور ان کی اس کاوش کو قبول فرما کر نافع ہر خاص و عام بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ و علی الہ افضل الصلوٰۃ و

التسلیم

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری



## طیب التقریظ

جگر پارہ و جانشین محدث کبیر مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی صاحب زید

مجده الکریم (دارالعلوم امجدیہ کراچی)

الحمد لله الذي هدانا لهذا طريق الصواب والصلوة والسلام على سيدنا محمد  
خير من نطق بالصواب والفاصل من الخطاب وعلى آله الاطهار واصحابه الاخيار و  
ازواجه الطاهرات و تابعيه الابرار.

احقر العباد غفر له المولى القدير نے یہ رسالہ مبارکہ الموسوم بضیائے  
ازواج مطہرات تصنیف لطیف احی فی اللہ مولانا ابوالبرکات محمد افضل قادری ضیائی  
امجدی رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارين الحسنی چیدہ چیدہ مقام سے مطالعہ کیا الحمد للہ مولانا  
موصوف نے نہایت محنت و جانفشانی کے ساتھ کئی مستند و متداول کتابوں سے ائمہات المؤمنین وغیرہا  
کے موضوع پر نہایت مفصل و محقق رسالہ تصنیف کیا ہے اگر یہ کہا جائے کہ اس موضوع کا انسائیکلو پیڈیا ہے  
تو حق و صحیح ہوگا۔ فی زمانہ ایسی کتابوں کی بہت ضرورت ہے کہ عوام بھائیوں کو سلیس اردو میں اپنے  
اکابرین اور خصوصاً اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کے متعلق خاصی معلومات ہونی چاہئے تاکہ  
معلوم ہو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور ان کا کیا مرتبہ ہے نیز یہ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و  
سلم کا ارشادِ گرامی ہے و انا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ و هو جبل اللہ من  
اتبہ کان علی الہدی و من ترکہ کان علی الضلالۃ و اہل بیٹی اذکرکم اللہ فی اہل  
بیٹی اذکرکم اللہ فی اہل بیٹی میں تمہارے درمیان دو بھاری اور اہم چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان  
میں سے ایک قرآنِ مقدس ہے جو اللہ کی رستی ہے جو اس کی پیروی کرے گا ہدایت پر ہوگا اور جو چھوڑے  
گا گمراہ ہوگا اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں  
میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔ اور خود اللہ رب العزت جل مجدہ نے

انکی طہارت کی گواہی قرآن مجید میں بیان فرمائی۔

اس رسالے کے مصنف جواں سال مولانا محمد افضل قادری امجدی ضیائی ابھی عنقوانِ شباب کی منزل سے گزر رہے ہیں لیکن علمی قابلیت قابلِ قدر ہے تحقیق و جستجو اور تصنیف و تالیف اور تدریس کا شوق و لگن ایک تابناک مستقبل کا پتہ دیتی ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو اور خوب سے خوب تر بنائے اور مزید تحقیق و تالیف کی توفیق رفیق سے نوازے اور اس رسالہ کو قبولیتِ عامہ عطا فرمائے آمین بجہا

سید المرسلین۔

عطاء المصطفیٰ اعظمی

۲۵ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ

۷ دسمبر ۲۰۰۶ء بروز اتوار

## تقریظ جمیل

خلیفہ حضور مفتی اختر رضا خان ازہری زید مجددہ الکریم  
حضرت العلامة جمال مصطفیٰ صاحب اعظمی شہزادہ محدث کبیر

(جامعہ اشرفیہ مبارک پورا انڈیا)

زیر نظر ”مقالہ“ ”ضیائے ازواجِ مطہرات“ بہت جامع و مستند حوالہ جات سے مزین ہے  
یقیناً حضور اقدس ﷺ کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا بہت ہی بلند  
مرتبہ ہے اُن کی شانِ اقدس میں قرآنِ مقدس کی بہت سی آیاتِ بینات نازل ہوئیں جن پر ان کی  
عظمتوں کا تذکرہ اور ان کی رفعتِ شان کا بیان ہے  
چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ.....

ينساء النبي لستن كاحد من النساء ان اتقين ۝ (احزاب)

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو۔

دوسری آیت میں یہ ارشاد ہے

واذواجه امهتهم (احزاب)

اور اس (نبی) کی بیویاں ان (مؤمنین) کی مائیں ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مقدس ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کی تعظیم و توقیر ایسی ہی واجب  
و لازم ہے جیسے حقیقی ماں کی، چنانچہ حضرت علامہ زرقانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں ”یہ سب کی  
سب امت کی مائیں ہیں“ اور ہر امتی کے لئے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائق تعظیم و واجب الاحترام  
ہیں“ (زرقانی ج ۳ ص ۲۱۶)

عزیز موصوف مولانا محمد افضل امجدی (جو دارالعلوم امجدیہ کراچی کے درجہ فضیلت میں زیر

تعلیم ہیں) نے بڑی محنت و جانفشانی سے اس رسالہ مبارکہ کے لکھنے میں احادیث و اقوالِ محدثین و علماء و صلحاء کے وہ مستند و مبرہن دلائل ذکر کئے ہیں جس سے متعصب، تنگ نظر و مخالفین بھی مجالِ دم زدن ہیں۔  
 مولیٰ عزوجل عزیز اسعد مولانا محمد افضل امجدی کو جمیع علمائے دین و حضورِ مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت و حضورِ صدر الشریعہ علیہم الرحمۃ والرضوان کے علمی فیوض سے مالا مال فرمائے (آمین) اور مزید اشاعتِ دین کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ

جمال مصطفیٰ قادری عفی عنہ

خادم جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

۷ مارچ ۲۰۰۶ بروز سہ شنبہ



## تقریظ مبارک

درویشِ ملت حضرت علامہ محمد یونس امجدی صاحب

(تلمیذ علامہ ازہری صاحب علیہ الرحمہ شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ) امام و

خطیب جامع مسجد اہلسنت و جماعت بگری (بگھے شاہ دی نگری)

فاضل نوجوان مولانا محمد افضل قادری زید مجذہ کی کتاب موسوم مومنوں کی (مقدس) مائیں

چند مقامات سے پڑھی پتہ چلا مولانا نے بڑی محنت اور کوشش سے کام کیا ہے آیات کا ترجمہ اور تفسیر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور جناب صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہما بیان کر کے انکے مسلک کو اجاگر کیا۔

تحریر میں مولانا نے بڑی دیانتداری سے کام لیا ہے جس کتاب سے مواد لیا اس کا فوراً حوالہ دے دیا جس سے مولانا کے وسیع مطالعہ کا ثبوت ملتا ہے عربی عبارات کا عام فہم اردو ترجمہ کر کے معاشرہ کے ہر طبقہ کے

لئے مضامین کا سمجھنا آسان بنا دیا۔ مولانا نے تحریر کے میدان میں قدم رکھا ہے اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو مشکور فرمائے بحرمۃ سید المرسلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والہ صحبہ

اجمعین۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کے علم و عمل و خلوص میں برکت عطا فرمائے آمین ثم

امین۔

ناچیز محمد یونس امجدی

۱۰ اشوال ۱۴۲۷ھ مطابق ۴ نومبر ۲۰۰۶ء

## تقریظ لطیف

شیخ الحدیث والتفسیر جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء مفتی

عبد اللطیف جلالی زید مجددہ الکریم (جامعہ نعیمیہ داتا دی نگری لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسبت اگرچہ امر معنوی ہے مگر عجب شئی ہے اس سے وہ کمال نصیب ہوتا ہے جو عبادت و ریاضت سے نہیں ہوسکتا و کلہم باسط ذراعیہ بالوصید الآیۃ جن خواتین نفوس مبارکہ کو زوجیت سرور کائنات فخر موجودات نور مجسم رحمت و دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و سلم نصیب ہوئی ان کو وہ کمال حاصل ہوا کہ رب تعالیٰ جل جلالہ نے ان کے بارے میں ارشاد گرامی فرمایا ینساء النبی لستن کاحد من النساء الآیۃ۔ کتاب مستطاب جس میں ازواج نبی محترم رسول محترم صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و سلم کی سیرت مبارکہ کا بیان ذیشان ہے نہایت مبارک ہے فاضل جلیل محببی فی اللہ مد ظلہ نے اس دور پر فتن میں کتاب کو لکھ کر اہم فریضہ ادا فرمایا ہے فقیر نے متعدد مقامات سے کتاب کو دیکھا معنوی خوبیوں سے مزین پایا اللہ قدوس ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کا صدقہ اس تالیف مبارکہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے مولف کو سعادت دارین سے اور ہمیں بھی نوازے۔

اس دعا از من جملہ جہاں آمین باد

خاک بوس راہ در دمنداں

احقر محمد عبداللطیف غفرلہ

خادم علوم دینیہ بدر العلوم جامعہ نعیمیہ عروس البلاد لاہور

۳ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

## تقریظ لطیف

پیر طریقت رہبر شریعت صوفی ملت ابوتراب سید علی شاہ (مجت)

القادری دامت برکاتہم العالیہ

(در بار قادریہ عقب فلٹر پلانٹ اسٹیل مل کراچی)

الحمد لله رب العلمین و الصلوٰۃ والسلام علی رحمة اللعالمین و علی اله و اصحابہ  
و ازواجہ و ذریۃ اجمعین

ابا بعد

بدانکہ فالق کائنات (جل جلالہ) برائے حبیب خود (صلی اللہ علیہ وسلم) آن بانوانِ  
طہارت را انتخاب کرد کہ آنہا بصدقہ نسبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) مادران  
ہمہ اہم ہوں۔

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ہم کہتے ہیں :

اہل اسلام کی مادران شفیق  
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

خدمتِ آنہا عبادت است، ذکرِ غیرِ آنہا از گناہان کنارہ است یہیں سبب در  
ظاہری زندگی آنہا، خدمتِ آنہا صحابہ کرام علیہم الرضوان کردہ ہوں و حالاً صوفیاء و  
علماء کنند باین طور کہ حالاتِ زندگی آنہا نوشتن، خواندن، شنیدن و ذکرِ غیرِ کردن  
این تمام عبادت است کہ خدا ذکرِ غیرِ آنہا در قرآن فرمودہ است۔

نیز دانستن باید کہ ازواجِ نبی کریم ﷺ در وقتی نہ ہوں و در وقتی دیگر یازہ و در وقتِ  
دیگر یازہ بر آن و وقتی کمتر از آن، یہیں سبب علماء اختلاف دارند در عددِ ازواجِ

پیغمبر ﷺ و دو ترتیب ایشان و عدد آنهائیکه وفات یافتند پیش از آنحضرت ﷺ و آنهائیکه وفات یافتند بعد از وی ﷺ و آنها که دفن کرده بآنها و آنها که دفن نه کرده و جماعت از زنان هستند که آنها را خواستگاری کرده و در نکاح نه آورده.

(اشعة للمعات)

حاصل کلام این است که در این موضوع تفصیل و اختلاف است و لیکن آن وقتی که تالیف مولانا افضل امجدی (دارالعلوم امجدیه) مسمنی "بضیاء ازواج مطهرات" را دیدم و چیده چیده عبارت را یکی از مریدان شنیدم، بضیاء خود می گویم که این اختلاف تقریباً حل شد چنانکه فاضل مصنف در تالیف خود از ریزه کاری و بالتفصیل حالات ازواج مطهرات نوشته است.

بهر حال تتم سخن باین الفاظ کنم که،

"بضیاء ازواج مطهرات عمده و مدلل است"

دعای کنم که الله تبارک و تعالی جل جلاله بطریق قیب خود ﷺ خدمت

این را پذیرد و مقبول خاص و عام کند.

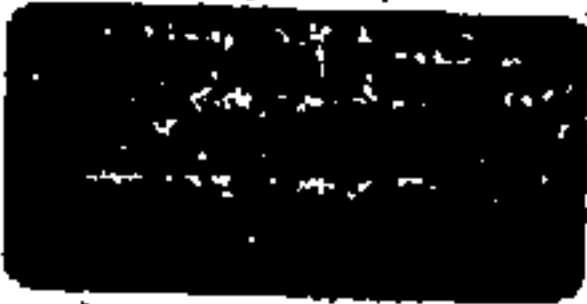
آمین بجاه النبی الکریم الامین صلی الله علیه و سلم و بجاه ولد النبی

الکریم السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه

نقط

ابو تراب السید علی شاه (مجت) القادری

۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ هـ





## کلماتِ دعا

حضرت علامہ مولانا محمد وسیم ضیائی صاحب

(مہتمم مرکز العلوم الاسلامیہ بادامی مسجد کراچی)

فقیر کے بہت ہی عزیز دارالعلوم امجدیہ کراچی کے (دورہ حدیث کے) طالب علم محمد افضل امجدی صاحب نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے موضوع پر ایک نہایت ہی معطر و معنبر کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کے پڑھنے سے دل و دماغ کو تسکین اور روح کو تازگی ملتی ہے۔

دعا گوہوں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی محبوب اور پاکیزہ ازواجِ رضی اللہ عنہن کے صدقہ و طفیل کتاب مستطاب کو اپنی بارگاہِ صمدیت میں درجہ مقبولیت عطا فرمائے اور موصوف کو دارین کی سعادتوں و خوش بختیوں سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و سلم

محمد وسیم ضیائی

(بادامی مسجد کراچی)

۲۱ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۰ فروری ۲۰۰۷ء

## کلماتِ برکت

فاتح افریقہ قدوۃ العلماء حضور محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی

ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم القدسیہ (گھوسی شریف انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضور سیدنا رسول اکرم ﷺ کی تمام ازواجِ مطہرات بحکم قرآن حکیم امہات المؤمنین ہیں ان کا یہی ایک وصف ان کی شان کے لئے کافی ہے۔ دین کی اشاعت اور احکام اسلام کی ترویج میں ازواجِ مطہرات کا بہت بڑا حصہ ہے اس سلسلہ میں قرآن کریم میں ربّ قدیر کا یہ ارشاد روشن دلیل ہے و اذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیت اللہ و الحکمۃ۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام بعض مشکل مسائل میں ازواجِ مطہرات کی طرف مراجعت فرماتے تھے اور دفع اشکال کے مواد وہیں سے حاصل کرتے۔ کئی اجلہ صحابہ کرام اور فقہائے تابعین نے بھی ازواجِ مطہرات سے اکتسابِ علم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو جملہ اخلاقی و روحانی استقام سے پاک رکھا تھا اسی لئے ارشاد فرمایا یوید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا (الاحزاب) یہیں سے اس مسئلہ کا ایک حل نکلا کہ کثرتِ ازواجِ مطہرات کا ایک سبب دعوتِ اسلام اور اشاعتِ احکام ہے اور یہ فضل بھی کم نہیں ہے خیرکم من تعلم و علم۔

فاضل نوجوان مولانا محمد افضل امجدی صاحب نے فضائلِ ازواجِ مطہرات پر ایک کوشش کی عامۃ المؤمنین کے لئے اس میں خاصی مقدار میں معلومات کا خزانہ ملے گا اور عورتوں کے لئے یہ تالیف ذخیرہ ہدایت ثابت ہوگی۔ ربّ قدیر ان کی سعی کو مسعود و مقبول بنائے اور انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین)

قلت فرصت کی وجہ سے مجھے ان کی اس تالیف کے مطالعہ کا وقت نہ ملا اس لئے اس کتاب پر

کوئی نقد و تبصرہ کرنے سے قاصر ہوں۔ واللہ ولی التوفیق و منہ الرشاد

وارد حال امجدیہ کراچی پاکستان

۲ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ ۲۰ فروری ۲۰۰۷ء

## پیش لفظ

### نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چند ماہ قبل میرے عزیز محترم سید غلام دستگیر گیلانی (تلمیذ مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب مدظلہما) نے فرمائش کی کہ حضور سید عالم ﷺ کی مقدس ازواج رضی اللہ عنہن کے بارے میں کوئی کتاب لکھی جائے لہذا گرامی القدر سید صاحب کی فرمائش کو پورا کرنے کے لئے حامی تو بھری لیکن ارادہ یہ تھا کہ چند ایک صفحات پر عنوان کو سمیٹ لیا جائے گا اللہ کی شان اور اس کے حبیب کریم ﷺ کی نوازش کہ جب ان مبارک ازواج مطہرات کے ذکر سے فراغت ہوئی تو یوں محسوس ہوا کہ.....

ع : ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں اس کے پیارے حبیب ﷺ اور آپ علیہ السلام کی ازواج مطہرات کا وسیلہ پیش کر کے دعا گو ہوں کہ وہ فقیر کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور میرے والدین کے لئے ذریعہ بخشش بنائے اور میرے جملہ اساتذہ کرام بالخصوص حضور سیدی شیخ الحدیث علامہ محمد اسماعیل رضوی صاحب و مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب اور سیدی علامہ محمد ثار اختر القاوری صاحب کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور اس مبارک کتاب کو تشنگان علم کے لئے مفید بنائے اور ہم سب کو مذہب اہلسنت پر استقامت اور اسی پر خاتمہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و سلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
انما الاعمال بالنیات (الحديث)

پہلا باب

## ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنَّ

کتب احادیث میں ازواجِ مطہرات کے ساتھ اُمّ المؤمنین کا لفظ بھی مستعمل ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ قرآنِ مقدس نے حضور ﷺ کی ازواج یعنی پاک بیبیوں کو اُمّ المؤمنین یعنی مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔

علامہ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ:-

قوله اُمّ المؤمنین هو ماخوذ من قوله تعالى وازواجه امهاتهم (فتح الباری)  
آپ کا قول اُمّ المؤمنین سو وہ ماخوذ ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان وازواجه امهاتهم سے۔  
چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

النَّبِيُّ اُولٰٓئِی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجِهِ اَمِهَاتِهِمْ.

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

(کنز الایمان)

آیت مذکورہ میں لفظ مؤمنین کے استعمال کا راز یہ ہے کہ معلوم ہو جائے کہ مومن وہ ہے جو نبی علیہ السلام کو اپنی جان شیریں سے زیادہ محبوب رکھتا ہے دوم مومن وہ ہے جو ازواجِ مطہرات کو اپنی ماں جانتا ہے وہ ماں نہیں جس سے جسمِ عنصری کا ظہور ہوا بلکہ وہ ماں جس کی فرزندگی کا شرف اس کو ملتا ہے جس کو محبتِ نبی اور ایمان میں کمال حاصل ہوتا ہے (فیوض الباری) پھر یہ حرمت مومنوں پر ان سے نکاح کرنے کے بارے میں ہے نا کہ دیگر احکام میں چنانچہ جلالین میں ہے۔

وازواجه امهاتهم فی حرمة نکاحهن علیہم. (جلالین)

کہ حضور کی ازواجِ مومنوں کی مائیں ہیں ان پر ان کے نکاح حرام ہونے کے بارے میں۔



فتح الباری میں ہے۔

ای فی الاحترام و تحريم نکاحهن.

یعنی ازواج مطہرات مؤمنوں کی مائیں ہیں ان کی تعظیم و تکریم اور ان کے ساتھ تحریم نکاح میں مثل ماں ہیں۔

خزائن العرفان میں ہے کہ:-

تعظیم و حرمت میں اور نکاح ہمیشہ حرام ہونے میں اور اس کے علاوہ دوسرے احکام میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا اور ان کی بیٹیوں کو مؤمنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مؤمنین کے ماموں اور خالہ نہ کہا جائے۔ (خزائن)

نیز فیوض الباری میں ہے کہ البتہ یہ بات ظاہر ہے کہ ازواج رسول ﷺ جملہ احکام میں مسلمانوں کی مائیں نہیں ہیں ورنہ امتیوں سے پردہ کیوں ہوتا ماں چونکہ بے حد معظّم و مکرم و محترم ہستی ہوتی ہے اور کسی طرح غلیظ خیالات و جذبات ان کے بارے میں انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتے اس لئے بطور تعظیم و تکریم ازواج رسول ﷺ کو امہات المؤمنین فرمایا گیا۔

(فیوض الباری حصہ اول پ اول ص ۶۲)

خازن میل ہے.....

یعنی امہات المؤمنین فی تعظیم الحرمة و تحريم نکاحهن علی التابید لافى النظر اليهن والخلوة بهن فانه حرام فى حقهن كما فى حق الاجانب ولا يقال لبناتهن هن اخوات المؤمنین ولا لآخوانهن و اخواتهن هن اخوال المؤمنین و خالاتهم قال الشافعى تزوج الزبير اسماء بنت ابى بكر وهى اخت عائشة أم المؤمنین ولم يقل هى خالة المؤمنین.

یعنی ازواج مطہرات مؤمنوں کی مائیں ہیں تعظیم حرمت اور ان کے ساتھ ہمیشہ نکاح حرام ہونے میں نہ کہ ان کی طرف نظر کرنے اور ان کے ساتھ خلوت کرنے میں کیونکہ یہ ان کے

حق میں ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ اجنبی عورتوں کے حق میں اور ان کی بیٹیوں کو مومنوں کی بہنیں اور نہ ہی ان کے بھائیوں کو مومنوں کی بہنیں اور نہ ہی ان کے بھائیوں کو مومنوں کے خالو اور نہ ہی ان کی بہنوں کو مومنوں کی خالائیں کہا جائے گا امام شافعی نے فرمایا کہ حضرت اسماء کے ساتھ حضرت زبیر نے نکاح فرمایا اور چونکہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں اور آپ کو مومنوں کی خالہ نہ فرمایا (کہ نکاح ناجائز قرار دیا جاتا)

(خازن ج ۳ جزء خامس ص ۲۳۱ دار فکری بیروت)

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ تحریم صرف نکاح تک محدود ہے اسی لئے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:-

ہم مردوں کی مائیں ہیں نہ کہ عورتوں کی (روح البیان)

عن مسروق ان امرأة قالت لعائشة يا امه فقالت لست لك بام انا ام رجالکم (خازن)

حضرت مسروق سے روایت ہے کہ:-

ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یا امہ (اے اماں جان) کہا تو آپ نے فرمایا کہ میں مردوں کی ماں ہوں نہ کہ تمہاری۔

اسی طرح روح المعانی میں ہے:-

ای منزلات منزلة امہاتہم فی تحریم النکاح واستحقاق التعظیم  
واما فیما عدا ذلك من النظر الیہن و الخلوۃ بہن وارثہن ونحو ذلك فہن  
کالاجنبیات (روح المعانی)

یعنی ازواج مطہرات تعظیم کے مستحق ہونے اور نکاح کے حرام ہونے میں مومنوں کی ماؤں کے منزلہ میں ہیں رہا اس کے ماسوا احکام میں جیسے ان کی طرف نظر کرنا ان سے خلوت و تنہائی کرنا اور ان کا وارث ہونا اسی طرح دیگر باتوں میں پس وہ اجنبیہ عورتوں کی طرح ہیں۔

## فضائل امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

## ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی فضیلت

حضور ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن کی فضیلت دراصل خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کا ہی ایک شعبہ ہے قرآن پاک میں ہے.....

لستن کا احد من النساء۔

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

النساء میں الف جنسی ہے لفظ احد بھی موجود جیسے لم یکن له کفو احد میں ہے جس

سے واضح ہوتا ہے کہ ازواج رسول ﷺ کا درجہ و مقام ہر عورت سے بالاتر ہے۔

(فیوض الباری پ اول حصہ اول ص ۶۲ طبعہ لاہور)

اذ احلنا لک ازواجک.....

اے محبوب ہم نے تمہاری ازواج کو تمہارے لئے حلال کر دیا۔

اس آیت سے یہ فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کی بیویوں کا ازواج النبی ہونا بمنظوری

کرب العالمین ہے اور ظاہر ہے کہ یہ منظوری فی الواقعہ ان کے لئے فضیلت عظیمہ ہے۔

وماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجه من بعدہ ابدا۔

اے ایمان والو تمہیں یہ حق نہیں کہ تم رسول کو ایذا دو اور یہ بھی جائز نہیں کہ رسول کے بعد ان کی

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کرو۔

اس آیت میں ان کی حرمت دوام کا اعلان ہے پھر یہ بھی دیکھئے کہ پہلے اس آیت میں

حضور ﷺ کو ایذا دینے سے روکا گیا اس کے بعد حقوق ازواج بیان کئے گئے جس سے یہ ثابت ہوا کہ

ایذائے رسول ﷺ کے جس قدر اقسام ہو سکتے ہیں ان میں سب سے زیادہ سخت صورت وہ ہوگی جس میں

حضور ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن کی شان کے خلاف کوئی رویہ اختیار کیا گیا ہو (فیوض الباری

شرح بخاری حصہ اول پ اول ص ۶۲) خیال رہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دے تو ایسے شخص پر اللہ کی دنیا و آخرت میں لعنت ہے۔

ان الذین يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة۔

پتہ لگا کہ حضور ﷺ کی متقی پرہیزگار بیویاں تمام جہان کی پرہیزگار بیویوں سے افضل ہیں کیونکہ وہ حضور کی بیویاں ہیں۔ (الکلام المقبول)

تفسیر صاوی میں تحت آیت یانساء النبی لستن کاحد ہے کہ تقدم ان حکمة التشدید علیہن شدة قربہن من رسول اللہ ﷺ وهو دلیل علی رفعة قدرہن وعظم رتبتهن فلا یلیق منهن التوغل فی الشهوات وتطلب زینة الدنيا لان رسول اللہ ﷺ قال لست من الدنيا وليست الدنيا منی والمقربون منه كذلك والمعنی لیست لواحدة منكن كالأحدة من احاد النساء۔ (حاشیہ صاوی)

یعنی یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر شدت کرنے کی حکمت ان کا حضور سے شدت قرب ہے جو کہ ان کے عظیم مرتبے اور رفعت مقام پر دلیل ہے تو دنیا کی ریت اور شہوات میں پڑنا ان کی شایان شان نہیں ہے اس لئے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں دنیا لئے اور دنیا مجھ سے نہیں اور جو لوگ حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ کے مقرب ہیں ان کا بھی یہی حال ہے۔ (معنی یہ ہوا کہ تم میں سے کوئی بھی شرافت میں عام دنیا کی عورتوں کی طرح نہیں ہے۔) (تمہاری رت اور بزرگی بہت زیادہ داؤچی ہے)

حضور سیدی صدر الافاضل رحمہ اللہ خزائن میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:-

تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر جہاں کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں۔ (خزائن العرفان)

اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہوں یا اولاد



اطہار ہوں سب کو رب نے پاک فرمادیا اس لئے کہ حضور ﷺ کا قبیلہ ہیں اور یہ خصوصی طہارت دوسروں کو میسر نہیں۔ (فیوض الرحمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اسے پورا اور کامل ثواب ملے تو وہ مجھ پر اور میرے اہل بیت پر اس طرح درود پڑھے۔  
اللہم صلی علی محمد النبی الامی وازواجه امہات المؤمنین وذریاتہ  
واہل بیتہ کما صلیت علی ابراہم انک حمید مجید۔ (فیوض الرحمن)  
نیز اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:-

انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا (القرآن)  
اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرمائے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے (کنز الایمان)

یعنی گناہوں کی نجاست سے تم آلودہ نہ ہو اس آیت سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہل بیت میں نبی کریم ﷺ کے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ اور حسین کریمین رضی اللہ عنہم سب داخل ہیں آیات و احادیث کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ان آیات میں اہل بیت رسول کریم ﷺ کو نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پابند رہیں گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیزگاری کو پاکی سے استعارہ فرمایا گیا کیونکہ گناہوں کا مرتکب ان سے ایسا ہی ملوث ہوتا ہے جیسا جسم نجاستوں سے (بخزائن العرفان)

معلوم ہوا کہ اہل بیت خواہ ازواج ہوں یا اولاد اطہار ہوں سب کو رب نے پاک فرمادیا کیوں اس لئے کہ وہ حضور ﷺ کے قبیلے والے ہیں یہ خصوصی طہارت دوسروں کو میسر نہیں۔

(الکلام المقبول)

حضور سیدی شیخ محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کی سیرت و معاشرت اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہتر ہے اور تم سب سے بڑھ کر میں خود اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہتر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر تیار ہوتے تھے تو ازواج میں قرعہ اندازی فرماتے تھے جن سیدہ کا نام نکلتا تھا اسے اپنے ہمراہ لے جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو مؤمنین کی مائیں کہا ہے یہ حرمت نکاح اور وجوب احترام میں ارشاد وارد ہوا ہے اور دیکھنے و تنہا رہنے میں نہیں پھر بھی ان کی بیٹیاں عام مسلمانوں کی بہنیں بردار ماموں اور خالائوں کے شمار میں نہیں اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردوں اور عورتوں کے باپ شمار ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاک امت کی تمام عورتوں سے افضل ہیں ان کا ثواب و عقاب بھی ان کے مقابلے میں دوگنا ہے اور ساری ازواج پاک میں سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں اور ان دونوں کے درمیان فضیلت کے بارے میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے اس بارے میں آگے جا کر تحقیق پیش کی جائیگی۔ (مدارج شریف مترجم)

### ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت میں داخل ہیں

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں فیوض الباری، خزائن العرفان، الکلام المقبول کے حوالہ سے گزرا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اہل بیت اطہار میں داخل ہیں لیکن شیعہ کے نزدیک اہل بیت سے مراد حضرت علی، فاطمہ و حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں جب کہ ہم جماعت اہلسنت و جماہیر علماء و سلف و خلف کے نزدیک ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اہل بیت میں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اهل البيت انه حميد مجيد  
ترجمہ: فرشتے بولے کیا اللہ کا اچھا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو

بے شک وہی ہے سب خوبیوں والاعزت والا (کنز الایمان)

فرشتوں کے کلام کے یہ معنی ہیں کہ تمہارے لیے کیا جائے تعجب ہے تم اس گھر میں ہو جو معجزات اور خوارق عادات اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا مورد بنا ہوا ہے۔

مسئلہ..... اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہاں اہل بیت میں داخل ہیں۔ (خزائن العرفان)

اسی آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے کہ:-

وفیہ دلیل علی ان ازواج الرجل من اهل بیتہ

یعنی اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ آدمی کی ازواج یعنی بیویاں اس کی اہل بیت میں سے

ہیں (خازن)

نیز تفسیر بغوی میں ہے کہ:-

وفیہ دلیل علی ان الازواج من اهل البيت

یعنی اس میں بیویوں کے اہل بیت سے ہونے پر دلیل ہے۔

نیز تفسیر روح المعانی میں اسی آیت کے تحت ہے:-

واستدلال بالایة علی دخول الزوجة فی اهل البيت وهو الذی ذهب الیہ

السنیون (روح المعانی)

یعنی اس آیت سے زوجہ کے اہل بیت میں داخل ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اور یہ سنیوں

کا مذہب ہے۔

نیز قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں رقمطراز ہیں:-

وفی الایة رد علی الروافض حیث لایزعمون ازواج النبی ﷺ من اهل

البيت مع ان اهل البيت من حیث اللغة ہی ازواج وغیر من اتباع لهن

(مظہری)

یعنی اس آیت میں روافض پر رد ہے اس حیثیت سے کہ وہ ازواج مطہرات نبی ﷺ کو اہل

بیت سے گمان نہیں کرتے باوجود یکہ اہل بیت من حیث اللغة ازواج ہی ہیں جب کہ ان کے ماسوا ازواج کے تابع ہیں۔

نیز واذ غدوت من اهلک تبوی المؤمنین مقاعد للقتال واللہ سمیع علیم ترجمہ:- اور یاد کرو کہ اے محبوب جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے اور اللہ سننا چاہتا ہے (کنز الایمان)

اس آیت میں بھی اہل مستعمل ہے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل کے معنی ہیں گھر والے یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں کہ حضور انور (ﷺ) جنگ احد کے لئے اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہی روانہ ہوئے تھے قرآن شریف میں اہل یا اہل بیت صرف بیوی کو کہا جاتا ہے اور نبی کے اہل بیت صرف مومن بیویاں ہیں۔

فائدہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مومنہ متقیہ اور صالحہ ہیں اور نبی کریم (ﷺ) کی اہل بیت۔ رب تعالیٰ نے انہیں یہاں من اهلک فرمایا کافر اولاد اور کافر بیوی نبی کے اہل بیت نہیں ہوتے رب تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے ان کے بیٹے کنعان کے متعلق فرمایا انہ لیس من اهلک اور لوط علیہ السلام سے ان کی کافر بیوی کے متعلق فرمایا الا امراتک قرآن کریم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ السلام کی اہل بیت فرما کر ان کے ایمان و تقویٰ سب کی گواہی دے دی خیال رہے کہ قرآن کریم میں صرف بیوی کو اہل بیت کہا جاتا ہے چنانچہ یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور انور (ﷺ) کا اہل بیت کہا گیا دوسری جگہ ارشاد ہوا اذ قال لاهلہ امکنوا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا یہاں ٹھہرو ایک جگہ فرماتا ہے کہ فرشتوں نے بیوی سارہ سے کہا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اهل البيت (تفسیر نعیمی)

تفسیر خازن میں ہے:-



قال مجاهد والكلبي والواقدي غدار رسول الله ﷺ من منزل عائشة  
يعني حضور سيده عالم ﷺ عائشة رضي الله عنها كحجره من برآمد ہوئے تھے (خازن)  
نیز تفسیر بغوی میں ہے کہ:-

قال مجاهد والكلبي والواقدي غدار رسول صلي الله عليه وسلم من منزل  
عائشة رضي الله عنها (تفسیر بغوی) وايضا في الخازن واذغدوت من  
اهلك اى واذا ذكر اذغدوت من اهلك يعنى منزل عائشة ففية منقبة  
عظيمة لعائشة رضي الله عنها لقوله من اهلك فنص الله تعالى على انها  
من اهله (خازن)

یعنی اے محبوب یاد کرو جب آپ اپنے دولت خانہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے  
سے برآمد ہوئے تو اللہ کے فرمان من اهلك میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے  
بہت بڑی منقبت و تعریف ہے اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ  
عنها کے حضور کی اہل بیت) میں ہونے پر نص فرمائی۔

نیز تفسیر قرطبی میں تحت آیت قالوا تعجبین ہے کہ الثالثة هذه الاية تعطى ان  
زوجة الرجل من اهل البيت هذا على ان ازواج الانبياء من اهل البيت فعائشة رضي  
الله عنها وغيرها من جملة اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم ممن قال فيهم  
ويطهر كم تطهيرا. (قرطبی)

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہ آیت خبر دیتی ہے کہ آدمی کی بیوی اس کے اہل بیت میں سے ہے پس  
یہ اس بات پر وال ہے کہ انبیاء کی ازواج ان کے اہل بیت میں سے ہیں لہذا سیدہ عائشہ رضی اللہ  
عنها و دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضور کے اہل بیت میں سے ہیں جن کی شان میں اللہ  
تعالیٰ نے ويطهر كم تطهيرا فرمایا نیز تفسیر جلالین شریف میں اللہ کے فرمان اهل اتك حدیث  
موسیٰ اذراى نار افقال لاهله امكثوا (اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی جب اس نے ایک آگ دیکھی

تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو۔ (کنز الایمان) کے کلمہ لاہلہ کی تفسیر لامراتہ سے فرما کر اسی کی وضاحت فرمائی کہ اہل بیت میں ازواج داخل ہیں مزید برآں اسی کے حاشیہ میں ہے والخطاب لامراتہ وولدها والخدم ویجوز ان یکون للمرأة وحدها یعنی خطاب آپ کی بیوی اولاد اور خادم سے ہے جب کہ یہ بھی جائز ہے کہ تنہا آپ کی بیوی سے ہو پھر رہا یہ اعتراض کہ ضمیر جمع کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی عظمت کو بتانے کے لئے واحد کے لئے جمع کا بھی صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ نیز اعلیٰ حضرت علیہ الرحمة کا ترجمہ بھی اسی کی طرف مشیر ہے۔ حکیم الامت علیہ الرحمة رقمطراز ہیں کہ بیویوں کا اہل بیت ہونا قرآنی آیات سے ثابت ہے رب نے حضرت سارہ کو جناب ابراہیم کی اہل بیت فرمایا رحمة اللہ وبرکاتہ علیکم اهل البيت حضرت صفورا کو جناب موسیٰ علیہ السلام کا اہل بیت فرمایا۔

اذ قال لاهلہ امکشوا انی انست نارا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کا اہل بیت فرمایا واذ غدوت من اہلک تبوی المؤمنین مقاعد للقتال اور اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث سے ثابت ہے حضور ﷺ نے جناب فاطمہ حسنین کریمین اور جناب علی کے متعلق فرمایا اللہم هؤلاء اہل بیٹی خدایا یہ لوگ بھی میرے اہل بیت ہیں لہذا حضور ﷺ کی ازواج اور اولاد سب ہی اہل بیت ہیں رضی اللہ عنہم خلاصہ یہ ہے کہ بیت تین قسم کے ہیں بیت نسب، بیت سکن، بیت ولادت اس لئے اہل بیت بھی تین قسم کے ہیں۔ (مراۃ)

شیخ محقق علیہ الرحمة اشعت اللمعات میں فرماتے ہیں کہ:-

بدانکہ اطلاق اہل بیت پیچند معنی آمدہ کسانیکہ فراہ است برایشان زکوٰۃ کرقتن وایشان بنوہاشم اندواین شامل است آل عباس وآل علی وآل جعفر وآل عقیل وآل حارث رضی اللہ عنہم اجمعین۔

جان لو کہ اہل بیت کا اطلاق چند معنی میں ہے وہ حضرات کہ جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے اور وہ بنو ہاشم ہیں اور یہ شامل ہے آل عباس، آل علی، آل عقیل، آل حارث کو رضی اللہ عنہم

اجمعین۔

وگاھے بمعنی اہل و عیال آنحضرت آمدہ شامل ہر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن راوی بیرون آوردن نساء آنحضرت از اہل بیت مکابرہ است و مخالف است مرسوق آیت کریمہ را انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا زیرا کہ خطاب بالایشان است در اول آیت و آخر آن پس بیرون آوردن ایشان از اچہ در مابین واقع شدہ بیرون می آرد کلام را از انساق و انتظام

اور کبھی حضور سید عالم ﷺ کے اہل و عیال کے معنی میں جو کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو شامل ہے اور حضور کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت سے خارج کرنا مکابرہ سینہ زوری اور سوق آیت یعنی آیت انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس کی روش کا خلاف کرنا ہے اس لئے کہ آیت کے اول و آخر میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے خطاب ہے پس آیت کے درمیانی حصہ سے انہیں خارج کرنا کلام کو نظم و نسق سے باہر لانا ہے یعنی اس سے کلام میں نسق و نظم برقرار نہیں رہے گا۔

امام فخرالدین محمد رازی کفہ کہ این آیت شامل است ہر نساء آنحضرت را زیرا کہ سیاق آیت ندامی کند بر آن پس بیرون آوردن ایشان را از ان و مخصوص کردن بغير ایشان صعب نباشد

امام فخرالدین محمد رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو شامل ہے اس لیے کہ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے پس ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت سے خارج کرنا اور ان کے ماسوا کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہ ہوگا

و نیز کفہ کہ اولیٰ آنست کہ کفہ شود اہل بیت اولاد آنحضرت و ازواج او بند و حسن و حسین رضی اللہ عنہما از ایشانند و علی مرتضیٰ نیز اہل بیت اوست بچیت

معاشرت اور نسبت پیغمبر و ملازمت اور مروی را ﷺ

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اولیٰ و بہتر یہ ہے کہ اہل بیت حضور کی اولاد و ازواج ہیں جب کہ حسنین کریمین ان میں داخل ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ بھی حضور کی اہل بیت میں داخل ہیں حضور کی شہزادی کے ساتھ معاشرت اور آپ کے احکام کی پابندی کرنے کی وجہ سے۔

و کاہے اطلاق اہل بیت چنان آمدہ کہ مضموم می گردد اقتصاص آن

بفاطمہ زہرا و علی و حسن و حسین سلام اللہ علیہم اجمعین

اور بعض اوقات اہل بیت کا اطلاق اس طرح آیا ہے کہ جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ لفظ اہل

بیت حضرت فاطمہ زہرا و حسنین و کریمین و علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ مختص ہے۔

روایت می کند انس رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت ﷺ می گذشت

بفان فاطمہ چون برائے نماز مسجد می آمد می گفت الصلوة یا اهل البيت انما یرید

اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البيت ویطہرکم تطہیرا رواہ الترمذی وابن شیبہ

واراہ سلمہ آمدہ کہ بودم من نزد رسول خدا ﷺ کہ خادم آمد و خبر کرد کہ علی و فاطمہ

بر آستانہ ایستادہ اند پس گفت آنحضرت مرا یکسوشو پس من اندرون خانہ رفتم پستر

آمد حسن و حسین پس استادند آنحضرت حسن و حسین را در کنار مبارک خود و گرفت

علی را بیک دست خود و گرفت فاطمہ را بدست دیگر و پشپانید بنمود و پیچید برایشان کلیم

سیاہ کہ پوشیدہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم و گفت خداوند اینها اهل بیت من

اند آمدہ اند بسوئے تونہ بسوئے آتش من و اهل بیت من۔

حضرت انس روایت فرماتے ہیں کہ حضور جب نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لاتے

حضرت فاطمہ کے گھر کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اے اہل بیت نماز (پڑھو) اور آیت پڑھتے

انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البيت

یعنی اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک



کر کے خوب ستھرا کر دے (کنز الایمان)

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی کہ خادم نے آکر اطلاع دی حضرت علی و فاطمہ دروازے پر جلوہ افروز ہیں (حاضر ہیں) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا آپ ایک طرف ہو جائیں پس میں گھر کے اندر چلی گئی پھر حسین کریمین حاضر ہوئے تو حضور نے انہیں آغوش مبارک میں لے لیا اور حضرت علی کو ایک ہاتھ میں جب کہ حضرت فاطمہ کو دوسرے دست مبارک سے پکڑا اور انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیا اور وہ سیاہ کبیل کہ جو آپ نے اوڑھا ہوا تھا اس میں انہیں چھپا لیا اور حضور ﷺ نے دعا کی اے خداوند مالک یہ میرے اہل بیت ہیں تیری بارگاہ کی طرف آئے ہیں نہ کہ آگ کی طرف میں اور میرے اہل بیت

و نیز از ام سلمہ آمدہ کہ گفت آنحضرت این مسجد من حرام است بر ہر عائض از زنان و ہر جنب از مردان مگر بر محمد و اہل بیت وی علی و حسن و حسین روایت کردہ این حدیث را بیقی و تضعیف کردہ

یہ بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ یہ میری مسجد حرام ہے عورتوں میں سے ہر عائضہ اور مردوں میں سے ہر جنبی پر سوائے محمد ﷺ اور ان کی اہل بیت اور علی و فاطمہ و حسین پر اس روایت کو امام بیہقی نے روایت فرما کر ضعیف قرار دیا ہے۔

بالعملہ اطلاق اہل بیت برین چہارتن پاک شائع و مشہور است

حاصل کلام یہ کہ اہل بیت کا اطلاق ان چار پاکیزہ حضرات پر شائع و مشہور و معروف ہے۔

و علماء در تطبیق این اقوال و توجیہ این اطلاقات گفتہ اند کہ بیت سہ است

بیت نسب و بیت سکن و ولادت

اور علماء حضرات نے ان اقوال کے مابین تطبیق اور ان کے استعمالات کی توجیہ میں فرمایا ہے

کہ بیت تین ہیں بیت نسب، بیت سکن، بیت ولادت۔

پس بنوہاشم او لاد عبدالمطلب اہل بیت پیغمبر اند ﷺ از بیت نسب و اولاد

بَدَّ قَرِيبَ رَابِعَتِ مَنِي فَوَاتِدَ وَمَنِي كَوَيْدَ فَانَه فَلَانِي بَزْرَكَ سَدَتِ  
پس حضور کے نسب کے اعتبار سے عبدالمطلب کی اولاد میں سے بنو ہاشم اہل بیت ہیں کیونکہ  
قریبی دادا کی اولاد کو بیت کہہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلان بزرگ کا بیت ہے۔

وازواج مطہرات رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ آنحضرت ﷺ اہل بیت سکنی اند واطلاق

اہل بیت برزنان مرد را انص و اعرف سنت بسبب عرف و عادت  
اور ازواج مطہرات رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ حضور کی رہائش کے اعتبار سے اہل بیت ہیں  
اور کسی مرد کی بیویوں پر عرف و عادت کے اعتبار سے خاص طور پر معروف ہے۔

ولو لا د شريف آنحضرت اهل بيت و لادتد (اشعت اللمعات ج ٤ ص ٦٨٠ كتب

خانہ مجیدیہ ملتان) اور حضور ﷺ کی اولاد از روئے ولادت کے آپ کے اہل بیت ہیں۔

نیز حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سے روایت ہے کہ:-

قالت خرج النبي صلى الله عليه وسلم غداة وعليه مرط مُرَحَلٌ من شعر  
اسود ضججا الحسن بن علي فادخله ثم جاء الحسين فدخل معه ثم جاءت  
فاطمة فادخلها ثم جاء علي فادخله ثم قال انما يريد الله ليذهب عنكم  
الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا (رواه مسلم مشكوة)

ایک صبح حضور ﷺ باہر تشریف لے گئے آپ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی حسن ابن علی آئے حضور  
نے انہیں داخل کر لیا پھر جناب حسین آئے وہ ان کے ساتھ داخل ہو گئے پھر جناب فاطمہ آئیں  
انہیں بھی داخل کر لیا پھر جناب علی آئے انہیں بھی داخل کر لیا پھر فرمایا اے نبی کے گھر والوں اللہ  
چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اور تم کو خوب پاک و صاف فرمادے۔ (مرآة)

روایت مذکورہ کی شرح میں حضرت ملا علی القاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:-

وفيه دليل على ان نساء النبي ﷺ من اهل بيته ايضا لانه مسبق بقوله  
يا نساء النبي لستن كما احد من النساء وملحوق بقوله واذكرن مايتلى في

بیوتکن فضمیر الجمع اماللتعظیم او تغلیب ذکور اهل البيت علی

مايستفاد من الحديث (مرقاة)

یعنی اس میں حضور کی بیویوں کے اہل بیت میں ہونے پر بھی دلیل ہے اس لئے کے آیت  
کا مسبق اللہ کا فرمان یا نساء النبی لستن کا حد من النساء ..... اے نبی کی بیویوں اور عورتوں کی  
طرح نہیں ہو (کنز الایمان)

اور اس کا ملحق اللہ تعالیٰ کا فرمان و اذکرن مایتلی فی بیوتکن (اور یاد کرو جو تمہارے  
گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت۔) (کنز الایمان) ہے رہی ضمیر جمع سو وہ تعظیم کے  
لئے یا اہل بیت کے مذکور افراد کی تغلیب کے لئے ہے نیز اسی مرقاة شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ:-

عن ام سلمة ان النبی ﷺ جعل علی الحسن والحسین وعلی وفاطمة  
کساء وقال اللهم هؤلاء اهل بيتي وحافتي اذهب عنهم الرجس وطهرهم  
تطهيرا اخرجہ الترمذی وقال حسن صحیح وفي رواية الترمذی قالت ام  
سلمة وانا معهم يا رسول الله قال انت علی مکانک وانت علی خیر وعن  
ام سلمة قالت بينا رسول الله ﷺ في بيته يوما اذ قال الخادم ان عليا  
وفاطمه بالسراى الباب قالت فقال لي قومي فتنحى لي عن اهل بيتي قالت  
فقمتم فتنحيت في البيت قريبا فدخل علي وفاطمه ومعهما الحسن  
والحسين وهما صبيان صغيران فاخذ الصبين فوضعهما في حجره  
فقبلهما واعتنق عليا باحدى يديه وفاطمه با الاخرى وقبل فاطمة وقبل عليا  
واخذف اى ارسل عليهم خميصة سوداء ثم قال اللهم اليك لالى النار انا  
واهل بيتي قالت قلت وانا يا رسول الله ﷺ عليك قال وانت

(اخرجہ احمد مرقاة شرح مشکوٰۃ)

یعنی سیدہ ام سلمہ سے روایت ہے فرماتی ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے حسین کریمین اور حضرت علی

وفاطمہ پر چادر مبارک ڈالی اور دعا کی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور قریبی ہیں ان سے گندگی دور فرما اور ان کو خوب پاک و صاف فرما اس کی تخریج امام ترمذی نے کی جب کہ حسن نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ام سلمہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول میں بھی ان کیساتھ ہوں آپ نے فرمایا انت علی مکانک وانت علی خیر یعنی آپ اپنی جگہ بھلائی پر ہیں یعنی آپ تو اہل بیت میں داخل ہیں تمہارے لئے دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ اسی اثنا کہ ہم اللہ کے رسول کے گھر میں تھے کہ خادم نے آکر کہا کہ علی وفاطمہ دروازے پر کھڑے ہیں فرماتی ہیں حضور نے مجھے حکم دیا کہ آپ میری اہل بیت سے ایک طرف ہو جائیں فرماتی ہیں کہ میں اٹھ کر گھر کے اندر چلی گئی تو حضرت علی وفاطمہ اور ان کے ہمراہ حسن حسین در آنحالیکہ وہ بچے تھے داخل ہوئے تو حضور نے دونوں بچوں کو اپنی گود میں لے لیا اور ان کو بوسہ دیا اور حضرت علی کو ایک دست مبارک جب کہ فاطمہ کو دوسرے دست مبارک سے چمٹا لیا اور ان حضرات کا بوسہ لیا اور ان حضرات پر حضور نے اپنی سیاہ چادر مبارک ڈال کر دعا فرمائی اے اللہ یہ تیری طرف نا کہ گ کی طرف میں اور میری اہل بیت بھی (آئے ہیں) فرماتی ہیں میں نے عرض کی میں بھی یا رسول اللہ فرمایا تو اپنی جگہ خیر پر ہے۔ اس کے بعد مرقاۃ نے فرمایا والظاہر ان هذا الفعل تكرر منه صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام سلمة کہ یہ بات ظاہر ہے کہ حضور کا یہ فعل مبارک ام سلمہ کے گھر کو کیا تھا اور رہا منع کرنا سو اس وجہ سے تھا کہ خاص طور پر وہ حضرات جو کہ اہل بیت میں داخل نہیں ہوئے ان کو داخل کرنا ہے۔ کیونکہ سیدہ ام سلمہ تو پہلے ہی اہل بیت میں داخل ہیں ایسا نہیں کہ وہ اہل بیت میں داخل نہیں چنانچہ حضرت ملا علی القاری فرماتے ہیں:-

لانها ليست من اهل البيت بل هي منهم ولذلك قالت في الحديث الاخر  
وانا ولم تقل معهم اى انا ايضا الى الله لالى النار قال وانت الى الله لالى  
النار وكذا ما قالت وانا من اهل البيت في رواية قال وانت من اهل البيت  
وانت ايضا الى الله قدوردانه صلى الله عليه وسلم اذن لها في الدخول



بیوتکن فضمیر الجمع اما للتعظیم او تغلیب ذکور اهل البيت علی  
ما استفاد من الحديث (مرقاة)

یعنی اس میں حضور کی بیویوں کے اہل بیت میں ہونے پر بھی دلیل ہے اس لئے کہ آیت  
کا مسبق اللہ کا فرمان یا نساء النبی لستن کا احد من النساء ..... اے نبی کی بیویوں اور عورتوں کی  
طرح نہیں ہو (کنز الایمان)

اور اس کا ملحق اللہ تعالیٰ کا فرمان و اذکون مائتلی فی بیوتکن (اور یاد کرو جو تمہارے  
گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت۔) (کنز الایمان) ہے رہی ضمیر جمع سو وہ تعظیم کے  
لئے یا اہل بیت کے مذکور افراد کی تغلیب کے لئے ہے نیز اسی مرقاة شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ:-

عن ام سلمة ان النبی ﷺ جعل علی الحسن والحسین وعلی وفاطمة  
کساء وقال اللهم هؤلاء اهل بيتي وحافتي اذهب عنهم الرجس وطهرهم  
تطهيرا اخرجہ الترمذی وقال حسن صحیح وفي رواية الترمذی قالت ام  
سلمة وانا معهم يا رسول الله قال انت علی مکانک وانت علی خیر وعن  
ام سلمة قالت بينا رسول الله ﷺ في بيته يوما اذ قال الخادم ان عليا  
وفاطمة بالسراي الباب قالت فقال لي قومي فتنحي لي عن اهل بيتي قالت  
فقلت فتنحيت في البيت قريبا فدخل علي وفاطمة ومعهما الحسن  
والحسين وهما صبيان صغيران فاخذ الصبيين فوضعهما في حجره  
فقبلهما واعتنق عليا باحدى يديه وفاطمة بالاخري وقبل فاطمة وقبل عليا  
واخذف اي ارسل عليهم خميصة سوداء ثم قال اللهم اليك لالي النار انا  
واهل بيتي قالت قلت وانا يا رسول الله ﷺ عليك قال وانت

(اخرجہ احمد مرقاة شرح مشکوٰۃ)

یعنی سیدہ ام سلمہ سے روایت ہے فرماتی ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے حسین کریمین اور حضرت علی

وفاطمہ پر چادر مبارک ڈالی اور دعا کی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور قریبی ہیں ان سے گندگی دور فرما اور ان کو خوب پاک و صاف فرما اس کی تخریج امام ترمذی نے کی جب کہ حسن نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ام سلمہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول میں بھی ان کیساتھ ہوں آپ نے فرمایا انت علی مکانک وانت علی خیر یعنی آپ اپنی جگہ بھلائی پر ہیں یعنی آپ تو اہل بیت میں داخل ہیں تمہارے لئے دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ اسی اثنا کہ ہم اللہ کے رسول کے گھر میں تھے کہ خادم نے آکر کہا کہ علی وفاطمہ دروازے پر کھڑے ہیں فرماتی ہیں حضور نے مجھے حکم دیا کہ آپ میری اہل بیت سے ایک طرف ہو جائیں فرماتی ہیں کہ میں اٹھ کر گھر کے اندر چلی گئی تو حضرت علی وفاطمہ اور ان کے ہمراہ حسن و حسین در آنحالیکہ وہ بچے تھے داخل ہوئے تو حضور نے دونوں بچوں کو اپنی گود میں لے لیا اور ان کو بوسہ دیا اور حضرت علی کو ایک دست مبارک جب کہ فاطمہ کو دوسرے دست مبارک سے چمٹا لیا اور ان حضرات کا بوسہ لیا اور ان حضرات پر حضور نے اپنی سیاہ چادر مبارک ڈال کر دعا فرمائی اے اللہ یہ تیری طرف نا کہ آگ کی طرف میں اور میری اہل بیت بھی (آئے ہیں) فرماتی ہیں میں نے عرض کی میں بھی یا رسول اللہ فرمایا تو اپنی جگہ خیر پر ہے۔ اس کے بعد مرقاة نے فرمایا والظاہر ان هذا الفعل تكرر منه صلى الله عليه وسلم في بيت ام سلمة کہ یہ بات ظاہر ہے کہ حضور کا یہ فعل مبارک ام سلمہ کے گھر تکرار کیساتھ ہوا اور رہا منع کرنا سوا اس وجہ سے تھا کہ خاص طور پر وہ حضرات جو کہ اہل بیت میں داخل نہیں ہیں ان کو داخل کرنا ہے۔ کیونکہ سیدہ ام سلمہ تو پہلے ہی اہل بیت میں داخل ہیں ایسا نہیں کہ وہ اہل بیت میں داخل نہیں چنانچہ حضرت ملا علی القاری فرماتے ہیں:-

لأنها ليست من اهل البيت بل هي منهم ولذلك قالت في الحديث الاخر  
وانا ولم تقل معهم اى انا ايضا الى الله لالى النار قال وانت الى الله لالى  
النار وكذا ما قالت وانا من اهل البيت في رواية قال وانت من اهل البيت  
واثبتك ايضا على انه قد ورد انه صلى الله عليه وسلم اذن لها في الدخول

معهم فی الكساء . (مرقاہ)

یعنی ایسا نہیں ہے کہ ام سلمہ اہل بیت میں داخل نہیں بلکہ وہ داخل ہیں اسی وجہ کر کے دوسری حدیث میں اناس معہم کے بغیر فرمایا یعنی میں بھی اللہ کی بارگاہ کی طرف (آئی) نہ کہ آگ کی طرف تو حضور نے فرمایا اور تو بھی اللہ کی بارگاہ کی طرف آئی ہے نہ آگ کی طرف اسی طرح ایک روایت میں جب آپ نے عرض کی کہ میں بھی اہل بیت میں ہوں تو حضور نے فرمایا تو بھی اہل بیت میں ہے اور میں تم کو ثابت رکھتا ہوں بر بنائے اس روایت کے کہ جو وارد ہوئی کہ حضور نے سیدہ ام سلمہ کو حضرت علی وفاطمہ وحسین کے ساتھ چادر میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی اسی کی تصریح صاحب مراۃ نے بایں الفاظ فرمائی کہ یہ آیت کریمہ ازواج مطہرات رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اوپر سے انہیں کا ذکر ہے اور خود اس آیت کے اول میں انہیں سے خطاب ہے اور بعد میں بھی انہیں سے خطاب اگر اتنے ٹکڑے میں یہ حضرات مراد ہوں تو آیات بلکہ ایک آیت کے اجزاء میں سخت بے ربطی ہو جاوے گی مگر چونکہ انہیں ازواج پاک اہل بیت کے لفظ سے یاد فرمایا گیا لہذا یطہروکم ضمیر مذکر ارشاد ہوئی کہ لفظ اہل بیت مذکر ہے جیسے فرشتوں نے حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا تھا اتعجبین من امر اللہ ورحمة اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت وہاں بھی علیکم جمع مذکر کی ضمیر ارشاد ہوئی ہے حضور انور ﷺ نے چاہا کہ ان حضرات کو بھی اس میں داخل فرمائیں لہذا ادعا فرمائی کہ الہی یہ بھی میرے گھر والے ہی ہیں انہیں بھی خوب پاک فرما دے اسی لئے روایات میں ہے کہ جناب ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی اس کسبل شریف میں داخل فرمائیں فرمایا انت علی خیر تم تو اس آیت خیر میں ہو ہی تمہارے لئے دعا کر کے داخل کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو ان کو داخل کرنے کی دعا کر رہے ہیں جو اسمیں داخل نہیں۔ الی ان قال بعض روایات میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے حضور سے اس موقع پر عرض کیا حضور میں بھی آپ کی اہل بیت ہوں فرمایا تم بھی اہل بیت ہو بعض روایات میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے ام سلمہ کو بھی کسبل میں لے لیا پھر یہ دعا فرمائی۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ)

خیال رہے کہ لفظ پختن پاک اس حدیث سے لیا گیا ہے اور یہ واقعہ بہت بار ہوا کہ ام سلمہ کو کعبل شریف میں داخل نہیں کیا اور کبھی داخل فرمایا (مرآة)

خیال رہے کہ سوائے انبیاء کرام اور فرشتوں کے کوئی معصوم نہیں ہاں حضرات صحابہ کرام اور بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں اس آیت سے ان حضرات کی معصومیت ثابت نہ ہوگی جیسا کہ روافض نے سمجھا اور معصوم وہ ہوتا ہے جو گناہ نہ کر سکے جب کہ محفوظ وہ ہے جو گناہ نہ کرے نیز یہ آیت انما یرید اللہ الایة سے زمانہ جاہلیت کی گھنونی عادات کی گندگی سے دور رکھنا مراد اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ پہلے یہ حضرات پاک و صاف نہ تھے اب پاک ہوں گے۔ (مرآة)

سیما پہلی ماں کہف امن وامان  
حق گذار رفاقت پہ لاکھوں سلام  
عرش سے جس پر تسلیم نازل ہوئی  
اس سرانے سلامت پہ لاکھوں سلام  
منزل من قصب لانصب لاصخب  
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

## فضائل ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت علیؑ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کائنات ﷺ کو فرماتے سنا کہ

خیر نسائہا مریم بنت عمران وخیر نسائہا خدیجہ بنت خویلد (متفق علیہ)

اس کی بہترین بی بی مریم بنت عمران ہیں اور اس کی بہترین بی بی خدیجہ بنت خویلد ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۵۷۳ و مرآة)

وفی روایة ابو کریب و اشار و کعب الی السماء و الارض

اور ایک روایت میں ہے کہ ابو کریب نے فرمایا کہ کعب نے اس آسمان و زمین کی طرف اشارہ



کیا شیخ محقق علیہ الرحمة فرماتے ہیں:-

واشارت کردوکیع کہ از حفاظ حدیث است در مرتبه مالک و اقران اوست بسوئی  
آسمان وزمین برائے بیان معنی دنیا یعنی بہتر است از آنہائی کہ در  
زیر آسمان و بر زمین اند

حضرت وکیع جو کہ حفاظ حدیث میں سے ہیں امام مالک کے مرتبہ و آپ کے پایہ کے ہیں  
انہوں نے دنیا کا معنی بیان کرنے کے لئے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ان خواتین سے  
بہتر جو آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ہیں۔

وازیں حدیث ظاہر شد کہ مریم و خدیجہ ہر ایک بہترین امت خود است ولیکن  
معلوم نشد نسبت میان این ہردو کہ کدام فاضل تر است نقل کردہ شدہ است  
از تفسیر نسفی کہ خدیجہ و عائشہ افضل انداز مریم بر قول صحیح کہ پیغمبر  
نیست و این خود مقرر است کہ این امت مرحومہ بہتر است از امتان دیگر باز  
در عائشہ و خدیجہ نیز اختلاف کردہ اند و همچنین در فضل فاطمہ بر عائشہ و مالک  
کفت رحمة اللہ علیہ فاطمہ جگر پارہ پیغمبر است و من جگر پارہ پیغمبر  
ہیچکس (افضل نہ نہم) اشعت اللمعات ج ۴ ص ۷۰۲ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

یعنی اس سے ظاہر ہوا کہ مریم و خدیجہ ہر ایک اپنی امت کی بہترین خاتون ہیں لیکن یہ معلوم  
نہیں ہوا کہ ان دونوں میں کون فاضل تر ہے تفسیر نسفی سے نقل کیا گیا ہے کہ خدیجہ و عائشہ قول صحیح پر مریم  
سے افضل ہیں کیونکہ مریم پیغمبر نہیں (اور نہ ہی کسی نبی کی زوجہ ہیں) اور یہ بات مقرر و ثابت شد ہے کہ یہ  
امت مرحومہ دوسری امتوں سے بہتر ہے پھر حضرت عائشہ و خدیجہ میں بھی اختلاف ہے کہ ان میں سے  
کون افضل ہیں اسی طرح حضرت فاطمہ کی حضرت عائشہ پر فضیلت میں بھی اختلاف ہے حضرت امام  
مالک نے فرمایا ہے کہ حضرت فاطمہ حضور کی جگر پارہ ہیں اور میں نبی ﷺ کی جگر پارہ پر کسی کو فضیلت نہیں  
دیتا ہوں مرقاة میں ہے:-



رواہ الحارث عن عروہ مرسلًا خدیجة خیر نساء عالمہا و مریم خیر نساء

عالمہا و فاطمة خیر نساء عالمہا (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یعنی حارث عروہ سے مرسلًا روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے افضل ہیں اور حضرت مریم اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر ہیں اور حضرت فاطمہ اپنے زمانے کی بیویوں سے افضل ہیں نیز

قال القاضی انما وحد الضمیر لانه اراد جملة طبقات السماء و اقطار

الارض او ان مریم خیر من سعد بروحہن الی السماء و خدیجة خیر نساء

علی وجه الارض و الحدیث و رد فی ایام حیاتہا (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یعنی قاضی نے فرمایا یہاں ضمیر کو واحد لایا گیا اس لیے کہ یہاں آسمان کے تمام طبقات اور زمین کے تمام گوشے مراد ہیں یا اس لئے کہ مریم ان عورتوں سے جو اپنی روح کے ساتھ آسمان کی طرف بلند ہوئیں بہتر ہیں اور خدیجہ ان عورتوں سے جو زمین پر ہیں ان سے افضل ہیں کیونکہ حدیث آپ کی حیات کے دنوں وارد ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

فقال یا رسول اللہ ہذہ خدیجة قد اتت معہا انا فیہ ادام و طعام فاذا اتتک

فاقرء علیہا السلام من ربہا و منی و بشرہا بیت فی الجنة من قصب

لا صخب فیہ و لا نصب (مشکوٰۃ ص ۵۷۳)

عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ آرہی ہیں ان کے ساتھ برتن ہے جس میں سالن

اور کھانا ہے تو جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا سلام اور میرا سلام

فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر کی بشارت دے دیں جو ایک موتی کا ہے نہ اس میں شور

ہے نہ کوئی تکلیف (مرآۃ)

اعلیٰ حضرت ﷺ اسی حدیث کی ترجمانی یوں فرماتے ہیں کہ:-

عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی

اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

منزل من قصب لانصب لاصخب

ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ:-

گفته اند کہ در اینجا فضل ست مرفدیہ رابر عائشہ کہ در حدیث عائشہ سلام

جبرئیل اکتفا کردہ اند چنانچہ بیائید۔

(اشعت اللغات ج ۴ ص ۷۰۲ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

یعنی علماء کرام نے فرمایا ہے اس جگہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر سیدہ خدیجہ کی فضیلت

ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں حضرت جبرئیل کے سلام پر اکتفاء کیا گیا ہے

جیسا کہ آئے گا۔

نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:-

ماغرت علی احد من نساء النبی ﷺ ماغرت علی خدیجہ و ما رثیتها و لکن

کان یكثر ذکرها و ربما ذبح الشاة ثم یقطعها اعضاء یبعثها فی صدائق

خدیجہ فربما قلت له کانه لم تکن فی الدنیا امرأة الا خدیجہ فیقول

انها کانت و کانت و کان لی منها ولد (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۵۷۳)

میں نے نبی پاک ﷺ کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی جتنی جناب خدیجہ

پر غیرت کی حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہ تھا لیکن حضور ان کا بہت ذکر کرتے تھے بہت دفعہ بکری ذبح

کرتے پھر اس کے اعضاء کاٹتے پھر وہ جناب خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیج دیتے تھے تو میں کبھی حضور سے

کہہ دیتی کہ گویا خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی تو آپ فرماتے وہ ایسی تھیں وہ ایسی تھیں اور ان

میری اولاد ہوئی۔ خیال رہے یہاں غرت عین کے کسرہ کیساتھ غار یغار بروزن خاف یخاف یعنی غرت وحمیت کے ہے (مرقاۃ) غرت بمعنی حسد نہیں بلکہ بمعنی رشک یا غبطہ ہے دینی امور میں رشک ہے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت خدیجہ کی محبوبیت دیکھ کر رشک فرمایا کہ میں ان کی طرح حضور انور ﷺ کی محبوبہ ہوتی کہ مجھے حضور انور ﷺ میری وفات کے بعد اسی طرح نہیں فرماتے جیسی ان کی فرماتے ہیں (مرآۃ) شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ:-

ہمہ اولاد آنحضرت از فدیہ است رضی اللہ عنہا لا ابراہیم از ماریہ قطیہ  
و کلام اولاد فاضل تو کامل تر از فاطمہ سیدہ نساء العلمین مادر حسن و حسین  
سلام اللہ علیہم اجمعین بود و در ایفا تعریض است بعائشہ کہ از وہ ہیج ولدی  
نشده (اشعت اللمعات ج ۴ ص ۷۰۳ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

یعنی حضور سید عالم ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ سے تھی سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ یہ قطیہ سے تھے اور کون سی اولاد فاضل تر و کامل تر حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوگی جو کہ تمام جہانوں کی برتوں کی سردار اور حسن و حسین کی والدہ ہیں اور اس جگہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تعریض ہے کہ ان سے کوئی اولاد نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور انور کو کنواری ملیں اور جناب خدیجہ کو حضور ﷺ کو کنوارے آپ مسلمانوں کی پہلی ماں ہیں۔ (مرآۃ)

سیما پہلی ماں کہف امن وامان  
حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

مرقاۃ میں فرمایا کانت صوامۃ وقوامۃ ومحسنۃ ومشفقۃ الی غیر ذلک یعنی سب روزے دار بہت قیام کرنے والی احسان فرمانے والی شفقت کرنے والی تھیں۔

قال المؤلف خدیجۃ بنت خویلد بن اسد القرشیۃ کانت تحت ابن ہالہ بن زرارہ ثم تزوجها عتیق ابن عائذ ثم تزوجها النبی ﷺ ولها یومئذ من

العمرا ربعون سنة ولم ينكح صلى الله عليه وسلم قبلها امرأة ولا ينكح عليها حتى ماتت وهي اول من امن من كافة الناس ذكرهم وانشاهم وجميع اولاده منها غير ابراهيم فانه من مارية وماتت بمكة قبل الهجرة بخمس سنين وقبل باربع سنين وقيل بثلاث وكان قدمضى من النبوة عشر سنين وكان لها من العمر خمس وستون سنة وكان مدة مقامها مع رسول الله ﷺ خمس وعشرين سنة ودفنت بالحجون (مرقاة شرح مشکوة)

یعنی حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد قریشہ ابن ہالہ بن زرارہ کی زوجیت میں تھیں پھر آپ سے عتیق بن عائد نے نکاح کیا پھر چالیس سال کی عمر میں حضور نے نکاح فرمایا آپ سے پہلے حضور نے نکاح کیا اور نہ ہی آپ کے بعد آپ کے وصال تک کسی سے نکاح فرمایا اور سیدہ تمام مرد و عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں تھیں اور حضور کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہ سے تھے حضرت خدیجہ سے تھی آپ کا انتقال قبل ہجرت پانچ یا چار یا تین سال ہوا جب کہ اعلان نبوت کے دس سال گزر چکے تھے سیدہ کی عمر پینسٹھ سال تھی جب کہ پچیس سال حضور کی شریک حیات رہیں مقام حجون میں مدفون ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:-

ان النبي صلى الله عليه وسلم قال حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد وآسية امرأة فرعون رواه الترمذی (مشکوٰۃ ص ۵۷۳)

نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے جہان والی عورتوں میں جناب مریم بنت عمران خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد اور آسیہ فرعون کی بیوی کافی ہے اس حدیث سے ان چار بیبیوں کی اپنے ناسوا پر فضیلت بیان کی گئی پھر اگر یہ کہا جاوے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تو حدیث مذکور میں تذکرہ نہیں ہے تو اس کا جواب شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے یہ دیا کہ



وذكر عائشة دریں حدیث نکرد از بہت اکتفاء کردن بذكره در احادیث دیگر کما  
قالوا (اشعت اللمعات)

یعنی اس جگہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر اس وجہ سے نہیں فرمایا کہ ان کا ذکر دوسری  
حدیث میں کیا جا چکا ہے اسی پر اکتفاء کر لیا گیا نیز مرقاۃ نے اس مقام پر فرمایا کہ:-

ولعل هذا الحديث قبل حصول كمال عائشة ووصولها الى وصال الحضرة  
ثم رایت فی الجامع روى احمد والشيخان والترمذى وابن ماجه عن ابى  
موسى مرفوعا كمل من الرجال كثير ولم يكمل من النساء الا آسية امرأة  
فرعون ومريم بنت عمران وان فضل عائشة على النساء كفضل الثريد  
على سائر الطعام (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یعنی شاید کہ یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کمال کے حصول اور حضور کی بارگاہ میں  
حصول سے پہلے کی ہو پھر میں نے جامع میں دیکھا کہ امام احمد اور شیخین اور ترمذی وابن ماجہ نے ابو موسیٰ  
سے مرفوعاً روایت فرمایا ہے کہ مردوں میں بہت کامل ہوئے جب کہ عورتوں میں سوائے فرعون کی بیوی  
آسیہ اور مریم بنت عمران کے کوئی کامل نہیں ہوا رہی عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت سو وہ تو عورتوں پر  
یسی ہیں جیسے تمام کھانوں پر تریڈ کی فضیلت ہے۔

خیال رہے کہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نقایہ میں فرماتے ہیں کہ:-

نعتقد ان افضل النساء مريم وفاطمة وافضل امهات المؤمنين خديجة  
وعائشة وفي التفضيل بينهما اقوال ثالثها التوقف اقول التوقف في حق  
الكل اولي اذ ليس في المسئلة دليل قطعي والظنيات متعارضة غير مفيدة  
للعقائد المبنية على اليقنيات. (مرقاۃ)

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام عورتوں سے افضل مریم اور فاطمہ ہیں جب کہ امہات المؤمنین میں  
افضل خدیجہ و عائشہ ہیں اور ان کی آپس میں فضیلت کے بارے میں کئی اقوال ہیں جب کہ تیسرا مذہب

توقف ہے اور میرے نزدیک سب کے حق میں توقف بہتر ہے کیونکہ مسئلہ ہذا میں کوئی دلیل قطعی نہیں ہے جب کہ ظنیات متعارض ہیں اور ظنی دلائل عقائد کیلئے جو کہ یقینیات پر مبنی ہیں فائدہ نہیں دیتے۔

خیال رہے احمد اور طبرانی کی حضرت انس سے روایت میں یہ الفاظ ہیں:-

خير نساء العالمين اربع مريم بنت عمران و خديجة بنت خويلد و فاطمة

بنت محمد و آسية امرأة فرعون

اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ سے روایت فرمائی

سیدنساء اهل الجنة اربع مريم و فاطمة و خديجة و آسية

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یعنی اہل جنت کی بیبیوں کی سردار چار خواتین ہیں حضرت مریم حضرت فاطمہ حضرت خدیجہ

اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہن

وفي الجامع فاطمة سيّدة نساء اهل الجنة الامريم بنت عمران رواه

الحاكم في مستدرک (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتیوں کی بیبیوں کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران کے۔

ایمان کو جلا بخشنے والی بحث

شیخ محقق سیّدی عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حدیث فاطمہ کے تحت فرماتے ہیں:-

بدانکہ این حدیث دلالت دارد بر فضل فاطمہ بر تمامہ نساء مومنات حتی از

مریم و آسیہ و خدیجہ و عائشہ ہمچنین گفته است سیوطی و در بعضی احادیث

مریم بنت عمران را از عموم نساء کہ زہرا رضی اللہ عنہا را برایشان تفضل

داده استثناء کرده است و در حدیث دیگر آمده کہ مثل فاطمہ در این امت مثل

مریم است در قوم خود یعنی تفضل تر از غیر خود و تواند کہ اختلاف این اخبار

بہت تدرج اطلاع آنحضرت بود صلی اللہ علیہ و سلم بر فضیلت فاطمہ بوضوح

واعلام پروردگار تاعموہم فضل وے برتمامہ نساء عالم ثابت شد و اللہ اعلم

(اشعت اللمعات ج ۴ ص ۶۸۴)

یعنی جان لو کہ یہ حدیث حضرت فاطمہ کی تمام مومنہ عورتوں پر فضیلت فاطمہ پر دلالت کرتی ہے حتیٰ کہ حضرت مریم اور آسیہ اور خدیجہ و عائشہ پر بھی اسی طرح امام سیوطی نے فرمایا ہے اور ایک حدیث میں جن عورتوں پر فاطمہ کو فضیلت دی گئی ہے ان میں سے حضرت مریم بنت عمران کو استثناء کیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ فاطمہ کی مثل اس امت میں وہ ہے جو مریم کی اپنی قوم میں ہے یعنی اپنے علاوہ سے زیادہ فضل رکھتی ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ اختلاف اس بنا پر ہو کہ حضور کو حضرت فاطمہ کی فضیلت وحی الہی اور اللہ کی طرف سے تدریجاً خبر دینے کے ذریعہ دی گئی ہو یہاں تک کہ آخر میں تمام عالم کی عورتوں پر آپ کی فضیلت ثابت ہو گئی ہو۔ واللہ اعلم

وبعض علماء عائشہ رافضیہ نندبر فاطمہ از بہت آنکہ عائشہ با پیغمبر در بہشت باشد وفاطمہ با علی و لا بد مقام و مکان پیغمبر اعلیٰ و اشرف از مقام علی است ولیکن در احادیث واقع شدہ است کہ آنحضرت با فاطمہ خطاب کرد کہ من و تو و علی و حسن و حسین در یک مکان و یک مقام خواہیم بود و نیز گویند عائشہ مجتہدہ بود در زمان خلفائے اربعہ فتویٰ میداد و اجتہاد میکرد و سیوطی در فتاویٰ میگوید در ایضا مذہب است اصح مذہب آنکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل است از عائشہ رضی اللہ عنہا و بعضی بمساوات رقتہ اند و بعضی در توقف مانده و استر دشمنی از حنیفہ و بعضی شافعیہ بتوقف مائل ترند و چون مالک را از آن پرسیدند گفت فاطمہ بضعة من النبی فاطمہ گوشت پاره پیغمبر است و لا افضل علی بضعة من رسول اللہ ﷺ احداً فضیلت نمی نهم من بر بکر پاره پیغمبر هیچ کس و امام سبکی فرمودہ است کہ آنچه مختار ماورین ماست آنست کہ فاطمہ افضل است بعد از وے مادرش خدیجہ بعد از آن عائشہ رضی اللہ عنہن اجمعین و در خدیجہ و عائشہ نیز اختلاف دارند

ووقع آنست کہ حیثیات مختلف اند و بعضے افضلیت بمعنی کثرت ثواب وارند  
کہ علماء اختیار کردہ اند ولیکن هیچ کس بمسب شرف ذات و طہارت و طینت  
و پاکہ جوہر فاطمہ و حسن و حسین نرسند و اللہ اعلم

(اشعة اللمعات ج ۴ ص ۶۸۴)

یعنی بعض علماء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فاطمہ بر فضیلت دیتے ہیں اس وجہ سے کہ  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنت میں حضور کیساتھ ہوں گی اور فاطمہ علی کیساتھ اور یہ بات لابدی  
ہے کہ حضور کا مکان و مقام حضرت علی کے مقام سے اعلیٰ و اشرف ہے لیکن احادیث میں آیا ہے کہ حضور  
نے فاطمہ سے خطاب فرمایا کہ میں اور آپ اور علی اور حسن و حسین جنت میں ایک جگہ ایک مقام میں ہوں  
گے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ تھیں اور خلفائے اربعہ کے زمانہ میں فتویٰ  
دیتی تھیں اور اجتہاد کرتی تھیں امام سیوطی فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ اس جگہ تین مذہب ہیں سب سے صحیح یہ  
ہے کہ سیدہ فاطمہ سیدہ صدیقہ سے افضل ہیں جب کہ بعض علماء مساوات کے قائل ہیں اور بعض نے  
توقف فرمایا ہے استریشنی احناف میں اور بعض شافعیہ توقف کی طرف مائل ہیں اور جب امام مالک سے  
اس بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ سیدہ فاطمہ حضور کی لخت جگر اور پارہ پیغمبر ہیں اور کسی کو حضور  
کے پارہ جگر پر فضیلت نہیں ہے اور میں کسی کو بھی حضور کے پارہ جگر پر فضیلت نہیں دیتا ہوں جب کہ امام  
سبکی نے فرمایا ہے کہ وہ جو کہ ہمارا پسندیدہ و ہمارا دین ہے وہ یہ ہے کہ فاطمہ افضل ہیں آپ کے بعد آپ  
کی والدہ حضرت خدیجہ اور ان کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ  
رضی اللہ عنہا میں بھی اختلاف ہے اور یہ ہے کہ حیثیات مختلف ہیں جب کہ بعض علماء افضلیت بمعنی  
کثرت ثواب کے قائل ہیں جس کا انہوں نے اعتبار کیا ہے لیکن کوئی شخص شرافت ذات اور طہارت  
اصل اور پاکیزگی جوہر میں سیدہ فاطمہ اور حسین کریمین کو نہیں پہنچتا۔

مدارج شریف میں ہے کہ شیخ ولی الدین العراقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امہات  
المؤمنین میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہر صحیح اور قول مختار کے مطابق افضل ہیں اور بعض سیدہ عائشہ



رضی اللہ عنہا کو افضل بتاتے ہیں لہجہ میں شیخ الاسلام زکریا نے فرمایا ہے کہ سیدہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے افضل ہیں اور ان دونوں کے درمیان فضیلت کے بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے ابن عماد صراحت سے یوں بیان فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ کو اس وجہ سے فضیلت حاصل ہے کہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کہا کہ اللہ تعالیٰ سے سیدہ خدیجہ سے بہتر درجہ آپ کو عطا فرمائی ہے اس سے مراد ان کی اپنی ذات تھی اور سیدہ خدیجہ سے اپنے آپ کو افضل کہا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ سے مجھے سیدہ خدیجہ سے بہتر زوجہ عطا نہ فرمائی کیونکہ خدیجہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی تھیں جب کہ دیگر لوگ مجھے جھٹلاتے تھے اور اس وقت اپنے مال سے میری مدد کی تھی جب کہ لوگوں نے مجھے محروم رکھا تھا ابن داؤد سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ان ہردو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما سے کون زیادہ فضیلت رکھتی ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ اس لئے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں معرفت جبرئیل علیہ السلام کہلوا یا تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے سلام معرفت جبرئیل علیہ السلام بزبان حبیب پاک ﷺ سیدہ خدیجہ کو کہلوا یا اس وجہ سے سیدہ خدیجہ کو فضیلت حاصل ہے بہ نسبت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ازاں بعد ابن داؤد سے دریافت کیا گیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا میں سے کون افضل ہے تو ابن داؤد نے جواب دیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ فاطمہ میرا لخت جگر ہیں اس زاویہ نگاہ سے دیکھیں تو کوئی اور آنحضرت کا پارہ گوشت نہیں ہے اور آنحضرت کا قول مبارک میری اس بات کا شاہد ہے جو کہ آپ نے سیدہ فاطمہ زہرا سے فرمایا تھا کہ کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم سیدۃ النساء اہل جنت ہو سوائے مریم رضی اللہ عنہا کے اور جو علماء سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے قائل ہیں ان کا استدلال اس سے ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عالم آخرت میں نبی کریم ﷺ کی معیت میں

ہوں گی جب کہ فاطمہ حضرت علی کے ساتھ ہوں گی درجات میں تفاوت ہے اس کا جواب ابن عماد اس طرح دیتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ماں ہونے کی حیثیت سے فضیلت دی گئی ہے کہ سیادت کے لحاظ سے علامہ سبکی کے نزدیک حضرت مریم افضل ہیں اس حدیث کی رو سے اور ان کی نبوت کے بارے میں اختلاف کی وجہ سے ابو امامہ ابن النقاش فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو فضیلت کے اسباب میں ان کی اسلام لانے میں سبقت اور دوران اسلام کے اول میں ان کی تاثیر اور اللہ تعالیٰ کے دین کے قیام اور مدد میں اور اس کی تقویت کے حصول کے لئے اپنا مال و زر خرچ کر دینا شامل ہے اس لحاظ سے ان کاموں میں کوئی دوسرا ان کے ساتھ شریک نہیں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر اہمات المؤمنین میں سے کوئی بھی نہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھی ان خوبیوں میں کوئی دوسرا شامل نہ ہے مثلاً آخر اسلام میں ان کی تاثیر امت کے ساتھ حمل دین اور اسلام کی تبلیغ میں سیدہ کی تلقین اور امتیوں کا سیدہ سے اسلام کے مسائل اور احکام دریافت کرنا یہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا امتیاز ہے جو کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوا مختصر یہ کہ حیثیتوں کے اختلاف کے لحاظ سے صورت ہے واللہ اعلم (مدارج مترجم)

### حضرت مریم و فاطمہ و عائشہ و خدیجہ رضی اللہ عنہن

اس میں اختلاف ہے کہ ان عورتوں میں افضل کون ہے بعض نے فرمایا کہ حضرت مریم سب سے افضل ہیں بلکہ بعض کے نزدیک وہ نبی ہیں کیونکہ اس آیت (وَإِذَا قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ) اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! بے شک اللہ نے تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا۔ (کنز الایمان) میں ارشاد ہوا کہ مریم تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اور عالم مطلق ہے فقط رائے سے اس کو خاص نہیں کر سکتے۔

۲۔ نیز ابن جریر نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے فاطمہ تم مریم کے سوا باقی تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو۔

۳۔ ابن عسا کرنے فرمایا کہ جنتی عورتوں کی سردار مریم پھر فاطمہ پھر خدیجہ پھر آسیہ فرعون کی بیوی ہیں۔  
 ۴۔ ابن ابی شیبہ نے ابن کھول سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں سب سے افضل قریش کی عورتیں ہیں جو اپنے بچوں پر مہربان اور شوہر کی خیر خواہ ہیں اور اگر تحقیق ہوتی کہ مریم بنت عمران اونٹ پر سوار ہوئی ہیں تو ہم ان پر کسی کو فضیلت و بزرگی نہ دیتے۔  
 ۵۔ حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں اور ان عورتوں کو نبی کی والدہ ہونے کا شرف حاصل نہیں۔

۶۔ حضرت مریم نے بچپن میں کلام فرمایا ان عورتوں کو یہ شرف حاصل نہیں۔

۷۔ حضرت مریم کی پرورش رب تعالیٰ نے فرمائی ان کی پرورش ان کے والدین نے کی۔

۸۔ حضرت مریم کے پاس جنتی میوے آئے ان کے پاس نہ آئے۔

۹۔ حضرت مریم حیض و نفاس سے پاک رہیں ان بیبیوں میں یہ خصوصیت نہیں ان وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم ان سب سے افضل ہیں اور بعض نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا عائشہ صدیقہ اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہما حضرت مریم بلکہ اولین و آخرین تمام عورتوں سے افضل ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے ینساء النبی لستن کا حد من النساء اے نبی آخر الزمان کی عورتوں تم کسی عورت کی مثل نہیں سب سے افضل ہو نیز رب تعالیٰ فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا اے محبوب ﷺ کے گھر والوں! رب تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی گندگی دور فرمائے اور تمہیں ظاہر و باطن ہر طرح خوب پاک فرمادے حضرت مریم عمران کی نور نظر مگر حضرت فاطمہ زہرا سید الانس والجان کی لخت جگر علی مرتضیٰ کی زوجہ مطہرہ سید الشہداء کی والدہ محترمہ یہ اوصاف حضرت مریم میں نہیں رب تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ واصطفک علی نساء العلمین ایسا ہی ہے کہ جیسے بنی اسرائیل سے فرمایا گیا تھا وانی فضلتکم علی العلمین اور جیسے اس زمانہ میں بنی اسرائیل دوسری قوموں سے افضل تھے ایسے ہی اس وقت کی ساری عورتوں سے حضرت مریم بڑھ چڑھ کر تھیں اگر حضرت مریم کو جنتی پھل ملے تو حضور علیہ السلام کے غلاموں کو جنتی پانی پلایا گیا اور وہاں

کی نعمتیں کھلائی گئیں احادیث سے ثابت ہے کہ ایک پیالہ پانی سے چودہ سو پیا سے سیراب ہوئے ایک گلاس دودھ سے ستر صحابہ کرام سیراب ہوئے حضرت جابر کے گھر چار سیر جو سے سارے لشکر والوں بلکہ تمام مدینہ والوں کا پیٹ بھر گیا یہ پانی، دودھ، گوشت، آٹا وغیرہ کہاں سے آ رہا تھا حضور علیہ السلام نے ان کا رابطہ جنت سے فرما دیا تھا۔

وہاں کی یہ نعمتیں تھیں اگر حضرت مریم کو زکریا علیہ السلام نے پرورش فرمایا تو حضرت فاطمہ زہرا مصطفیٰ ﷺ کی گود میں پلین اور پروان چڑھیں اگر حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کی ماں ہیں تو فاطمہ زہرا حضور ﷺ کی بیٹی اور عزت مصطفیٰ ﷺ کی اصل اصول یہ سارا باغ انہیں کا ہے اگر حضرت مریم سے ملائکہ نے کلام کیا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جبریل نے سلام کیا غرضیکہ کلی عظمت ان عورتوں کو حاصل ہے ہاں مریم جزوی طور پر افضل ہیں مقاتل نے روایت کی کہ چار عورتیں جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۱۔ مریم بنت عمران

۲۔ آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی)

۳۔ خدیجہ بنت خویلد

۴۔ فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ ﷺ

نیز ابن جریر نے عمار ابن سعد سے روایت کی مجھ سے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے مریم ساری عورتوں سے افضل تھیں ایسے ہی خدیجہ میری امت کی ساری عورتوں سے افضل ہیں نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد یہ دونوں جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر آ جاؤ۔

نبی کی لاڈلی بانو ولی کی ماں شہیدوں کی

یہاں جلوہ نبوت کا ولایت کا شہادت کا

حضرت مریم کو تہمت لگی تو حضرت عیسیٰ کو بچپن میں گویائی بخش کر ان کی عظمت کی گواہی

دلوادی حضرت یوسف علیہ السلام کو تہمت لگی تو بھی ایک شیر خوار بچے ہی کے ذریعے ان کی پاک

دامنی بیان فرمائی گئی مگر جب محبوبہ محبوب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگی تو ہو سکتا تھا کہ وہاں



بھی کسی شیر خوار بچے سے یا لکڑی یا پتھر یا درخت وغیرہ کو گویائی بخش کر گواہی دلوادی جاتی مگر ایسا نہ کیا بلکہ رب تعالیٰ نے خود آپ کی پاکدامنی، عصمت، جنتی ہونے کی گواہی اس طرح دی کہ سورہ نور میں اٹھارہ آیتیں اتاریں جن میں آپ کی پاکدامنی کا ذکر فرمایا اور تہمت لگانے والوں بلکہ دل میں شبہ کرنے والوں بلکہ خاموش رہنے والوں یعنی تردید نہ کرنے والوں پر سخت عتاب فرمایا گیا یہ فرق کیوں ہے اس فرق مراتب کو ظاہر کرنے کے لئے اس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بی بی مریم سے افضلیت مطلقہ ثابت ہوئی کہ ان کا گواہ شیر خوار بچہ اور صدیقہ کا گواہ خود رب العلمین۔

حضرت عائشہ صدیقہ وفاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما

اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان دونوں حضرات میں کون افضل ہے بعض کے نزدیک حضرت فاطمہ زہرا عائشہ صدیقہ سے افضل اس لئے کہ

☆ ۱۔ آپ مصطفیٰ ﷺ کی لخت جگر ہیں آپ کی شرافت اصلی ذاتی ہے اور سب کی عارضی۔

☆ ۲۔ چونکہ حضور علیہ السلام ہر موجود کے سردار اور فاطمہ زہرا حضور کا جزء لہذا جو کل کا

حال وہی جزء کا۔

☆ ۳۔ حضرت فاطمہ زہرا جنتی عورتوں کی سردار ہیں جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا بھی داخل ہیں۔

☆ ۴۔ حضرت فاطمہ زہرا ہم شکل محبوب ﷺ ہیں چنانچہ آپ کی رفتار گفتار شکل و شباہت

بالکل حضور علیہ السلام کی مثل تھی اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حیض و نفاس سے پاک تھیں۔

(مدارج)

☆ ۵۔ فاطمہ زہرا جنت کی کلی ہیں اسی لئے آپ کا لقب شریف زہرا ہے بمعنی آپ کو فاطمہ

اور بتوں بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بے تعلق ہیں فاطمہ فطم سے بنا

بمعنی چھوٹا جس بچہ کا دودھ چھوٹ جائے اسے فطم کہتے ہیں بتوں بتل سے بنا بمعنی الگ ہو جانا و بتسل

الیہ تبتیلا۔

☆ ۶۔ حضور (ﷺ) فاطمہ کو سونگھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے ان سے جنت کی خوشبو

آتی ہے۔

☆ ۷۔ فاطمہ زہرہ نسل مصطفیٰ (ﷺ) کی اصل ہیں عائشہ صدیقہ میں یہ وصف نہیں۔

مگر بعض کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہ زہرا سے افضل ہیں چند وجوہ سے

☆ ۱۔ رب تعالیٰ نے ینساء النبی لستن کا حد من النساء اے نبی کی بیوی تم کسی

عورت کی طرح نہیں اور کسی میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بھی داخل ہیں۔

☆ ۲۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ماں ہیں اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بیٹی

اور یقیناً ماں سے بیٹی سے افضل ہیں۔

☆ ۳۔ جنت میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہوں گی مگر عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کے ساتھ اور یہ جگہ اس جگہ سے افضل ہے۔

☆ ۴۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شیطان کے اثر سے پاک کیونکہ نبی کی بیوی ہیں

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام مسلمانوں کی ماں ہیں کسی کے نکاح میں نہیں آسکتیں فاطمہ زہرا

رضی اللہ عنہا کا یہ حکم نہیں۔

☆ ۵۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی عالمہ و فقیہہ ہیں حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ دو تہائی

دین عائشہ سے لو آپ صحابہ کرام کے علمی اختلاف کا فیصلہ فرماتی تھیں اور اہل علم دوسروں سے افضل

ہوتے ہیں۔

☆ ۶۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جبرئیل علیہ السلام سلام کرتے تھے۔

☆ ۷۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بستر میں حضور علیہ السلام پر وحی آتی تھی۔

☆ ۸۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لقب محبوبہ محبوب رب العلمین ہے۔

☆ ۹۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پاک میں حضور کی وفات ہوئی اور ان کی گود

شریف حضور (ﷺ) کی آخری آرام گاہ بنی۔

☆ ۱۰۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ حضور (ﷺ) کی آخری قیام گاہ قرار پایا کہ یہیں آپ کی قبر انور ہے اور یہ قیامت تک کے لیے جن وانس و ملائکہ کی زیارت گاہ بن گیا۔

☆ ۱۱۔ جب لوگوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی تو سورہ نور کی اٹھارہ آیتوں نے آپ کی نورانیت و بریت کو بیان فرمایا جو مسلمان قرآن مجید پڑھے گا ان کی عصمت کی گواہی دے گا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

وہ جو ہے سورہ نور جن کی گواہ

ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

☆ ۱۲۔ آپ صدیقہ باپ، صدیق، شوہر نبیوں کے سردار میکہ بھی اعلیٰ سسرال بھی بالا۔

☆ ۱۳۔ خود اُمّ المؤمنین اور والد امیر المؤمنین شوہر خاتم النبیین ﷺ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ہر قسم کے دلائل ملتے ہیں لہذا یا خاموشی اختیار کرو یا یوں کہو کہ بعض لحاظ سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور بعض لحاظ سے فاطمہ زہرہ ایک لخت جگر نور نظر ہیں دوسری محبوبہ۔ (تفسیر نعیمی)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر قرآن و سنت کے مرکز ہیں

واذکون مایتلی فی بیوتکن من ایت اللہ والحکمة ان اللہ کان لطیفاً خبیراً

(پ ۲۲ من احزاب آیت ۳۴)

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بیشک اللہ ہر بار کی

جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت قرآنیہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کی ازواج کے گھروں کو وحی الہی اور

سنت کا گہوارہ قرار دیا ہے اور اس نعمت عظمیٰ پر ان کو خدا کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ تفسیر طبری میں

ہے کہ

يقول تعالى ذكره لا زواج نبيه محمد ﷺ واذکون نعمة اللہ علیکن بان

جعلكن في بيوت تتلى فيها آيات الله والحكمة فاشكرن الله على ذلك  
 واحمدانه عليه وعنى بقوله واذكرن مايتلى في بيوتكن من آيات الله  
 واذكرن مايقرفى بيوتكن من آيات الله كتاب الله والحكمة ويعنى  
 بالحكمة ما وحي الى رسول الله ﷺ من احكام دين الله ولم ينزل به  
 قرآن وذلك السنة (تفسير طبرى)

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ ذکرہ اپنے محبوب ﷺ کی ازواج سے فرما رہا ہے کہ یاد کرو اللہ کی ان  
 نعمتوں کو جو اس نے تم پر بایں طور پر نازل فرمائیں کہ تمہیں ایسے گھروں میں آباد فرمایا جن میں اللہ کی  
 آیتیں اور حکمت پڑھی جاتی ہیں تو اس انعام پر اللہ کا شکر اور اس کی حمد بجالاؤ اور اللہ کے فرمان و اذکار  
 مائتلی سے مراد مائقر فی بیوتکن من آیات اللہ ہے اور حکمت سے مراد اللہ کے دین کے وہ  
 احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ قرآن نازل کئے بغیر اپنے محبوب کی طرف وحی فرماتا ہے اور وہ سنت ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو حضور سید عالم ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے

چنا

چنانچہ آیہ مذکورہ کے تحت اسی تفسیر طبری میں ہے کہ:-

يقول تعالى ذكره ان الله كان ذا لطف بكن اذ جعلكن في البيوت التي تتلى

فيها آياته والحكمة خبير بكن اذا اختاركن لرسوله ازواجاً (تفسير طبرى)

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے لطف سے تمہیں نوازا کیونکہ تمہیں ایسے گھروں میں بسایا جن  
 میں اس کی آیات اور حکمت پڑھی جاتی ہے وہ بڑا باخبر ہے کہ اس نے تمہیں اپنے محبوب کی زوجیت کے  
 لئے چنا۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد

حضور سیدی شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمة فرماتے ہیں۔



بدانکہ ازواج آنحضرت ﷺ در وقتی نہ بودند و در وقت دیگر بارہ و در وقت دیگر زیادہ بر آن و وقتی کمتر از آن در جامع الاصول آورده است کہ علماء اختلاف دارند در عدد ازواج پیغمبر ﷺ و در ترتیب ایشان و عدد آنہائیکہ مردہ اند پیش از آنحضرت و آنہائیکہ مردہ اند بعد از وی ﷺ و آنہا کہ دفول کردہ بآنها و آنہا کہ دفول نکردہ و جماعت از زنان هستند کہ آنہا را خواستگارے کردہ و در نکاح نہ در آورده و آن زنان کہ عرض کردند خود را بر آنحضرت و گفتہ کہ ما ذکر میکنیم مشہور ترست از اقوال پس از ان ذکر کرد صاحب جامع الاصول اسماء ایشان را و اقوال ایشان را. (اشعت اللغات، ج ۴، ص ۷۰۰)

یعنی جان لو کہ حضور سید عالم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ایک وقت میں تو تھیں اور ایک وقت میں گیارہ اور ایک وقت میں اس سے زیادہ اور بسا اوقات اس سے کم جامع الاصول میں ذکر کیا گیا ہے کہ علماء کا ازواج رسول ﷺ کی تعداد میں اختلاف ہے اور ان کی ترتیب میں اور ان ازواج کے بارے میں کہ جو حضور ﷺ سے پہلے وفات پا گئیں یا بعد میں اور ان کے بارے کہ جن سے دخول فرمایا یا نہیں اور ایک گروہ عورتوں کا ایسا ہے جن کو پیغام نکاح دیا لیکن نکاح نہ فرمایا اور ان عورتوں کے بارے کہ جنہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور جامع الاصول نے ذکر فرمایا کہ ہم اقوال میں سے مشہور تر قول ذکر کریں گے اس کے بعد صاحب جامع الاصول نے ان کے نام اور احوال ذکر فرمائے۔

شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ.....

اول ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن أم المؤمنین خدیجہ بنت خویلد ست

تزوج کرد اور آنحضرت ﷺ و خدیجہ چھ سالہ و آنحضرت بیست و پنج سالہ

بعد وفات یافت پیش از ہجرت سہ سال بر قول صحیح

پہلی زوجہ مبارکہ أم المؤمنین خدیجہ بنت خویلد ہیں حضور ﷺ نے جب ان سے نکاح فرمایا تو

ان کی عمر چالیس سال تھی اور آپ ﷺ کی پچیس سال قول صحیح پر ان کی وفات ہجرت سے تین سال قبل ہوئی۔

بعد از وہ سودہ بنت زمعہ تزوج درمگہ کرد وفات در سال پنجاہ و چہار۔ ان کے بعد حضرت سودہ بنت زمعہ سے مکہ میں نکاح فرمایا اور ۵۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق تزوج کرد او را بمکہ ووی شش سالہ بود و بنا

کرد باو در نہ سالگی و وفات یافت در سال پنجاہ و پنج یا پنجاہ و ہشت

حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق سے مکہ میں ان سے نکاح فرمایا اس وقت ان کی عمر

شریف چھ سال تھی جب کہ نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی ۵۵/۵۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

حفصہ بنت عمر بن خطاب تزوج کرد در سال دوم یا سوم از ہجرت و مرد در سال

چہل و پنج یا چہل و یک۔

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب کے ساتھ ہجرت کر کے دوسرے یا تیسرے سال نکاح

فرمایا جب کہ ۴۱/۴۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

زینب بنت خزیمہ تزوج کرد در سال سوم و مرد در سال چہارم زینب بنت خزیمہ سے

ہجرت کے تیسرے سال نکاح کیا جب کہ چوتھے سال ان کا وصال ہوا۔ ام سلمہ بنت امیہ

مخزومی تزوج کرد در سال چہارم یا سوم و مرد در سال پنجاہ و نہ بعضے گفته اند در سال

شصت و دو و اول صبیح ترست۔ ام سلمہ بنت امیہ مخزومی ہجرت کے تیسرے یا چوتھے سال ان سے

نکاح کیا ۵۹ھ میں ان کی وفات ہوئی بعض علماء نے فرمایا کہ ۶۲ ہجری میں جب کہ پہلا قول زیادہ صحیح

ہے۔

وزینب بنت جحش تزوج کرد در سال پنجم و مرد در سال ہستم یا ہست و یکم ووی

اول کسی ست کہ رفت از عالم از او را بعد از ان حضرت ﷺ

حضرت زینب بنت جحش سے ہجرت کے پانچویں سال نکاح فرمایا ۲۰/۲۱ھ انتقال ہوا یہ پہلی

زوجہ ہیں جن کا وصال حضور ﷺ کے بعد ہوا۔

ام حبیبہ بنت ابی سفیان خواہر معاویہ واصح واشہر آنست کہ تزوج کرد

اور ابناشے برائے آنحضرت ﷺ پچار صد درہم در سال ششم در حبشہ کہ ہمراہ

شوہر خود عبید اللہ بن بھش رشتہ بود و عبید اللہ نصرانی شد و بمرد

ام حبیبہ بنت ابوسفیان حضرت امیر معاویہ کی ہمیشہ زیادہ صحیح اور مشہور تر یہ ہے کہ

حضور ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح نجاشی نے حبشہ میں چھٹے سال چار سو درہم میں کیا ام حبیبہ اپنے شوہر عبید اللہ بن بھش کیساتھ حبشہ گئی تھیں اور وہ نصرانی ہو کر مر گیا۔

جویریہ بضم جیم وقع و ابونت عارث بند کرد آنحضرت ﷺ او را در غزوہ

مرسیع در سال ششم پس آزاد کرد تزوج نمود و مرد در سال پنجاہ و شش -

جویریہ بنت عارث جیم کے ضمہ اور واؤ کے فتح کے ساتھ کو غزوہ مرسیع میں چھٹے سال قیدی

بنایا پھر آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا ۵۶ھ میں وصال ہوا۔

میمونہ بنت العارث تزوج در سال ہفتم مرد در سال شصت ویک یا پنجاہ ویک

ووی خالہ ابن عباس ست ۔

میمونہ بنت عارث ساتویں سال ان سے نکاح فرمایا وہ ابن عباس کی خالہ

تھیں ۶۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ صفیہ بنت حبیب بن اخطب در سال

ہفتم در غزوہ خیبر اسیر سافت و آزاد کردہ تزوج نمود ووی در آن زمان ہفدہ سالہ

بود و وفات یافت در سنہ خمسین و قیل اثنین و خمسین و قیل غیر ذلک ۔

صفیہ بنت حبیب ابن اخطب ساتویں سال غزوہ خیبر میں ان کو قیدی بنایا اور آزاد فرمایا ان سے

نکاح فرمایا اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی ۵۰ھ میں انتقال فرمایا اور یہ بھی کہا گیا کہ ۵۲ھ ہجری میں

اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔

ریحانہ بنت زید یہودیہ بود بند کرد و اعتاق کردہ تزوج نمود در سال ششم

ومردد روقت رجوع ازبعتہ الوداع حضرت ریحانہ بنت زید پہلے یہودیہ تھیں قید ہوئیں حضور ﷺ نے آزاد فرما کر ان سے نکاح فرمایا چھٹے سال اور حجۃ الوداع سے واپسی پر ان کا وصال ہوا۔

این یازده زن را تزویج کرده ودفن نمودہ است وجماعۃ از زنان مقدار دست یا بیشتر بودہ اند کہ ایشان را تزویج فرمودہ وپیش از دفن مفاومت نمودہ و بعضی را خواستگاری نمودہ و تزویج فرمودہ و بعضی نزد نزول کریمہ یا ایہا النبی قل لازواجک الایۃ دنیا اختیار کردہ بدر رفتند و تفصیل آن مذکور است در جامع الاصول

یہ گیارہ بی بی ہیں جن سے حضور ﷺ نے نکاح فرما کر شرف زوجیت بخشا ہیں یا اس سے زیادہ خواتین ایسی تھیں جن کے ساتھ نکاح کیا لیکن تعلق زوجیت سے پہلے ان سے مفاومت اختیار فرمائی بعض کو نکاح کا پیغام دیا لیکن نکاح نہ فرمایا بعض وہ ہیں کہ جنہوں نے آیت یا ایہا النبی قل لازواجک الایۃ نازل ہونے پر دنیا کو اختیار کیا اور علیحدہ ہو گئیں اور ان کی تفصیل جامع الاصول میں مذکور ہیں۔

خیال رہے قول بعض کے مطابق حضور ﷺ کی کنیزیں چار تھیں جن میں سے مشہور ماریہ قبطیہ حضور ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی والدہ ہیں ان کا وصال ۱۶ھ میں ہوا دوسری حضرت ریحانہ بنت شمعون یا بنت زید ہیں بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان سے دخول نہیں ہوا تیسری زینب بنت جحش کی بہہ کردہ کنیز تھی چوتھی وہ تھیں جو قیدی بن کر آئیں تھیں چنانچہ شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

واما سراری بعضے گفته اند چہار بودہ مشہور ترین آنہا ماریہ قبطیہ ام ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ در سال شانزدہ مردہ وریحانہ بنت شمعون یا بنت زید کہ مذکور شد بعضے گفته اند آزاد نکرد و وطنی بملک یمین نمود و دیگر جاریہ بود کہ زینب بنت جحش اور ایشیدہ بود و دیگرے بود از جائے بند کردہ شدہ واللہ اعلم

(اشعت اللمعات ج ۴ ص ۷۰۱)



خیال رہے کہ حضور ﷺ کے سامنے فوت ہونے والی ازواج صرف دو ہیں اول حضرت اُمّ المؤمنین خدیجہ الکبریٰ دوم اُمّ المؤمنین حضرت زینب اُمّ المساکین رضی اللہ عنہما اور حضور سید عالم ﷺ کے وصال ظاہری کے وقت نوازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن موجود تھیں۔ (مدارج) چنانچہ بعض علماء نے ان ازواج کے نام اپنے ان اشعار میں جمع فرمائے:-

توفی رسول اللہ عن تسع نسوة      اليهن تعزى المكرمات و تنسب  
فعايشة ميمونة و صفية      و حفصة تتلوهن هند و زينب  
جويرية مع رملة ثم سودة      ثلث وئست نظمن مهذب  
(حاشیہ صاوی ج ۵ ص ۱۶۳۵ مکتبہ رحمانیہ)

### قریشیہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

یہ چھ ہیں سیدہ خدیجہ الکبریٰ، سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر، سیدہ حفصہ بنت عمر فاروق، سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان، سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ، سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہن۔

### عربیہ غیر قریشیہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

سیدہ زینب بنت جحش، سیدہ میمونہ بنت الحارث ہلالیہ، سیدہ زینب بنت خزیمہ ام المساکین، سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہن

### غیر عربیہ زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا

یہ حضرت سیدہ صفیہ بنت حی بن اخطب جو کہ بنو نضیر سے ہیں رضی اللہ عنہا۔ (مدارج)

### ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا مہر

عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه قال سالت عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کم کان صداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان صداقة لزوجہ لنتی عشرة اوقیة ونشا قالت اتدری ما النش قال قلت

لا قالت نصف اوقية فتلك خمس مائة درهم فهذا صداق رسول الله صلى

الله عليه و سلم وازواجه. (رواه مسلم)

ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

سے سوال کیا کہ حضور ﷺ کی ازواج کا حق مہر کتنا تھا آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ازواج کا حق مہر بارہ اوقیہ اور نش تھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ جانتے ہو کہ نش کیا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں آپ نے فرمایا کہ نصف اوقیہ۔

یعنی ساڑھے بارہ اوقیہ جو کہ ۵ سو درہم کے برابر تھا تو یہ تھا حضور ﷺ کا اپنی ازواج کے لئے

حق مہر۔

خیال رہے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار ہزار درہم یا چار سو دینار تھا (نووی)

جب کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار سو درہم تھا (فیوض الباری) خیال رہے اوقیہ ہمزہ کے ساتھ اور یا مشدّدہ کیساتھ جبکہ نش نون مفتوحہ اور ش مشدّدہ کیساتھ ہے اور اوقیہ سے مراد اوقیہ حجاز ہے اور وہ چالیس درہم کا ایک ہوتا ہے (نووی) اس حساب سے پانچ سو درہم بنتے ہیں۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مہر بارہ اوقیہ سونا تھا یعنی اکتیس تولے سونا (فیوض الباری)

حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کا مہر چار سو مثقال یعنی ایک سو پچاس تولے چاندی تھا۔ (ایضاً)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دینا اور واقعہ تحریم

عن عبد الله ابن عباس قال لم ازل حريصا على ان اسئل عمر عن المرأتين

من ازواج النبي صلى الله عليه و سلم اللتين قال الله لهما ان تتوبا الى الله

فقد صغت قلوبكما فحججت معه فعدل وعدلت معه بالادوة فتبرز حتى

جاء فسكبت على يديه من الادوة فتوضا فقلت يا امير المؤمنين من

المراتان من ازواج النبي ﷺ اللتان قال الله عز وجل لهما ان تتوبا الى الله

فقد صغت قلوبكما فقال اعجبي لك يا ابن عباس عائشة وحفصة ثم

استقبل عمر الحدیث يسوقه فقال انى كنت و جارالى من الانصار فى بنى امية بن زيدو هى من عوالى المدينة و كنانتناؤب النزول على النبى ﷺ فينزل يوماً و انزل يوماً فاذا نزلت جئته من خبر ذلك اليوم من الامر وغيره و اذا انزل فعل مثله و كنا معشر قریش نغلب النساء فلما قدمنا على الانصار اذاهم قوم تغلبهم نساء هم بعد فطفق نساء نايأخذن من آداب نساء الانصار فصحت على امراتى فراجعتنى فانكرت ان تراجعنى فقالت ولم تنكران اراجعك فوالله ان ازواج النبى ﷺ يراجعنه وان احداهن لتهجره اليوم حتى الليل فافزعنى فقلت خابت من فعل منهن بعظيم ثم رجعت على ثوبى فدخلت على حفصة فقلت اى حفصة اتغاضب احداكن رسول الله ﷺ اليوم حتى الليل فقالت نعم فقلت خابت و خسرت افتأمن ان يغضب الله بغضب رسوله فتهلكين لاتستكثرى على رسول الله ﷺ ولا تراجعيه فى شئى ولا تهجره و سلينى مابدالك ولا يغرنك ان كانت جارتك هى اوضاع منك و احب الى رسول الله ﷺ يريد عائشة و كنانتنا حدثنا ان غسان تنعل النعال لغزونا فنزل صاحبى يوم نوبته فرجع عشاء فضرب بابى ضرباً شديداً و قال انائم هو ففزعت فخرجت اليه و قال حدث امر عظيم قلت ما هو اجاءت غسان قال لابل اعظم منه و اطول طلق رسول الله ﷺ نساءه قال قد خابت حفصة و خسرت كنت اظن ان هذا يوشك ان يكون فجمعت على ثيابى فصليت صلوة الفجر معى النبى ﷺ فدخول مشربة له فاعتزل فيها فدخلت على حفصة فاذا هى تبكى قلت ما يبكيك اولم اكن حذرتك اطلقين رسول الله ﷺ قالت لا ادري هوذا فى المشربة فخرجت فجئت المنبر فاذا حوله رهط يبكى

بعضهم فجلست معهم قليلا ثم غلبني ما اجد فجئت المشربة التي هو فيها  
فقلت بسلام له اسود استاذن لعمر فدخل فكلم النبي ﷺ ثم خرج فقال  
ذكرتك له فصمت فانصرفت حتى جلست مع الرهط الذين عند المنبر  
ثم غلبني ما اجد فذكر مثله فجلست مع الرهط الذين عند المنبر ثم غلبني  
ما اجد فجئت الغلام فقلت استاذن لعمر فذكر مثله فلما وليت  
منصرفا فاذا الغلام يدعوني قال اذن لك رسول الله ﷺ فدخلت عليه  
فاذا هو مضطجع على رمال حصير ليس له بينه وبينه فراش قد اثار الرمال  
بجنبه متكى على وسادة من ادم حشوها ليف فسلمت عليه ثم قلت وانا  
قائم طلقت نساءك فرفع بصره الي فقال لائم قلت وانا قائم استانس  
يا رسول الله ﷺ لو رأيتني وكنا معشر قريش تغلب النساء فلما قدمنا على  
قوم تغلبهم نساءهم فذكره فتبسم النبي ﷺ ثم قلت لو رأيتني ودخلت  
على حفصة فقلت لا يغرنك ان كان جارتك هي اوضاع منك واحب  
الي النبي ﷺ يريد عائشه فتبسم اخري فجلست حين رايت يتبسم ثم  
رفعت بصرى في بيته فوالله ما رايت فيه شيئا يرد البصر غير اهبة ثلاثة  
فقلت ادع الله فليوسع علي امتك فان فارس والروم وسع عليهم واعطوا  
الدنيا وهم لا يعبدون الله وكان متكاء فقال اوفى شك انت يا ابن الخطاب  
اولئك قوم عجلت لهم طيباتهم في الحياة الدنيا فقلت يا رسول الله ﷺ  
استغفر لي فاعتزل النبي ﷺ من اجل ذلك الحديث حين افشته حفصة  
الي عائشه وكان قد قال ما انا بداخل عليهن شهرا من شدة موجدته عليهن  
حين عاتبه الله فلما مضت تسع وعشرون دخل علي عائشه فبدأ بها فقالت  
له عائشه انك اقسمت ان لا تدخل علينا شهرا وانا اصبحنا تسع وعشرين



لیلة اعدھا عدا فقال النبی ﷺ الشهر تسع وعشرون وکان ذالک الشهر تسع وعشرون قالت عائشة فانزلت ایه التخییر فبدأبی اول امرأ فقال انی ذاکر لک امرأة ولا علیک ان لاتعجلی حتی تستامری ابویک قالت قد علم ان ابوی لم یكونا یامرانی بفراقه ثم قال ان اللہ قال یاایها النبی قل لازواجک الی علیما قلت افی هذا استامر ابوی فانی ارید اللہ ورسول والدار الاخرة ثم خیر نساءه فقلن مثل ما قالت عائشة.

(رواه البخاری ج ۱ ص ۳۳۴)

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے کہا میری یہ خواہش رہی ہے کہ حضرت عمر سے یہ معلوم کروں کہ نبی ﷺ کی بیویوں میں سے وہ دو عورتیں کون سی تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (سورۃ تحریم) میں فرمایا نبی کی دونوں بیویوں کو اللہ کی طرف رجوع کرو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں پھر میں نے ان کیساتھ حج کیا اور وہ راستے سے مڑے میں بھی چھاگل (چھوٹی سی مشک یا مٹی کا وہ برتن جس میں مسافر پانی بھر لیتے ہیں فیروز اللغات) لے کر ان کے ساتھ مڑا انہوں نے حاجت پوری کی جب وہ واپس آئے تو میں نے چھاگل سے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا انہوں نے وضو کیا میں نے پوچھا اے امیر المؤمنین! نبی ﷺ کی بیویوں میں وہ دو عورتیں کون سی تھیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم دونوں اللہ کی جناب میں توبہ کرو تو بہتر ہے حضرت عمر نے فرمایا اے ابن عباس آپ پر تعجب ہے اس سے عائشہ اور حفصہ مراد ہیں پھر حضرت عمر نے پورا واقعہ بیان کیا کہ میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی مدینہ کے بلند دیہات میں بنی امیہ بن زید کے گاؤں میں رہتے تھے اور ہم باری باری نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں جس دن میں جاتا تو اسے اس دن کے تمام حالات سے مطلع کرنا اور جس دن وہ جاتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا اور ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ جب ہم مدینہ میں انصاری کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں یہ رنگ دیکھ کر ہماری عورتوں نے بھی انصاری عورتوں کا وطیرہ اختیار

کیا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میں اپنی بیوی پر (ناراض ہوا) اس نے مجھ کو جواب دیا میں نے اس پر برامانا وہ کہنے لگی تم نے میرا جواب دینا کیوں برا سمجھا ہے خدا کی قسم نبی ﷺ کی بیویاں آپ کو جواب دیتی ہیں اور ان میں سے کوئی بیوی تو ایسا کرتی ہے کہ دن بھر شام تک آپ سے خفا رہتی ہے یہ سن کر میں گھبرایا میں نے کہا ان میں سے جو ایسا کرتی ہے وہ بڑا نقصان اٹھائے گی۔ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ کے پاس گیا میں نے اس سے کہا اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی سارا دن رات تک رسول اللہ ﷺ کو غصہ میں رکھتی ہے حفصہ نے کہا ہاں میں نے کہا جو ایسا کرتی ہے وہ تباہ و برباد ہوئی کہا تم اللہ کے غضب سے نہیں ڈرتیں کہ اس کے رسول کو غصہ دلاتی ہو۔ یاد رکھو تباہ ہو جاؤ گی۔ رسول اللہ ﷺ سے نہ تو بہت فرمائشیں کیا کر اور نہ جواب دیا کر اور نہ آپ سے ناراض ہوا کر اور اگر تجھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھ سے مانگ لیا کر تو اس دھوکے میں مت آ۔ تیری ہجولی تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور رسول اللہ ﷺ تجھ سے زیادہ اسے چاہتے ہیں۔ حضرت عمر کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ حضرت عمر نے کہا کہ ان دنوں یہ باتیں بھی ہو رہی تھیں کہ غسان کے لوگ ہم سے لڑنے کے لئے گھوڑوں کے نعل باندھ رہے ہیں خیر میرا انصاری ساتھی اپنی باری کے دن مدینہ گیا وہاں سے شام کو لوٹ کر آیا تو اس نے میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہنے لگا کہ کیا عمر سو رہے ہیں میں گھبرا کر اٹھا اور باہر آیا اس نے کہا بڑا حادثہ رونما ہوا ہے میں نے کہا کیا غسان کے لوگ آپہنچے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا واقعہ ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے یہ سن کر عمر نے کہا حفصہ تو تباہ و برباد ہو گئی میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ ایسا ہونے والا ہے الغرض میں نے اپنے کپڑے پہنے اور نبی (ﷺ) کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی آپ نماز سے فارغ ہو کر اپنے بالا خانے میں اکیلے جا کر لیٹ گئے میں حفصہ کے گھر گیا دیکھا تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے کہا رو کیوں رہی ہو کیا میں نے تم کو پہلے ہی نہیں سمجھا دیا تھا کیا تم سب کو رسول اللہ ﷺ نے طلاق دے دی ہے؟ وہ کہنے لگیں مجھے نہیں معلوم آپ سامنے بالا خانے میں موجود ہیں وہاں جا کر پوچھ لیجئے میں باہر نکلا اور منبر کے پاس آیا تو دیکھا کہ منبر کے گرد کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں

اور ان میں سے بعض لوگ رورہے ہیں میں ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر مجھ پر رنج کا غلبہ ہوا تو جس بالا خانے میں آپ تشریف رکھتے تھے اس کے پاس آیا میں نے کالے غلام سے (جو کہ دربان تھا) کہا عمر کے لئے اجازت مانگ وہ اندر گیا اور نبی ﷺ سے کچھ بات چیت کی پھر باہر آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ سے تمہارا ذکر کیا مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں واپس آ کر ان لوگوں کے پاس بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے مجھ پر پھر رنج کا غلبہ ہوا اور میں بالا خانے پر پہنچ گیا پھر وہی واقعہ پیش آیا اور ان لوگوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے۔ مجھ پر پھر رنج کا غلبہ ہوا اور میں غلام کے پاس آیا اور کہا عمر کیلئے اجازت مانگ مگر اس مرتبہ بھی وہی ہوا آخر کار گھر جانے کے لئے مڑنے لگا تو غلام نے مجھے اجازت دے کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو اجازت عطا فرمادی ہے میں حاضر دربار ہوا تو دیکھا کہ آپ ایک بورے پر لیٹے ہوئے ہیں جس پر کوئی بچھونا وغیرہ نہیں ہے اور آپ کے پہلوئے مبارک پر بورے کے نشان پڑ گئے ہیں اور آپ چڑے کے تکیے کیساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہیں جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی میں نے آپ کو سلام کہا اور کھڑے ہی کھڑے دریافت کیا کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا نہیں پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے آپ کا دل بہلانے کی غرض سے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ذرا میری طرف دیکھئے ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب تھے ایسے لوگوں کے پاس آئے جن پر ان کی عورتیں غالب ہیں پھر پورا واقعہ بیان کیا نبی ﷺ سن کر مسکرائے پھر میں نے عرض کیا کاش آپ ملاحظہ فرماتے میں حصہ کے پاس گیا تھا اور کہا تھا تو اپنی ہجولی برابر والی سے دھوکہ مت کھاؤ کیونکہ وہ تم سے زیادہ خوبصورت اور نبی ﷺ کی چیمٹی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مراد لیا آپ دوبارہ مسکرائے جب میں نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو بیٹھ گیا اس کے بعد میں نے آنکھ اٹھا کر گھر کا سامان دیکھا تو خدا کی قسم کوئی چیز نہیں دیکھی بجز تین کھالوں کے اور وہ بھی کچی تھیں میں نے عرض کیا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کی امت پر فراخی کر دے فارس اور روم کے لوگوں پر بڑی ہی فراخی ہے باوجودیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے اس وقت تکیہ لگائے ہوئے تھے آپ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے کیا ابھی تجھ کو شک ہے ان لوگوں کے مزے تو دنیا کی

زندگی میں جلدی دیدیے گئے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیے تو ہوا یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت حفصہ نے آپ کا راز بیان کر دیا تھا اور نبی ﷺ نے اس وجہ سے ایک مہینہ تک کے لئے اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی تھی جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر عتاب فرمایا جب انیس دن گزر گئے آپ سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی آپ نے ایک مہینے تک کے لئے ہمارے گھروں میں نہ آنے کی قسم کھالی تھی اور ابھی انیس راتیں گزری ہیں میں ان کو برابر گن رہی ہوں نبی ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انیس دن کا بھی ہوتا ہے اور یہ مہینہ انیس دن کا ہی ہوا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے تخیر کی آیتیں نازل فرمائیں سب بیویوں سے پہلے آپ نے مجھ ہی سے پوچھا اور فرمایا میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں اور اس کے جواب میں جلدی کی ضرورت نہیں اپنے ماں باپ سے صلاح و مشورہ کر لے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میرے ماں باپ آپ سے جدا ہونے کا ہرگز مشورہ نہ دیں گے پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اے نبی اپنی بیویوں سے فرما دیجئے عظیمیا تک میں نے جو اباً عرض کیا کیا اس کے بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں میں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کی خواہاں ہوں پھر آپ نے دوسری بیویوں کو بھی اختیار دیا سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح جواب دیا۔ (فیوض الباری)

### حدیث سے متعلقہ بعض مسائل

حضور سیدی صدر الافاضل بدرالماثل خزائن العرفان میں فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ حضرت ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے محل میں رونق افروز ہوئے وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں حضور نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو سرفراز خدمت کیا یہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر گراں گزرا حضور نے



ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امورات کے مالک ابو بکر و عمر ہوں گے۔ وہ اس سے خوش ہو گئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے یہ تمام گفتگو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنائی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی یعنی ماریہ قبٹیہ آپ انہیں اپنے لئے کیوں حرام کر کے لیتے ہیں اپنی بیبیوں حفصہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کی رضا جوئی کے لئے اور ایک قول اس آیت کے شان نزول میں یہ بھی ہے کہ امّ المؤمنین زینب بنت جحش کے یہاں جب حضور تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے یہ بات حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کو ناگوار گزری اور انہیں رشک ہوا انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ دہن مبارک سے مغفیر کی بو آتی ہے اور مغفیر کی بو حضور کو ناپسند تھی۔

چنانچہ ایسا کیا گیا حضور کو ان کا منشاء معلوم تھا فرمایا مغفیر تو میرے قریب نہیں آیا زینب کے یہاں شہد میں نے پیا ہے اس کو میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں مقصود یہ تھا کہ حضرت زینب کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرمائے دیتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تَحْرِمُ مَا حَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ

غَفُورٌ رَحِيمٌ. (پ ۲۸ س التحريم آیت ۱)

اے غیب بتانے والے نبی تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کنز الایمان) نازل فرمائی

قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحْلَةَ إِيمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

(پ ۲۸ س التحريم آیت ۲)

بے شک اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرما دیا اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے (کنز الایمان)

یعنی کفارہ تو ماریہ کو خدمت سے سرفراز فرمائیے یا شہد نوش فرمائیے یا قسم کے اوتار سے مراد یہ ہے کہ قسم کے بعد ان شاء اللہ کہا جائے تاکہ اس کے خلاف کرنے سے حث (قسم شکنی) نہ ہو مقاتل سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہ کی تحریم کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کیا اور حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے کفارہ نہیں دیا کیونکہ آپ مغفور ہیں کفارہ کا حکم تعلیم امت کے لئے ہے (خزائن العرفان)

بخاری شریف میں ہے کہ:-

عن عائشه رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يشرب عسلا عند زينب بنت جحش ويمكث عندها فواطئت انا وحفصة عن ايتنا دخل عليها فلتقل له اكلت مغاير انى اجد منك ريح مغاير قال لا ولكنى كنت اشرب عسلا عند زينب بنت جحش فلن اعود له وقد حلفت لا تخبرى بذلك احدا. (بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام المؤمنین زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتے اور کافی دیر ٹھہرے رہتے۔ اس پر میں نے اور ام المؤمنین حفصہ نے آپس میں ٹھہرائی کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور تشریف لائیں تو وہ ضرور آپ سے کہے کہ آپ نے مغاير کھایا ہے کیونکہ مجھے آپ سے مغاير کی بو آرہی ہے (چنانچہ میں نے یہی کہا) تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے تو زینب بنت جحش کے پاس سے شہد پیا ہے بہر حال میں اب یہ بھی نہیں پیوں گا اور میں نے قسم کھالی ہے تم اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔

خیال رہے اس بات میں اختلاف ہے کہ حضور نے کن کے گھر میں شہد پیا تھا امام بخاری کے نزدیک زینب کے گھر پیا تھا اور مشورہ کرنے والی حضرت عائشہ و حفصہ تھیں جیسا کہ روایت میں منصوص ہے جب کہ ایک روایت میں حضرت حفصہ کے گھر شہد نوش فرمایا اور قائلہ حضرت عائشہ اور سودہ و صفیہ تھیں ایک قول کے مطابق حضرت سودہ کے گھر کیونکہ حضرت سودہ کے یمن والے اقارب آپ کے ہاں

شہد بطور حد یہ بھیجا کرتے تھے اور حضور کو مغایر کا قول کرنے والی حضرت عائشہ و حفصہ تھیں لیکن وہ امام بخاری کا مذہب ہے کیونکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے ایک میں حضرت عائشہ، سودہ و حفصہ اور صفیہ تھیں جب کہ دوسرے میں زینب ام سلمہ اور باقی ازواج تھیں۔

كما قال العيني واختلف في التي شرب النبي ﷺ في بيتها العسل فعند البخاري زينب كما ذكرت وان القائلة اكلت مغاير عائشة و حفصة وفي رواية حفصة وان القائلة اكلت مغاير عائشة وسودة و صفية رضی اللہ عنہن وفي تفسير عبد بن حميد انها سودة و كان لها اقارب اهدوا لها عسلا من اليمن والقائلة له عائشه و حفصه والذي يظهر انها زينب علي ما عند البخاري لان ازواجه صلى الله عليه وسلم كن حزين علي ما ذكرت عائشة قالت انا وسودة و حفصة و صفية في حزب و زينب و ام سلمة و الباقيات في حزب (عمدة القارى ص ۳۸۳ ج ۱۹ بيروت لبنان)

خیال رہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں بچپن میں تھیں نیز آپ سے اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ حادثہ بغیر قصد واقع ہوا نیز یہ بات عورتوں کی جبلت ہی میں ہے کہ وہ اپنی صواحب (سوکنوں) پر غیرت کرتی ہیں لہذا یہ اعتراض لازم نہ ہوگا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے معاذ اللہ حضور کو ایذا دی جیسا کہ عینی میں ہے کہ:-

فان قلت كيف جاز لعائشة و حفصة الكذب و المواطاة التي فيها ايذاء رسول الله صلى الله عليه و سلم قلت كانت عائشة صغيرة مع انها وقعت منهما من غير قصد الايذاء بل علي ما هو من جبلة النساء في الغيرة علي الضرائر و نحوها. (عمدة القارى ص ۳۸۳ ج ۱۹ لبنان بيروت)

واقعہ تحریم کے بعد حضور ﷺ نے حضرت حفصہ کو ایک راز کی بات بتائی کہ میرے بعد حضرت صدیق اور حضرت عمر خلیفہ ہوں گے اور فرمایا کہ اس کا انشاء مت کرنا لیکن حضرت حفصہ یہ تمام گفتگو

حضرت عائشہ سے پوشیدہ نہ رکھ پائیں جس پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا کہ:-

وإذا سر النبي الى بعض ازواجه حديثا فلما نبات به واظهره الله عليه عرف

بعضه واعرض من بعض فلما نباتاها به قالت من انباك هذا قال نباتي العليم

الخبير۔

اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی یعنی حفصہ سے ایک راز کی بات فرمائی (ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی اور اس کے ساتھ یہ فرمایا کہ اس کا کسی پر اظہار نہ کرنا) پھر جب وہ یعنی حضرت حفصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ بتایا اور کچھ چشم پوشی فرمائی۔

یعنی تحریم ماریہ اور خلافت شیخین کے متعلق جو دو باتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک بات کا ذکر فرمایا کہ تم نے یہ بات ظاہر کر دی اور دوسری بات کا ذکر نہ فرمایا یہ شان کریمی تھی کہ گرفت فرمانے میں بعض سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی (حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا) حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا جس سے کچھ بھی چھپا نہیں۔

(کنز الایمان و خزائن العرفان سورہ تحریم پ ۲۸)

تفسیر جلالین میں ہے:-

واذکر اذا سر النبي الى بعض ازواجه هي حفصة حديثا هو تحریم ماریہ

وقال لها لا تفشي به عائشة ظنا منها ان لا حرج في ذلك

واظهره الله اطلعه عليه على المناباه عرف بعضه لحفصة واعرض عن

بعض تکر مامنه. (جلالین شریف پ ۲۸ سورہ تحریم ص ۴۶۰ قدیمی کتب خانہ)

یعنی یاد کرو جب نبی نے اپنی بعض ازواج جو کہ حفصہ ہیں سے راز کی بات کہی اور وہ حضرت

ماریہ کو حرام کرنا ہے اور ان سے فرمایا کہ اس کا افشاء نہ کرنا تو جب حفصہ گمان کرتے ہوئے کہ اس میں کوئی

حرج نہیں ہے اس کا ذکر کر بیٹھیں اور اللہ نے اسے اپنے نبی پر ظاہر فرما دیا تو نبی نے حفصہ کے لئے اس



کا کچھ بتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی اپنی شان کریبی کی وجہ سے۔ حاشیہ جلالین میں ہے کہ:-

عن ابن عمر قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم لاتخبری احدا ان ام ابراہیم علی حرام فلم یقربها حتی اخبرت عائشة فنزلت الایة.

یعنی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے فرمایا کہ کسی کو مت خبر دینا کہ ام ابراہیم مجھ پر حرام ہے تو آپ نے ان سے قرب نہ فرمایا حتیٰ کہ حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دیا تو آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

ولابن المنذر عن ابن عباس نحوه وقیل فی تفسیر الحدیث ان الخلافة بعده لابی بکر وعمر.

یعنی ابن منذر ابن عباس سے اسی طرح روایت فرماتے ہیں اور حدیث کی تفسیر میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ حضور کے بعد خلافت ابو بکر و عمر ہے۔

واخرج الطبرانی عن ابن عباس فی الایة دخلت حفصة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لاتخبری عائشة حتی ابشرک ببشارة فان اباک یلی الامر بعد ابی بکر اذ انامت فذهبت حفصة فاخبرت عائشة فقالت عائشة من اباک هذا قال نبانی العلیم الجبیر.

یعنی طبرانی نے آیت کے بارے ابن عباس سے تخریج فرمائی کہ حفصہ حضور کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ کو مت بتانا حتیٰ کہ میں آپ کو اس بات کی بشارت دیتا ہوں کہ میرے ظاہری وصال کے بعد ابو بکر کی خلافت کے بعد آپ کے ابو عمر والی امور ہوں گے تو سیدہ حفصہ نے جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا پس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور سے پوچھا کہ حضور کو کس نے بتایا تو آپ نے ارشاد فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا جس سے کچھ بھی چھپا

نہیں۔ (حاشیہ جلالین پ ۲۸ سورہ تحریم ص ۶۵ حاشیہ ۶)

نیز تفسیر خازن میں ہے۔

واذا اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا یعنی ما امر الی حفصة من تحریم ماریة علی نفسه واستکمها ذلک وهو قوله لا تخبری بذلك احدا وقال ابن عباس اسر امر الخلافة بعده فحدثت به حفصة قال الکلبی اسر الیها ان اباک و ابا عائشة یکونان خلیفتین علی امتی من بعدی وقیل لمارای الغیرة فی وجه حفصة اراد ان یراضیه فسرھا بشیئین بتحریم ماریة علی نفسه وان الخلافة بعده فی ابی بکر و ابیہا عمر. (بخازن)

اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی یعنی حفصہ سے راز کی بات کہی یعنی ماریہ قبٹیہ کا اپنے اوپر حرام فرمانا اور اس کے چھپانے کا حکم دیا اور وہ حضور کا فرمان لا تخبری بذلك احدا یعنی کسی کو مت بتانا ہے اور حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ خلافت کے بارے حضور نے اپنے بعد خلافت کے بارے میں راز کی بات فرمائی تو سیدہ حفصہ نے اس کو بیان فرما دیا۔ کلبی کہتے ہیں کہ حضور نے آپ سے راز کی بات یہ فرمائی کہ آپ کے ابا جان اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابا جان میرے بعد میری امت پر خلیفہ ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضور نے حضرت حفصہ کے چہرے پر غیرت کے آثار دیکھے تو حضور نے ان کو راضی کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے تحریم ماریہ اور اپنے بعد حضرت ابو بکر و عمر کی خلافت کا راز آپ سے بیان فرمایا۔

خیال رہے اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو یہ بات پسند آئی کہ حضور نے حضرت ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے حالانکہ حضور پر یہ گراں تھا نیز حضرت حفصہ نے حضور کے راز کو افشاء کر دیا تھا نص قرآنیہ:-

ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما وان تظہرا علیہ فان اللہ هو مولہ

وجبرئیل و صالح المؤمنین و الملائکة بعد ذلک ظہیرا .

نبی کی بیبیو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے ہٹ گئے ہیں اور اگر ان پر زور باندھو تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور میکائیل ایمان والے اس کے بعد فرشتے مدد پر

ہیں (کنز الایمان) میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے (کہ تمہیں وہ بات پسند آئی جو سید عالم ﷺ کو گراں ہے یعنی تحریم ماریہ۔ خزائن العرفان) اور یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو حضور کو ناگوار نہ ہو ان پر واجب و لازم ہے کہ ہر مرحلہ پر حضور کی رضا جوئی کو مقدم جانیں اور آپ کے شرف خدمت کو ہر نعمت سے زیادہ سمجھیں چنانچہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اسی کردار کا مظاہرہ کیا اس حدیث (حدیث عمر) میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس وقت حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کی نو بیبیاں تھیں پانچ قریشیہ حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ بنت فاروق، حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان، حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ، حضرت سودہ بنت زمعہ اور چار غیر قریشیہ حضرت زینب بنت جحش اسدیہ، حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ، حضرت صفیہ بنت حبیبہ ابن اخطب خیبریہ، حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہن (فیوض الباری)

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ.....

و كان تحته يومئذ تسع نسوة خمس من قریش

کہ اس وقت حضور کی شرف زوجیت میں نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں جن میں پانچ قریش سے تھیں (عمدة القاری ص ۱۷۸ ج ۱۹ بیروت)

حضور سید عالم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بڑے بڑے گھرانوں کی خواتین تھیں والدین نے انہیں بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا تھا ان کی پہلی زندگی بھی امیرانہ بلکہ شاہانہ ماحول میں بسر ہوئی تھی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رئیس قریش کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنی مصطلق کے رئیس کی بیٹی تھیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جن کا باپ خیبر کا رئیس اعظم تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے جب کہ حضور سید عالم ﷺ کا اقلیم فقر و غنا کے تاجدار تھے آپ کا فقر اختیار ہی تھا خانگی زندگی میں اس فقر کی پوری جھلک نظر آتی تھی۔ (فیوض الباری)

چنانچہ حضور سیدی شرف الدین بوسیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

وَشَدْمَن سَغْبِ اخْشَائِهِ وَطَوَى  
تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحَا مَتْرَفِ الْاَدَمِ  
وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشَّمِّ مِنْ ذَهَبِ  
عَنْ نَفْسِهِ فَا رَاهَا اِيْمَا شَمِّمْ  
وَاَكْدَتْ زَهْدَهُ فِيهَا ضَرُورَتَهُ  
اِنْ الضَّرُورَةَ لَا تَعْدُوا عَلٰى الْعَصْمِ  
وَكَيفَ تَدْعُوا اِلَى الدُّنْيَا ضَرُورَةَ مِنْ  
لَوْلَا هَلَمْ تَخْرُجَ الدُّنْيَا مِنْ الْعَدَمِ  
مُحَمَّدُ سَيِّدُ الْكُوْنِيْنَ وَالْثَقَلِيْنَ  
وَالْفَرِيقِيْنَ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمِ

یعنی بلند پہاڑوں نے سونے کا بن کر حضور کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرانا چاہا تو حضور نے اپنے بلند حوصلہ و استغنا سے انہیں ذلیل دیکھا۔

حضور کے زہد کو ضرورتوں نے اور مضبوط کر دیا اس لئے کہ ضرورتیں پرہیزگاری اور عصمت مابلی پر غالب نہیں آسکتیں اور کیونکہ دنیا کی طرف ضرورتیں ایسے نفس زکی کو کیسے بلا سکتی ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے اور دنیا میں جلوہ افروز نہ فرماتے تو دنیا عدم سے منصہ شہود پر ظاہر نہ ہوتی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سردار اور بچاء ہیں کائناتِ دنیا و آخرت کے اور جن و انس کے اور دونوں جماعتوں کے عرب کے عجم کے۔ (ترجمہ طیب الوردہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:-

يَاعَائِشَةُ وَالذِّي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ سَأَلْتُ رَبِّي اَنْ يَجْرِيَ مَعِيَ جِبَالُ تَهَامَةَ ذَهَبًا  
لَا جَرَاهَا حَيْثُ شِئْتَ مِنَ الْاَرْضِ وَلَكِنْ اخْتَرْتُ الْجُوعَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى



شبعها وفقر الدنيا على غنائها وخزى الدنيا على فرصها يا عائشه ان الدنيا لا تنبغى لمحمد ولا لآل محمد.

یعنی اے عائشہ! قسم ہے اس ذات مقدس کی جس کے دستِ قدرت میں جان ہے اگر میں اپنے رب سے مکہ کے پہاڑوں کو سونا کی شکل میں طلب کروں اور انہیں چلتا ہوا بناؤں کہ جہاں جاؤں وہ میرے ساتھ ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں چلتا ہوا میرے ساتھ کر دے لیکن میں نے دنیا میں بھوک اختیار کی شکم سیری سے اور فقر دنیا قبول فرمایا غنا پر اور غم قبول کیا اس کی فرحت پر اے عائشہ دنیا زیبا نہیں محمد ﷺ و آپ کی آل پر۔

نیز حضرت جبرئیل حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-  
اتحب ان اجعل هذا الجبال ذهبا وتكون معك اينما كنت فتوقف ساعة  
فقال يا جبرئيل ان الدنيا دار من لادار له ومال من لا مال له قد يجمعها من  
لا عقل له فقال له جبرئيل ثبتك الله يا محمد بالقول الثابت.

اے محبوب! اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ ان پہاڑوں کو ہم سونا بنا دیں اور وہ آپ کیساتھ رہیں جہاں آپ تشریف لے جائیں تو ابھی ہو سکتا ہے تو حضور نے تھوڑا سکوت فرما کر جواب دیا جبرئیل دنیا ایک ایسا گھر ہے کہ کسی کا گھر نہیں اور ایسا مال ہے کہ کسی کی ملکیت نہیں اسے وہ جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو تو جبرئیل علیہ السلام نے یہ سن کر عرض کی حضور کو اللہ نے ثابت قدم فرمایا قول ثابت کے ساتھ ایک اور حدیثِ قدسی میں ہے کہ

الدنيا حرام على اهل الاخرة والاخرة حرام على اهل الدنيا و كلاهما حرامان على اهل الله تعالى.

یعنی دنیا اہل آخرت پر حرام اور اہل دنیا پر آخرت حرام اور دنیا و آخرت دونوں اہل اللہ پر حرام ہیں نیز ایک جگہ حضور نے فرمایا:-

من احب دنيا اضربا اخرته ومن احب اخرته اضربا دنياه فائروا ما يقى على

مایفنی۔

یعنی دنیا کی محبت سخت مضرب ہے آخرت کے لئے اور آخرت کی محبت مضرب تر ہے دنیا کے لئے تم ترجیح دو اس نعمت کو جو باقی رہنے والی ہے اس پر جو فنا ہونے والی ہے۔

مولای صل وسلم دائماً ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فلہذا حضور سید عالم ﷺ کی اکثر جو کی روٹی ہوتی یا گندم کے ان چھنے آٹے کی ہوتی اور کھجور زینت دسترخوان ہوتی لباس کا معاملہ بھی خوراک سے کچھ مختلف نہ تھا معمولی کپڑا جیسا خود پہنا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بھی دے دیا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بڑے صبر و شکر کیساتھ حضور ﷺ کے ساتھ فقر و درویشی کی زندگی گزار رہی تھیں اور صرف حضور کی ازواج ہونے کے شرف کے خاطر وہ ان ساری کلفتوں کو اپنے لیے دارین کی سعادتوں کا باعث سمجھتی تھیں لیکن جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور عام مسلمانوں کی معاشی حالت بدلنے لگی اور ان کی بود و باش اور لباس و خوراک میں خوش آئند تبدیلیاں پیدا ہو گئیں تو یہ دیکھ کر سید عالم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ سے دنیوی سامان طلب کئے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی یہاں تو کمال زہد تھا سامان دنیا اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا اس لئے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نان و نفقہ میں زیادتی کی طلب حضور کی خاطر اقدس پرگراں گزری اور حضور نے ایک ماہ تک ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو شرف ملاقات نہ بخشا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دے دیا گیا زیر عنوان حدیث میں اسی سلسلہ کے واقعہ کا ذکر ہے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:-

یا ایہا النبی قل لا زواجک ان کتن تر دن الحیوة الدنیا وزینتها فتعالین

امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلاً

اے غیب بتانے والے نبی! اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کے نزول کے بعد سید عالم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ کرو اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو انہوں نے عرض کیا حضور کے معاملہ میں مشورہ کیسا میں اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواج نے بھی یہی جواب دیا۔ (فیوض الباری)

چنانچہ بخاری شریف باب قوله تعالى وان كنتن تردن الحياة الدنيا الخ میں ہے کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان فرماتے ہیں کہ.....

ان عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت بتخير ازواجه بدأبي فقال انى ذا كر لك امر ا فلا عليك ان لا تعجلي حتى تستامري ابويك قالت وقد علم ان ابوى لم يكونا يامرانى بفراقه قالت ثم قال ان الله قال جل ثناءه يا ايها النبي قل لازواجك ان كنتن تردن الحياة الدنيا وزينتها الى قوله اجر اعظيما قالت فقلت فى اى هذا استامر ابوى فانى اريد الله ورسوله والدار الآخرة قالت ثم فعل ازواج النبي صلى الله عليه وسلم مثل ما فعلت

(بخاری شریف ج ۲ ص ۷۹۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو پاس رہنے نہ رہنے کا اختیار دے دیجئے تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تم سے ایک بات کہنے لگا ہوں لیکن اس کا جواب دینے میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے بھی مشورہ کر لینا وہ فرماتی ہیں کہ آپ یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدا ہونے کا ہرگز حکم نہیں دیں گے حضرت صدیقہ کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیویوں سے فرما دو اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض

گزار ہوئی اس بارے میں اپنے والدین سے میں کیا مشورہ کروں جب کہ میں خود اللہ کی رضا اس کے رسول کی رضا اور آخرت کی بہتری چاہتی ہوں وہ فرماتی ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی اسی طرح فرمایا جس طرح مجھ سے دریافت فرمایا۔

جب کہ حضرت عمر والی روایت میں یہ بھی ہے کہ.....

ثم خير نساء ه فقلن مثل ما قالت عائشه

یعنی پھر آپ نے دوسری بیویوں کو بھی اختیار دیا سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح جواب دیا کما مر۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نفقہ میں زیادتی کی درخواست کرنا شرعاً و اخلاقاً کوئی ناروا بات نہ تھی

چنانچہ حضور سیدی علامہ سید محمود احمد رضوی صاحب علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں کہ واضح ہو کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نبی علیہ السلام سے نان و نفقہ میں زیادتی کی درخواست کرنا شرعاً و اخلاقاً کوئی ناروا بات نہ تھی نہ اس میں کوئی بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے ایک بیوی اپنے شوہر سے اچھا پہننے اچھا کھانے کی فرمائش کر سکتی ہے اگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن یہ فرمائش نہ کرتیں تو عائلی زندگی کے لئے بہت سے مسائل اٹت پر واضح نہ ہوتے اور خود نبی علیہ السلام نے بھی ان کی اس درخواست کو نہ تو بے ادبی قرار دیا اور نہ ہی شرعاً و اخلاقاً ناجائز۔ اگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی یہ فرمائش شرعاً غلط ہوتی تو حضور علیہ السلام اس کی ضرورت نشاندہی فرمادیتے۔ البتہ ان کی یہ فرمائش حضور کی طبع اقدس پر گراں اس لیے گزری کہ نبی علیہ السلام نے فقر و غنا کو خود اختیار فرمایا تھا اور حضور علیہ السلام کا قلبی رجحان یہی تھا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی فقر و غنا کی دولت سے مالا مال رہیں یہی وجہ ہے کہ جب آیہ تخمیر نازل ہوئی تو آپ نے کسی غصہ کا اظہار نہ فرمایا بلکہ محبت آمیز الفاظ کے ساتھ سب سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخمیر کے متعلق رائے لی۔

(فیوض الباری)



چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ:-

عن عائشہ قالت لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بتخيير ازواجه بدأ بي فقال يا عائشة اني ذاكر لك امر افلا عليك ان لاتستعجلي حتى تستامري ابويك قالت وقد علم ان ابوي لم يكونا ليا مراني بفراقه قالت ثم قال ان الله يقول يا ايها النبي قل لازواجك ان كنتن تردن الحيوۃ الدنيا وزينتها فتعالين حتى بلغ للمحسنات منكن اجرا عظيما قلت في اي هذا استامر ابوي فاني اريد الله ورسوله والدار الآخرة وفعل ازواج النبي صلى الله عليه وسلم مثل ما فعلت هذا حديث حسن صحيح.

جب اللہ کے رسول ﷺ کو اپنی ازواج کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے ابتدا فرمائی اور فرمایا اے عائشہ! میں تجھ پر ایک بات پیش کرتا ہوں اس میں جلدی نہ کرنا جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تحقیق حضور ﷺ یہ بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھ کو حضور سے جدائی کا حکم نہ دیں گے فرماتی ہیں پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا النبی یہاں تک کہ حضور ﷺ نے من کن اجرا عظيماً تک پڑھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور میں کس بات میں اپنے والدین سے کیا مشورہ کروں جب کہ میں خود اللہ کی رضا اور اس کے رسول کی رضا اور آخرت کی بہتری چاہتی ہوں فرماتی ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی اس طرح فرمایا جس طرح مجھ سے دریافت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے (ترمذی صفحہ ۱۵۲ جلد ثانی) نیز صحیح مسلم شریف کی حدیث کا سارا مضمون اسی امر کا آئینہ دار ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ.....

ثم نزلت عليه هذه الآية يا ايها النبي قل لازواجك حتى بلغ للمحسنات

منكن اجرا عظيما قال فبدء بعائشة فقال يا عائشة اني اريد ان اعرض عليك امرأ أحب الاتعجلي فيه حتى تستشيرى ابويك قالت وما هو يا رسول الله؟ فتلا عليها الاية قالت أفيك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اسشير ابوي؟ بل اختار الله ورسوله والدار الآخرة وأسألك الاتخبر امرأة من نسائك بالذي قلت قال لا تسألني امرأة منهن الا اخبرتها ان الله لم يعثنى مغتا ولا مُتَعِنَتَا ولكن بعثنى معلما ميسرا (مسلم شريف كتاب الطلاق باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقا الا بالنية)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے عائشہ میں تجھ پر ایک بات پیش کرتا ہوں اس میں جلدی نہ کرنا جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لینا جو اب نہ دینا (اور حضور اکرم ﷺ کو معلوم تھا کہ ان کے والدین جدائی کے لئے مشورہ نہ دیں گے) اُمّ المؤمنین نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا بات ہے حضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی اُمّ المؤمنین نے عرض کی یا رسول اللہ حضور کے بارے میں مجھے والدین سے مشورہ کی کیا حاجت ہے بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں اور میں یہ چاہتی ہوں کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کو میرے جواب کی حضور خبر نہ دیں ارشاد فرمایا جو مجھ سے پوچھے گی کہ عائشہ نے کیا جواب دیا ہے میں اسے خبر کر دوں گا اللہ نے مجھے مشقت میں ڈالنے والا اور مشقت میں پڑنے والا بنا کر نہیں بھیجا ہے اس نے مجھے معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی بھد مسرت اپنے مطالبات ترک کر دیئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور دارِ آخرت کو اختیار فرمایا اور اجرِ عظیم کی مستحق ہو گئیں جس کا ذکر سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۲۹ میں اجرا عظیما کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ (فیوض الباری)

خیال رہے جب ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اللہ اور رسول اور آخرت کو اختیار فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یوں انعام سے نوازا کہ اپنے محبوب کے لئے انہیں ازواجِ پر اختصار

فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا۔

لا يحل لك النساء من بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج ولو اعجبك  
حسنهن الا مملكت يمينك و كان الله على شئ رقيبا.

ترجمہ: ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلوا گرچہ  
تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

(کنز الایمان)

حضور سیدی صدر الافاضل بدرالمنہا مثل سید نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ عنہ لا يحل

لك کے تحت فرماتے ہیں کہ.....

یعنی ان نوبیویوں کے بعد جو آپ کے نکاح میں ہیں جنہیں آپ نے اختیار کیا تو انہوں نے  
اللہ و رسول کو اختیار کیا نیز فرماتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ازواج کا نصاب نو ہے جیسے کہ امت  
کے لئے چار نیز فرمایا یعنی انہیں طلاق دے کر ان کی جگہ دوسری عورتوں سے نکاح کر لو ایسا بھی نہ کرو یہ  
احترام ان ازواج کا اس لیے ہے کہ جب حضور ﷺ نے انہیں اختیار دیا تھا تو انہوں نے اللہ و رسول کو  
اختیار کیا اور آسائش دنیا کو ٹھکرا دیا چنانچہ رسول کریم ﷺ نے انہی پر اکتفا فرمایا اور آخر تک یہی بیویاں  
حضور کی خدمت میں رہیں۔ (خزائن العرفان)

خیال رہے کہ جمہور کے نزدیک یہ آیت محکمہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے جائز نہ تھا کہ آپ

ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے سوا کسی اور سے نکاح کریں۔ (روح البیان)

جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ آخر  
میں حضور کے لیے حلال کر دیا گیا تھا کہ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح فرمائیں اس تقدیر پر آیت منسوخ

ہے اور اس کی ناسخ آیت انا احللنا لك ازواجك ہے۔ (خزائن العرفان)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہر شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں

وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا ان

ذکم کان عند اللہ عظیمًا.

اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بی بیوں سے نکاح

کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان والوں کو دو باتوں کا حکم دیا ہے ایک یہ کہ

ایمان والو کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رسول ﷺ کو کسی بھی طرح ایذا دیں کیونکہ جو شخص رسول

کائنات ﷺ کو ایذا دے گا وہ دنیا و آخرت میں ملعون بارگاہ ہوگا چنانچہ نص قرآنیہ میں ہے اللہ تبارک

و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرة .

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی

لعنت ہے۔

لہذا جو شخص ایذائے رسول کا مرتکب ہو اوہ دنیا و آخرت میں بہت بڑے خسارہ و نقصان میں

پڑا اور یزید و ابو جہل کا وارث بنا خیال رہے حضور کی بارگاہ میں ادنیٰ توہین کا ارتکاب کرنے والا اپنے

ایمان و اعمال سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے چنانچہ ارشاد ہوا۔

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا الہ بالقول کجہر بعضکم

لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون .

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان

کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں

تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں حضور کی بارگاہ میں بے ادبی کرنے کی وجہ سے اعمال کے برباد ہونے کی خبر

دی گئی ہے اور اعمال ایمان کے برباد ہونے سے برباد ہوتے ہیں لہذا حضور کی بے ادبی ایمان کے ضائع

و برباد ہونے کا سبب بنی والعیاذ باللہ



دوسرا یہ کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی عظمت و رفعت کو ظاہر فرمانے کے لئے مومنوں کو حکم دیا گیا کہ حضور کی ازواج سے آپ کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد نکاح مت کرو کیونکہ جس عورت سے حضور نے عقدِ نکاح فرمایا وہ آپ کے سوا ہر شخص پر حرام ہوگئی نیز چونکہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن مومنوں کی مائیں ہیں لہذا ان سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اس کو معمولی بات مت سمجھو بلکہ یہ تو اللہ کی بارگاہ میں جرمِ عظیم ہے۔

مزید برآں یہ کہ رسولِ کائنات ﷺ اپنے روضہ اقدس میں حقیقی جسمانی حیات میں ہیں اس لئے بھی آپ کی ازواجِ دوسرا نکاح نہیں کر سکتیں۔ جس پر ہم اہلسنت کے بے شمار دلائل ہیں چنانچہ حضرت ابو درداء سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ.....

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر واعلى الصلوة يوم الجمعة فانه مشهود يشهده الملائكة وان احدالم يصل على الاعرضت على صلوته حتى يفرغ منها قال قلت وبعد الموت قال ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء الله فنبى الله حتى يوزق (رواه ابن ماجه مشكوة)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ پڑھو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر کوئی درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو جائے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کیا موت کے بعد بھی فرمایا کہ اللہ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے لہذا اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ انبیاء بعد وفات زندہ رہتے ہیں مراقبہ نے فرمایا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں نیز امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام بعد وفات مختلف وقتوں میں مختلف جگہ تشریف لے جاتے ہیں نیز نصی قرآنیہ میں ارشاد ہوا کہ ولا تنكحوا ازواجه من بعده ابدا حضور کی بیویوں سے ان کی وفات کے بعد کبھی نکاح نہ کرو اس آیت نے بتایا کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد ان کی بیویاں بدستور ان کے نکاح میں رہتی ہیں بیوہ نہیں ہوتیں ورنہ ازواج نہ فرمایا جاتا

نیز ان سے نکاح کی حرمت ماں ہونے کی وجہ سے نہیں وہ بیویاں احترام میں مائیں ہیں نہ کہ احکام میں ورنہ ان کی میراث امت کو ملتی ان کی اولاد سے نکاح حرام ہوتا یہ آیت حیات النبی ﷺ کی کھلی دلیل ہے شب معراج میں حضور نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا جب حضور بیت المقدس پہنچے تو انہیں اور سارے پیغمبروں کو وہاں نماز کا منتظر پایا پھر جب آسمانوں پر تشریف لے گئے تو چوتھے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کو اور مختلف آسمانوں پر دیگر انبیاء کو اپنا منتظر دیکھا۔ (مرآة شرح مشکوٰۃ) چنانچہ بخاری کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ.....

عن انس ابن مالک قال کان ابو ذریحہ حدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فرج عن سقف بیتی وانا بمکة فنزل جبرئیل علیہ السلام ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطشت من ذهب ممتلئ حکمة وایمانا فافرغه فی صدري ثم اطبقه ثم اخذ بیدی فخرج بی الی السماء فلما جئت الی السماء الدنيا قال جبرئیل علیہ السلام لخازن السماء افتح قال من هذا قال هذا جبرئیل قال هل معک احد قال نعم معی محمد فقال الرسل الیه قال نعم فلما افتح علونا السماء فاذا رجل قاعد علی یمینہ اسودۃ وعلی یسارہ اسودۃ اذا نظر قبل یمینہ ضحک واذا نظر قبل شمالہ بکی فقال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح قلت لجبرئیل من هذا قال هذا آدم وهذه الاسودۃ عن یمینہ وشمالہ نسیم بنیہ فاهل الیمین منهم اهل الجنة والاسودۃ التي عن شمالہ اهل النار فاذا نظر عن یمینہ ضحک واذا نظر قبل شمالہ بکی حتی عرج بی الی السماء الثانيہ فقال لخازنها افتح فقال له خازنها مثل ما قال الاول ففتح قال انس فذكر انه وجد فی السموات ادم وادريس وموسى وعيسى وابراهيم ولم يثبت كيف منازلهم غير انه ذكر انه وجد ادم فی السماء الدنيا وابراهيم فی السماء السادسة

قال انس فلما مر جبرئیل علیہ السلام بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بادریس  
 قال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا اقال هذا ادريس ثم  
 مررت بموسی فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال  
 هذا موسی ثم مررت بعیسی فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت  
 من هذا اقال هذا عیسی ثم مررت بابراہیم فقال مرحبا بالنبی الصالح  
 والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهیم. (رواه البخاری فی کتاب الصلوۃ)

یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکہ مکرمہ میں تھا کہ  
 میرے مکان کی چھت کھولی گئی اور جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے میرا سینہ کھولا گیا پھر اسے آب  
 زمزم سے دھویا گیا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت و ایمان سے بھرا ہوا تھا اور وہ میرے سینہ میں  
 انڈیل دیا گیا پھر اسے بند کر دیا میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمان کی طرف لے چڑھے جب میں آسمان دنیا  
 پر پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے خازن سے کھولنے کے لئے کہا اس نے کہا کون ہو؟ کہا  
 میں جبرئیل ہوں اس نے کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی اور ہے؟ کہا ہاں میرے ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا کیا  
 انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں جب کھولا تو ہم آسمان دنیا کے اوپر گئے وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے  
 دائیں اور بائیں بہت سے لوگ تھے جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھتا تو ہنستا اور جب بائیں جانب دیکھتا  
 تو روتا اس نے کہا صالح نبی اور صالح بیٹے خوش آمدید میں نے جبرئیل سے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ  
 حضرت آدم ہیں اور دائیں اور بائیں جو یہ صورتیں ہیں یہ ان کی اولاد ہیں دائیں والے جنتی ہیں  
 اور بائیں جانب والے جہنمی ہیں جب یہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھتے ہیں  
 تو روتے ہیں یہاں تک کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے اور اس کے خازن سے کھولنے کے لئے کہا  
 اور اس کے خازن سے وہی گفتگو ہوئی جو پہلے سے ہوئی تھی اس نے کھول دیا حضرت انس نے فرمایا کہ  
 انہوں نے بیان کیا کہ حضور نے آسمانوں میں حضرت آدم حضرت ادریس حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ  
 اور حضرت ابراہیم سے ملاقات کی اور ان کے مقامات یاد نہیں رہے ہاں حضرت آدم آسمان دنیا پر ملے

اور حضرت ابراہیم چھٹے آسمان پر حضرت انس نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کو لے کر حضرت جبریل علیہ السلام حضرت اور لیس کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا صالح نبی اور صالح بھائی خوش آمدید میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت اور لیس ہیں پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا صالح نبی اور صالح بھائی خوش آمدید میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت موسیٰ ہیں پھر میں حضرت عیسیٰ کے پاس سے گزرا انہوں نے کہا صالح نبی صالح بھائی خوش آمدید میں نے کہا یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ ہیں پھر میں حضرت ابراہیم کے پاس سے گزرا انہوں نے کہا کہ صالح نبی اور صالح بیٹے خوش آمدید میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت ابراہیم ہیں (شاہ جھانپوری) نیز حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا تمہارے دنوں میں سے سب سے زیادہ فضیلت والا دن یوم جمعہ ہے کیونکہ اسی دن حضرت آدم کی تخلیق ہوئی اور اسی دن آپ نے وصال فرمایا اور اسی دن نوحہ ثانیہ واولیٰ پھونکا جاوے گا فاكثر واعلى الصلوة فان صلوتکم معروضة على پس تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ کے وصال کے بعد آپ پر کیسے پیش ہوگا فرمایا ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبياء عليهم السلام بے شک اللہ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۰۰)

نیز امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ الانبياء احياء فی قبورهم يصلون یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقاۃ میں فرماتے ہیں لافرق لهم فی الحالین یعنی انبیاء کی دنیوی و بعد وفات زندگی میں فرق نہیں نیز فرماتے ہیں الانبياء فی قبورهم احياء یعنی انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یرزق ویستمد منه الممدد المطلق یعنی حضور زندہ ہیں ان کو روزی دی جاتی ہے اور آپ سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔



شیخ محقق علیہ الرحمۃ اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا زندہ است بصیقت حیات دنیاوی یعنی اللہ تعالیٰ کے نبی دنیاوی حقیقی زندگی کیساتھ زندہ ہیں۔

نیز فرماتے ہیں حیات انبیاء متفق علیہ است هیچ کس را دروے خلاف نیست یعنی حیات انبیاء متفق علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں مذکورہ بالا حوالہ جات سے پتہ چلا کہ انبیائے کرام بعد وفات زندہ ہوتے ہیں بلکہ ان پر زندوں کے بعض احکام جاری ہوتے ہیں کہ ان کی بیویاں دوسرا نکاح نہیں کر سکتیں ان کی میراث تقسیم نہیں ہوتی خیال رہے انک میت وانہم میتون ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں کیونکہ وہاں موت سے مراد حسی موت ہے جس پر بعض احکام موت جاری ہوتے ہیں اور یہاں زندگی سے مراد حقیقی ہے لہذا آیات آپس میں متعارض ہیں اور نہ ہی آیات واحادیث واقوال علماء نیز آیت مذکورہ میں حضور کے لئے میت الگ بولا گیا اور دوسروں کیلئے میتون علیحدہ سے اگر حضور کی وفات بھی دوسروں کی طرح ہوتی تو یوں فرمایا جاتا انک وانہم میتون

مزید برآں یہ کہ حضرت سلیمان کے متعلق فرمایا ما دلہم علی موتہ الادابۃ الارض تا مکمل منساتہ (سورۃ سبأ) یعنی حضرت سلیمان بعد وفات عصا پر ٹیک لگائے کھڑے رہے بہت عرصہ کے بعد دیمک نے لاٹھی کھائی تب آپ کا جسم زمین پر آیا اس عرصہ میں نہ جسم بگڑا نہ دیمک نے کھایا وہ شہداء جو حضور کے غلامان ہیں جب ان پر فدا ہو کر زندہ جاوید ہو گئے تو خود حضور کی زندگی کیسی اہم ہے نیز بعد وفات حضور پر اپنی ازواج کا نان نفقہ واجب ہے جیسے زندگی شریف میں تھا چنانچہ بخاری وغیرہ کتب احادیث میں ہے حضور نے فرمایا کہ نہ ہم کسی کے وارث نہ کوئی ہمارا وارث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے حجرے میں حضور اور ابو بکر دفن رہے میں بے حجاب وہاں جاتی تھی مگر جب سے جناب عمر دفن ہوئے میں بے حجاب جاتے عمر سے شرماتی ہوں اگر وہ زندہ نہیں تو یہ شرم کس سے ہے (مراۃ بتصرف مختصراً)

حضور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے

مگر ایسی کہ فقط آئی ہے  
 پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات  
 مثل سابق وہی جسمانی ہے  
 اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح  
 اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے  
 روح تو سب کی ہے زندہ ان کا  
 جسم پر نور بھی روحانی ہے

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ثواب میں زیادتی

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ازواج  
 مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے عام عورتوں کے مقابل دو گنا ثواب رکھا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ  
 وَمَنْ يَقْتِمْ مَنْكُنَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلَ صَالِحًا نَوْتَهَا اجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا  
 كَرِيمًا. (پ ۲۲)

اور (اے نبی علیہ السلام کی بیویو!) جو تم میں فرمانبردار ہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام  
 کرے ہم اسے اوروں سے دو گنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی  
 ہے۔ (کنز الایمان)

حضرت صدر الافاضل بدرالہما مثل خلیفہ اعلیٰ حضرت سید محمد نعیم الدین مرآد بادی علیہ  
 الرحمة فرماتے ہیں کہ.....

اگر اوروں کو ایک نیکی پر دس گنا ثواب دیں گے تو تمہیں بیس گنا کیونکہ تمام جہان کی عورتوں پر  
 تمہیں شرف و فضیلت ہے اور تمہارے عمل میں بھی دو جہتیں ہیں ایک ادائے اطاعت دوسرے رسول  
 کریم ﷺ کی رضا جوئی اور قناعت اور حسن معاشرت کے ساتھ حضور کو خوش کرنا۔ (حزائن العرفان)  
 نیز تفسیر بغوی میں ہے کہ:-

قال مقاتل مكان كل حسنة عشرين حسنة  
يعني مقاتل نے فرمایا کہ ہر نیکی کی جگہ بیس نیکیاں مراد ہیں۔

(تفسیر بغوی المعروف بمعالم التنزیل)

## ازواجِ مطہراتِ رضی اللہ عنہن کے مابین عدل و مساوات

زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے زیر پرورش یتیم لڑکیوں سے نکاح کرتے جب کہ کچھ لوگ اپنے نکاح میں دس دس عورتیں رکھتے پھر ان کے ساتھ صحبت و حسن سلوک نہ کرتے جبکہ شریعتِ مطہرہ نے مسلمانوں کو ایک وقت میں چار چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے مگر ان کے حقوق ادا کرنا لازم قرار دیا اور اگر ان کے حق میں نا انصافی کا خوف ہو تو اتنی ہی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی جتنی کے حقوق ادا کر سکتے ہوں چنانچہ نص قرآنیہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وان خفتم الاتقسطوا فی الیتیمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی  
وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة او ماملکت ایمانکم ذلک ادنی  
ان لاتعولوا. (پ ۴)

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے (اور ان کے حقوق کی رعایت نہ رکھ سکو گے) تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کئیریں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو (کنز الایمان)

خیال رہے آیت کے معنی میں چند قول ہیں حسن کا قول ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ کے لوگ اپنی زیر ولایت یتیم لڑکی سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے باوجودیکہ اس کی طرف رغبت نہ ہوتی پھر اس کے ساتھ صحبت و معاشرت میں اچھا سلوک نہ کرتے اور اسکے مال کے وارث بننے کے لئے اس کی موت کے منتظر رہتے اس آیت میں انہیں اس سے روکا گیا ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت سے تو بے انصافی ہو جانے کے اندیشہ سے گھبراتے تھے۔ اور زنا کی پرواہ نہ کرتے تھے انہیں بتایا گیا کہ

اگر تم نا انصافی کے اندیشہ سے یتیموں کی ولایت سے گریز کرتے ہو تو زنا سے بھی خوف کرو اور اس سے بچنے کے لئے جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں ان سے نکاح کرو اور حرام کے قریب مت جاؤ۔

ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت و سرپرستی میں تو نا انصافی کا اندیشہ کرتے تھے اور بہت سے نکاح کرنے میں کچھ باک (ڈر) نہیں رکھتے تھے انہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو ان کے حق میں نا انصافی سے بھی ڈرو اتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو جتنی کے حقوق ادا کر سکو عکرمہ نے حضرت عباس سے روایت کہ قریش دس دس بلکہ اس سے بھی زیادہ عورتیں کرتے تھے اور جب ان کا بار نہ اٹھ سکتا تو جو یتیم لڑکیاں ان کی سرپرستی میں ہوتیں ان کے مال خرچ کر ڈالتے اس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی استطاعت دیکھ لو اور چار سے زیادہ نہ کرو تا کہ تمہیں یتیموں کا مال خرچ کرنے کی حاجت نہ آئے۔

مسئلہ

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لیے ایک وقت میں چار عورتوں تک نکاح جائز ہے خواہ وہ حرہ ہوں یا امہ یعنی باندی۔

مسئلہ

تمام امت کا اجماع ہے ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لئے جائز نہیں سوائے رسول کریم ﷺ کے کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے ان کی آٹھ بیویاں تھیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان میں چار رکھنا ترمذی کی حدیث میں ہے کہ غیلان بن مسلمہ ثقفی اسلام لائے ان کی دس بیویاں تھیں وہ ساتھ مسلمان ہو گئیں حضور اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ ان میں سے چار رکھو۔

مسئلہ

اس سے معلوم ہوا کہ بیبیوں کے درمیان عدل فرض ہے نئی و پرانی باکرہ و ثیبہ سب اس



استحقاق میں برابر ہیں یہ عدل لباس میں کھانے پینے میں سکنی یعنی رہنے کی جگہ میں اور رات کو رہنے میں لازم ہے ان امور میں سب کیساتھ یکساں سلوک کرے۔ (خزائن العرفان)

خیال رہے عورت کو اپنی استطاعت کے مطابق کھلانا، پہنانا اور ہائش میں اپنے ساتھ رکھنا عورت کے حقوق ہیں جو خاوند پر عائد ہوتے ہیں چنانچہ ابو داؤد شریف میں حکیم بن معاویہ قشیری نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ قلت یا رسول اللہ ماجی زوجة احدنا علیہ قال ان تطعمها اذا طعمت وتكسوها اذا اكتسبت ولا تضرب الوجه ولا تقبح ولا تهجر الا في البيت (ابو داؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأة علی زوجها) یعنی میں نے حضور کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں کسی پر اس کی بیوی کا حق کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جب تو کھائے تو اس کو کھلا جب پہن تو اسے پہنا اور اس کے منہ پر مت مار اور اسے برا مت کہو اور اسے جدا نہ کرو مگر گھر میں۔ نیز اگر کسی کی دو بیویاں ہوں اور ان میں سے ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ ہو تو ایسے شخص پر سخت وعید آئی ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من كانت له امرأتان فمال الی احدھما جاء یوم القیمة وشقہ مائل (ابو داؤد کتاب النکاح باب القسم بین النساء) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں وہ ان میں سے ایک کی جانب جھک گیا تو قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کا جسم ایک جانب سے جھکا ہوا ہوگا۔

بائیں ہمہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ازواج کے مابین عدل و مساوات کے حکم سے

مستثنیٰ فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا:-

ترجی من تشاء منهن وتؤی الیک من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت

فلا جناح علیک ذلک ادنی ان تقر اعینھن ولا یحزن ویرضین بما اتینھن

کلھن واللہ یعلم ما فی قلوبکم وکان اللہ علیما حکیما۔

ترجمہ: اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے

تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں یہ امر اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی وہیں اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔ (کنز الایمان)

اس کے باوجود رسول کائنات ﷺ اپنی ازواج کیساتھ عدل و مساوات فرماتے تھے چنانچہ صدالافاضل بدرالمماثل خلیفہ اعلیٰ حضرت حضور سیدی نعیم الدین مرآبادی علیہ الرحمۃ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آپ کو اختیار دیا گیا کہ جس بی بی کو چاہیں پاس رکھیں اور بیبیوں میں باری مقرر کریں یا نہ کریں لیکن باوجود اس اختیار کے سید عالم ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کیساتھ عدل فرماتے اور ان کی باریاں برابر رکھتے بجز حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے جنہوں نے اپنی باری کا دن حضرت اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا تھا کہ میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا حشر آپ کی ازواج میں ہو۔ (خزائن العرفان)

نیز حضرت عروہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں:-

قالت عائشة يا ابن اختي كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يفضل بعضنا على بعض في القسم من مكثه عندنا وكان قل يوم الا وهو يطوف علينا جميعا فيدنو من كل امرأة من غير مسيس حتى يبلغ الى التي هو يومها فيبيت عندها ولقد قالت سودة بنت زمعة حين اسنت و فرقت ان يفار قهار رسول الله صلى الله عليه وسلم يا رسول الله يومى لعائشة فقبل ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم منها

(ابوداؤد كتاب النكاح باب القسم بين النساء)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے بھانجے رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دیتے تھے ہمارے پاس رہنے کی باریوں میں شاید ہی کوئی ایسا دن ہو ورنہ آپ ہم سب کے پاس پہنچ جاتے پس آپ ہر زوجہ مطہرہ کے نزدیک ہوتے لیکن اسے ہاتھ نہ لگاتے یہاں تک

کہ اس کے پاس پہنچ جاتے جس کی باری ہوتی اور رات اسی کے پاس گزارتے حضرت سودہ بنت زمعہ جب عمر رسیدہ ہو گئیں تو ڈریں مبادا رسول اللہ ﷺ انہیں چھوڑ دیں لہذا عرض گزار ہوئیں۔ یا رسول اللہ ﷺ میری باری عائشہ کے لئے ہے پس رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو قبول فرمایا۔

رسول کائنات ﷺ کے عدل کا یہ عالم تھا کہ جب سفر میں تشریف لے جاتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین قرعہ اندازی ہوتی جن کا نام نکلتا ان کو اپنی معیت کا شرف بخشے چنانچہ عروہ ابن زبیر روایت فرماتے ہیں کہ

ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد سفرا مقررع بین نسائه فایتھن خرج سهمها خرج بها معه (ابوداؤد کتاب النکاح باب القسم بین النساء)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے (شاہجہانپوری) جیسا کہ مذکور ہوا کہ سید عالم ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں باری کا بھی لحاظ فرماتے تھے اور ان کے مابین نان و نفقہ و سکنی اور جملہ حقوق و معاملات میں مساوات فرماتے تھے رہی محبت قلبی کی بات سو اس میں آپ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں دعا فرماتے کہ اے اللہ جن چیزوں میں مجھے قدرت نہیں ان میں مجھے ملامت نہ فرمانا چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ:-

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم فیعدل ویقول اللہم ہذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک یعنی القلب

(ابوداؤد شریف کتاب النکاح باب القسم بین النساء)

رسول کائنات ﷺ انصاف سے باریاں تقسیم فرماتے تھے اور دعا کرتے کہ اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جس کا مجھے اختیار ہے اور مجھے اس پر ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے اور میں اس پر

اختیار نہیں رکھتا یعنی دل پر۔ (شاہجہانپوری)

## کثرت ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی حکمتیں

☆ ۱۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں عورتوں کیساتھ کئی نکاح

کرنے میں اور ان سے محبت کرنے میں نوع انسانی کے کمال اور کمال ترین افراد انسانی ہونے کی دلیل پائی جاتی ہے جملہ انبیاء کرام متعدد ازواج رکھتے تھے اور اولاد والے تھے سوائے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے حضرت ابراہیم علیہ السلام شوق محبت سے ہر روز براق پر سوار ہو کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ کے پاس مکہ شریف کے مقام پر آیا کرتے تھے یہ اس وجہ سے تھا کہ آپ کو ان کے ساتھ کمال درجہ شغف تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام ننانوے ازواج رکھتے تھے ان کے ہوتے ہوئے بھی ان کی خواہش تھی کہ مزید ایک عورت سے نکاح کر لیں تاکہ ایک سو کی تعداد پوری ہو جائے اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی منکوحہ بیویاں تین سو تھیں جب کہ ان کے ساتھ وہ ایک ہزار باندیاں بھی رکھتے تھے اور ایک رات کے اندر اندر ایک سو پر آپ دورہ فرمایا کرتے تھے (مدارج مترجم) تفسیر صاوی میں ہے کہ فیہا ثلاث مائۃ منکوحۃ یعنی حوزۃ سبع مائۃ سریۃ (تفسیر صاوی ج ۴ ص ۲۵۴ بیروت) اس میں سات سو باندیاں ذکر کی گئیں واللہ ورسولہ اعلم۔

خیال رہے حضرت سلیمان کی ازواج کے بارے اور بھی روایات ہیں چنانچہ نووی میں ہے کہ

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لسلیمان ستون امرأة وفي رواية سبعون

وفي رواية تسعون وفي غير صحيح مسلم تسع وتسعون وفي رواية مائة

(نووی شریف)

یعنی حضور کا فرمان کہ حضرت سلیمان کی ازواج ساٹھ تھیں اور ایک روایت میں ستر تھیں

اور ایک روایت میں نوے تھیں یہ صحیح مسلم کی روایات کے مطابق ہے جب کہ اس کے علاوہ دیگر روایتوں

میں ننانوے اور سو بھی ہیں۔ پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ روایات کے مابین تعارض ہے تو اس



کا جواب امام نووی نے یہ دیا ہذا کله لیس بمتعارض لانہ لیس فی ذکر القلیل نفی الکثیر (نووی) یعنی ان روایات میں تعارض نہیں ہے کیونکہ قلیل والی روایت میں کثیر والی روایت کی نفی نہیں ہے۔

وقد سبق بیان هذا مرات وهو من مفهوم العدد ولا يعمل به عند جما  
هير الاصوليين وفي هذا بيان ما خص به الانبياء صلوات الله تعالى وسلامه  
عليهم من القوة على الخاصة هذا في ليلة واحدة (نووی شریف)

یعنی مفہوم عدد کا بیان کئی مرتبہ گزر چکا کہ اس پر جمہور عمل نہیں کرتے بلکہ اس میں یہ بیان مقصود ہوتا ہے کہ یہ بات انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے کہ وہ اپنی طاقت کی وجہ سے ایک ہی رات میں تمام ازواج پر دور فرما سکتے ہیں۔

وكان نبينا صلى الله عليه وسلم يطوف على احدى عشرة امرأة له في  
الساعة الواحدة كما ثبت في الصحيح وهذا كله من زيادة القوة  
(نووی شریف)

جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ذکر ہے کہ ہمارے نبی ﷺ ایک ہی گھڑی میں اپنی گیارہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو شرف بخشے تھے اور یہ سب قوت و طاقت کی زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:-

كان النبي صلى الله عليه وسلم يدور على نساءه في الساعة الواحدة من  
الليل والنهار ومن احدى عشرة قال قلت لانس او كان يطيقه قال كنا  
نتحدث ان اعطى قوة ثلاثين وقال سعيد عن قتادة انا نتحدث ان انسا  
حدثهم تسع نسوة (رواه البخاری فی کتاب الغسل)

رسول کا بیات ﷺ اور دن میں اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو شرف

فرمادیتے تھے اور آپ کی گیارہ بیویاں تھیں قتادہ نے کہا کیا آپ کی اپنی طاقت تھی حضرت انس نے جواب دیا ہم لوگ آپس میں یہ کہا کرتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت ملی ہے سعید ابن عروبہ نے حضرت قتادہ سے جو روایت کی کہ حضرت انس نے گیارہ کے بجائے نو بیویوں کا ذکر کیا ہے۔

خیال رہے کہ اس مقام پر یہ اعتراض بے جا ہوگا کہ اتنی مدت میں ایک آدمی نو عورتوں سے ملاپ نہیں کر سکتا اس لئے کہ یہ عام آدمی کے لئے غیر ممکن ہوگا تو ہو اس سے ہمیں قطعاً مقال نہیں ہم تو انبیاء کرام کی بات کر رہے ہیں کہ یہ بات حقیقت واقعہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں بالخصوص انبیاء کو وہ قدرت و طاقت عطا فرمائی ہے جو انہیں کا حصہ ہے اور بالخصوص رسول کائنات ﷺ کو جو قوت و توانائی و تصرف حاصل ہے اس تک ہماری عقلوں کا پرندہ پرواز نہیں کر سکتا۔

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج

واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

ہاں اگر کوئی بے بصیرت و شنی القلب حیرت و استعجاب کا اظہار کرے تو اسے اپنی شقاوت قلبی کا علاج کروانا چاہئے کیونکہ رسول کائنات ﷺ میں جو قدرت کے کرشمہ آشکارا ہیں اہل بصیرت کو اس میں اعتراض کی گنجائش نہیں خیال رہے علامہ عینی نے فرمایا کہ حضور سید عالم ﷺ کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت دی گئی چنانچہ فرمایا:-

قوة اربعین رجلا کل رجل من رجال الجنة

یعنی حضور کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت دی گئی جبکہ ترمذی کی روایت میں ہے کہ:-

ان قوة رجل من اهل الجنة كمائة رجل

یعنی ایک جنتی مرد کی طاقت دنیا کے ایک سو مردوں کے برابر ہوتی ہے۔

(حاشیہ بخاری شریف)

اب چالیس کو سو میں ضرب دیں تو حاصل چار ہزار ہوتے ہیں اس طاقت و قوت کے پیش نظر

اگر آپ نے گیارہ یا نوازواج کو مشرف فرمایا تو اس میں کون سی حیرت کی بات ہے۔ (فیوض الباری)

فائدہ

بخاری شریف باب اذا جامع ثم عاد ومن دار علی نساءہ فی غسل واحد کی حدیث میں لفظ یدور علی نساءہ اور باب العنبر یخرج ویمشی فی السوق وغیرہ کی حدیث میں لفظ کان یطوف ہے جس سے یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہر رات میں اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جانا معمول تھا لیکن حقیقت میں یہ بات نہیں ہے بلکہ آپ صرف حجۃ الوداع کے موقع پر ایک رات میں اپنی جملہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں نوازاجاتھا دوسری بات یہ بھی مد نظر رکھنی چاہئے کہ حدیث (پہلی روایت) میں گیارہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس ایک ہی رات میں تشریف لے جانے کا ذکر بھی موجود ہے لیکن صحیح قول نو ہے کیونکہ تاریخی لحاظ سے ایک وقت میں نو سے زیادہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا آپ کے نکاح میں رہنا ثابت نہیں ہے۔ (شامحہانپوری)

☆ ۲۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے معاشرے میں پرورش پائی جہاں خواہشات نفسانی کی آزادانہ تسکین کوئی عیب نہ سمجھی جاتی تھی اس کے باوجود آپ پچیس سال کی عمر مبارک تک کسی عورت کی طرف مائل نہ ہوئے آپ اپنے پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق کی بناء پر صادق و امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے آپ کو پچیس سال کی عمر میں آپ سے پندرہ سال بڑی عمر کی خاتون نے شادی کا پیغام دیا جو صاحب اولاد بیوہ تھیں اور جن کے دو شوہر فوت ہو چکے تھے آپ نے عمر کے اس واضح فرق کے باوجود ان دو بارہ بیوہ ہونے والی خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا قابل توجہ بات یہ ہے کہ پچاس سال کی عمر مبارک ہونے تک وہ تنہا آپ کی زوجہ رہیں یعنی آپ نے عین شباب کا عرصہ پچیس سال اس معمر بیوہ خاتون کیساتھ گزارے اور وہ بھی اس طرح کہ ایک ایک ماہ گھر چھوڑ کر غارِ حرا میں عبادت میں مشغول رہتے تھے جس مقدس ہستی نے اپنی جوانی کے پچیس سال ایک معمولی بیوہ خاتون کیساتھ اس طرح گزارے ہوں کہ کسی دشمن کو بھی اس کے کردار پر انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملا ہو اور اپنی

اس زوجہ سے ایسی محبت کی ہو کہ اس کے وصال کے بعد بھی اسے فراموش نہ کیا ہو کیا اس مقدس ہستی کے متعلق کوئی یہ گمان کر سکتا ہے کہ ان کی شادی کی وجہ خواہش نفس ہو سکتی ہے؟ کوئی منصف مزاج ایسا سوچ بھی نہیں سکتا اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد سیدہ سودہ جو کہ ایک بیوہ خاتون تھیں آپ نے ان سے نکاح کر کے انہیں تحفظ اور سہارا دیا سن ۲ ہجری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی جب کہ اس وقت آپ کی عمر چون سال ہو چکی تھی اس عمر میں پہلی بار آپ کی دو ازواج جمع ہوئیں اس کے ایک سال کے بعد سیدہ حفصہ پھر کچھ ماہ بعد سیدہ زینب بنت خزیمہ آپ کی زوجیت میں آئیں سیدہ زینب صرف تین یا آٹھ ماہ آپ کی زوجیت میں رہ کر فوت ہو گئیں۔

سن ۴ ہجری میں سیدہ اُمّ سلمہ اور سن ۵ ہجری میں سیدہ زینب بنت جحش آپ کی زوجیت میں آئیں جب کہ آپ کی عمر مبارک ۵۷ سال ہو چکی تھی۔ سیدہ اُمّ سلمہ سے نکاح کے بعد اتنی بڑی عمر میں آکر آپ کی بیویاں جمع ہوئیں جب کہ آپ اس سے قبل بھی ۶ نکاح کر سکتے تھے جس وقت امت کو ۴ ازواج کی اجازت ملی تھی لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا حالانکہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ جتنے چاہیں نکاح فرمائیں ۶ ہجری میں سیدہ جویریہ اور ۷ ہجری میں سیدہ ام حبیبہ سیدہ صفیہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہن آپ کی زوجیت میں آئیں یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپ کی ازواج مطہرات میں سوائے سیدہ عائشہ کے سب بیوہ تھیں نیز آپ کے اکثر نکاح بچپن (۵۵) سال سے انسٹھ (۵۹) سال کی عمر میں ہوئے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ کے نبی جو کہتے ہیں وہ حق تعالیٰ ہی کی مرضی سے کرتے ہیں یہ پانچ سالہ عرصہ آپ کے پیغمبرانہ مشن کا اہم ترین دور تھا ایک طرف آپ غزوات میں اسلامی فوج کی قیادت فرما رہے تھے تو دوسری طرف اسلامی قوانین کی تشکیل و تعلیم اور مسلمانوں کی تربیت میں مصروف عمل تھے اسی تعلیم و تبلیغ کی دینی ضرورت کے پیش نظر آقا و مولیٰ کے لئے تعداد ازواج ایک ضروری امر تھا چونکہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں رسول کریم ﷺ کی راہنمائی کی ضرورت نہ ہو خصوصاً بیویوں سے تعلقات اور ان میں عدل اپنی اولاد اور سوتیلی اولاد کی تربیت و پرورش طہارت کے مسائل وغیرہ اس طرح کے بے شمار معاملات میں امت کو ازواج مطہرات ہی کے ذریعے راہنمائی



لی ہے۔ (فضائل صحابہ و اہل بیت)

چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی حنفی صاحب روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ.....

لتكثرہ النساء حكمة دينية جلیلة ایضا وہی نشر الاحکام الشرعية لا تکاد

تعلم الا بواسطتہن

یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی کثرت میں ایک عظیم دینی حکمت بھی ہے اور وہ ان احکام شرعیہ کی اشاعت ہے کہ جن کو عورتوں کے واسطہ کے بغیر اشاعت نہیں کیا جاسکتا۔

جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ رسول کائنات ﷺ کی کثرت ازواج کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کو مسائل شرعیہ خاص کر وہ مسائل جو کہ عورتوں کیساتھ مختص ہوتے ہیں جیسے حیض و نفاس وغیرہ پہچاننے کے لئے متعدد معلمات تیار ہوں کیونکہ اکثر و بیشتر ایسا ہوتا کہ جب کوئی عورت ان مسائل کو پوچھنے کا ارادہ کرتی تو شرم و حیا میں مغلوب ہو کر رہ جاتی پھر رسول کائنات ﷺ کی شرم و حیا تو سبحان اللہ روایتوں میں یہ بات موجود ہے کہ آپ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم و حیا والے تھے چنانچہ مسلم شریف میں ہے:-

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشده حياء من العذراء في خدرها

(مسلم ج ۲ ص ۲۵۵)

یہی وجہ ہے کہ آپ عورتوں کے سوالات کے جوابات بعض اوقات کنایات کے ذریعہ دیا کرتے تھے اور جب سائل نہ سمجھ پاتی تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کوئی مراد رسول ﷺ کو واضح فرمایا کرتیں چنانچہ صحیح البخاری شریف میں ہے سید عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ:-

ان امرأة من الانصار قالت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف اغتسل من المحیض قال خدی فرصة ممسكة وتوضی ثلاثا ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استحیا فاعرض بوجهه او قال توضی بها فاخذتها فجذبتھا

فاخبرتها بما يريد النبي صلى الله عليه وسلم.

(بخاری شریف کتاب الحيض باب غسل المحيض ج ۱ ص ۴۵)

انصار کی ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میں غسل حیض کیسے کروں فرمایا کہ مشک آلودہ پھایا لے کر اس کے ساتھ تین دفعہ دھو ڈالو پھر نبی کریم ﷺ نے شرماتے ہوئے اپنا چہرہ مبارک ایک طرف کر لیا فرمایا کہ اس کے ساتھ دھو ڈالو میں نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بات بتائی جو نبی کریم ﷺ بتانا چاہتے تھے۔

جب کہ دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں:-

ان امرأة سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن غسلها من الحيض فامرها كيف تغتسل قال خذي فرصة من مسك فتطهري بها قالت كيف اتطهر بها قال تطهري بها قالت كيف قال سبحان الله تطهري فاجتذبت بها الى فقلت تتبعي بها اثر الدم.

(کتاب الحيض باب ذلك المرأة نفسها اذا تطهرت من المحيض و كيف تغتسل

وتأخذ فرصة ممسكة تتبع بها اثر الدم ج ۱ ص ۴۵ ، مشکوة ص ۴۸)

کہ ایک عورت نے حضور سے غسل حیض کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے غسل کا طریقہ بتایا فرمایا کہ بیشک آلودہ پھایا لے کر اس کے ساتھ جسم کو پاک کر و عرض گزار ہوئی اس کے ساتھ کیسے پاکی حاصل کروں؟ فرمایا کہ اس سے پاک کر و عرض گزار ہوئی کس طرح فرمایا سبحان اللہ پاکی حاصل کرو میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اس کے ساتھ خون کی جگہ صاف کرو۔ (شاہجہانپوری)

☆ ۳۔ زمانہ جاہلیت میں عورت کو دوسرے مملوکہ مال کی طرح ایک مال ہی سمجھا جاتا تھا

خاوند مر جاتا تو عورت کے ولی اس کے وارث بن جاتے اگر دوسرا نکاح کرنا چاہتی تو اس سے اولیا مہر

واپس لے لیتے نیز اگر ولی چاہتا تو کسی کے ساتھ اس کا نکاح کر دیتا یا خود ہی کر لیتا اور چاہتا تو تازیت

اسے نکاح نہ کرنے دیتا مزید برآں یہ کہ اگر عورت کو حیض آتا تو اس کے ساتھ کھانا پینا ترک کر دیتے حتیٰ کہ گھر سے باہر نکال دیتے چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:-

ان اليهود كانت اذا حاضت منهم امرأة اخرجوها من البيت ولم يواكلوها ولم يشاربوها ولم يجامعوها في البيت (ابوداؤد كتاب النكاح ج ۱ ص ۳۰۱)  
یہود کی جب کسی عورت کو حیض آتا تو اسے ساتھ کھلاتے پلاتے اور نہ گھر میں اپنے ساتھ رہنے دیتے الغرض عورتوں سے جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام رسم و رواج کو اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعہ مٹایا چنانچہ خلاص لہجری فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے سنا کہ:-

كنت انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم نيت في الشعار الواحد  
وانا حائض

میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی کپڑے میں رات گزار لیا کرتے تھے حالانکہ میں حائضہ ہوتی (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی ایتان الحائض ومباشرتها ج ۱ ص ۳۰۱)  
نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں:-

قالت كنت اشرب وانا حائض ثم انا وله النبي صلى الله عليه وسلم فيضع  
فاه علي موضع في فيشرب واتعرق العرق وانا حائض ثم انا وله النبي صلى  
الله عليه وسلم فيضع فاه علي موضع في

(مشکوٰۃ ص ۵۶ قدیمی کتب خانہ رواہ مسلم)

فرماتی ہیں کہ میں حالت حیض میں پیتی پھر وہی برتن حضور کو پیش کرتی آپ اپنا منہ میرے منہ والی جگہ رکھ کر پیتے اور میں حالت حیض میں ہڈی چوستی پھر حضور کو پیش کرتی تو حضور اپنا منہ مبارک میرے منہ کی جگہ رکھتے۔

نیز فرماتی ہیں:-

كان النبي صلى الله عليه وسلم يتكى في حجري وانا حائض ثم يقرأ القرآن

(متفق عليه، مشکوة)

کہ نبی کریم ﷺ میری گود میں تکیہ لگاتے حالانکہ میں حالت حیض میں ہوتی پھر حضور ﷺ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔

سبحان اللہ حضور نے اپنی رفیق حیات کو کتنا بڑا شرف بخشا کہ سیدہ کے لعاب کو حالت حیض میں اپنے لعاب دہن سے جمع فرمایا اور سیدہ کی گود مبارک کو اپنا تکیہ ورحل بنایا قرآن پاک کی تلاوت فرمائی اس سے بڑھ کر ایک عورت کے لئے شرف کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ رسول کائنات ﷺ نے اتنا زیادہ قرب عطا فرمایا کہ ان کی گود محبوب رب العلمین کی جائے تلاوت ہو اور حجرہ آخری آرامگاہ بنا ہو۔

جس سے واضح ہوا کہ حائضہ کے ساتھ رہنا سہنا اس کے ہاتھ کا کھانا کھانا نیز اٹھنا بیٹھنا بلکہ معانقہ تک جائز و حلال البتہ صحبت حرام ہے ایام حیض میں اس عورت سے جانوروں والا سلوک کرنا یہ جلاء کا طریقہ ہے رسول کائنات ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعہ ان تمام رسوم شنیعہ کو توڑا کیونکہ حیض کا آنا یا نہ آنا عورت کے ہاتھ میں نہیں ہے چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

قال لي النبي صلى الله عليه وسلم ناوليني الخمرة من المسجد فقلت اني

حائض فقال ان حيضتك ليست في يدك

(مشکوٰۃ ص ۵۶ قدیمی کتب خانہ)

یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ مسجد سے ہم کو چٹائی دے دو میں نے عرض کی کہ میں حالت حیض میں ہوں تو آپ نے فرمایا کہ حیض تمہارے ہاتھ نہیں یہی تو وجہ تھی کہ جب لوگوں نے حضور سے حیض کے بارے میں پوچھا تو آیہ کریمہ یسئلونک عن المہیض نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اصنعوا کل شیء الا النکاح کہ صحبت کے سوا سب کچھ کر سکتے ہو



اور جب یہ خبر یہودیوں کے پاس پہنچی تو کہنے لگے یا سیرید هذا الرجل ان یدع من امرنا شیئا الا خالفنا فیہ کہ یہ صاحب ہمارے دینی کاموں میں سے کوئی چیز بغیر مخالفت کے نہیں چھوڑتے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶ قدیمی کتب خانہ)

خیال رہے یہودی کی یہ بکواس اسلام اور پیغمبر اسلام پر بہتان تھی اسلام نے کسی کی ضد میں اچھی چیز کو برا اور بری چیز کو اچھا نہ کہا۔ (مرآة المناجیح)

☆☆☆.....☆☆☆

## دوسرا باب

## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

## سیدہ کا نام و لقب

آپ کا نام خدیجہ لقب طاہرہ جب کہ کنیت ام ہند ہے۔

## سلسلہ نسب

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کا نسب نامہ یہ ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسعد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی قصی پر پہنچ کر سیدہ کا نسب آنحضور ﷺ کے نسب پاک سے مل جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے قصی کی نسل میں سوائے سیدہ خدیجہ و ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کے دیگر کسی بھی عورت کی خواستگاری نہ فرمائی تھی آپ کی والدہ فاطمہ بنت زاہدہ بن الاصم تھیں یہ نبی عامر بن لوی سے تھیں۔ (مدارج مترجم)

خیال رہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ولادت واقعہ فیل سے پندرہ سال قبل مکہ المکرمہ میں ہوئی شیخ صاحب فرماتے ہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور کے ساتھ چوبیس یا پچیس سال شریک حیات رہیں اور ہجرت سے پانچ یا تین سال قبل وصال فرما گئیں اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی جب کہ بعثت کو دس سال ہو چکے تھے مقام حجون میں تدفین ہوئی حضور اکرم ﷺ نے بذات خود قبر شریف میں اتر کر دعا فرمائی اس وقت نماز جنازہ شروع نہ تھی جس سال سیدہ کا انتقال ہوا اس کو عام الحزن کہتے ہیں کیونکہ آپ کی رحلت کے بعد حضور سید عالم ﷺ غمزدہ رہتے تھے (مدارج بتغیر)

اور جتنا عرصہ آپ حضور کی رفاقت میں رہیں رسول کائنات ﷺ نے دوسرا نکاح نہ فرمایا چنانچہ امام مسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ قالت لم يتزوج النبي صلى الله عليه وسلم علي خديجة حتى ماتت (رواه مسلم في باب من فضائل خديجة ج ۲ ص ۲۸۴)

یعنی رسول کائنات ﷺ نے خدیجہ کے وصال تک دوسرا نکاح نہ فرمایا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زمانہ جاہلیت ہی میں بت پرستی سے بیزاری فرمائی تھی

چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ رسول کائنات ﷺ نے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا

واللہ لا اعبد اللات والعزی واللہ لا اعبدا ابا قال فتقول خدیجة خل اللات

خل العزی قال کانت صنمہم التی کانوا یعبدون ثم یضطجعون

(مسند امام احمد بن حنبل جلد رابع ص ۲۲۲)

یعنی قسم بخدا میں کبھی بھی لات وعزی کی پوجا نہ کروں گا راوی فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ فرماتی

ہیں کہ لات وعزی کو چھوڑ دیں راوی کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ان کے بت تھے پھر اس سے پہلو تہی کرتے تھے۔

نیز حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ

خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الارض اربعة خطوط قال تدرون

ما هذا فقالوا اللہ ورسولہ اعلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل

نساء اهل الجنة خدیجة بنت خویلد وفاطمة بنت محمد و آسیة بنت

مزاحم امرأة فرعون و مریم ابنة عمران رضی اللہ عنہن

(مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۲۹۳ بیروت)

رسول کائنات ﷺ نے ایک مرتبہ زمین پر چار خطوط کھینچے اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ

کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں تو رسول کائنات ﷺ نے فرمایا جنتی

عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت والی یہ عورتیں ہیں خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد ﷺ آسیہ بنت

مزاحم (فرعون کی بیوی) اور مریم بنت عمران۔

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد یعنی خویلد تاجر تھے اور اپنے قبیلہ میں

باعظمت شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ تمام قریش میں بھی بڑے محترم و معزز مانے جاتے تھے مکہ میں

قیام کے دوران فاطمہ بنت زائدہ سے آپ کا رشتہ ازدواجی قائم ہوا اور فاطمہ بنت زائدہ ہی کے شکم مبارک سے اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تولد فرمایا آپ کے والد نے یمن کے بادشاہ تبع سے جب کہ اس نے کعبہ معظمہ سے حجر اسود لے جانے کا ارادہ کیا تو خریدنے ان کا مقابلہ کیا تھا۔ (طبقات ابن سعد)

ایمان لانے میں سب سے اول

الاصابہ میں ہے کہ:-

كانت خديجة اول من آمن بالله ورسوله وصدق بما جاء به

یعنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور

رسول کائنات جو احکام لے کر آئے ان کی تصدیق فرمائی (الاصابہ ج ۸ ص ۱۰۰)

نیز اسد الغابہ میں ہے کہ:-

اول خلق الله اسلم باجماع المسلمين لم يتقدمها رجل ولا امرأة

یعنی مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ سیدہ خدیجہ مخلوق خدا میں سب سے پہلے مشرف

باسلام ہوئیں آپ سے پہلے خواہ مرد ہو یا عورت کسی نے بھی اسلام قبول نہ کیا تھا

(اسد الغابہ فی معرفة الصحابة ج ۷ ص ۸۹)

نیز سیدہ نماز کی فرضیت سے قبل ایمان لائیں چنانچہ مشترک میں ہے کہ:-

كانت خديجة رضي الله عنها اول من آمن بالله ورسوله وصدق رسوله

قبل ان تفرض الصلوة. (مستدرک)

آپ صاحب مال و شرافت تھیں

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عرب کی معزز ترین و شریف ترین خاتون تھیں اور آپ کا تعلق

نہایت ہی اونچے گھرانے سے تھا شریف النفس نیک طبع ہونے کیساتھ صاحب فہم و فراست تھیں مال کی

فراوانی تھی تجارت فرماتی تھیں جس کیلئے اجرت پر مزدور رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ الاصابہ میں ہے:-



كانت خديجة امرأة شريفة جلدة كثيرة المال

یعنی آپ شریف صاحب فہم و فراست اور کثیر المال تھیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۰۱)

اسد الغابہ میں ہے:-

كانت خديجة امرأة تاجرة ذات شرف و مال تستأجر الرجال في مالها

یعنی آپ تاجرہ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب شرف و مال تھیں اور مزدوری پر لوگوں

کو تجارت کرنے کے لئے حاصل کرتی تھیں۔ (اسد الغابہ ج ۷ ص ۹۰)

حضور ﷺ کے نکاح میں آنے سے قبل شادی

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سید عالم ﷺ کی زوجیت میں آنے سے پہلے

دو نکاح کر چکیں تھیں پہلے شوہر کا نام ابوہالہ بن زرارہ بن نباش بن عدی بن حبیب بن سردان بن سلامہ

بن جرودہ اسید بن عمرو بن تمیم التمیمی تھا۔

جب کہ دوسری روایت میں سلسلہ نسب یہ ہے ابوہالہ ہند بن نباش بن زرارہ بن وفدان بن

حبیب بن سلامہ بن جرودہ بن اسید بن عمرو بن تمیم واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

دوسرے شوہر کا نام و سلسلہ نسب یہ ہے عتیق بن عابد بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم المخزومی۔

خیال رہے اس میں اختلاف ہے کہ پہلے کس سے نکاح ہوا۔ (اسد الغابہ ج ۷ ص ۸۹)

سیدہ کے ہاں عتیق کی زوجیت میں ایک بیٹی تولد ہوئی جس کا نام ہند بنت عتیق تھا

جب کہ ابوہالہ کے پاس ایک بیٹے اور ایک بیٹی کی ولادت ہوئی بیٹی کا نام ہند بنت ابوہالہ

اور بیٹے کا نام حالہ ابن ابی حالہ تھا (ایضاً)

حضور سید عالم ﷺ سے عقد نکاح

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ:-

وكان سبب تزوجها برسول الله صلى الله عليه وسلم ما أخبرنا ابو جعفر

بإسناده عن يونس عن ابن اسحاق قال كانت خديجة امرأة تاجرة ذات

شرف و مال تستاجر الرجال في مالها تضار بهم اياه بشئى تجعله لهم منه فلما بلغها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بلغها من صدق حديثه وعظم امانته وكرم اخلاقه بعثت اليه وعرضت عليه ان يخرج في مالها الى الشام تاجرا وتعطيه افضل ما كانت تعطى غيره من التجار مع غلام لها يقال له ميسرة فقبله منها وخرج في مالها ومعه غلامها ميسرة في قدم الشام فنزل رسول الله صلى الله عليه وسلم في ظل شجرة قريبا من صومعة راهب فاطلع الراهب الى ميسرة فقال من هذا الرجل الذى نزل تحت هذه الشجرة قال هذا رجل من قريش من اهل الحرم فقال له الراهب ما نزل تحت هذه الشجرة قط الا نبي ثم باع رسول الله صلى الله عليه وسلم سلعته التى خرج بها واشترى ما اراد ثم اقبل قافلا الى مكة فلما قدم على خديجة بمالها باغت ما جاء به فاضغف او قريبا وحدثها ميسرة عن قول الراهب وكانت خديجة امرأة حازمة لبيبة شريفة مع ما اراد الله بها من كرامتها فلما اخبرها ميسرة بعث الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت له انى قدر غبت فيك لقرابتك منى وشرفك فى قومك وامانتك عندهم وحسن محلقك وصدق حديثك ثم عرضت عليه نفسها وكانت اوسط نساء قريش نسبا واعظمهم شرفا واكثرهم مالا فلما قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم ما قالت ذكر ذلك لاعمامه فخرج معه حمزة بن عبدالمطلب حتى دخل على خويلد بن اسد فخطبها اليه فتزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم فولدت لرسول الله صلى الله عليه عليه وسلم ولده كلهم قبل ان ينزل عليه الوحي زينب وام كلثوم وفاطمة ورقية والقاسم والطاهر والطيب فاما القاسم والطيب والطاهر فهلكوا قبل

الاسلام وبالقسام كان يكنى رسول الله صلى الله عليه وسلم اما بناته  
فادر كن الاسلام فها جرن معه واتبعنه وآمن به وقيل ان الطاهر والطيب  
ولدافى الاسلام. (اسد الغابه فى معرفت الصحابه ج ٧ ص ٩٠)

یعنی حضرت خدیجہ کے رسول کائنات ﷺ کی زوجیت میں آنے کا سبب یہ تھا کہ ہمیں خبر دی  
ابو جعفر نے اپنی اسناد کیساتھ یونس سے وہ روایت کرتے ہیں ابن اسحاق سے کہ انہوں نے کہا کہ سیدہ  
خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت شریف مالدار تاجر خاتون تھیں لوگوں کو بطور عقد مضاربت کے  
مزدوری پر حاصل کرتی تھیں۔ منافع میں سے کچھ ان کو دیتی تھیں جب سیدہ خدیجہ کو رسول کائنات ﷺ کی  
راست گوئی اور امانت داری و کریم اخلاقی و نیک کرداری کی خبر پہنچی تو آپ کو قاصد بھیجا اور درخواست پیش  
کی کہ حضور میرا مال تجارت لے کر شام جائیں اور یہ کہ آپ کو اس سے زائد دوں گی جو کچھ دیگر تاجروں  
کو دیتی تھی بایں ہمہ اپنا غلام میسرہ بھی دوں گی آپ نے اس تجویز کو قبول فرمایا اور سیدہ کا مال اور آپ کا  
غلام لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ شام پہنچے اور ایک راہب کی خانقاہ کے قریب کسی درخت کے سایہ  
میں پڑاؤ ڈالا اس راہب نے میسرہ کو دیکھا اور پوچھا یہ شخص جو کہ درخت کے نیچے فروکش ہوا ہے کون  
ہے؟ میسرہ نے جواب دیا کہ اہل حرم سے ایک قریشی ہے تو راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے  
سوائے اللہ کے کسی نبی کے اور کوئی شخص آج تک فروکش نہیں ہوا ہے رسول کائنات ﷺ نے جو مال  
لایا تھا بیچ دیا اور جو خریدنا تھا خرید پھر آپ ملکہ پلٹے جب آپ خدیجہ کے پاس ان کا مال لے آئے تو اس  
سے دو چند منافع حاصل ہوا اور میسرہ نے راہب کا قول حضرت خدیجہ کو بیان کیا سیدہ خدیجہ باعزم  
صاحب عقل و فراست شریف خاتون تھیں بایں ہمہ جو اللہ نے آپ کیساتھ کرامت و بزرگی کا ارادہ  
فرمایا (آپ میں وہ سارے اوصاف موجود تھے) تو جب میسرہ نے سیدہ کو خبر دی تو آپ نے رسول  
کائنات ﷺ کی طرف پیغام بھیجا اور عرض گزار ہوئیں میں آپ پر گرویدہ ہوں آپ سے اپنی قرابت  
اور آپ کی اپنی قوم میں شرف و بزرگی اور حسن اخلاق و راست بازی کی وجہ سے اپنے آپ کو حضور کی  
زوجیت کے لئے پیش کیا سیدہ خواتین قریش میں اوسط درجہ کی نجیب و شریف خاتون تھیں جب کہ قوم

میں سب سے زیادہ بزرگی و مال والی تھیں تو جب آپ نے حضور کی خدمت میں عریضہ پیش فرمایا تو رسول کائنات ﷺ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر فرمایا تو حضرت حمزہ آپ کے ہمراہ سیدہ کے والد خویلد ابن اسد کے پاس تشریف لے گئے اور سیدہ کو شادی کا پیغام دیا اور رسول کائنات ﷺ سے شادی کر دی (ابراہیم کے علاوہ) نزول وحی سے قبل آپ ﷺ کی تمام اولاد زینب، ام کلثوم، فاطمہ، رقیہ، قاسم، طاہر، طیب سیدہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے ہوئی قاسم طیب و طاہر قبل زمانہ اسلام ہی انتقال فرما گئے۔ اور آپ ﷺ کی کنیت ابو القاسم تھی اور آپ کی پیاری بیٹیوں نے زمانہ اسلام پایا اور حضور کے ساتھ ہجرت فرمائی اور آپ پر ایمان لائیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ طاہر اور طیب کی ولادت زمانہ اسلام میں ہوئی۔

خیال رہے بحیر الانامی راہب نصرانیوں کا بہت بڑا عالم تھا اور اپنی خانقاہ ہی میں رہتا تھا جب قافلہ قریش اس سال اس کے ہاں فروکش ہوا تو راہب نے بہت سا کھانا پکوا یا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے صومعہ میں حضور کو دیکھا کہ آپ پر ایک بدلی سایہ فگن تھی جب یہ قافلہ راہب کے قریب درخت کے سایہ میں اترتا تو اس نے دیکھا کہ بدلی نے درخت کی شاخوں کو حضور پر سایہ کرنے کے لئے جھکا دیا ہے یہ منظر دیکھ کر بحیر راہب اپنی خانقاہ سے نیچے تشریف لائے اور جو نبی نبی رسول کائنات ﷺ پر نظر پڑی تو بغور دیکھنے لگے جب کھانے سے فارغ ہوئے تو راہب نے حضور کی حالت بیداری و خواب استراحت کی کیفیت معلوم کی تو اس نے ان تمام علامات کے عین مطابق یا یا جن کو وہ جانتا تھا پھر حضور ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کی اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ یہ بچہ آپ کا کیا لگتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ میرا بیٹا ہے بحیر راہب نے کہا کہ ہرگز نہیں ان کا باپ تو زندہ نہ ہونا چاہیے پھر ابوطالب نے کہا کہ یہ بچہ میرا بھتیجا ہے راہب نے پوچھا کہ اس کے باپ کا کیا ہوا ابوطالب نے جوابا کہا کہ ابھی یہ شکم مادر ہی میں تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا بحیر نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے اور یہ کہا کہ ان کی یہودیوں سے حفاظت کرنا مبادا کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچائیں اور آپ انہیں فوراً گھر لے جائیے یہ

سن کر ابوطالب حضور ﷺ کو لے کر فوراً مکہ روانہ ہو گئے۔

## بکیرا راہب کی پیشن گوئی

ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب شام روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ بھی قریش و شیوخ کے ساتھ ہو لیے جب ان کو وہ راہب نظر آیا یہ اترے اور اپنے کجاوے کھولے اس مرتبہ راہب ان کے پاس آیا حالانکہ اس سے قبل جب وہ اس کے پاس سے گزرتے تو راہب کبھی بھی ان کی طرف التفات نہ کرتا تھا راہب ان میں آکر بل گیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا یہاں تک کہ حضور ﷺ کو تھام کر کہنے لگا کہ یہ تمام عالم کا سردار ہے یہ رب العالمین کا رسول ہے اللہ سے رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث فرمانے والا ہے شیوخ قریش نے پوچھا کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ جب تم گھاٹی سے برآمد ہوئے تو کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ ریز نہ ہوا ہو اور جمادات و نباتات صرف نبی کے حضور سجدہ کرتے ہیں (طبری و خصائص وغیرہ) خیال رہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حضور ﷺ کی زوجیت میں آنے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ تمام واقعات جو سفر شام میں پیش آئے تھے مثلاً خرید و فروخت میں برکت و منافع میں کثرت اور حضور پر بادل کا سایہ کرنا اور درخت کا آپ کی طرف جھک جانا نیز اہل عرب کی طرح خرید و فروخت میں لات و عزی کی قسم نہ کھانا اور واقعہ راہب وغیرہ کو میسرہ نے حضرت خدیجہ کی خدمت میں عرض کیا جس سے آپ بے حد مسرور ہوئیں اور حضور سید عالم ﷺ پر گرویدہ ہو گئیں اور آپ کو جتنی رقم دینے کا وعدہ کیا تھا اس سے زائد رقم آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کی اور تمام حالات کا تذکرہ ورقہ بن نوفل کو کیا انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ اس امت کے نبی ﷺ ہیں اور یہ بات میں خوب جانتا ہوں کہ آخری نبی تشریف لانے والے ہیں اور ان کی آمد بہت قریب ہے چونکہ ورقہ بن نوفل تورات شریف کے عالم تھے اس وجہ سے ورقہ کے بیان سے خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اور بھی اشتیاق ہو انیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آفتاب ان کے گھر میں اتر رہا ہے اور وہاں سے اس کا نور پھیل رہا ہے حتیٰ کہ مکہ شریف کا ہر گھر اس نور کے



باعث چمک اٹھتا ہے خواب سے بیدار ہونے پر انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کو اپنے خواب سے آگاہ کیا تو انہوں نے خواب کی تعبیر یوں بتائی کہ تمہارا نکاح آخر الزمان پیغمبر سے ہوگا (مدارج شریف مترجم) چنانچہ حضور سید عالم ﷺ کے شام کے سفر سے واپسی کے چند دن بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور سید عالم ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیجا جس کو حضور نے اپنے چچاؤں کے مشورہ سے قبول فرمایا۔

### سیدہ کا حق مہر

شیخ محقق علیہ الرحمة فرماتے ہیں کہ سیدہ کا حق مہر انتیس جوان اونٹ بندھا تھا جب کہ دوسری روایت میں بارہ اونٹ تھے۔ (مدارج شریف)

### سیدہ کا خطبہ نکاح

حضور سید عالم ﷺ کے نکاح کے موقع پر ابوطالب نے فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ

—

### خطبہ ابوطالب

حمد و شکر گزاری ہے اس خدا کے لئے جس نے ہمیں فرزند ان ابراہیم اور اولاد اسماعیل سے پیدا فرمایا اور ہمیں معر اور مضر کی صلبوں سے پیدا کیا اور اپنے گھر بیت اللہ کا نگہبان اور اپنے حرم کا پیشوا بنایا اور وہ گھر ہمیں عطا فرمایا کہ اطراف و جوانب سے لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں اور ہمیں ایسا حرم عطا کیا کہ ہر شخص وہاں آتا ہے اور اسے امان ملتی ہے اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا۔

اما بعد! حق یہ ہے کہ میرے بھائی عبداللہ بن عبدالمطلب کا یہ بیٹا وہ ہے جس کی مثال قریش میں اور کوئی نہیں اگرچہ اس کے پاس مال کی قلت ہے اور مال و دولت ایک پر چھائیں ہے جو زائل ہو جاتا ہے اور محمد ﷺ وہ شخص ہے جس کی قرابت اور خویشی کو تم سب خوب پہچانتے ہو جو ہمارے ساتھ ہے اور تحقیق کہ وہ خدیجہ بنت خویلد کی خواستگاری کرتا ہے اور اس کا مہر میرے مال میں سے ہیں اونٹ

مقرر کرتا ہے اور قسم ہے خدا کی کہ اس کے بعد شانِ عظیم ہوگی اور اس کے حق میں بہت بڑا امر ظاہر ہوگا۔  
اس کے بعد ورقہ بن نوفل جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کا بیٹا تھا اس نے  
بھی خطبہ پڑھا جس کا مضمون یہ ہے۔

### خطبہ ورقہ بن نوفل

اس خدا کی حمد ہے اور سپاس گزاری ہے جس نے ہمیں بنایا جیسا کہ تو نے ذکر کیا اے  
ابوطالب اور ہمیں فضیلت عطا کی جیسے کہ تو نے بتایا ہے پس ہم تمام عرب کے بزرگ و پیشوا ہیں اور آپ  
تمام فضیلتوں کے حامل ہیں جن کا انکار کوئی نہیں کر سکتا اور کوئی شخص بھی تمہارے فخر و شرف کو رد نہیں کر سکتا  
پس ہم نے تمہارے ساتھ پیوند اور رشتہ داری کے لئے رغبت کی ہے اے قریش گواہ رہنا کہ میں نے  
خدیجہ بنت خویلد کو محمد ﷺ کی زوجگی میں دے دیا ہے چار سو مشقال مہر پر۔

ابوطالب نے کہا اے ورقہ میں چاہتا ہوں کہ اس میں خدیجہ کا چچا عمرو بن اسد بھی شریک  
ہو پس عمرو بن اسد نے کہا اے گروہ قریش گواہ رہیں کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبد اللہ (ﷺ)  
کے نکاح میں دے دیا۔

پھر طرفین سے ایجاب و قبول ہوا۔ (مدراج شریف مترجم)

### سیدہ کے نکاح کے متعلق ایک غلط روایت

سیدہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق لوگ ایک غلط واقعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ خود  
خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو شادی کا پیام دیا تھا یہ ایک نہایت شریف بی بی تھیں قریش کا  
ہر شخص ان سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا اور اس کے لئے انہوں نے بہت سارے پیسے بھی صرف کیا تھا پھر  
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کو بلا کر اتنی شراب پلائی کہ وہ بالکل مدہوش ہو گیا انہوں  
نے ایک گائے بھی ذبح کی خوشبو لگائی اور کام کیا ہوا حلہ زیب تن کر کے رسول اللہ ﷺ کو ان کے چچاؤں  
کیساتھ بلا بھیجا وہ خدیجہ کے ہاں آئے ان کے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی شادی کر دی مگر جب

ہوش آیا تو کہنے لگا یہ گائے کیوں ذبح ہوئی یہ خوشبو کیوں لگائی گئی اور یہ اعلیٰ لباس کیوں پہنایا گیا ہے حضرت خدیجہ نے اس سے کہا تم نے مجھے محمد بن عبداللہ (ﷺ) سے بیاہ دیا ہے اس نے کہا ہرگز نہیں قریش کے اکابر نے تمہارا پیام دیا مگر میں نے منظور نہیں کیا واقدی کہتے ہیں کہ یہ روایت ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے ان کے والد واقعہ فجار سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے۔ (تاریخ طبری)

### ایمان ورقہ بن نوفل

یہ حضرت خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور کتب سماویہ کے عالم تھے اگرچہ حضور ﷺ کے اظہار نبوت سے قبل ہی وفات پا گئے مگر نزول وحی کا واقعہ سن کر انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی چنانچہ مستدرک کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ ورقہ بن نوفل نے نزول وحی کا واقعہ سن کر عرض کی۔

والذی نفسی بیدہ انک نبی مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آپ نبی ہیں (فیوض الباری حصہ اول پ اول ص ۸۲ مکتبہ رضوان لاہور) نیز رسول کائنات ﷺ نے فرمایا کہ:-

لاتسبوا ورقة فان كان له جنة او جنتان (عمدة القاری)

یعنی ورقہ کو برا بھلا مت کہو بیشک اس کیلئے ایک یا دو جنتیں ہیں ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین.

(عمدة القاری ص ۱۱۶ جزء اول کتاب الوحی مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مزید برآں یہ کہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ:-

عن عائشة قالت سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ورقة فقالت له خديجة انه كان صدقك ولكنه مات قبل ان تظهر فقال النبي صلى الله عليه وسلم رايته في المنام وعليه ثوب بيض ولو كان من اهل النار لكان عليه لباس غير ذلك

یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سے ورقہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو سیدہ خدیجہ نے فرمایا کہ بے شک ورقہ نے حضور کی تصدیق کر لی تھی لیکن اظہارِ نبوت سے قبل انتقال کر گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے ورقہ کو خواب میں سفید لباس میں دیکھا اگر وہ دوزخی ہوتے تو ان کا لباس سفید نہ ہوتا۔

(عمدة القاری جزء اول کتاب بدء الوحی ص ۱۱۵ رشیدیہ کوئٹہ)

نیز حضور فرماتے ہیں کہ:-

رأيت الفتى یعنی ورقہ وعلیه ثياب حریر لانه اول من آمن بی وصدقنی

(عمدة القاری ایضاً)

یعنی ہم نے ورقہ کو خواب میں دیکھا ان پر ریشمی کپڑا تھا اس لئے کہ وہ ہم پر ایمان لائے اور ہماری تصدیق کی۔

علامہ عینی مزید لکھتے ہیں:-

قال المرزبانی كان ورقة من علماء قريش وشعرائهم وكان يدعى القس

وقال النبي صلى الله عليه وسلم رايته وعلیه حلة خضراء

یعنی مرزبانی نے کہا کہ ورقہ علماء قریش و شعراء قریش میں سے تھے ان کو قس سے پکارا جاتا تھا یعنی قس سے مشہور تھے حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم نے ورقہ بن نوفل کو خواب میں دیکھا ان پر سبز رنگ کا حلہ تھا (عمدة القازی) ان احادیث کی روشنی میں شراح حدیث نے آپ کو مسلمان قرار دیا ہے بہر حال اتنا تو ظاہر ہے کہ ورقہ عیسائی تھے کتب سماویہ کے عالم تھے نیک تھے اور حضور کی نبوت کی انہوں نے تصدیق کی تھی حضور کی کیفیت سن کر عرض کی تھی کہ یہ تو وہی ناموس اکبر ہے جو موسیٰ کے پاس

آیا تھا۔ (فیوض الباری ج ۱ ص ۸۲)

پہلی وحی اور سیدہ کا حضور ﷺ کو تسلی دینا

امام بخاری رحمہ اللہ کتاب الوحی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث روایت

فرماتے ہیں:-

انہا قالت اول ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرويا الصالحة في النوم فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب اليه الخلاء وكان يخلو بغار حراء فيتحنث فيه وهو التعبد الليالي ذوات العدد قبل ان ينزع الى اهله ويتزود لذلك ثم يرجع الى خديجة فيتزود لمثلها حتى جاءه الحق وهو في غار حراء فجاءه الملك فقال اقراء فقال قلت ما انا بقارئ قال فاخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقراء فقلت ما انا بقارئ فاخذني فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقراء فقلت ما انا بقارئ قال فاخذني فغطني الثالثة ثم ارسلني فقال اقراء باسم ربك الذي خلق ۝ خلق الانسان من علق ۝ اقراء وربك الاكرم ۝ فرجع به رسول الله صلى الله عليه وسلم يرجف فؤاده فدخل على خديجة بنت خويلد فقال زملوني زملوني فزملوه حتى ذهب عنه الروع فقال لخديجة واخبرها الخبر لقد خشيت على نفسي فقالت خديجة كلا والله ما يخزيك الله ابدا انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقري الضيف وتعين على نوائب الحق فانطلقت به خديجة حتى اتت به ورقة بن نوفل ابن اسد ابن عبد العزى ابن عم خديجة وكان امراء تنصر في الجاهلية وكان يكتب الكتاب العبراني فيكتب من الانجيل بالعبرانية ماشاء الله ان يكتب وكان شيخا كبيرا قد عمى فقالت له خديجة يا ابن عم اسمع من ابن اخيك فقال له ورقة يا ابن اخي ماذا ترى فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم خبر ما رأى فقال له ورقة هذا الناموس الذي نزل الله على موسى ياليتني فيها جدها ياليتني اكون حيا



اذ اخرجك قومك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اومخرجني هم  
قال نعم لم يأت رجل قط بمثل ما جئت به الا عودي وان يدر كني يومك  
انصرک نصر امؤزرا ثم لم ينشب ورقه ان توفي وفترا الوحي.

(بخاری شریف کتاب الوحي ج ۱ ص ۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے  
ہوئی آپ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا پھر آپ خلوت پسند ہو گئے اور غار حرا میں  
جانے لگے وہاں کئی کئی راتیں ٹھہر کر عبادت کرتے کا شانہ اقدس کی طرف لوٹنے سے پہلے اور کھانے  
پینے کی چیزیں لے جاتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹے اور وہ اسی طرح کھانے  
پینے کا بندوبست کر دیا کرتیں یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آگیا جب کہ آپ غار حرا میں تھے یعنی فرشتے  
نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا پڑھئے حضرت صدیقہ فرماتی ہیں میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں  
ہوں اس نے مجھے پکڑ کر بڑے زور سے دبایا پھر چھوڑتے ہوئے کہا پڑھئے حضور ﷺ نے فرمایا میں نے  
کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑ کر دوبارہ بڑے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے میں  
نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑا اور سہ بارہ دبایا پھر مجھے چھوڑ کر کہا پڑھو اپنے رب کے  
نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے  
رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ واپس لوٹے آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ پس حضرت خدیجہ بنت خویلد کے  
پاس آئے اور فرمایا مجھے کسبل اوڑھا دو مجھے کسبل اوڑھا دو انہوں نے کسبل اوڑھا دیا یہاں تک کہ خوف دور  
ہو گیا حضرت خدیجہ کو سارا واقعہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے حضرت خدیجہ نے کہا کہ  
خدا کی قسم ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے کمزوروں کا بوجھ  
ٹھاتے محتاجوں کے لئے کما تے مہمان کی ضیافت کرتے اور راہ حق میں مصائب برداشت کرتے ہیں  
پس حضرت خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی کے پاس لے گئیں جو حضرت خدیجہ کے  
بیچازاد تھے وہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی میں کتابت کیا کرتے تھے پس جو اللہ چاہتا انجیل

سے عبرانی میں لکھا کرتے تھے وہ بوڑھے اور بینائی سے محروم تھے حضرت خدیجہ نے ان سے کہا اے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے کی بات سنئے ورقہ نے آپ سے کہا اے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے جو دیکھا تھا اسے بتا دیا پس ورقہ نے آپ سے کہا کہ یہی تو وہ ناموس ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر اتارا تھا اے کاش میں جوان ہوتا اے کاش میں زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو نکالے گی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وہ مجھے نکالیں گے کہا ہاں جب بھی کوئی شخص یہ چیز لے کر آیا جیسی آپ لائے ہیں تو اس کے ساتھ عداوت کی گئی اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔ چند دنوں کے بعد ورقہ بن نوفل نے وفات پائی اور وحی کا سلسلہ بھی رک گیا۔ (شاہ جہانپوری) الغرض جب رسول کائنات ﷺ کو کلام الہی کے نزول و شدت و ثقلت وحی کی وجہ سے رعب و اضطراب حاصل ہوا تو اس کو حضور نے اپنے الفاظ لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي سے تعبیر فرمایا چونکہ جب حضور پر وحی نازل ہوئی اور انوار و برکات صمدیت متوجہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے زیادہ ثقیل و شدید چیز کا بار دوش نبوی پر رکھا تو اس کی سرگذشت سنانے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وحی کی ثقلت اور کلام الہی کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ ایسا معلوم ہونے لگا کہ اب جان چلی چنانچہ وحی کو خود قرآن نے قول ثقیل فرمایا ہے اور تصریح فرمائی اگر وحی کسی پہاڑ پر اتار دی جاتی تو وہ جلال الہی سے پاش پاش ہو جاتا مگر یہ تو ذات نبوی ہی تھی جس نے بتوفیق الہی پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دینے والی چیز کی شدت کو برداشت فرمایا اور اس کے اثرات جو آپ پر طاری ہوئے تھے چادر اوڑھ دینے تک رہے اس کے بعد حضور نے سیدہ کو غار حرا والا واقعہ سنایا تو سیدہ کو چونکہ حضور سے والہانہ محبت تھی لہذا حضور کو تسلیاں دینے لگیں اور آپ کی خوبیاں بیان فرمانے لگیں کہ آپ تو ایسی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں آپ کی جان کو خطرہ کیسے ہو سکتا ہے پھر آپ کو ورقہ ابن نوفل کے پاس لے گئیں۔

(فیوض الباری حصہ اول پ اول ص ۷۹ بتصرف)

علامہ عینی فرماتے ہیں :-

وفی سیر سلیمان بن طر حان التیمی انہا رکت الی بحیرا بالشام فسالتہ

عن جبرئيل عليه السلام فقال لها قدوس يا سيّدة قریش انى لك بهذا الا  
سم فقالت بعلى وابن عمى اخبرنى انه يأتیه فقال ما علم به الا نبى فانه  
السفير بين الله وبين انبيائه وان الشيطان لا يجترئ ان يتمثل به ولا ان  
يتسمى باسمه. (عمدة القارى ص ۱۱۶ جزء اول بدء الوحي رشيديه كوئته)

یعنی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بجز اشام کی طرف گئیں اور ان سے جبرئیل کے بارے  
میں سوال کیا راہب نے کہا اے سیدہ قریش وہ مقدس فرشتہ ہے آپ کو اس نام کے بارے میں کیسے علم  
ہوا سیدہ نے فرمایا کہ میرے خاوند جو کہ میرے چچا زاد ہیں کہتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل آئے ہیں۔  
راہب کہتے ہیں سوائے نبی کے جبرئیل کو کوئی نہیں جانتا کیونکہ وہ اللہ اور اس کے نبیوں کے  
درمیان سفیر ہیں اور شیطان ان کی شکل و صورت نہیں بنا سکتا اور نہ ہی ان کے نام سے اپنا نام رکھ سکتا ہے  
نیز علامہ عینی ہی فرماتے ہیں کہ:-

ان خدیجة رضی اللہ عنہا خرجت الى الراهب ورقة وعداس فقال ورقة  
انحشی ان يكون احد شبه بجبرئيل عليه السلام فرجعت وقد نزلن والعلم  
وما يسطرون فلما قرأ عليه السلام هذا على ورقة قال اشهد ان هذا كلام  
الله تعالى

یعنی حضرت خدیجہ راہب ورقہ وعداس کی طرف تشریف لے جاتی ہیں ورقہ کہتے ہیں کہ میں  
اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کسی نے جبرئیل کی شبیہ بنائی ہو آپ واپس آئیں تو ن والقلم وما یسطرون  
وحی الہی نازل ہو چکی تھی تو حضور نے اس کو ورقہ پر تلاوت فرمایا تو ورقہ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کی  
گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا کلام ہے حاصل کلام یہ کہ ابتدائے وحی کے موقع پر سیدہ ہی نے حضور کو تسلی دی  
اور آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور خود بھی اس وجہ سے ورقہ وعداس و راہب بجزا کے پاس  
تشریف لے گئیں مزید بڑاں یہ کہ اظہار نبوت کے انہی ابتدائی دنوں سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنها حضور سید عالم ﷺ سے عرض گزار ہوئیں.....

يا ابن عم هل تستطيع ان تخبرني بصاحبك الذي ياتيك اذا جاءك قال  
 نعم فيينا رسول الله صلى الله عليه وسلم عندها اذا جاءه جبرئيل فقال  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا جبرئيل قد جاءني فقالت اتراه الآن  
 قال نعم قالت اجلس على شقي الايسر فجلس فقالت هل تراه الآن قال  
 نعم قالت فاجلس على شقي الايمن فجلس فقالت هل تراه الان قال نعم  
 قالت فتحول فاجلس في حجري فتحول رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 فجلس فقالت هل تراه قال نعم قال فتحسرت وقلت خمارها فقالت هل  
 تراه قال لا قالت ما هذا شيطان ان هذا الملك يا ابن عم اثبت وابشر ثم  
 آمنت به وشهدت ان الذي جاء به الحق.

(اسد الغابه في معرفة الصحابه الجزء السابع ص ۹۲، ۹۳)

یعنی اے میرے چچا زاد کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جب حضرت جبرئیل آپ کے پاس آئیں تو  
 آپ مجھے خبر دیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جی ہاں، اسی اثنا میں کہ آپ حضرت خدیجہ کے پاس  
 تشریف فرما تھے کہ جبرئیل حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبرئیل آئے ہیں سیدہ رضی اللہ عنہا  
 نے پوچھا کیا اس وقت آپ انہیں دیکھ رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں سیدہ رضی اللہ عنہا نے  
 عرض کی حضور میرے بائیں پہلو پر تشریف فرما ہو جائیں حضور تشریف فرما ہوئے سیدہ رضی اللہ عنہا  
 نے پوچھا کیا حضور اب ان کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا جی ہاں عرض کی حضور میرے دائیں پہلو کو  
 شرف بخشے رسول کائنات ﷺ نے آپ کو یہ سعادت بھی بخشی سیدہ نے پوچھا حضور کیا آپ جبرئیل کو اب  
 بھی دیکھ رہے ہیں فرمایا جی ہاں گزارش کی حضور میری آغوش میں رونق افروز ہو جائیں آپ نے سیدہ کی  
 کوشک کو بھی زینت بخشی سیدہ نے عرض کی حضور کیا اب بھی آپ جبرئیل کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا  
 جی ہاں اس پر سیدہ رضی اللہ عنہا نے مکشوف الرأس ہو کر فرمایا کیا اب آپ جبرئیل کو دیکھ رہے ہیں  
 فرمایا جی نہیں سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا یہ شیطان نہیں ہے اے میرے چچا زادے یہ تو

فرشتہ ہے آپ ثابت قدم رہیں اور آپ کو بشارت و خوشخبری ہو پھر سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ پر ایمان لائیں اور گواہی دی کہ بے شک حضور جو کچھ لے کر آئے وہ حق ہے۔

خیال رہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تورات شریف کی عالمہ تھیں۔

(مرآة المناجیح)

نیز ایک دفعہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سیدہ خدیجہ پر رشک کرنے پر حضور

سید عالم ﷺ نے فرمایا:-

وَاللّٰهُ مَا بَدَّلَنِي اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا آمَنَتِ اِذَا كَفَرَ النَّاسُ وَصَدَّقْتَنِي وَكَذَّبَنِي  
النَّاسُ وَوَأَسْتَنِي فِي مَالِهَا اِذَا حَرَمَنِي النَّاسُ وَرَزَقَنِي اللّٰهُ مِنْهَا اَوْلَادًا  
اِذَا حَرَمَنِي اَوْلَادَ النَّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَا اِذَا كَرِهَا بَسِيئَةٌ اَبَدًا.

(اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ ج ۷ ص ۹۵)

یعنی قسم بخدا مجھے خدیجہ سے اچھی زوج نہ ملی وہ ایمان لائیں جب لوگ کافر تھے انہوں نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور جب لوگوں نے مجھے مال سے محروم رکھا انہوں نے مجھ پر اپنا مال چھوڑا اور اللہ نے مجھے ان کے شکم سے اولاد عطا فرمائی جب اور عورتوں کی اولاد نے مجھے محروم کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں کبھی بھی سیدہ خدیجہ کو نازیبائی سے یاد نہ کروں گی۔

فائدہ

بعض علماء فرماتے ہیں حضرت جبریل کا اصلی نام عبد الجلیل جب کہ کنیت ابوالفتح ہے اور میکائیل کا نام عبد الرزاق کنیت ابوالغنائم اسرائیل کا نام عبد الحلق کنیت ابوالمنانح جب کہ حضرت عزرائیل کا نام عبد الجبار کنیت ابویحییٰ ہے۔

(یعنی کتاب بدء الوحي جزء اول ص ۱۴۷ رشیدیہ کوئٹہ)

☆ حضرت جبریل علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں بارہ مرتبہ



☆..... حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں چار مرتبہ

☆..... حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں پچاس مرتبہ

☆..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بیالیس مرتبہ

☆..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جناب میں چار سو مرتبہ

☆..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دس مرتبہ

☆..... جب کہ حضور سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہونے

کا شرف حاصل ہوا۔

(قسطلانی کیف کان بدء الوحي الى رسول الله ﷺ رقم الحديث ۲ المجلد الاول ص ۱۰۱،

امام شہاب الدین احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ دار الفکر بیروت لبنان و فیوض الباری)

شعر.....

بے لقاے یار ان کو چین آجاتا اگر

بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

(حضرت حسن رضا خان علیہ الرحمۃ)

حاصل یہ کہ کفار قریش آنحضرت ﷺ کو جھٹلاتے تھے تو اس سے حضور کو بڑا غم اور تکلیف ہوتی تھی

لیکن جب آپ سیدہ کو دیکھ لیتے تھے تو آپ کو وہ تمام رنج و آلام بھول جایا کرتے تھے اور آپ کو خوشی

محسوس ہوتی تھی اور سیدہ خدیجہ کے پاس آپ تشریف فرما ہوتے تو وہ آپ کی نہایت خاطر داری کیا کرتی

تھیں اس سے آنحضرت ﷺ کو اپنی جملہ مشکلات آسان محسوس ہونے لگتی تھیں۔

(مدارج شریف مترجم)

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دار فانی سے رحلت

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کیساتھ چوبیس یا پچیس سال کا عرصہ شریک

حیات رہیں اور ہجرت سے پانچ یا تین سال قبل ان کا وصال ہو گیا تھا جب کہ آپ پینسٹھ سال کی عمر میں

تھیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت مبارک سے دس سال بعد رمضان میں ان کی رحلت ہوئی اور مقبرہ حجون (جنت المعالی) میں ان کی تدفین ہوئی رسول اللہ ﷺ نے بذات خود قبر شریف میں اتر کر دعائے خیر فرمائی اور اس وقت جنازہ مشروع نہ ہوا تھا سیدہ کی رحلت کے بعد حضور سید عالم ﷺ غمزدہ رہتے تھے اور جس سال سیدہ نے وصال فرمایا وہ سال عام الحزن کہلاتا ہے۔ (مدارج شریف)

### اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةُ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كِي نَمَازِ جَنَازَةِ

امام اہلسنت محدث بریلوی رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں رقمطراز ہیں کہ فی الواقع کتب سیر میں علماء نے ہی لکھا کہ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ خَدِيجَةُ الْكَبْرَى رَضِيَ اللهُ عَنْهَا کے جنازہ مبارک کی نماز نہ ہوئی کہ اس وقت یہ نماز (مشروع) ہوئی ہی نہ تھی اس کے بعد اس کا حکم ہوا ہے۔ زرقانی علی المواہب میں

فِي رَمَضَانَ بَعْدَ الْبَعْثِ بِعَشْرِ سِنِينَ مَاتَتِ الصَّدِيقَةُ الطَّاهِرَةُ خَدِيجَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَ دُفِنَتْ بِالْحَجُونَ وَ نَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَفْرَتَهَا وَ لَمْ تَكُنْ يَوْمَئِذٍ الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ

یعنی صدیقہ طاہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بعثت کے دس سال بعد ماہ رمضان میں وفات پائی اور مقام حجون میں دفن کی گئیں رسول اللہ ﷺ ان کی قبر میں اترے اس وقت نماز جنازہ نہ تھی واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۹ ص ۳۶۹ برکات رضا انڈیا)

### اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةُ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كِي اَوْلَادِ

جیسا کہ سابق میں گذرا کہ حضور سید عالم ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل سیدہ دو نکاح کر چکی تھیں آپ کا پہلا نکاح عتیق ابن عاکد سے جب کہ دوسرا ابوہالہ ہند بن نباس سے ہوا۔ عتیق ابن عاکد سے ایک بیٹی ہوئی جن کا نام ہند تھا ابوہالہ سے دو بچے ہوئے جن میں سے ایک کا نام حالہ جب کہ دوسرے کا نام ہند تھا خیال رہے ہند نام مذکر و مؤنث دونوں کے لئے مستعمل تھا۔ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كِي كُنِيَتْ اِسِي كِي نَامِ بِرَتْمِي۔

## حضور سید عالم ﷺ کی اولادِ پاک

سیدہ کے حضور کی زوجیت میں آنے کے بعد اولاد میں کثیر اختلاف ہے شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس اولادِ پاک پر تمام علماء کا اتفاق ہے وہ رسول زادے چھ افراد ہیں ان میں دو صاحبزادے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم اور چار صاحبزادیاں سیدہ زینب سیدہ رقیہ سیدہ ام کلثوم و سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہم ہیں ان کے سوا پر علماء کا اختلاف ہے۔ (مدارج شریف) کیونکہ بعض علماء نے طیب اور طاہر کو بھی شمار فرمایا اس طرح صاحبزادے چار ہوتے ہیں بعض نے فرمایا ابراہیم و قاسم کے علاوہ ایک فرزند عبد اللہ بھی تھے انہوں نے مکہ ہی میں صغریٰ میں رحلت فرمائی ان ہی کا لقب طیب و طاہر تھا اس قول پر صاحبزادوں کی تعداد تین ہوتی ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ طیب اور طاہر عبد اللہ کے علاوہ ہیں اس طرح تعداد پانچ بنتی ہے یہ بھی منقول ہے کہ ایک حمل سے طیب و مطیب اور دوسرے سے طیب و طاہر کی ولادت ہوئی اس طرح سات صاحبزادوں کیساتھ کل تعداد گیارہ بنتی ہے یہ بھی منقول ہے کہ قبل از بعثت کے ایک فرزند عبد مناف بھی ہوئے تھے اس شمار سے کل تعداد بارہ ہوتی ہے ان جملہ اقوال کا ما حاصل آنحضرت کے آٹھ صاحبزادے جن میں دو متفق علیہ ہیں باقی مختلف فیہ اول الذکر حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم جب کہ ثانی الذکر عبد مناف، عبد اللہ، طیب، مطیب طاہر مطہر ہیں اور اسی سے کہ صاحبزادے تین ہی ہیں قاسم، ابراہیم اور عبد اللہ اور صاحبزادیاں چار ہیں اور حضور سید عالم ﷺ کی یہ تمام اولادِ پاک سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ (مدارج مختصراً)

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے

۱۔ حضرت قاسم بن رسول اللہ ﷺ

یہ سیدہ کے حضور کی زوجیت میں آنے کے بعد اولین فرزند ہیں اظہار نبوت سے قبل ان کی پیدائش ہوئی حضور کی انہی کے ساتھ کنیت ابو القاسم ہے یہ اپنے پاؤں پر چلنے کی عمر تک بقید حیات رہے

بعض نے یہ بھی فرمایا کہ سواری پر سوار ہونے تک جب کہ بعض کے ہاں سترہ ماہ اور دو سال تک باحیات رہے یہ صاحبزادے اظہار نبوت سے قبل ہی وصال فرما گئے ایک روایت یہ بھی ہے کہ عہد اسلام کے دوران رحلت فرمائی۔ (ایضاً)

جب سید عالم ﷺ کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو ابتر یعنی منقطع النسل کہا اور یہ کہا کہ اب ان کی نسل نہیں رہی ان کے بعد ان کا ذکر بھی نہ رہے گا یہ سب چرچا ختم ہو جائے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا رد فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا.....

انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانک هو الابرہ

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں (اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی نسب عالی بھی نبوت بھی کتاب بھی حکمت بھی علم بھی شفاعت بھی حوض کوثر بھی مقام محمود بھی کثرت امت بھی امدائے دین پر غلبہ بھی کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں جس کی نہایت نہیں) تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو (جس نے تمہیں عزت و شرافت دی) اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے نہ آپ کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی اور آپ کے تبعین سے دنیا بھر جائے گی آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہوگا قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے بے نام و نشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں۔

(کنز الایمان و خزائن العرفان)

## ۲۔ حضرت عبداللہ بن رسول اللہ ﷺ

آپ مکہ میں ظہور اسلام کے بعد تولد ہوئے اور یہیں رحلت فرمائی۔ (مدارج شریف) خیال رہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب آپ کی رحلت کی خبر عاص بن وائل نے سنی جب کہ اس سے قبل وہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر سن چکا تھا تو کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) کے صاحبزادے فوت ہو گئے ہیں اور وہ ابتر یعنی بے نسل ہو گئے ہیں لغت میں ابتر کے معنی دم کٹا بے فرزند و بے خبر ہونا ہے

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ان شانک ہو الابر اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا دشمن اور عیب جو جو کہ آپ کی شان میں بدگو ہے۔ وہی ابر ہے۔ (مدارج شریف)

ممکن ہے کہ دونوں موقعوں پر آیت کا نزول ہوا ہو لہذا دونوں اقوال میں تعارض نہ ہوگا ان اصبت فمن اللہ والا فمنی واللہ اعلم بالصواب

فائدہ

حضرت ابراہیم ؑ (جو کہ سیدہ ماریہ قبطیہ کے شکم مبارک سے ہیں) ان کا ذکر حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ کے تذکرہ کے بعد کیا جائے گا انشاء اللہ العزیز

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادیاں

۱۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ

حضرت اُمّ المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے بعثت سے دس سال قبل آپ کی ولادت ہوئی آپ حضور کی تمام صاحبزادیوں میں بڑی تھیں ان کا نکاح حضرت ابوالعاص سے سیدہ نے خود کروایا تھا اور ابوالعاص اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہند بنت خویلد کے بیٹے تھے ابوالعاص اپنی کنیت کیساتھ مشہور ہیں جب کہ ان کا نام لفیظ یا مقسم یا قاسم یا پھر یاسر ہے خیال رہے ابوالعاص اسیران بدر میں شامل تھے اہل مکہ نے اپنے عزیزوں کا فدیہ مدینہ شریف بھیجا تو حضرت زینب نے بھی اپنے گلے کا ہار اتار کر بطور فدیہ بھیجا رسول کائنات ﷺ نے جب وہ ہار دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے کیونکہ یہ وہی ہار تھا جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جہیز میں دیا تھا یہ دیکھ کر صحابہ کرام پر بھی رقت طاری ہو گئی پھر حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر یہ دیکھو کہ اسیر زینب کو رہا کر دیا جائے اور اس کا فدیہ کا مال بھی واپس کر دیا جائے تو چاہو تو ایسا کرو صحابہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ جس طرح آپ کی رضا ہے پھر حضور ﷺ نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو آنحضرت کے پاس بھیج دیں گے ابوالعاص نے یہ تسلیم کر لیا اور حضور ﷺ نے زید ابن



حارثہ اور ایک اور شخص کو مکہ بھیجاتا کہ وہ سیدہ کو مدینہ لے آئیں اور ہدایت فرمائی کہ آپ لوگ مکہ میں داخل مت ہونا چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

لما بعث اهل مكة في فداء اسرائهم بعثت زينب في فداء ابي العاص بن مال  
وبعثت فيه بقلادة لها كانت عند خديجة ادخلتها بها على ابي العاص فلما  
راه رسول الله صلى الله عليه وسلم رق لها رقة شديدة وقال ان رأيتهم ان  
تطلقوا لها اسيرها وتردوا عليها الذي لها فقالوا نعم وكان النبي صلى الله  
عليه وسلم اخذ عليه ان يغلبى سبيل زينب اليه وبعث رسول الله صلى الله  
عليه وسلم زيد بن حارثه ورجلا من الانصار فقال كونا ببطن ياجج حتى  
تمر بكما زينب فتصخبا ما حتى تأتيا بها.

(رواه احمد و ابو داؤد، مشكوة ص ۳۴۶)

یعنی جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے فدیے بھیجے تو حضرت زینب نے بھی ابو العاص کے  
لئے فدیہ میں کچھ مال بھیجا اسمیں اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ کے پاس تھا جسے دے کر زینب کو ابو العاص  
کے ہاں رخصت فرمایا تھا تو جب حضور ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو حضور ﷺ کو اس پر بہت رقت طاری ہوئی  
ماور فرمایا اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو زینب کا قیدی چھوڑ دو اور ان کی چیزیں انہیں واپس کر دو سب نے کہا  
ہاں ضرور اور حضور نے ابو العاص سے عہد لیا کہ وہ جناب زینب کا راستہ خالی کر دیں اور اللہ کے  
رسول ﷺ نے زید ابن حارثہ کو اور ایک اور انصاری کو بھیجا ان سے فرمایا کہ تم دونوں بطن یاجج میں رہنا  
تا آنکہ تم پر زینب گزریں تو انہیں اپنے ساتھ لے لینا۔

خیال رہے یہ واقعہ غزوہ بدر کا ہے جس میں ستر بڑے بڑے کفار قتل ہوئے اور اتنے ہی  
قیدی بنے ان قیدیوں کے بارے میں حضرت عمر نے قتل کا مشورہ دیا تھا جب کہ حضرت ابو بکر ﷺ نے  
فدیہ لے کر چھوڑنے کا اس امید پر کہ ہو سکتا ہے یہ لوگ مشرف باسلام ہوں۔

نیز اس وقت مومنہ کا کافر سے نکاح جائز تھا اس لیے حضرت زینب بنت رسول

اللہ ﷺ ابو العاص کے نکاح میں رہیں حالانکہ آپ مومنہ تھیں جب کہ ابو العاص نے بعد میں ایمان قبول کیا بعد میں یہ حکم منسوخ ہوا لہذا اب مومنہ عورت نہ تو کافر سے نکاح کر سکتی ہے اور نہ ہی اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے۔

چنانچہ مرقاۃ نے فرمایا:-

ان ابا العاص هو ابن الربیع ابن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف امہ  
ہالہ بنت خویلد و کانت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت  
ابی العاص بن الربیع فہاجرت و ابو العاص علی دینہ

یعنی ابو العاص کی زوجیت میں سیدہ زینب تھیں سیدہ نے ہجرت فرمائی اور ابو العاص اپنے  
دین پر تھے (بدستور شرک میں ملوث تھا) خیال رہے ابو العاص نے اپنا وعدہ ایفاء کیا کہ مکہ جاتے ہی  
سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مقام یا حج پہنچا دیا اس واقعہ کو ڈھائی سال  
کا عرصہ گزرا کہ ابو العاص مکہ سے تجارت کے لئے نکلا جب یہ قافلہ شام کے تجارتی سفر سے واپس ہوا  
تو مسلمانوں نے چاہا کہ ان کا مال چھین کر انہیں گرفتار کر لیں لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے  
ابو العاص کو امان دے دی یہ سن کر صحابہ ابو العاص سے ملے اور انہیں تبلیغ اسلام کی انہوں نے جواب دیا  
کہ ابھی میرے پاس کفار مکہ کی کچھ امانتیں ہیں میں وہ واپسی کرنے کے بعد مسلمان ہوں گا چنانچہ مکہ  
میں جا کر تمام امانتیں واپس کیں اور مسلمان ہو گئے اب اس میں اختلاف ہے کہ حضور ﷺ نے سیدہ  
زینب رضی اللہ عنہا کو سابقہ نکاح ہی میں واپس فرمایا یا کہ نکاح جدید کیساتھ بہر حال  
حضور ﷺ کو حضرت ابو العاص بہت محبوب تھے آپ خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے  
حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹا جن کا نام علی اور ایک بیٹی  
جن کا نام امامہ تھا علی بن ابو العاص قریب البلوغ ہی تھے کہ رحلت فرما گئے حضرت امامہ سے  
حضور ﷺ بہت محبت رکھتے تھے حتیٰ کہ ایک دفعہ حضور ﷺ حضرت امامہ کو اپنے دست مبارک پر لیے  
ہوئے نماز ادا فرماتے تھے بوقت رکوع ان کو زمین پر اتار دیتے اور جب قیام فرمانے لگتے تو پھر دوش

اقدس پر بٹھالیتے اور یہ بھی کہا گیا کہ امامہ خود آکر بیٹھتی اور خود ہی نیچے اتر جاتی تھیں لہذا عمل کثیر والا اعتراض وارد نہ ہوگا جب حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی وصیت کے مطابق امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ان کے لطن سے ایک صاحبزادے کو ولد ہوئے جن کا نام محمد اور سبط تھا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال آٹھ ہجری میں ہوا۔ آپ کو غسل دینے میں حضرت سودہ بنت زمعہ ام سلمہ، ام ایمن و ام عطیہ رضی اللہ عنہن شامل تھیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

دخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ لِقَالَ اغْسِلْنَاهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتَ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسَدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْأَخْرَةِ كَافُورًا فَإِذَا فَرَعْتَنِ فَاذْنِي قَالَتْ فَلَمَّا فَرَعْنَا الْقِيَّ الْيَنَاءَ حَقَّوهُ فَقَالَ اشْعُرْنَاهَا أَيَّاهُ وَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ ذَلِكَ وَلَا ادْرِي أَيُّ بَنَاتِهِ .

کہ رسول کائنات ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں فرمایا کہ اسے تین یا پانچ بار اس سے زیادہ مرتبہ غسل دینا اور مناسب نظر آئے تو پانی اور پیری کے پتوں سے اور آخر میں کافور ملانا جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا جب ہم فارغ ہوئیں تو آپ نے ہماری طرف اپنی ازار ڈال دی اور فرمایا کہ اس میں لپیٹ دینا اور اس سے زائد کچھ نہ ہو مجھے معلوم نہیں کہ آپ کی کون سی صاحبزادی تھی۔ صحیح مسلم میں ہے کہ یہ حضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں جو ابوالعاص بن ربیع کی زوجہ اور امامہ کی والدہ تھیں یا پھر یہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں جو کہ حضرت عثمان ذوالقورین کی زوجہ تھیں جس طرح کہ یہ ابن ماجہ میں روایت کیا گیا ہے۔ ام عطیہ فرماتی ہیں کہ ہم نے ان کے بالوں کی تین ٹہیں بنائیں اور پشت پر ڈال دیں آنحضرت نے بذات خود ان کو قبر میں اتارا۔ واللہ اعلم بالصواب

(بخاری ج ۱ ص ۱۶۸، مشکوٰۃ، مرقاة المفاتیح، مرقاة المفاتیح، فیوض الباری وغیرہ)

فائدہ

علامہ عینی و نووی و دیگر شارحین نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ حدیث آثارِ صالحین سے برکت لینے کی اصل ہے چنانچہ علامہ عینی نے فرمایا کہ:-

وهو اصل بالتبرک باثار الصالحین لمعات میں ہے هذا الحدیث اصل فی

التبرک باثار الصالحین ولباسهم كما یفعله بعض مریدی المشائخ من لبس

اقمصهم فی القبر

ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بسند حسن عبداللہ ابن عباس سے

روایت کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد کو اپنی قمیص میں کفن دیا اور کچھ دیر ان کی قبر میں خود لیٹے لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا:-

انی السبتھا لتلبس من ثیاب الجنة واضطجعت معها فی قبرھا لا تخفف عنها

عن ضغطة القبر

یعنی میں نے قمیص اس لئے پہنائی کہ ان کو جنت کا لباس ملے اور ان کی قبر میں اس لیے لیٹا

تا کہ ان سے قبر کی تنگی دور ہو۔ (فیوض الباری عینی وغیرہ)

## ۲۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ

آپ حضور ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہیں

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین سال بعد آپ کی ولادت ہوئی ابتداء آپ کا اور حضرت سیدہ ام

کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتبیبہ سے ہوا تھا جب آیہ کریمہ تبت

یدا ابی لہب وتب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں کو کہا راسی من رؤوسکما حرام

ان لم تطلقا بنتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اسد الغابہ) کہ اگر تم دونوں نے محمد (ﷺ) کی

دونوں بیٹیوں کو طلاق نہ دی تو میرا سر تمہارے سے حرام یعنی میں تم دونوں سے بیزار ہوں اب ان دونوں

نے دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی عتیبہ بعد میں مسلمان ہو کر صحابہ میں شمار ہوئے جب کہ عتیبہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ کی توہین کی چنانچہ جس وقت عتیبہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے جدائی اختیار کر لی تو وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں آ کر یوں کہنے لگا میں آپ کے دین سے کافر ہوں مجھے آپ کا دین پسند نہیں ہے اور نہ ہی مجھے آپ پسند ہیں علاوہ ازیں وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ گستاخی کا مرتکب ہوا اور آنجناب کی قمیص پاک کو پھاڑ دیا نیز اپنے پلید منہ کا لعاب بھی آنحضرت ﷺ کی طرف پھینکا اور کہا میں نے رقیہ کو طلاق دے دی ہے (مدارج شریف) جلالین شریف کے حاشیہ پر ہے

وَكَانَ وَلَدَهُ عَتِيبَةَ شَدِيدَ الْاِذَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(ص ۵۰۸ حاشیہ نمبر ۱۰)

یعنی ابولہب کا لڑکا عتیبہ حضور ﷺ کو شدت سے اذیت دیتا تھا۔

تمبیہ : اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عتیبہ گستاخ تھا واللہ اعلم بالصواب

اس پر آنجناب ﷺ نے فرمایا اللهم سلط عليه كلبا من كلابك اے اللہ اس گستاخ پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما دے اس وقت ابوطالب بھی مجلس میں تھا اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کے تیر سے کوئی بچا سکے گا (مدارج) اور ابولہب بھی یہ بات خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ دعا اس کو پہنچے گی۔

فسافر الى الشام فاوصى به الرفاق لينجوه من هذه الدعوة فكانوا يحدقون

به اذ انام ليكون وسطهم (حاشیہ جلالین)

جب اس نے شام کی طرف سفر کیا تو ابولہب نے اپنے خادموں کو وصیت کی اس کے بیٹے کو حضور کی دعا پہنچنے سے بچائیں وہ خدام جب عتیبہ (یا پھر عتیبہ واللہ اعلم بالصواب) سوتا تو اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے تاکہ وہ بچ میں ہو جائے مدارج میں ہے کہ ابولہب اہل قافلہ سے کہنے لگا کہ آج کی رات تمام لوگ ہمارا تعاون کریں کیونکہ میں خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ آج کی رات محمد (ﷺ) کی



دعا میرے بیٹے پر اثر نہ کر جائے پس تمام لوگوں نے اپنا تمام اسباب و سامان جمع کر کے نیچے اوپر کر کے ایک جگہ پر رکھ دیا اور اس ڈھیر کے اوپر عتبہ کے لئے سونے کی جگہ تیار کی گئی دیگر تمام لوگ اس جگہ کو گھیرے میں لئے ہوئے بیٹھ گئے (مدارج)

فلم ینفعہ ذلک بل جاء الاسد فتشم الناس حتی وصل الیہ

(حاشیہ جلالین)

اس تمام نے عتبہ کو کچھ نفع نہ دیا بلکہ ایک شیر آیا باری باری ان کو سونگھتا جاتا لیکن کسی کو ضرر نہ پہنچایا پھر چھلانگ لگا کر عتبہ پر کودا اور بچہ کی ضرب لگائیں اور سینہ چاک کر دیا ایک روایت میں ہے کہ عتبہ کی گردن دو بوج لی۔ (مدارج شریف)

معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں بے ادبی کرنے والوں کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ جس کو جانور معلوم کر لیتے ہیں کہ گستاخ کا منہ یہ ہے۔

(سلطنت مصطفیٰ ص ۱۲ بزم عروج اسلام کراچی)

عتبہ سے طلاق کے بعد سیدہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مکہ میں ہوا آپ کے ساتھ سیدہ نے ہجرت بھی فرمائی پہلے جانب حبشہ پھر سوائے مدینہ المنورہ جب سیدہ کا انتقال ہوا تو سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے سرہانے بیٹھی روتی تھیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے آنسو پونچھ رہے تھے۔ (مدارج شریف) خیال رہے یہ رونا رحمت و رقت کے سبب تھا۔

۳۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بیوی تھیں آپ کی والدہ بھی حضرت خدیجہ الکبریٰ ہیں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بڑی ہیں یا پھر رقیہ اس میں اختلاف ہے چنانچہ اسد الغابہ میں ہے:-

قال الزبیر ام کلثوم اسن من رقیة ومن فاطمة وخالفه غیره والصحیح انها

اصغر من رقیہ لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوج رقیة من عثمان

فلما توفيت زوجته ام كلثوم وما كان ليزوج الصغرى ويترك الكبرى والله اعلم (اسدالغابہ)

یعنی زبیر نے کہا ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا وفاطمہ سے بڑی تھیں دوسروں نے ان کے خلاف قول کیا ہے اور صحیح یہی ہے کہ آپ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں اس لئے کہ حضور ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے اور یہ بات مناسب نہ تھی کہ حضور ﷺ بڑی لخت جگر کو چھوڑ کر چھوٹی جگر پارہ کو بیاتے والے علم

خیال رہے ہجرت کے تیسرے سال سیدہ کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے فرمائی اس وقت حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل اس وقت میرے قریب کھڑے ہیں اور خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا ہے کہ میں ان کو تمہاری زوجیت میں دے دوں سیدہ کا ہجرت کے نویں سال وصال ہوا حضور ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر کے پاس حضور ﷺ تشریف فرماتے تو حضور کی پشیمان مبارک سے آنسو بہنے لگے حضرت طلحہ کو قبر میں اترنے کا حکم فرمایا سیدہ کے وصال کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عثمان ذوالنورین سے فرمایا کہ اگر کوئی تیسری بیٹی بھی میری ہوتی تو میں وہ بھی تمہاری زوجیت میں دے دیتا جب کہ ایک روایت میں ہے کہ اگر میرے پاس دس صاحبزادیاں بھی ہوتیں تو ان کو باری باری تمہارے نکاح میں دیتا جاتا اور ان کی رحلت ہوتی جاتی۔

(مدارج شریف)

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ

رسول کائنات ﷺ کی سب سے زیادہ چھیتی بیٹی حضرت فاطمہ ہیں آپ کے سن ولادت کے بارے میں علامہ ابن حجر و قول ذکر فرماتے ہیں پہلا یہ کہ۔

ولدت فاطمة والكعبة تبني والنبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن خمس

وثلاثین سنة

یعنی سیدہ کی ولادت اور تعمیر کعبہ کے وقت حضور ﷺ کی عمر شریف پینتیس سال تھی دوسرا یہ کہ انہا ولدت سنة احدى واربعین من مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ سیدہ کی ولادت اکتالیسویں نبوی میں ہوئی آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کم و بیش پانچ سال بڑی ہیں۔

(الاصابة ج ۸ ص ۲۶۳ کتاب النساء)

آپ بھی سیدہ خدیجہ کے شکم مبارک سے ہیں چنانچہ اسد الغابہ میں ہے:-

امها خديجة بنت خويلد وكانت هي وام كلثوم اصغر بنات رسول الله

صلى الله عليه وسلم (اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۲۸)

یعنی آپ کی والدہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد ہیں سیدہ فاطمہ الزہرا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما حضور کی صاحبزادیوں میں سے سب سے چھوٹی تھیں خیال رہے ان دونوں صاحبزادیوں میں کون چھوٹی ہے اس میں بھی اختلاف ہے وقد اختلف فی ایتھن اصغر (ایضاً) البتہ الاصابہ میں ہے:-

والذى يسكن اليقين ان اكبرهن زينب رضى الله عنها ثم رقية رضى الله

عنها ثم ام كلثوم ثم فاطمة

یعنی وہ قول جس میں یقین بال سکون حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ سب میں بڑی سیدہ زینب

ہیں پھر رقیہ پھر ام کلثوم پھر خاتون جنت رضی اللہ عنہن۔

شیخ محقق علیہ الرحمة فرماتے ہیں کہ آپ کے نام فاطمہ کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

سیدہ کو اور آپ سے محبت رکھنے والے تمام مسلمانوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا ہے اور آپ کا نام

بتول اس لیے ہے کہ آپ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے بہ لحاظ فضیلت دین اور حسن و جمال میں منفرد

تھیں اور آپ ماسوائے اللہ سے بالکل ہی بے نیاز تھیں آپ کا نام زہرا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ

بہریت و بہجت اور حسن و جمال میں کمال رکھتی تھیں آپ کے القاب زکیہ اور راضیہ بھی ہیں۔

(مدارج شریف)

روت عن ابیہا روی عنہا ابناہا و ابوہما و عائشۃ و ام سلمہ و سلمی ام رافع

وانس (الاصابہ)

آپ نے حضور ﷺ سے احادیث روایت فرمائیں اور آپ سے آپ کے دونوں صاحبزادوں اور ان کے والد گرامی اور حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ ام رافع و حضرت انس نے روایت فرمائی۔ حضور کی اولاد آپ ہی سے چلی چنانچہ اسد الغابہ میں ہے:-

وانقطع نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامنہا فان الذکور من اولادہ ماتوا صغارا و اما البنات فان رقیۃ رضی اللہ عنہا ولدت عبد اللہ بن عثمان فتوفی صغیرا و اما ام کلثوم فلم تلد و اما زینب رضی اللہ عنہا فولدت علیا و مات صبیا و ولدت امامہ بنت ابی العاص فتزوجہا علی ثم بعدہ المغیرہ بن نوفل و قال الزبیر انقرض عقب زینب رضی اللہ عنہا .

یعنی سید عالم ﷺ کی اولاد سیدہ فاطمہ سے منقطع نہ ہوئی یعنی آپ ہی سے چلی کیونکہ حضور ﷺ کی اولاد زینہ بچپن میں وصال فرما گئی رہی صاحبزادیاں تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد عثمان بن عثمان کی ولادت ہوئی اور وہ صغیر سن میں وفات فرما گئے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں اولاد نہ ہوئی جب کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے علی نے تولد فرمایا اور حضرت امامہ کی پیدائش ہوئی ان سے حضرت علی نے نکاح فرمایا آپ کے بعد مغیرہ بن نوفل نے زبیر نے کہا کہ حضرت زینب کی اولاد ختم ہو گئی۔

سیدہ خاتون جنت کا حضرت علی سے عقد نکاح

آنحضرت ﷺ غزوہ بدر سے لوٹے تو آپ نے سیدہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمادیا تھا رمضان کا مقدس مہینہ اور سن دو ہجری تھا بعض علماء نے کہا ہے کہ غزوہ احد کے بعد ہوا تھا دیگر ایک قول

کے مطابق نکاح رجب میں ہوا جب کہ ماہِ صفر کی بھی روایت ہے آپ کا نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی کے مطابق کیا گیا اس وقت آپ کی عمر شریف پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ یا سولہ سال یا پھر اٹھارہ برس تھی جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر شریف اکیس سال تھی (مدارج شریف) خیال رہے حضرت خاتونِ جنت کے نکاح کے لئے پہلے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے بھی حضور سید عالم ﷺ کو پیغام دیا تھا لیکن حضور ﷺ نے منع فرما دیا چنانچہ اسد الغابہ میں ہے

عن علي قال خطب ابوبكر وعمر يعني فاطمة الي رسول الله صلى الله

عليه وسلم فابى رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهما

یعنی حضرت علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ شیخین کریمین نے حضرت فاطمہ کے نکاح

کا پیغام حضور ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا لیکن آپ نے دونوں کو انکار فرما دیا۔ (اسد الغابہ)

اس کے بعد حضرت عمر یا ام ایمن یا پھر اہل و خواص نے حضرت علی سے فرمایا (ممکن ہے کہ

سب نے کہا ہو) کہ حضور ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور فاطمہ کے لئے نکاح کا پیغام دو حضرت علی شیر

خدا نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے نیز انہوں نے ابوبکر و عمر کو انکار فرما دیا تو مجھے کیونکر ہاں کریں گے ان

سے کہا گیا کہ تم حضور ﷺ کے نزدیک ترین ہو ان کے چچا کے بیٹے ہو پس آپ حضور کی بارگاہ میں آئے

سلام عرض کیا آپ ﷺ نے جواب دے کر پوچھا کس غرض سے آئے ہو عرض کی حضور ﷺ فاطمہ کے

لئے درخواست پیش کرنے آیا ہوں پس حضور ﷺ نے مرحبا فرمایا اس کے بعد حضور ﷺ پر وحی الہی آئی

اور آپ نے حضرت انس کو فرمایا اے انس پروردگار عرش کی طرف سے جبرئیل آئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ

حکم فرماتا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی کیساتھ کر دو اے انس جاؤ اور ابوبکر، عمر، عثمان و طلحہ اور زبیر و انصار کی

جماعت کو بلا لاؤ پس جب یہ لوگ آئے تو حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا اور سیدہ کا حضرت علی سے نکاح

فرما دیا چار سو مثقال چاندی حق مہر مقرر ہوا۔ (مدارج شریف)

جب سیدہ خاتونِ جنت کو خبر پہنچی تو آپ رونے لگیں تو حضور نے فرمایا



مالک تبکین یافاطمة فوالله لقد انكحتک اکثرهم علما و افضلهم صلحا

و اولهم مسلما

اے صاحبزادی! آپ کو کیا ہوا کہ روتی ہو قسم بخدا میں نے سب سے زیادہ جاننے والے اور علم

والے اور سب سے پہلے اسلام قبول فرمانے والے سے آپ کا نکاح کیا ہے (اسد الغابہ)

حضرت علی کیساتھ سیدہ کا نکاح کرنے کے بعد حضور ﷺ گھر میں تشریف فرما ہوئے اور سیدہ

سے فرمایا کہ میرے لئے پانی لاؤ آپ لکڑی کا پیالہ بھر کر پانی لائیں حضور ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن

ڈالا اور سیدہ کو فرمایا کہ آگے آؤ پھر آپ نے وہ پانی سیدہ کے سینہ مبارک اور سر مبارک پر چھڑک دیا اور دعا

کی اے اللہ میں اسے تیری پناہ میں دیتا ہوں اور اس کی اولاد کو بھی مردود شیطان سے اسی طرح حضرت

علی کے سر مبارک اور دہن مبارک پر بھی پانی ڈالا اور دعا کی

اللهم انی اعیذہ بک و ذریئہ من الشیطان۔ (مدارج شریف)

## فضائل خاتون جنت رضی اللہ عنہا

☆..... نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم ﷺ کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ کہنے لگے آپ

گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں فرمایا ہاں اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے

جو کہ کنواری بتول عذرا کی طرف القاء کئے گئے نصاریٰ یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے

یا محمد (ﷺ) کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے

ہیں (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت (ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال

لہ کن فیکون کہ عیسیٰ کی کہات اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جاوہ

نوراً ہو جاتا ہے) نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے

اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کئے گئے تو جب انہیں اللہ

کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے

اور فرمایا گیا کہ الحق من ربك فلا تكونن من الممترين اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا جب حضور ﷺ نے نجران کے نصاریٰ کو یہ آیت پڑھ کر سنائی تو وہ لاجواب ہو گئے اور جھگڑنے لگے تو اتمام حجت کے لئے آیات مبالغہ پیش کی گئی چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناؤنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين یعنی پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا ان سے فرما دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مبالغہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ جب رسول کریم ﷺ نے نصاریٰ نجران کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مبالغہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم غور اور مشورہ کر لیں کل آپ کو جواب دیں گے جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبدالمسیح آپ کی کیا رائے ہے اس نے کہا کہ اے جماعت نصاریٰ تم جان چکے ہو کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مبالغہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑو اور گھر لوٹ چلو۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نے حضرت علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کو بلایا اور اللہ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے اللہم هؤلاء اہل بیتی اے اللہ میرے گھر والے یہ ہیں۔

نصاری آپس میں مشورہ کرنے کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دست مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ و علی حضور کے پیچھے ہیں رضی اللہ عنہم اور حضور ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم پادری نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگے اے جماعت نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ

کو جگہ سے ہٹا دے ان سے مباہلہ نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا یہ سن کر نصاریٰ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے آخر کار انہوں نے جزیہ منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیئے جاتے اور جنگل سے آگ بھڑک اٹھتی اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاریٰ ہلاک ہو جاتے۔

خیال رہے اس مقام پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ اگر حضور کی چار بیٹیاں تھیں تو دیگر صاحبزادیاں مباہلے میں کیوں نہ شریک ہوئیں کیونکہ جب مباہلہ ہوا اس وقت سیدہ زینب و رقیہ اور ام کلثوم کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے کہ واقعہ مباہلہ دس ہجری میں ہوا جب کہ صاحبزادیوں کا انتقال بالترتیب دو اور آٹھ نو ہجری کو ہو چکا تھا نیز ایسے موقع پر اپنے بچوں کی قسم کھائی جاتی ہے نا کہ بیویوں و دوستوں کی مزید برآں یہ کہ حضرت علی اہل بیت سکونت اہل بیت نسب ہیں اور فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اہل بیت و اہل بیت میں داخل ہیں اس لئے حضور ﷺ ان کو اپنے ہمراہ لے گئے اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن و اصحاب کو ساتھ نہ لے کر گئے اور فرقہ شیعہ پر تمام حجت یہ ہے کہ ان کی معتبر کتاب اصول کافی سے حضور ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا ہونا ثابت ہے۔ (کنز الایمان و خزائن العرفان ، تفسیر نعیمی ، تفسیر حسنات ، مسلم ، مشکوٰۃ ، اشعت اللمعات ، مرآة وغیرہ)

☆ ۲..... حضرت مسعود بن مخرمہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی وفي رواية یربنی ما ارا بها ویوذینی

ما اذابها (بخاری ج ۱ ص ۵۳۲ ، مسلم ج ۲ ص ۲۹۰ ، مشکوٰۃ ص ۵۶۸)

کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز انہیں پریشان کرے مجھے کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دے وہ مجھے ستاتی ہے

(مشکوٰۃ ، مرآة)

اس حدیث سے امام سبکی نے استدلال فرمایا ہے جو شخص سیدہ فاطمہ کو گالی دے وہ کافر ہے۔

(اشعة اللمعات)

☆..... حضرت فاطمہ الزہرا حضور ﷺ کی رازدان ہم شکل تھیں حتیٰ کہ چال ڈھال وضع

قطع میں حضور ﷺ سے مشابہہ تھیں جب سیدہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئیں تو حضور ﷺ آپ کے استقبال میں خوشی سے کھڑے ہو جاتے پیشانی مبارک پر بوسہ دیتے اور اپنی مسند شریف پر بیٹھا لیتے چنانچہ حضرت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

كنا ازواج النبي صلى الله عليه وسلم عنده فاقبلت فاطمة ماتخفي مشيتها

من مشية رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما راهنا قال مرحبا بابنتي ثم

اجلسها ثم سارها فبكيت بكاء شديدا فلما راى حزنها سارها الثانية

فاذا هي تضحك فلما قام رسول الله صلى الله عليه وسلم

سألته عما سارك قالت ما كنت لافشي على رسول الله صلى الله عليه

وسلم سره فلما توفي قلت عزمت عليك بمالي عليك من الحق لما

اخبرتني قالت اما الآن فنعن اما حين سارني في الامر الاول فانه اخبرني ان

جبرئيل كان يعارضني القرآن كل سنة مرة وانه عارضني به العام مرتين

ولا ارى الاجل الا قد اقترب فاتقى الله واصبري فاني نعم السلف انالك

فبكيت فلما راى جزعي سارني الثانية قال يا فاطمة الاترضين ان تكوني

سيدة نساء اهل الجنة او نساء المؤمنين وفي رواية فسارني فاخبرني انه

يقبض في وجعه فبكيت ثم سارني فاخبرني اني اول اهل بيته اتبعه

فضحكت (متفق عليه، مشكوة ص ٥٦٨)

کہ نبی پاک ﷺ کی بیویاں آپ کے پاس تھیں جناب فاطمہ آئیں آپ کی چال رسول

اللہ ﷺ کی چال سے بالکل مختلف نہ تھی تو جب انہیں حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا خوش آمدید اے میری

کی پھر انہیں بٹھالیا پھر ان سے سرگوشی کی آپ بہت سخت روئیں تو جب ان کا رنج ملاحظہ فرمایا تو ان سے دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑیں پھر جب حضور ﷺ شریف لے گئے تو میں نے ان سے سرگوشی کے متعلق پوچھا آپ بولیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتی پھر جب حضور کی وفات ہو گئی تو میں نے کہا کہ میں تم کو اس کی وجہ سے جو میرا تم پر حق ہے قسم دیتی ہوں کہ تم مجھے بتا دو آپ بولیں لیکن اب وہاں ضرور جس وقت حضور ﷺ نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے بتایا کہ حضرت جبریل پر سال مجھ پر قرآن مجید ایک بار پیش کرتے تھے اور انہوں نے اس سال مجھ پر دوبارہ پیش کیا میں نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ میری وفات قریب ہے تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں تو میں رونے لگی تو جب حضور ﷺ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی بیویوں یا مومنوں کی بیویوں کی سردار ہو اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ سے حضور ﷺ نے سرگوشی فرمائی کہ اس بیماری میں وفات ہوگی تو میں روئی پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی مجھے خبر دی کہ میں ان کے گھر والوں میں پہلی ہوں گی جو ان کے پیچھے پہنچوں گی تو میں ہنس پڑیں۔

خیال رہے فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ بی بی مریم جناب عائشہ اور جناب خدیجہ الکبریٰ سے بھی دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ و عائشہ جناب فاطمہ زہرا سے افضل ہیں تیسرے یہ کہ تینوں حضرات یعنی خدیجہ الکبریٰ عائشہ صدیقہ و فاطمہ الزہرا ہم رتبہ ہیں ترجیح دوسرے قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ حضرت فاطمہ زہرا سے افضل ہیں (مزاۃ) والتفضیل مرفار جمع الیہ۔

☆..... حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے

ارشاد فرمایا:-

ان فاطمة احصنت فرجها فحرم اللہ ذریعتها علی النار



کہ بے شک فاطمہ نے اپنی عزت کی حفاظت فرمائی پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدہ خاتون جنت کی ذریت کو آگ پر حرام فرمادیا (الصواعق المحرقة ص ۲۳۴)

☆ ۵..... اسی الصواعق المحرقة میں ہے کہ:-

وجاء بسند رواه ثقات انه صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة ان الله غير معذبك ولا اولادك

یعنی ایسی سند کیساتھ جس کے روایات ثقہ ہیں اللہ کے رسول نے فاطمہ الزہراء سے فرمایا کہ (اے فاطمہ) اللہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو عذاب نہ دے گا۔

☆ ۶..... حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کیساتھ

حضرت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا:-

ای الناس كان احب الي رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت فاطمة فقيل من الرجال قالت زوجها

کہ لوگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا سیدہ نے فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور پوچھا گیا کہ مردوں میں کون محبوب تھا فرمایا ان کے خاوند (حضرت علی) رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(ترمذی باب فضل فاطمة الجلد الثانی ص ۲۲۷، اسد الغابہ الجزء السابع الرقم ۲۴۲)

☆ ۷..... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا

اینا احب الیک انا او فاطمة قال فاطمة احب الی منک وانت اعز علی

منہا (الجزء السابع من اسد الغابہ)

اے اللہ کے رسول آپ کو مجھ اور جناب فاطمہ میں سے کون زیادہ محبوب ہے میں یا خاتون

جنت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ آپ سے زیادہ مجھے محبوب ہیں اور آپ ان سے

زیادہ عزیز ہوں۔

☆۸..... حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:-

انما سميت فاطمة لان الله تعالى فطمها وذريتها عن النار يوم القيمة رواه ابن عساكر عن ابن مسعود رضي الله عنه

فاطمہ زہرا کا نام فاطمہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے نسل کو قیامت میں آگ

سے محفوظ فرما دیا۔ (اراة الادب لفاضل النسب لمحدث بریلوی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

☆۹..... حضرت ابو جحیفہ حضرت علی سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا میں

نے رسول کائنات کو فرماتے سنا:-

اذا كان يوم القيمة نادى مناد من وراء الحجاب يا اهل الجمع عضوا

ابصاركم عن فاطمة بنت محمد حتى تمر (الجزء السامع من اسد الغابه)

اور جب قیامت کا دن ہوگا تو حجاب کے پیچھے سے ایک منادی ندا کرے گا اے اہل محشر اپنی

نگاہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جھکا لو حتیٰ کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا گزریں۔

سیدہ زابدہ ظیبہ طاہرہ

جان احمد کی راحت پر لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سیدہ کا وصال

سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا وصال حضور ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد ہوا

ہذا صح ما قبل (اسد الغابه) ومارویت ضاحکہ بعد وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم حتی لحقت باللہ عزوجل (ایضاً) حضور ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہ کو ہنستے ہوئے نہ

دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ مولیٰ حقیقی سے جا ملیں۔

سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس کو قبل از وصال فرمایا

یا اسماء انی قد استقبحت ما یصنع بالنساء یطرح علی المرأۃ الثوب فیصفھا  
اے اسماء میں یہ بات برا جانتی ہوں جو کہ عورتوں کیساتھ کیا جاتا ہے کہ عورت پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے اور  
اس کے جسم کی ہیئت ظاہر ہوتی ہے۔

قالت اسماء یا ابنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا یریک شیئا رایتہ  
بارض الحبشۃ فدعت بجرائد رطبۃ فحسنتھا ثم طرحت علیھا ثوبا

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ اے صاحبزادی رسول اللہ ﷺ میں آپ کو نہ دکھاؤں جو میں نے  
حبشہ میں دیکھا ہے پھر آپ نے تر شاخیں منگوائیں اور ان کو سیدھا کیا اور اوپر سے کپڑا ڈال دیا۔  
فقلت فاطمۃ ما احسن ہذا واجملہ فاذا مت فاغسلینی انت وعلی  
ولاتدخلنی علی احدا

اور سیدہ نے فرمایا کہ یہ کتنا اچھا طریقہ ہے پس جب میرا وصال ہو تو مجھ کو آپ اور علی غسل  
دیں اور مجھ پر کسی اور کو داخل نہ ہونے دیں چونکہ آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی اس لیے جب سیدہ عائشہ  
رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو حضرت اسماء نے انہیں منع کر دیا ام المؤمنین نے حضرت صدیق  
اکبر کو شکایت کی اور فرمایا کہ یہ خاتون ہمارے اور حضور ﷺ کی صاحبزادی کے مابین حائل ہو گئی  
پھر حضرت صدیق اکبر دروازے پر جا کر فرماتے ہیں کہ اے اسماء آپ کو کس بات نے برا سمجھتے کیا کہ آپ  
نے ازواج رسول کو بنت رسول پر داخل ہونے سے منع کر دیا حضرت اسماء جو اباعرض کرتی ہیں سیدہ فاطمہ  
رضی اللہ عنہا نے اس کا مجھے حکم دیا تھا کہ ان پر کوئی بھی نہ آئے تو سیدنا صدیق اکبر نے فرمایا  
فاصنعی ما امرتک کہ جیسا سیدہ نے آپ کو حکم دیا ویسے ہی کرو لہذا آپ کو حضرت علی و حضرت اسماء  
بنت عمیس نے غسل دیا آپ کی نماز جنازہ حضرت علی نے پڑھائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عباس  
نے پڑھائی چونکہ سیدہ نے یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ آپ کی تدفین رات میں کی جائے لہذا حکم کے  
مطابق کیا گیا اور آپ کی قبر میں حضرت علی اور حضرت عباس و فضل بن عباس اترے (اسد الغابہ) آپ  
نے تیس یا پھر پینتیس سال عمر پائی (ایضاً) آپ کے چھ بچے ہوئے حسن، حسین، محسن، زینب، ام کلثوم،

رقیہ۔ مرآة میں ہے کہ آپ نے اٹھائیس سال عمر پائی نیز فرمایا صحیح یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا (مرآة جلد ۸) نیز قیامت میں سیدہ ستر ہزار حوران بہشتی کے ہمراہ بجلی کی طرح گزریں گی۔ (ایضاً، صواعق و مرقاة)

شعر :

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے  
اس ردائے نزہت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

## حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں

جیسا کہ مذکورہ بالا صفحات میں گذرا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاحبزادیاں چار تھیں اور یہی حق و صواب ہے جب کہ شیعہ حضرات بر بنائے بغض و عناد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ماسوا تمام صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں اور چند ایک اعتراضات اہلسنت پر کرتے ہیں لہذا یکے بعد دیگرے اعتراضات مع جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔

### اعتراض نمبر ۱

اگر حضور کی فاطمہ کے علاوہ بھی صاحبزادیاں تھیں تو مباہلہ میں شریک ہوتیں جب کہ وہ شریک نہ ہوتیں جس سے واضح ہوا کہ جناب زینب و رقیہ و ام کلثوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔  
جواب : واقعہ مباہلہ کے وقت حضرت فاطمہ کے علاوہ تمام صاحبزادیوں کا انتقال ہو چکا تھا جیسا کہ شیعہ کی مستند کتاب حیات القلوب میں ہے کہ زینب در مدینہ در سال ہفتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا مدینہ شریف میں سات ہجری کو وصال ہوا۔

رقیہ رضی اللہ عنہا در مدینہ برحمت ایزدی واصل شد در ہنگامی کہ جنک لڈار روداد یعنی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۲ھ کو غزوہ بدر کے موقع مدینہ شریف میں ہوا۔



سوم ام کلثوم واور انبیز عثمان بعد از رقیہ رضی اللہ عنہا تزویج نمود و گویند کہ در سال ہفتم ہجرت برصمت ایزدی واصل شد یعنی تیسری حضرت ام کلثوم جن کے ساتھ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عثمان نے نکاح فرمایا ان کا انتقال سات ہجری میں ہوا جب کہ واقعہ مباہلہ دس ہجری میں ہوا۔

## اعتراض نمبر ۲

حضور سید عالم ﷺ کی صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان سے کیونکر جائز ہوگا جب کہ حضرت عثمان تو حضور ﷺ کے امتی ہیں۔

جواب : اگر امتی ہونا نکاح کے عدم جواز کی تمہارے ہاں دلیل ہے تو پھر حضرت علی کیساتھ کیونکر نکاح جائز ہوا کیونکہ وہ بھی تو حضور ہی کے امتی ہیں اور اگر ان کو امتی نہ مانو تو پھر دو صورتیں ہوں گی یا تو وہ خود نبی ہوں گے ورنہ دین اسلام کے علاوہ کسی دین پر ہوں گے اور یہ دونوں ہی صورتیں باطل ہیں اول اس وجہ سے کہ ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور یہ کفر ہے ثانی اس وجہ سے کہ اس سے حضرت علی کا مشرف باسلام نہ ہونا لازم آوے گا اور یہ بھی کفر ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

حاصل یہ کہ جس طرح امتی ہونے کے باوجود حضرت علی کا جناب فاطمہ سے نکاح درست رہا اسی طرح حضرت عثمان کا بھی دو صاحبزادیوں سے نکاح کرنا درست و روا رہے گا۔

## اعتراض نمبر ۳

اگر حضور سید عالم ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں تو خطبات جمعہ میں ان کا بھی سیدہ فاطمہ کے نام کیساتھ نام کیوں نہیں ذکر کرتے ہو معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ کی ایک ہی صاحبزادی تھی۔

جواب : کسی صاحبزادی کے نام کا خطبہ میں ذکر نہ کرنے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ نفس الامر میں وہ آپ کی صاحبزادی ہی نہ تھی نیز سیدہ فاطمہ کا ذکر خطبہ جمعہ میں اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ وہ حضور سید عالم ﷺ کی زیادہ محبوب تھیں کیونکہ وہ سب سے چھوٹی تھیں نیز حضور سید عالم ﷺ کی نسل بھی آپ سے چلی



اور آپ ہی جتنی عورتوں کی سردار ہیں لہذا اس سے یہ بات قطعاً لازم نہیں آتی کہ آنجناب کی اور صاحبزادیاں نہ تھیں۔

### اعترض نمبر ۴

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں تو ان کا نکاح کن کن کیساتھ ہوا۔  
جواب : حیات القلوب میں ہے کہ.....

فاطمہ رابعہ امیر المؤمنین تزویج نمودند حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کیا  
وبابو العاص بن ربیعہ زینب را اور ابو العاص کیساتھ زینب کا  
وبعثماک بن عفان ام کلثوم را حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا را ابو تزویج نمود  
اور حضرت عثمان بن عفان کیساتھ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح  
ہوا۔

مذکورہ بالا عبارات سے وضاحت ہوئی کہ حضور سید عالم ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور اس  
بات کی بھی تصریح کر دی گئی کہ کس صاحبزادی کا نکاح کن کیساتھ ہوا تھا پھر بھی اگر شیعہ اس مسلمہ حقیقت  
سے انکار کریں تو یہ ہٹ دھرمی اور بغض و عناد نہیں ہے تو پھر کیا ہے حاصل کلام یہ کہ شیعہ حضرات حضور سید  
عالم ﷺ کی دوسری صاحبزادیوں کا انکار محض عداوت عثمان بن عفان کی وجہ سے کرتے ہیں تاکہ ان کے  
لئے حضور ﷺ کا صہری رشتہ ثابت نہ ہو اللہ کی شان کہ جن سے زیادہ بغض ان حضرات نے کیا اللہ تبارک  
وتعالیٰ نے ان کو دود و نور عطا فرمائے اور ان کی قدر و شرافت کو اور بڑھایا۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا  
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضور سید عالم ﷺ کی صاحبزادیاں چار ہونے پر کتب شیعہ کا اعتراف

اول..... مشہور آنست کہ دختران آنحضرت چار بودند از حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یعنی مشہور وہی ہے کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھیں۔ (حیات القلوب)

ثانی..... از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر وقاسم وفاطمہ وام کلثوم ورقیہ وزینب یعنی حضرت امام جعفر ﷺ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کی جو اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تولد ہوئی وہ حضرت طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب تھیں۔ (ایضاً)

ثالث..... عیاشی روایت کردہ است کہ از حضرت صادق پرسیدند کہ آیا رسول اللہ ﷺ دختر خود را بعثمان فرمود بلے۔ (ایضاً)

یعنی عیاشی نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضور نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمان کے نکاح میں دی تھی؟ تو حضرت نے جواب دیا جی ہاں۔

رابع..... چار دختر از برائے حضرت رسول آور زینب ورقیہ وام کلثوم وفاطمہ۔ (ایضاً)

یعنی حضور ﷺ کی سیدہ خدیجہ سے چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔

خامس..... حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان ﷺ سے فرمایا انست اقرب الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وشیحۃ رحم منہما وقد نلت من صہرہ مالہم ینالا یعنی آپ حضور سید عالم ﷺ سے سلسلہ قرابت میں ان دونوں سے قریب تر ہو اور تحقیق آپ نے حضور سید عالم ﷺ کے رشتہ صحری سے وہ پایا جو کہ ان دونوں (شیخین) نے نہ پایا۔

سادس..... اما فضیلة علیہما فی الصہر فلانہ تزوج بنتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نہج البلاغہ) رقیہ رضی اللہ عنہا وام کلثوم (حاشیہ نہج البلاغہ)

یعنی حضرت عثمان کو شیخین پر فضیلت حضور ﷺ کے داماد ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ آپ نے حضور سید عالم ﷺ کی دو صاحبزادیوں رقیہ رضی اللہ عنہا و ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

شعر:

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں  
لعنة اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

(حضرت حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ

حضور سید عالم ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں جیسا کہ ما قبل بیان کیا گیا جس میں شیعہ کی معتبر کتاب حیات القلوب کا بھی حوالہ دیا گیا اس کا مصنف باقر مجلسی ہے اب اس کا ترجمہ بھی مارکیٹ میں ملتا ہے جو کہ تین جلدوں پر مشتمل ہے جس پر کہیں کہیں اردو میں حاشیہ بھی موجود ہے مترجم کا نام بشارت حسین ہے مترجم صاحب بھی ظاہر ہے ان کے کوئی پنڈت ہی ہونگے کیونکہ وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذکر کے تحت لکھتے ہیں کہ "معلوم ہوا یہ (رقیہ، ام کلثوم، زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہن) چار بیٹیاں جناب خدیجہ کے شکم سے تھیں لیکن رقیہ و زینب و ام کلثوم کے متعلق حضرت کے یہاں سے یہ تصدیق نہیں ہوئی کہ وہ بھی آپ کی بیٹیاں تھیں جناب فاطمہ کا آپ کی صلیبی دختر ہونا تو اظہر من الشمس ہے"

(سیرت رسول ترجمہ حیات القلوب مصنف باقر مجلسی مترجم بشارت حسین)

نیز آگے چل کر آنحضرت کی اولاد امجاد کا تذکرہ جو کہ صفحہ نمبر از ۸۶۹ تا ۸۷۹ پر مشتمل ہے کے تحت وہ بات جو کہ گرو جی نے لکھی ہے اس کو رد کر دیتے ہیں نیز حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی تبارک و تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حد درجہ کی گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں جس کو لکھتے ہوئے کیچہ لرزتا

ہے اور قلم کا نپتا ہے نقل کفر کفر نباشد معاذ اللہ آپ ﷺ کی طرف کفر و ارتداد تک کو منسوب کیا گیا۔

اس بیان سے یہ بات روشن ہوگئی کہ اب وہ فرقہ جو اپنے آپ کو شیعہ نام سے موسوم کرتا ہے وہ شیعہ ابلیس (شیعانِ شیطان) ہے کیونکہ شیطان نے ان کی عقلوں پر قابو پا کر انہیں کھلی گمراہی میں ڈال دیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۶۱ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

احبابِ اہلسنت سے گزارش ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے دور رکھیں اور خصوصیت کے ساتھ امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت محدثِ بریلوی مجددِ اعظم ﷺ کی کتب و رسائل کا مطالعہ کریں۔

### شیعہ حضرات

چونکہ شیعہ حضور سید عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ کے اصحاب کی بارگاہ میں سب و شتم کا ارتکاب کرتے ہیں نیز حضور ﷺ کی صاحبزادیوں پر طرح طرح کے اعتراضات گھڑتے ہیں اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ شیعہ فرقہ کی کہانی عبدالحکیم شاہ جہانپوری کی زبانی بیان کر دی جائے چنانچہ موصوف فرماتے ہیں کہ شیعہ فرقے کا ظہور ایک یہودی سازش ہے عبد اللہ بن سبا یہودی نے ۲۵ ہجری میں اسلام کی عداوت سے سرشار ہو کر ازراہ منافقت مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا اور امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں سے دھتکارے جانے کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وافر عقیدت کا دم بھرنے لگا اس لحاظ سے شیعانِ علی نے سر آنکھوں پر جگہ دی اور اپنے مخصوص حلقے میں پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انضیلت کا شوشہ چھوڑا اور اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کا دروازہ کھولا جب ان دونوں قسم کے خیالات بعض حضرات نے قبول کر لئے اور اس کا حلقہ قائم ہو گیا تو اصحابِ ثلاثہ اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر زبانِ طعن دراز کرنی شروع کر دی اور یہ دعویٰ کر دیا کہ خلافتِ بلا فصل درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا جن لوگوں نے انہیں اس حق سے محروم کیا وہ نقابِ اہل بیت کے دشمن اور مسلمانوں کے بدخواہ ہیں۔

اس بد بخت عبداللہ بن سبا کے اس پروپیگنڈے سے بعض لوگ ایسے متاثر ہوئے کہ ان ظالموں نے خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ناحق اپنے سر لے کر دارین کی روسیاہی خریدی اس حادثہ فاجعہ سے خلافت کی آب و تاب جاتی رہی اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ کچھ اس طرح منتشر ہوا کہ حضرت علی ؓ جیسے زریک ترین اور قابل فخر و عدیم المثال مدبر کے سنبھالنے پر بھی نہ سنبھل سکا حتیٰ کہ ایسے ہی حالات میں ایک بد بخت سبائی ابن ملجم کے قاتلانہ حملے سے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جنت الفردوس میں تشریف فرما ہوئے۔

شیعہ حضرات کی منافقت نے شیر خدا کو ایک دن بھی آرام سے کارِ خلافت انجام دینے کی مہلت نہ دی اور ان جھوٹے عقیدت مندوں کی دھوکے بازی سے اسلام کا وہ بطل جلیل اور خدا کا عدیم النظر شیر خلیفہ وقت ہونے کے باوجود اپنے ہی ایک صوبے پر تازیست قابو نہ پاسکا لیکن ان کی وفات سے لے کر آج تک انہیں بلا فصل خلافت دلانے اور وصی رسول بنانے کی مہم چلائے ہوئے ہیں جب حضرت امیر المؤمنین علی ؓ کی حمایت کرنے جا نبازی دکھانے کا وقت تھا تو روپوشی کامل ہو گئے شیر خدا کا وصال ہوا تو یہی حضرات انگلی کٹا کر حمایتی شہیدوں میں آ شامل ہوئے بعدہ امام حسن ؓ کو حمایت کا یقین دلا کر خلافت پر آمادہ کر لیا حضرت امیر معاویہ ؓ سے مقابلہ کرنے ایک لشکر جرار نکل کھڑا ہوا اس کے بعد سیدنا امام حسن ؓ نے تھوڑی دیر کے لئے ان لوگوں کی حمایت کے بلند بانگ دعوے کو ذرا سی اہمیت دے دی امام مسلم ؓ کے ہاتھ پر اپنی بیعت کرنے والوں کو اپنا حمایتی سمجھ لیا تو ان حمایتی حضرات کے ہاتھوں گلستانِ مرتضیٰ کے ہر گل بوٹے اور چمنستانِ زہرا کی بے کھلی کلیوں پر بھی میدان کر بلا میں جو قیامت گزر گئی وہ شیعیانِ علی کے ماتھے پر ایسا نمٹ داغ ہے جو قیامت تک ان کے ماتم کرنے اور حمایتِ اہل بیت کے فرضی ڈھول پیٹنے سے مٹ نہیں سکتا دستِ مسلم پر بیعت کرنے والوں کے گھروں امام مسلم اور ان کے بیٹوں کو پناہ تک نہ مل سکی ان بے گناہوں کے لاشے ان حمایتیوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر ٹھنڈے ہو گئے لیکن حمایتی اس درجہ سنگدل بلکہ سیاہ دل بلکہ دوستی کے پردے



میں دشمنی سے بھر پور تھے کہ کسی پھوٹی آنکھ میں آنسو نہ آیا حالانکہ اب ماتم کرتے پھرتے ہیں کسی بد بخت کی زبان سے ہمدردی کا ایک کلمہ نہ نکلا حالانکہ وقت گزرنے کے بعد حمایت میں گلے پھاڑ پھاڑ کر چلاتے آرہے ہیں انہیں لوگوں کے بارے حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا تھا کہ لیس منا من ضرب الخدود و شق الجيوب و دعا بدعو الجاہلیۃ یعنی جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور دو رجاہلیت کی طرح چیخے چلائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (بخاری کتاب الجنائز)

ان لوگوں نے کتنے ہی ایسے نظریات کو اسلامی عقائد منوانے کی مہم چلائی جو قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہیں مثلاً

۱..... بارہ اماموں کو انبیائے کرام کی طرح معصوم مانتے قرار دیتے ہیں

۲..... ائمہ کا مرتبہ انبیائے کرام کے برابر بلکہ ان سے بھی زیادہ بتاتے ہیں

۳..... ائمہ کو خدائی میں دخیل اور بالکل مالک و مختار ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ وہ مرتے بھی

اپنے اختیار سے ہیں۔

۴..... حضرت علیؑ کا مرتبہ جملہ انبیائے کرام سے بھی بلند ٹھہراتے ہیں۔

۵..... روافض بعض فرقے تو حضرت علیؑ کو الوہیت کا حامل بتاتے ہیں۔

۶..... حضرت امام مہدیؑ کو غار سرمن رائے میں چھپا ہوا بتاتے ہیں۔

۷..... دعویٰ کرتے ہیں کہ پورا اور اصلی قرآن امام مہدی کے پاس ہے جو بوقت ظہور لے کر

آئیں گے۔

۸..... حدیثیں گھڑتے ہیں انتہائی جری ہیں اور اپنے مذہب کی بنیاد اسی گھڑنت پر رکھی ہوئی

ہے۔

۹..... باغ فدک کو چھیننے اور یار غار رسول کو ناحق بدنام کرنا اپنا مشن بنائے ہوئے ہیں۔

۱۰..... حدیث قرطاس کو ناحق بہانہ بنا کر فاروق اعظم جیسی جلیل القدر ہستی کو خواہ مخواہ

مطعون کرتے رہتے ہیں۔

.....خم غدیر کے واقع کو بغیر کسی ادنیٰ قرینے کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل دلیل

بناتے ہیں۔

۱۲.....اسلامی کلمہ پر محض سینہ زوری سے اضافہ کر کے اپنا مسلمانوں سے علیحدہ کلمہ گھڑا ہوا

ہے۔

## انکارِ قرآن

شیعہ حضرات کے متقدمین و متاخرین قرآن کریم کی صحت کے منکر اور اسے تحریف شدہ نسخہ

بتاتے ہیں نیز بیاضِ عثمانی ٹھہراتے ہیں چنانچہ ان حضرات کی مشہور و معروف کتاب اصولِ کافی کی

روایت میں ہے۔

عن جابر قال سمعت ابا جعفر يقول ما ادعى احد من الناس انه جمع القرآن

كله كما نزل الا كذاب وما حفظه كما نزله الله الاعلى ابن طالب والائمة

من بعده.

جابر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر سے سنا کہ لوگوں میں سے کذاب کے سوا کوئی

یہ دعویٰ نہیں کرے گا کہ جتنا قرآن نازل ہوا تھا وہ سب جمع کر لیا گیا ہے قرآن کو علی بن ابی

طالب اور ان کے بعد والے ائمہ کے سوا کسی نے اس طرح جمع اور محفوظ نہیں کیا جس طرح

اللہ تعالیٰ نے اسے نازل کیا۔

ان کے نزدیک جو قرآن مکمل اور معتبر ہے اس کی آیات کی تعداد کے بارے میں یہ روایت

ملاحظہ ہو۔

عن هشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء به

جبرئیل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعة عشر الف اية۔

ہشام بن سالم امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جس قرآن

کو جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے تھے اس کی سترہ ہزار آیتیں

تھیں۔

صحابہ کرام سے دشمنی

اس بارے میں فروع کافی میں ایک روایت یوں لکھی گئی ہے

عن ابی جعفر قال کان الناس اهل ردة بعد النبی الاثلاثة فقلت ومن الثلاثة

فقال المقداد ابن الاسود وابوذر غفاری وسلمان الفارسی

یعنی امام محمد باقر سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی مکرم ﷺ کی وفات کے بعد تین کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے تھے میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں فرمایا مقداد بن الاسود ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔

ستم ظریفی تو ملاحظہ ہو کہ یہاں سرور کون و مکان ﷺ کے وصال کے بعد جن تین حضرات کا اسلام پر قائم رہنا بیان ہوا ہے اس کی رو سے سارے اہل بیت بلکہ سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کو بھی اسلام سے پھر جانے والوں میں شامل کر دیا۔

مسلمانوں سے بغض و عداوت

ان حضرات کے نزدیک مسلمانان اہلسنت و جماعت ہر حالت میں غیر مسلم اور قابل لعنت ہیں چنانچہ لکھا کہ کسی سنی کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے اور اگر کسی غیر شیعہ کی نماز جنازہ پڑھنی پڑ جائے تو چوتھی تکبیر سے پہلے یوں بددعا کرے:-

اللهم اخذل عبدک فی عبادک اللهم اصله حرنارک اللهم اذقه

اشد عذابک

یعنی اے اللہ! اس بندے کو اپنے بندوں میں ذلیل کر۔ اے اللہ! اسے نارِ جہنم میں ڈال اے

اللہ! اسے سخت عذاب چکھا۔

انا لله وانا الیه راجعون O

خیال رہے مذکورہ بالا سطور عبدالحکیم شاہ جہانپوری علیہ الرحمۃ کی تصنیف برطانوی مظالم

سے ماخوذ ہیں۔

مزید تفصیل کے لئے علماء اہلسنت کی کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

### مسئلہ باغ فدک

مسلمانوں کو کفار سے جو اموال حاصل ہوتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں یا تو بطریق قہر وغلبہ

حاصل ہوں گے یا پھر بغیر لڑائی کے پہلی قسم کو مال غنیمت اور دوسری کو مال فئی کہتے ہیں۔

### مال غنیمت

مال غنیمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسہ وللرسول ولذی القربی

والیتمی والمسکین وابن السبیل. (الانفال)

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول و قرابت والوں اور

یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے

حضور سیدی صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں پر تقسیم

ہوگا ان میں سے ایک حصہ جو کل مال کا پچیسواں حصہ ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور ایک حصہ

آپ کے اہل قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں اور مسکینوں مسافروں کے لئے۔

### مسئلہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل قرابت کے حصے بھی یتیموں اور مسافروں

کو ملیں گے اور یہ پانچواں حصہ انہیں تین پر تقسیم ہو جائے گا یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا (ترجمہ

کنز الایمان وحاشیہ خزائن العرفان) جب کے چار حصے مجاہدین میں تقسیم ہوں گے۔

## مال فئی

مال فئی کی تقسیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ.....

وما آفآء اللہ علی رسولہ منہم فما وجفتم علیہ من خیل ولارکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء .

اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے۔ (کنز الایمان) نیز فرمایا.....

ما آفآء اللہ علی رسولہ من اهل القرى فله وللرسول ولذی القربى والیتمی والمسکین وابن السبیل .

جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے اور اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے۔ (کنز الایمان) اور اس کے بعد فرمایا.....

للفقرآء المهاجرین الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم یتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ہم الصدقون .

ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ اور رسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں۔ (کنز الایمان)

جس سے پتہ چلا کہ مال فئی اللہ اور رسول اور دیگر مابعد اصناف کے لئے ہے ناکہ کسی مخصوص

شخص کے لئے۔

## فدک

مدینہ شریف سے چند منزل پر ایک علاقہ تھا جس میں کھجور کے باغ چشمے وغیرہ تھے باغ فدک

اور خیبر وغیرہ مال فئی میں سے تھا جس کی آمدنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن و دیگر مسلمانوں کے



لئے وقف تھی۔

چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے:-

عن المغيرة قال ان عمر بن عبد العزيز جمع بنى مروان حين استخلف فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت له فدك فكان ينفق منها و يعود منها على صغير بنى هاشم و يزوج منها ايمهم و ان فاطمة سألته ان يجعلها لها فابا فكانت كذلك في حيات رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى مضى لسبيله

یعنی حضرت مغیرہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا زمانہ آیا تو آپ نے بنی مروان کو اکٹھا فرمایا اور کہا کہ حضور ﷺ کے پاس باغ فدک تھا جس کی آمدنی سے وہ اپنے اہل و عیال پر خرچ فرماتے تھے اور بنی ہاشم کے بچوں کو پہنچاتے تھے اور اس سے بے شوہر عورت و مجرد مرد کا نکاح فرماتے تھے اور سیدہ فاطمہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ فدک ان کے لئے مقرر فرما دیا جاوے تو آپ نے انکار فرما دیا تو آپ کی حیات ظاہری میں ایسے ہی رہا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی وفات ہو گئی نیز مرقاة المفاتیح میں ہے:-

حکما ان يكون ولكافة المسلمين

یعنی مال فنی کا حکم یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے جس سے وضاحت ہوئی کہ مال فنی وقف ہوتا ہے اور کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتا یہی توجہ ہے کہ حضور ﷺ آمدنی فدک کو اپنے اہل و عیال ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور بنو ہاشم اور مسکینوں وغیرہ پر خرچ فرماتے تھے تو جب فنی مال وقف ہے تو اس میں میراث جاری نہ ہوگی پھر یہ بات بھی مسلم ہے کہ انبیاء کرام کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے ہیں۔

## انبیاء کرام کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے

مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے فرماتے ہیں  
ان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما  
ورثوا العلم فمن اخذها اخذ بحظ وافر رواه احمد والترمذى وابوداؤد وابن  
ماجه والدارمى. (مشکوٰۃ ص ۳۴)

یعنی انبیاء کے وارث علماء ہیں اور انبیاء نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا ہے بے  
شک انبیاء نے تو علم کا وارث بنایا ہے تو جس نے علم حاصل کیا اس نے وافر حصہ پایا۔  
جس سے وضاحت ہوئی کہ انبیاء کی وراثت علم ہے ناکہ مال نیز انبیاء کرام کا بچا ہوا مال  
صدقہ ہوتا ہے اس میں وراثت کے احکام جاری نہیں ہوتے چنانچہ حضور سیدنا صدیق اکبر ﷺ سے  
روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا:-

لانورث ماتر كناه صدقة

یعنی ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ تو صدقہ ہے

(مشکوٰۃ باب وفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۵۰)

مسلم شریف باب حکم الفتنی میں اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ سے روایت ہے فرماتی

ہیں:-

ان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم اردن ان یثعن عثمان بن عفان الی ابی بکر فیسألنہ میراثن من النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم

کہ حضور ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد حضور ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے چاہا  
کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر ﷺ کی بارگاہ میں بھیجیں تاکہ ان کے ذریعہ سے

حضور ﷺ کے مال سے اپنی میراث کا سوال کریں۔

تو سیدہ نے ان سے فرمایا:-

اليس قد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نورث ما تركنا فهو صدقة.

(جلد ثانی ص ۹۱)

کہ کیا حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم گرد و انبیاء کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم

چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

لا يقتسم ورثتي دينا را ماترکت بعد نفقة نسائي ومؤنة عاملي فهو صدقة

متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۵۵۰ باب وفاة النبي صلى الله عليه وسلم)

میرے وارث دینار تقسیم نہیں کریں گے میں جو کچھ چھوڑوں میری ازواج کے نفقہ اور عاملوں

کے خرچ کے بعد وہ صدقہ ہے۔

اسی طرح حضرت عمرو بن الحارث سے جو کہ حضرت جویریہ ام المؤمنین کے بھائی ہیں

روایت ہے فرماتے ہیں:-

ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ دینار اولاد رہما

ولا عبد اولامة ولا شیاً الا بغلته البیضاء وسلاحه وارضا جعلها صدقة رواه

البخاری (مشکوٰۃ ایضاً)

کہ حضور ﷺ نے بوقت وصال دینار و درہم غلام اور باندی اور کوئی شے نہ چھوڑی الا یہ کہ

ایک سفید رنگ کا خچر اور اپنا ہتھیار اور زمین جس کو آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔

نیز مسلم و بخاری شریف میں حضرت مالک بن اوس سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس

میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مجمع میں حضرت عثمان و علی و عبدالرحمن بن عوف و زبیر بن العوام اور سعد بن ابی

وقاص رضی اللہ عنہم موجود تھے اور حضرت فاروق اعظم نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:-

انشدکم باللہ الذی باذ نہ تقوم السماء والأرض هل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لانورث ماتر کنا صدقۃ یرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسه قال الرهط قد قال ذالک فاقبل عمر علی وعباس فقال انشد کما باللہ اتعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قال ذلک قالا قد قال ذلک۔

کہ میں آپ کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارا (انبیائے کرام) کا کوئی وارث نہیں بلکہ جو مال ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے یہ حضور ﷺ نے اپنے متعلق فرمایا ہے حضرت عثمان کے گروہ نے کہا واقعی یہی فرمایا ہے حضرت عمر اب اس کے بعد حضرت علی وعباس کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے دونوں حضرات نے جواب دیا جی ہاں

ان مذکورہ تصریحات سے ثابت ہوا کہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں بنا لہذا یہ اعتراض بے جا ہوگا کہ حضور ﷺ نے اپنی حیات ظاہرہ میں فاطمہ کو باغِ فدک نہیں دیا تو وفات کے بعد بطور ترکہ ملنا چاہئے تھا کیونکہ اول تو فدک مالِ فسی تھا جس پر میراث کے احکام جاری نہیں ہوتے اور اگر مالِ غنیمت بھی ہوتے بھی حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضور ﷺ کا اور آپ کے اہلِ قربت کا حصہ تیسوں اور مسافروں کو ملے گا جیسا کہ خزائن کے حوالہ سے گزرا۔

پھر اگر فرض کر لیا جائے کہ باغِ فدک میں احکام میراث جاری ہوں گے تو پھر حق وراثت فقط سیدہ فاطمہ کے لئے نہ ہوگا بلکہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن و حضرت عباس و دیگر ورثاء کو بھی ہوگا ورنہ نصوصِ قرآنیہ کا خلاف لازم آئے گا۔ نیز حضور ﷺ تو اس قدر فیاض تھے کہ جو کچھ آتا فقراء و مساکین میں بانٹ دیا کرتے تھے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن حارث سے روایت ہے فرماتے ہیں

کہ حضور ﷺ نے نماز عصر پڑھائی اور پھر جلدی سے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے تھوڑی دیر میں تشریف لائے تو میں نے عرض کی تو فرمایا:-

كنت خلفت في البيت تبرأ من الصدقة فكرهت ان ابنته فقسمته

(کتاب الزکوٰۃ باب من احب تعجيل الصدقة من يومها)

میں گھر میں سونا چھوڑ آیا تھا مجھے یہ بات نہ پسند ہوئی کہ اس کے ساتھ رات گزاروں پس اس کو تقسیم کر دیا۔

نیز سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:-

كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه ستة دنائير وسبعة

کہ حضور ﷺ کی مرض الوفا میں میرے پاس چھ یا سات دینار تھے

فامرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان افرقها

تو حضور نے مجھے ان کو بانٹنے کا حکم دیا مگر مجھے حضور ﷺ کی تکلیف نے تقسیم کرنے سے مشغول رکھا۔

پھر آپ نے مجھ سے اس کے بارے پوچھا مافعلت کہ آپ نے دینار کو کیا کیا میں نے عذر خواہی پیش کی پھر حضور نے منگوا کر اپنی کفٹ مبارک میں رکھا اور فرمایا:-

ماظن نبی اللہ لونی اللہ عزوجل وهذه عنده

کہ اللہ کا نبی اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ دینار اس کے پاس ہوں اس بارے

میں کیا گمان ہے؟ (مشکوٰۃ ص ۱۶۷)

نیز سیدہ ام المؤمنین صدیقہ فرماتی ہیں:-

توفی رسول الله صلى الله عليه وسلم ومافي بيتي من شئ ياكله ذوكبد

الاشطر شعير في رب لي فاكلت منه حتى طال علي فكلته ففني

کہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت میرے گھر میں کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی جس



کو کوئی جاندار کھا سکتا مگر تھوڑے سے جو جنھیں میں نے گٹھلیا میں ڈال رکھا تھا ایک مدت تک اس میں سے کھاتی رہی تھی لیکن ایک روز انہیں ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

(بخاری کتاب الجہاد والسیر)

خیال رہے لانورث والی حدیث کو روایت فرمانے والے خلفائے اربعہ کے علاوہ حضرت عباس و عائشہ، حضرت طلحہ و زبیر و حضرت عبدالرحمن بن عوف و حضرت سعد بن ابی وقاص و ابو ہریرہ و رضی اللہ عنہم بھی ہیں لہذا حضرت صدیق اکبر سے جب سیدہ نے باغ فدک کا مطالبہ فرمایا تو آپ نے عین قرآن و حدیث کے حکم کے مطابق باغ فدک دینے سے انکار فرمایا تھا نہ کہ بطور تعصب کے نیز آپ نے سیدہ کو حدیث رسول بھی سنائی چنانچہ اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:-

ان فاطمة عليها السلام ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت ابا بكر الصديق بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقسم لها ميراثها مما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لها ابو بكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لانورث ما تركنا صدقة

کہ حضرت خاتونِ جنت نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میراث سے اپنے حصہ کا سوال کیا اور جو حضور نے اس مال سے چھوڑا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور فیئ مرحمت فرمایا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ ہم (انبیائے کرام) میراث نہیں چھوڑتے بلکہ جو مال چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔

(بخاری شریف کتاب الجہاد)

پھر اگر فرض کر لیا جائے کہ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بطور تعصب سیدہ کو باغ فدک نہ دیا تو پھر یہی الزام دیگر صحابہ کرام حتیٰ کہ حضرت علی پر بھی لازم آئے گا جیسا کہ مالک ابن اوس کی روایت میں ہے جب حضرات عباس و علی کے درمیان مال فیئ کے بارے میں حضرت عمر سے فیصلہ چاہا گیا

تو آپ نے یہی حدیث سنا کر مجمع صحابہ و حضرت عباس و علی سے تصدیق کراؤئی پھر فرمایا:-

انی احدثکم عن هذا الامر

کہ میں آپ کیساتھ اس جھگڑے میں گفتگو کرتا ہوں۔

اور فرمایا:-

ان الله قد خص رسوله صلى الله عليه وسلم في هذا الفی بشئ لم يعطه

احدا غيره ثم قرأ مما افاء الله على رسوله منهم الى قوله قدیر

یعنی بے شک اللہ نے مال فئی کو خاص اپنے رسول کا حق قرار دیا تھا اور کسی دوسرے کو اس میں سے ایک چیز بھی نہیں دی پھر آپ نے سورۃ الحشر کی تلاوت قدیر تک فرمائی اور فرمایا پس یہ مال فئی خاص حضور ﷺ کے لئے ہے قسم بخدا انہوں نے تمہیں محروم بھی نہیں رکھا اور تم پر کسی کو ترجیح دے کر کسی ایک کو عطا بھی نہیں فرمایا وہ تمہارے درمیان بانٹتے رہتے تھے یہاں تک کہ اس میں سے یہی مال (خیبر وفدک و کچھ اراضی) باقی رہ گیا ہے تو حضور ﷺ اس سے اپنے اہل و عیال کا سال بھر کا خرچ و کھ لیتے پھر باقی کو لے کر صدقہ کے مال کی طرح راہِ خدا میں صرف فرما دیتے اور حضور کا تازیت یہی معمول رہا فرماتے ہیں کہ انشدکم باللہ هل تعلمون ذلك قالوا نعم میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا یہ آپ کے علم میں ہے لوگوں نے کہا جی ہاں پھر آپ نے حضرت علی و حضرت عباس سے فرمایا انشدکما باللہ هل تعلمان ذلك کہ میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ دونوں حضرات کے علم میں یہ بات ہے حضرت عمر فرماتے ہیں پھر حضور کا وصال ہو گیا۔

تو حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کا جانشین ہوں تو یہ انہوں نے اپنی تحویل میں رکھا اور آپ نے اسے اسی طرح خرچ کیا جس طرح حضور ﷺ خرچ کرتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں سچے تھے اور نیکو کار راہِ ہدایت پر چلنے والے حق و انصاف پر کار بند تھے پھر آپ کا وصال ہو گیا تو میں ان کا جانشین ہوں دو سال سے اسے میں نے اپنی تحویل میں رکھا ہوا ہے اور اسے اسی طرح خرچ کرتا ہوں جس طرح حضور ﷺ خرچ فرماتے تھے اور پھر جس طرح صدیق اکبر نے خرچ فرمایا

اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس معاملے میں سچا نیکو کار ہدایت پر اور حق کا تابع ہوں پھر آپ میرے پاس آئے ہیں اور اس سلسلے میں مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں حالانکہ آپ دونوں حضرات کا مقصد ایک اور بات بھی ایک ہے یعنی اے عباس! آپ اپنے بھتیجے کے مال میں سے اپنا حق مانگتے ہیں اور حضرت علی اپنے سسر مبارک کے مال میں سے اپنا حق چاہتے ہیں تو میں آپ کے سامنے بیان کر چکا کہ حضور ﷺ نے فرمایا لا نورث ماتر کنا صدقة ہمارا کوئی وارث نہیں جو مال ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

(بخاری شریف)

پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ کا فرمان:-

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيْنَ كَانَ مِنَ الذَّكَوٰرِ لِلَّذِيْنَ كَانَ مِنَ النِّسَاءِ لِلَّذِيْنَ كَانَ مِنَ الذَّكَوٰرِ لِلَّذِيْنَ كَانَ مِنَ النِّسَاءِ لِلَّذِيْنَ كَانَ مِنَ الذَّكَوٰرِ لِلَّذِيْنَ كَانَ مِنَ النِّسَاءِ

(کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے)

میں عموم ہے جو کہ بنی وغیر بنی دونوں کو شامل ہے فلہذا نبی کی میراث بھی تقسیم ہونی چاہئے اس کا جواب یہ ہے کہ بہت سی آیات قرآنیہ بظاہر عام ہوتی ہیں لیکن من وجہ ان میں تخصیص ہوتی ہے جیسے اللہ کا فرمان فَاَلْكُفْرَ مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنِي وَاثَلَتِ وَرَبَاعٍ عَامٍ هِيَ جَسٌ فِيْ اَرْبَعِ اَرْبَاعٍ جَائِزٌ قَرَارٌ دِيْ كُنِيْ هِيْنَ جَبْ كَهْ حَضْرَا سِ سِ مَخْصُوصٌ وَ مَسْتَحْنِيْ هِيْنَ چنانچہ آپ نے بیک وقت چار سے زائد ازواج اپنے نکاح میں رکھیں جس کی تفصیل گذری اسی طرح آیت ہذا سے بھی حضور ﷺ مخصوص و مستثنیٰ ہیں اور لانسورث والی حدیث مخصس یا ناخ ہے اعتراض پھر اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی پیش کردہ حدیث خیر واحد ہے جو صدیق اکبر نے سنی اور خیر واحد سے نہ تو قرآن کو منسوخ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس میں تخصیص لہذا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سیدہ کو میراث نہ دینا صریح ظلم ہے سیدہ نے اسی آیت کے پیش نظر مطالبہ فرمایا تھا کہ جب تمہاری اولاد تمہارا ورثہ لے گی تو میں تو رسول کی بیٹی ہوں میں اپنے والد گرامی کی میراث سے کیسے محروم ہوں گی اس کا یہی معنی تو ہے کہ خیر واحد قرآن کے مقابلہ میں قابل اعتبار نہ ہوگی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث خیر واحد نہیں کیونکہ یہ حدیث جس طرح سیدنا صدیق اکبر

سے مروی ہے اسی طرح دیگر صحابہ یعنی حضرت حذیفہ ابن یمان، زبیر ابن عوام ابوالدرداء، ابو ہریرہ،

عباس علی، عثمان عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے جیسا کہ مابقی میں گزرا کہ جب حضرت عباس علی کا مقدمہ عدالت فاروق میں پیش ہوا تو وہاں یہ تمام مذکور صحابہ موجود تھے اور آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے سب نے بیک زبان ہو کر عرض کی تھی کہ ہاں ہم جانتے ہیں اور حضرت علی و عباس سے بھی پوچھنے پر یہی جواب ملا تھا جس سے وضاحت ہوتی ہے کہ یہ حدیث خبر مشہور ہے اور خبر مشہور کے ذریعہ قرآن میں تخصیص جائز۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ نیز خبر واحد و مشہور کا فرق ہمارے لئے ہے جنہوں نے خود حضور ﷺ سے سنا ان کے لئے وہ حدیث قرآن کی طرح قطعی و یقینی ہے نیز خود سیدہ حضرت صدیق سے روایت سن کر ایسی خاموش ہوئیں کہ آپ نے وفات تک یہ مطالبہ کبھی نہ کیا۔

نیز بعد والے خلفاء حضرت عمر و عثمان علی و امام حسن نے اس حدیث پر عمل کیا کسی نے حضور ﷺ کی میراث تقسیم نہ فرمائی (شیعہ کو چاہئے کہ سب کو غاصب و ظالم کہا کریں ہائے افسوس ہے تمہاری عقلوں پر)

پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ حدیث نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے کیونکہ ورث سلیمان و داؤد اور رب ہب لی من لدنک و لیا یرثنی و یرث من ال یعقوب سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء نے ترکہ چھوڑا اور وہ وارث ہوئے

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیتوں میں وراثت علم مراد ہے نا کہ مالی کیونکہ اگر دنیوی وراثت مراد ہوتی تو حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے تھے وہ سب کے سب وارث ہونے چاہئے تھے صرف حضرت سلیمان ہی کو کیوں خاص کیا گیا تو چونکہ میراث علم و نبوت صرف سلیمان ہی کو عطا ہوئی اس وجہ کر فرمایا گیا کہ ورث سلیمان داؤد جس سے پتہ چلا کہ انبیاء کی میراث علم و نبوت ہوتی ہے نہ کہ مال یہی وجہ ہے کہ علماء کو انبیاء کا وارث ٹھہرایا گیا چنانچہ ارشاد فرمایا العلماء وراثۃ الانبیاء کہ انبیاء کے حقیقی ورثا وہی ہیں جو کہ منصب حکمت و نبوت کو سنبھالتے ہیں نیز دوسری آیات سے اس کی تائید بھی



ہوتی ہے کہ فرمایا ولقد اتینا داؤد وسلیمان علما کہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا فرمایا نیز اگر حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت زکریا و آل یعقوب کے مالی وارث تھے تو کیا حضرت زکریا علیہ السلام کے زمانہ تک حضرت یعقوب علیہ السلام کا سارا مورثی مال بغیر تقسیم پڑا رہا ان کی اولاد در اولاد سارے بنی اسرائیل محروم رہے پھر حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام سے کم و بیش دو ہزار سال بعد ہیں کیسے ہو سکتا تھا کہ اتنے سال ان کا مال بغیر تقسیم میراث پڑا رہتا۔

تو ماننا پڑے گا کہ یہاں آپ کی دعا برائے وراثتِ علم ہے کہ الہی ایک ایسا فرزند صالح عطا فرما جو ورثہ نبوت کو سنبھالے حاصلِ کلام یہ کہ یہاں وراثت سے مراد وراثتِ علم ہے نہ کہ مال۔ خیال رہے حضرت صدیق اکبر ؓ نے حضرت علی کو حضور کی تلوار اور خچر نیز حضرت زبیر بن عوام کو چادر اور محمد بن مسلمہ کو دیگر چیزیں بطور تبرک دی تھیں نیز حضرت عمر نے حضرت عباس و علی کو باغ فدک بطور تولیت دیا تھا نہ کہ بطور وراثت کے لہذا یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ حضرت علی و عباس کو تو باغ فدک دیا گیا اسی طرح حضرت علی کو تلوار، دلدل، خچر اور حضرت زبیر کو چادر شریف محمد بن مسلمہ کو دوسری اشیاء دی گئیں اور سیدہ فاطمہ کو محروم رکھا گیا نیز صحابہ کرام حضور کے تبرکات محفوظ رکھتے تھے اور ان کی زیارت فرمایا کرتے تھے نیز حدیث شریف میں جو غضب کے الفاظ ہیں اس سے مراد فطری افسوس تھا کہ مجھے اس حدیث کے بارے میں علم نہ تھا یہ جائے افسوس ہے اور یہ شان اہل بیت کے خلاف نہیں ہے کہ فوق کل ذی علم علیم۔

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نواسے

نواسہ رسول ﷺ سیدنا امام حسن ؓ

آپ حضرت علی کے صاحبزادے اور نواسہ رسول ﷺ ہیں کنیت ابو محمد تھی رمضان المبارک کی ۱۵ تاریخ ۳ھ میں پیدا ہوئے اور عمر ۷۷ سال ۵۸/۵۰ ہجری میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے اور شکل و شباهت، چال ڈھال، رنگ و روپ میں حضور ﷺ سے مشابہ تھے بڑے عابد و زاہد تھے



۲۵ حج پیدل ادا کئے بہت ہی سخی، حلیم، ذی وقار و صاحبِ حشمت تھے زندگی بھر فحش کلمہ زبان سے نہیں نکالا اپنے والد کی شہادت کے بعد چھ یا پھر سات ماہ مسندِ خلافت پر متمکن رہے جب اہلِ کوفہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو جناب امیر معاویہ سے لڑائی کی شکل پیدا ہو گئی آپ نے مسلمانوں کی باہم لڑائی و خونریزی کو پسند نہ کیا اور چند شرائط کے ساتھ خلافت جناب امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور صلح ہو گئی اور حضور کی وہ پیشین گوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرا بیٹا حسن مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

حضرت علی کی شہادت کے بعد آپ کے ہاتھ اہلِ کوفہ نے بیعت کی تھی جن کی تعداد چالیس ہزار تھی آپ سے تیرہ (۱۳) احادیث مروی ہیں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ان للحسن والحسين سيديا شباب اهل الجنة کہ حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں حضور ﷺ نے حضرت حسن کو کندھوں پر بٹھایا تو کسی نے کہا سواری بڑی شاندار ہے حضور ﷺ نے جواب دیا سوار بھی تو بہت اچھا ہے بوقتِ سجدہ حضور ﷺ کی پیٹھ مبارک پر بیٹھ جاتے تو حضور ﷺ اس وقت تک سر اقدس نہیں اٹھاتے جب تک کہ جناب حسن اتر نہ جاتے آپ کو زہر دیا گیا اور اسی کے اثر سے آپ شہید ہوئے۔

(فیوض الباری ج ۳ ص ۸۴ کتاب الزکوٰۃ)

وہ حسن مجتبیٰ سیدالاسخیا  
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

نواسہ رسول ﷺ سیدنا امام حسین ﷺ

سید الشہداء امام حسین ﷺ کی ولادت ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی حضور ﷺ نے آپ کا نام حسین اور شہیر رکھا اور آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب سبط رسول ﷺ اور ریحان رسول ﷺ ہے (سوانح کربلا) سیدہ خاتونِ جنت حضرت حسن کی ولادت سے پچاس رات بعد

حضرت حسین کی حاملہ ہوئیں۔

آپ کا نسب یہ ہے حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف القرشی

الہاشمی۔

والدہ کی طرف سے حسین بن فاطمہ بنت رسول و خدیجہ رضی اللہ عنہم و شبہہ من

الصدر الی اسفل منه (اسدالغابہ الجزء الثانی صفحہ ۲۵)

آپ حضور ﷺ کے سینہ اقدس سے لے کر قدیمین شریفین تک مشابہ تھے۔

امہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدۃ نساء العالمین

الامریم (ایضاً)

آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول کریم ﷺ ہیں جو کہ مریم کے علاوہ تمام جہاں کی

عورتوں کی سردار ہیں۔

جب کہ آپ اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ایضاً)

اسدالغابہ ہی میں ہے کہ

الحسن والحسین من اسماء اهل الجنة لم يكونا في الجاهلية

کہ حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں میں سے ہیں جو کہ زمانہ جاہلیت میں نہ تھے

حضور ﷺ فرماتے ہیں

حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا. (ایضاً)

کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت کرے اللہ اسے محبوب رکھتا ہے

حضور ﷺ کو آپ کیساتھ کمال درجہ محبت تھی حدیث شریف میں ارشاد ہوا عن ابن عباس

من احبهما فقد احببني ومن ابغضهما فقد ابغضني یعنی جس نے ان دونوں (حسین کریمین)

سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔

(سوانح کربلا)

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت حسن سینہ مبارک سے سر اقدس تک جب کہ حضرت حسین سینہ مبارک سے پاؤں مبارک تک حضور ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

معدوم نہ تھا سایہ ثقلین  
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حسین  
تمثیل نے اس سائے کے دو حصے کئے  
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

حضور اقدس ﷺ ان دونوں نو نہالوں کو پھول کی طرح سونگھتے اور سینہ سے لپٹاتے۔

(رواہ الترمذی)

حضرت ام الفضل فرماتی ہیں میں نے ایک روز حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر امام حسین کو آپ کی گود میں دیا کیا دیکھتی ہوں کہ چشم مبارک سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہیں میں نے عرض کی یا نبی اللہ میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان یہ کیا حال ہے؟ فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی میں نے کہا کیا اس کو؟ فرمایا ہاں اور میرے پاس اس کے سرخ مقتل کی مٹی بھی لائے۔ (رواہ البیہقی ، سوانح کربلا)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے

اذ جاء الحسن والحسين عليهما قميصان احمران تمشيان ويعشران فنزل رسول الله صلى الله عليه وسلم من المنبر فحملهما ووضعهما بين يديه  
کہ حسین کریمین جن پر دو قمیص سرخ رنگ کی تھیں گرتے پڑتے چلے آ رہے تھے تو حضور منبر سے نیچے تشریف لائے اور ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھالیا۔

اور فرمایا:

صدق الله انما اموالكم واولادكم فتنه

کہ اللہ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں (ترمذی ص ۲۱۸)

حضرت انس سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ اپنے اہل بیت سے آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے تو حضور نے فرمایا الحسن والحسین کہ حسن اور حسین اور آپ حضرت فاطمہ سے فرمایا کرتے:-

ادعی لی انبی فی شہما ویضمہما الیہ

کہ اے فاطمہ میرے بچوں کو میرے پاس لاؤ پھر آپ دونوں کو سونگھتے اور اپنے ساتھ

لپٹاتے۔ (ترمذی ص ۲۱۸)

واقعہ کربلا کے بعد حضرت حسین کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر ابن زیاد کے سامنے لایا گیا وہ مردود ایک چھڑی لے کر آپ کے دندان مبارک و ناک مبارک میں ٹھونکنے لگا اور بطور تمسخر کے آپ کے حسن کے بارے میں کچھ کہا حضرت انس نے جو کہ اس وقت وہاں موجود تھے فرمایا:-

واللہ انہ کان اشبهہم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ قسم بخدا یہ سب سے زیادہ حضور ﷺ کے ہمشکل تھے لہذا تمہیں اس کا مقابلہ کرنے میں شرم کرنی چاہئے تھی۔

ہائے افسوس..... تو نے کس چاند کو خاک میں ملا دیا طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے حضرت حسین کی آنکھوں اور ناک شریف میں چھڑی لگائی میں نے کہا کہ یہاں سے اپنی چھڑی ہٹالے کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ ان مقامات کو بوسہ دیتے تھے جہاں تو چھڑی لگا رہا ہے تب وہ باز آیا اللہ کی شان ایک موقعہ ایسا آیا کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے کٹے ہوئے سر لائے گئے یہ سب سر ایک طشت میں تھے کہ شور مچا آیا وہ آیا دیکھا تو ایک سانپ آیا جو ابن زیاد کے منہ ناک اور آنکھوں میں پھرا اور چلا گیا پھر شور مچا وہ آیا پھر وہی سانپ آیا اور اسی طرح ابن زیاد کے منہ و ناک میں گرا اور چلا گیا رب نے اس کی گستاخی کی سزا دنیا میں یہ دی اخر دی سزا باقی ہے (مشکوٰۃ، مرآۃ وغیرہ)

حضرت حسین کی شہادت دسویں محرم ۶۱ھ جمعہ کے دن بعد زوال کربلا میں ہوئی کربلا عراق میں کوفہ

اور حلہ کے درمیان ایک بستی کا نام ہے حضرت کوشان بن انس غی یا ثمر ذی الجوشن نے شہید کیا جب کہ خولی ابن یزید افجی نے آپ کا سر مبارک تن مبارک سے جدا کیا پھر ابن زیاد کے پاس لے کر پہنچا اور کچھ اشعار پڑھے اور انعام کا خواست گارہوا چنانچہ کہا:-

و فرر کابی فضة و ذہبا  
انی قتلت الملک المحجبا  
قتلت خیر الناس اما و ابا  
و خیر ہم اذینسبون نسبنا

ترجمہ:

..... میری رکاب کو سونے اور چاندی سے بھر دے  
..... بیشک میں نے قتل کیا بڑے شہزادے کو  
..... میں نے قتل کیا جو کہ ماں و باپ کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے  
..... اور لوگوں میں جس کا نسب سب سے اچھا اور اشرف ہے۔

قیل انه قتل مع الحسين من ولده و اخوته و اهل بيته ثلثة و عشرون رجلا.  
یہ قول کیا گیا ہے کہ آپ کی معیت میں آپ کے خاندانی بھائی اولاد بھتیجوں میں سے ۲۳ مرد شہید کئے گئے اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی روى عنه ابو هريرة رضى الله عنه  
و ابنه على زين العابدين و فاطمة و سكينه بنتاه یعنی آپ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام زین العابدین اور آپ کی صاحبزادیاں سکینہ و فاطمہ نے احادیث روایت فرمائیں خیال رہے سڑسٹھ میں عاشورہ ہی کے دن ابن زیاد کا قتل ہوا اور اس کو ابراہیم بن مالک الاشرانی نے قتل کیا وبعث به المختار الی ابن الزبیر وبعث به ابن الزبیر الی علی بن الحسين یعنی اس کا سر مختار کے پاس بھیجا اور مختار نے عبداللہ ابن زبیر کے پاس اور انہوں نے حضرت امام زین العابدین کے پاس بھیجا۔ (اکمال)



## حضرت امام زین العابدین

آپ کی کنیت ابوالحسن نام علی بن حسین بن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب ہے جب کہ کثرت عبادت کی وجہ سے حضرت کا لقب زین العابدین ہے علم حدیث میں اپنے والد و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وارث ہیں آپ کے تلامذہ میں سے آپ کے صاحبزادے امام محمد باقر اور امام زہری خاص طور پر قابل ذکر ہیں امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے کسی قریشی کو امام زین العابدین سے افضل و اعلیٰ نہیں دیکھا یزید کے دور میں آپ کو کربلا سے دمشق تک زنجیروں میں جکڑ کر لایا گیا پھر عبدالملک بن مروان نے آپ کو اپنی حکومت میں گلے میں بھاری طوق ڈال کر مدینہ سے شام تک چلنے پر مجبور کیا آپ نے ان تمام مشتموں کو بردباری سے برداشت فرمایا اور زبان سے اٹک تک جاری نہ فرمایا جب آپ کے شاگرد امام زہری کو خبر ہوئی تو دمشق میں عبدالملک بن مروان کے دربار میں پہنچے اور آپ کو رہا کروایا کان مع ابیہ یوم قتل وهو مریض فسلم آپ حضرت امام حسین ؑ کی شہادت کے دن آپ کی معیت میں تھے لیکن مریض ہونے کی وجہ سے بیچ رہے۔

ابن عیینہ زہری سے راوی فرماتے ہیں کہ مارایت احداکان افقہ منہ کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہ دیکھا۔

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ مارایت اورع منہ کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی صاحب تقویٰ نہ دیکھا۔

ایک دفعہ آپ نے احرام حج باندھا تو آپ کا رنگ پیلا ہو گیا اور تلبیہ نہ پڑھ سکے فقیل لہ مالک لاتبی جب آپ سے کہا گیا کہ حضور آپ تلبیہ کیوں نہیں پڑھتے ہو فرمایا اخشی ان اقول لیک فیقال لالیک کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں لیک کہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لالیک کی صدا نہ آجائے اور جب آپ سے کہا گیا کہ تلبیہ کہنا تو ضروری ہے تو آپ نے تلبیہ پڑھا اور آپ پر غشی طاری ہو گئی اور اپنی سواری سے نیچے آ لیے اور یہی حالت آپ پر پھر طاری رہی کہ جب لیک کہتے تو خشیت الہی سے آپ بے ہوش ہو جاتے اور اسی حالت میں حج کی ادائیگی فرمائی

كان يصلي في كل يوم وليلة الف ركعة الى ان مات پوری زندگی روزانہ ایک ہزار رکعت ادا فرماتے و كان يسمى زين العابدين لعبادته كثرت عبادت کی وجہ سے آپ کا نام زين العابدين رکھا گیا۔ (تہذیب التہذیب و اکمال وغیرہ)

ایک سال ہشام بن عبد الملک مروان حج کے لئے آیا اور طواف میں مشغول ہوا حجر اسود کو بوسہ دینا چاہتا تھا لیکن بھیڑ کی وجہ سے نہ دے سکا اسی اثنا میں حضرت امام زين العابدين مسجد حرام میں اس شان و شوکت سے داخل ہوئے کہ آپ کا چہرہ تاباں رخسار منور لباس معطر تھا طواف شروع فرمایا جب حجر اسود کو بوسہ دینے نزدیک گئے تو لوگ احترام و تعظیم کی خاطر وہاں سے ہٹ گئے تاکہ آپ بوسہ دے سکیں۔

شامیوں نے جب آپ کی یہ شان دیکھی تو ہشام سے کہنے لگے اے امیر المؤمنین آپ کو لوگوں نے بوسہ دینے کے لئے راہ نہ دی اور یہ خوب رو نو جوان جیسے ہی آیا لوگ ہٹ گئے اور جگہ خالی کر دی ہشام کہنے لگا کہ میں اسے نہیں جانتا اس انکار کا مقصد یہ تھا کہ شامی لوگ انہیں نہ پہچانیں اور ان کی پیروی میں کہیں ان کی امارت کا شوق پیدا ہو جائے فرزدق شاعر نے کہا میں انہیں خوب جانتا ہوں لوگوں نے کہا ہمیں بتاؤ کہ یہ کون ہیں پھر فرزدق شاعر نے فی البدیہہ یہ قصیدہ موزوں کر کے پڑھا۔

### قصیدہ مدحیہ در شان امام زين العابدين رضی اللہ عنہ

هذا الذي تعرف البطحا وطأته  
والبيت يعرفه والحل والحرم  
یہ وہ شخص ہے جس کے نشان قدم بطحا والے  
اور خانہ کعبہ، حل و حرم اس کو جانتے ہیں

هذا ابن خير عباد الله كلهم  
یہ شخص اللہ کے سارے بندوں میں سب سے  
بہتر بندے کا فرزند ہے

هذا التقى النقى الطاهر العلم  
یہ پرہیزگار، پاکیزہ، نیکی میں مشہور ہے

بجده انبياء الله قد ختم

هذا ابن ابن فاطمة الزهراء ان كنت

جاهله

ان کے نانا پر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت ختم  
فرمادیا

یہ فاطمہ زہرا کے فرزند کا فرزند ہے اگر ناواقف  
ہو

كالشمس ينجاب عن اشراقها الظلم  
جس طرح آفتاب کی روشنی سے تاریکیاں جاتی  
رہتی ہیں

بين نور الدجى عن نور طلعتہ  
ان کی منور پیشانی سے نور ہدایت اس طرح  
جلوہ فگن ہے

فما يكلم الا حين يتبسم  
اسی لئے رعب و دبدبہ ہٹانے کے لئے ہنس  
کر کلام کرتا ہے

يغضى حياء ويغضى مهابة  
یہ اپنی آنکھیں تو حیا سے نیچی رکھتا ہے اور لوگوں  
کی آنکھیں دبدبہ سے نیچی ہیں

الى مكارم هذا ينتهي الكرم  
ان کی بزرگیوں پر تمام بزرگیاں ختم ہیں

اذا راته قریش قال قائلها  
جب کوئی قریشی انہیں دیکھتا ہے تو وہ کہنے لگتا  
ہے کہ

عن نيلها عرب الاسلام والعجم  
عرب و عجم کے مسلمان ان سے فخر نسبت پاتے  
ہیں

ينمى الى ذروة العز التي قصرت  
عزت و منزلت کی ایسی بلندی پر فائز ہے جہاں

وفضل امته وانت له الامم  
ان کی فضیلت سب امتوں سے زیادہ ہے

من جده وان فضل الانبياء له  
ان کے نانا کی فضیلت سب نبیوں کی فضیلتوں  
سے زیادہ ہے

ركن الحطيم اذا جاء يستلم

يكاد يمسكه عرفان راحته

ان کی امتگوں کی راحت کی معرفت سے رکن  
حطیم بند ہو جائے

من كف اروع من عرينه شمم  
ان کی ہتھیلی کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہے

يزينه اثنان حسن الخلق والشيم  
یہ اپنی دو خوبیوں حسن اخلاق اور عادت سے  
مزین ہیں

طابت عناصره و العجم والشيم  
ان کے عناصر اور خوبو پاکیزہ ہے

العرب تعرف من انكرت والعجم  
انہیں تو عرب و عجم سب پہچانتا ہے  
تستوكفان ولا يعرفهما العدم  
یہ ہاتھ خوب بخشش کرنے کے باوجود خالی نہیں  
ہوتے

عنها الغيبة والاملاق والظلم  
گمراہی تنگدستی اور ظلم پر اگندہ ہو کر رہ گئے  
ولا يدانيهم قوم وان كرم  
اور کوئی قوم ان کی ہمسر نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ کتنی  
ہی بزرگ ہو

جب حجر اسود کے بوسہ کے لئے قریب ہوں تو

في كفه خيزران ريحه عبق  
ان کے ہاتھ میں شاہانہ چھڑی ہے جس کی خوشبو  
دل نواز ہے

سهل الخليفة لا يخفى بواده  
نرم اخلاق والے ہیں اچانک غصہ کا ان سے  
ڈر نہیں

مشتقة عن رسول الله بنعمته  
رسول اللہ ﷺ کے اوصاف سے ان کی فضیلت  
نکلی ہے

فليس قولك من هذا بضائرة  
اے ہشام تیرا نکارا نہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاتا  
كتا يدیه غياث عم نفعهما  
ان کے دونوں ہاتھ فریادرس ہیں ان کا نفع عام  
ہے

عم البرية بالاحسان فانقشعت  
مخلوق خدا پر ان کا احسان عام ہے جس سے  
لا يستطيع جواد بعد غايتهم  
کوئی بخشش کرنے والا ان کی بخشش کی حد سے  
نہیں بڑھ سکتا

والأسد أسد الشری والناس محتدم

یہ شیر شیر بہر ہیں اور لوگ ملنے والے

کفرو قریبہم منجاو معتصم

کفر ہے اور ان کا قرب باعث نجات اور جائے

پناہ ہے

وقیل من خیر اهل الارض قیلہم

اگر اہل زمین سے اچھے لوگ شمار کئے جائیں

تو یہی کہا جائے گا کہ یہی ہیں

لا ینقص العسر بسطامن اکفہم

ان کے ہاتھوں کی فراخی کو تنگدستی کم نہیں کرتی

جری بذلک لہ فی اللوح والقلم

یہی حکم فضیلت لوح و قلم میں جاری ہوا

فی کل بدو مختوم بہ الکلم

ہر میدان میں انہی کا کلمہ بول رہا ہے

لا ولیتہ ہذا و اولہ نعم

ان کے اور ان کے اجداد کے احسان نہیں ہیں

ہم السیوث اذا ما ازما ازمت

قحط سالی کے وقت یہ بارش ہیں

من معشر جبہم دین و بغضہم

یہ اس زمرہ میں سے ہیں جن سے محبت دین

ہے اور ان سے عداوت

ان عداہل التقی کانوا ائمتہم

اگر پرہیزگاروں کا شمار کیا جائے تو یہ سب کے

امام ہیں

سیان ذلک ان اثروا وان عدموا

ان کے نزدیک تو نگری اور مفلسی دونوں برابر

ہیں

اللہ فضلہ کر ما و شرفہ

اللہ نے انہیں شرافت و منزلت سے فضیلت دی

مقدم بعد ذکر اللہ ذکرہم

ذکر الہی کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے

ای القبائل لیست فی رقابہم

وہ کون سا قبیلہ ہے جن کی گردنوں پر

(کشف المحجوب للسیدی داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ)

آپ اہل مدینہ کے گھروں میں پوشیدگی سے کچھ مال بھیجا کرتے تھے

فلنمات علی بن الحسین فقدوا ما کانوا یوتون بہ

جب آپ کا وصال ہوا تو لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ کس کی سخاوت تھی۔



کسی نے آپ سے پوچھا کہ شیخین کا مرتبہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں کیسا تھا؟ فاشار بیدہ  
الی القبر وقال منزلتهما منه الساعة آپ نے قبر انور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان  
دونوں حضرات کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں مرتبہ و مقام وہی تھا جو اس وقت ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۹۲)

حضرت اصبغی فرماتے ہیں کہ میں چاندنی رات کعبہ معظمہ کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک  
نہایت غمگین و حزن آواز سنی تو طواف چھوڑ کر اس آواز کی طرف چلا دیکھا تو ایک حسین نوجوان کعبہ معظمہ  
کے پردوں سے لٹکا ہوا کہہ رہا تھا اے اللہ! اس وقت لوگ سو گئے اور ستارے اپنی تابانی سے رہ گئے تو ہی  
مالک جی قیوم ہے دنیا کے بادشاہوں نے دروازے بند کر دیئے اور ان دروازوں پر نگران پہرے دار  
کھڑے ہیں اور انہوں نے گدا گروں سے ڈرتے ہوئے پردے لٹکا دیئے ہیں لیکن تیرا دروازہ ہر سائل  
کے لئے ہر وقت کھلا ہے اس لیے میں تیرے دروازے کا سائل ہوں اگرچہ گنگار ہوں فقیر اور سکین  
بقیدی ہوں تاہم تیری رحمت کا امیدوار ہوں اس لیے کہ تو ارحم الراحمین ہے۔

پھر یہ اشعار پڑھے۔

یا کاشف الضر والبلوی مع القسم	یا من یجیب دعاء المضطر فی الظلم
اے دکھ درد نائلے والے رب	اے وہ ذات جو اندھیروں میں سب کی سستی ہے
وانت یا حی یا قیوم لم تنم	قد نام وفدی حول البیت وانتہوا
اور تو جی قیوم نہیں سویا	میرے تمام ساتھی تیرے گھر کے گرد سو کر
	بیدار ہو گئے

فارحم بکائی بحق البیت والحرم	ادعوک ربی ومولای ومستندی
بیت الحرام کے واسطے میرے رونے پر رحم فرما	اے رب میں تجھے پکار رہا ہوں تو میرا مولا
	وہارا ہے

او اعف عن یاذا الجود والنعم	انت الغفور فجعلنی منک مغفرة
-----------------------------	-----------------------------

تو غفور ہے مجھے اپنی بارگاہ سے مغفرت

اور مجھے معاف فرما دے اے جو دا اور نعمتوں

عطا فرما دے

والے

ان کان عفوک لایرجوہ ذوجرم

فمن یجود علی العاصین بالکرم

اگر مجرم تیری معافی کی امید نہ رکھے

تو گنہگاروں پر کون کرم کرے گا

اس کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کی الہی و سیدی و مولائی اگر میں اطاعت کرتا ہوں

تو تیری منت و احسان ہے اگر میں نافرمانی کروں تو وہ میری جہالت ہے اور تیرے لئے مجھ پر حجت

اور تیری حجت میرے ہاں موجود میرے حال پر رحم فرما اور میرے گناہ بخش دے اور مجھے میرے

دادا میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور اپنے حبیب اور اپنے صفی اور اپنے نبی ﷺ کی زیارت سے محروم نہ فرما۔

(روح البیان)

شعر:

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب

بخش بے بوجھے لجاے کو لجانا کیا ہے

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

(اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے بعد مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:-

الایہا المأمول فی کل شدۃ

ایک شکوت الضرفارحم شکایتی

اے وہ ذات جو ہر سختی میں کام آتی ہے

میں نے اپنے دکھ کا تجھ سے شکوہ کیا تو میری

شکایت پر رحم فرما

الایسار جائی انت کاشف کربتی

فہب لی ذنوبی کلہا واقض حاجتی

اے میری امید گاہ تو ہی میرے غم کھولتا ہے  
میرے تمام گناہ بخش دے اور میری ضرورت  
پوری فرما

فزادی قلیل ما اراہ مبلغی  
ہائے افسوس! میرا رختِ سفر کم ہے میں منزل  
مقصود پر نہیں پہنچ سکوں گا

ایت باعمال قباح ردیئة  
تیری بارگاہ میں گندے ردی گناہ لے کر حاضر  
ہوں

فرماتے ہیں کہ یہ اشعار پڑھتے پڑھتے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے میں نے قریب جا کر دیکھا  
تو وہ امام زین العابدین تھے میں نے فوراً اٹھا کر انہیں گود میں لے لیا اور ان کے رونے پر خوب رویا یہاں  
تک کہ میری آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو ان کے چہرہ اقدس پر پڑے تو انہوں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا  
اور فرمایا تو کون ہے؟ تو نے مجھے اپنے محبوب مشغلے سے روکا۔

میں عرض گزار ہوا حضور میں آپ کا غلام اصحعی ہوں اور عرض کی حضور اتنی جزع و فزع کیوں  
جب کہ آپ خاندانِ نبوت اور معدنِ رسالت سے ہیں آپ حضرات کے بارے میں ہے انما  
یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البيت ویطہرکم تطہیرا آیہ کریمہ نازل ہوئی یہ سن  
کر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا اصحعی یہ کیا کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت اپنے مطیعین  
کے لئے پیدا فرمائی اگر چہ وہ حبشی غلام ہوں اور روزِ آخر اپنے نافرمانوں کے لئے پیدا فرمائی ہے اگر چہ وہ  
بادشاہ اور قریشی ہوں کیا تو نے نہیں سنا فاذا نفع فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساء  
لون۔

خیال رہے اس مقام پر حضرت امام زین العابدین کا مذکورہ آیت پڑھنا بطورِ عجز و کمال  
انکساری کے ہے کیوں کہ اس نسب سے مراد وہی ہیں جو دنیا میں لوگ ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے اور

آپس کے نسبی تعلقات پر بحث کرتے تھے اس دن یہ سب منقطع ہو جائے گا قریش کو اوس پر اور اوس کو خزرج پر کوئی فخر نہ ہوگا اس دن تو ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کا ظہور ہوگا کہ جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے وہی عزت والا ہوگا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:-

اذا كان يوم القيمة جمع الله الاولين والآخرين

جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا۔

اور ایک روایت میں ہے:-

يوخذ بيذا العبد او الامة يوم القيمة على رؤس الاولين والآخرين ثم ينادى

مناد الا ان هذا فلان بن فلان فمن كان له حق قبله فليات الى حقه

کہ اس دن بندہ یا بندگی کا ہاتھ پکڑ کر اولین و آخرین کے سامنے اعلان ہوگا کہ یہ فلان ابن

فلان ہے تو جس کسی کا کوئی حق اس کے ذمہ ہو وہ اپنا حق پیش کرے۔

اور ایک روایت میں ہے:-

من له مظلمة فليجي ليأخذ حقه فيفرح والله المرء ان يكون له حق على

والده او ولده او زوجته وان كان صغيرا

کہ اعلان ہوگا کہ جس پر کوئی ظلم ہوا ہے وہ آئے تاکہ اپنا حق لے لے اس وقت آدمی خوش ہو

گا اس سے کہ اس کا حق باپ یا اولاد یا بیوی پر ہوا اگر چہ وہ کم عمر ہی کیوں نہ ہو۔

(تفسیر حسنات)

اور رہا حضور ﷺ کا نسب تو فرماتے ہیں:-

كل سبب ونسب منقطع يوم القيمة الاسبب ونسبى

کہ ہر علاقہ و رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ (زبڑوں سے) گا

نیز فرماتے ہیں:-

کل نسب و صہر ینقطع یوم القیمة الانسبی و صہری  
 کہ نسبی و سہرالی سب رشتے قیامت میں منقطع ہو جائیں گے مگر میرے رشتے  
 ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے پھر فرمایا  
 مابال اقوام ینزعمون ان قرابتی لاتنفع کل سبب و نسب ینقطع الانسبی  
 و سببی فانہا موصولة فی الدنیا و الاخرة  
 کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی ہر علاقہ و رشتہ  
 قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ و علاقہ کہ دنیا و آخرت میں بڑھا ہوا ہے۔  
 دوسری حدیث میں یوں فرمایا:-

مابال یقولون ان رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتنفع قومہ یوم  
 القیمة واللہ ان رحمی موصولة فی الدنیا و الاخرة  
 کیا خیال ہے ان شخصوں کا کہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت روز قیامت ان کی قوم کو نفع  
 نہ دے گی خدا کی قسم میری قرابت دنیا و آخرت میں پیوستہ ہے  
 نیز حضور ﷺ فرماتے ہیں:-

مابال اقوام ینزعمون ان رحمی لاتنفع بل حتی حاء و حکم  
 کیا حال ہے ان لوگوں کا گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی ہاں نفع دے گی  
 یہاں تک کہ قبائل حاء و حکم دو قبیلہ یمین کو  
 نیز حضور ﷺ فرماتے ہیں:-

رایت کانی دخلت الجنة لجعفر درجہ فوق درجہ زید فقلت ما کنت اظن  
 ان زیدا دون جعفر فقال جبرئیل زید لیس بدون جعفر ولکنا فضلنا جعفر  
 لقرابة منک۔

کہ میں نے جنت کو ملاحظہ فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب کا درجہ زید بن حارث کے درجہ سے



اوپر ہے میں نے کہا مجھے گمان نہ تھا کہ زید جعفر سے کم ہے جبرئیل نے عرض کی زید جعفر سے  
تو کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا درجہ اس لیے زیادہ کیا ہے کہ آپ کو حضور سے قرابت ہے۔

(رسالة مباركة اراء الادب لفاضل النسب لامام احمد رضا محدث بریلوی)

خیال رہے مذکورہ بالا احادیث نص قرآنیہ کے معارض نہیں ہیں کیونکہ نسبتوں کا ختم ہو جانا  
ایک مخصوص وقت میں ہوگا کیونکہ قیامت میں مختلف مواقع و مجالس ہوں گی ہر مجلس دوسری سے الگ  
نوعیت کی ہوگی کہ کہیں گھبراہٹ و شدت زیادہ ہوگی تو ایک دوسرے سے بے خبر ہوں گے اور کہیں افاقہ  
ہوگا تو ایک دوسرے سے سوال کریں گے مزید برآں یہ کہ اللہ کا فرمان فاقبل بعضهم علی بعض  
یتساءلون سوال کرنے کی تصریح فرما رہا ہے لہذا پہلی آیت کا ظہور صغیر اولیٰ کے وقت ہوگا جب کہ  
دوسری کا افاقہ کے بعد اور فاذا انفخ فی الصور بھی اسی پر دلالت کر رہا ہے۔

اسی طرح حدیث لا اغنی عنکم شیئاً میں اغنائے ذاتی مراد ہے نہ کہ اغنائے عطائی  
کیونکہ اگر اغنائے عطائی مراد لیا جائے تو یہ احادیث متواترہ شفاعت و اجماع اہلسنت کے خلاف ہے۔

### امام زین العابدین علیہ السلام کا وصال

۹۶ھ میں ہو اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاون ۵۸ سال تھی

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے  
ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام  
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود  
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

### مزارِ امام زین العابدین علیہ السلام

حضرت امام حسن و حسین کا سر مبارک اور امام زین العابدین اور امام باقر اور امام جعفر صادق

اور حضرت فاطمہ کے مزارات جنت البقیع قبہ سیدنا عباس میں ہیں۔ (انوار البشارة)

## تعظیم سادات

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہنچائے وہ تین علتوں سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرام یا حیضی بچہ نیز محبت آل اطہار میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے

قل لا اسئلكم عليه اجر الا المودة فی القربی.

خلاصہ کلام یہ کہ سادات کرام کی محبت مسلمان کا دین ہے اور اس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے والعیاذ باللہ

حضور سیدی شیر پیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس ایک سیدزادے پڑھتے ذہن کند تھا سبق یاد نہ ہو پاتا تھا آپ نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی ﷺ سے عرض کی حضور سید لڑکا اگر سبق یاد نہ کرتا ہو تو کیا سزا دی جاسکتی ہے؟

حضور سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی ﷺ نے فرمایا مولانا کیا فرماتے ہیں سیدزادہ اور سزاہر گز نہیں اس پر عرض گزار ہوئے تو پھر پڑھے گا نہیں جاہل رہے گا۔

فرمایا جب مجبور ہو جائے تو یہ نیت کر لی جائے کہ شہزادے کے پاؤں میں مٹی لگی ہے اسے صاف کر رہا ہوں۔

نیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:-  
 ”ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں اور نہ ہی ایسی خدمت پر اسے ملازم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذلت نہیں اس پر ملازم رکھ سکتے ہیں بحال شاگرد بھی جہاں تک عرف اور معروف شرعاً جائز ہے لے سکتا ہے اور مارنے سے مطلقاً احتراز کرے۔“

## ضروری ہدایات

☆ ۱۔ زکوٰۃ سادات کرام و سائر بنی ہاشم پر حرام قطعاً ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلاثہ بلکہ ائمہ اربعہ مذاہب کا اجماع قائم ہے۔

(تجلی المشکوٰۃ تصنیف لطیف سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد مائے حاضرہ۔)

☆ ۲۔ بنو ہاشم یہ ہیں۔ (۱) آل علی (۲) آل عباس (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل

(۵) آل حارث بن عبدالمطلب۔ (تجلی المشکوٰۃ)

☆ ۳۔ زکوٰۃ کے حرام ہونے کی علت ان حضرات کی عزت و کرامت ہے کہ زکوٰۃ مال کا

میل اور گناہوں کا دھوون جو اس ستھری نسل والوں کے قابل نہیں۔ (اعلیٰ حضرت ایضاً)

☆ ۴۔ ہاشمی کے آزاد شدہ کو بھی زکوٰۃ جائز نہیں۔ (ایضاً)

☆ ۵۔ فاطمہ عورت کا بیٹا جب کہ ہاشمی نہ ہو اس کو زکوٰۃ جائز ہے۔

(تجلی مشکوٰۃ شائع کردہ مرکزی مجلس رضالاهور)

☆ ۶۔ شرع میں نسب باپ سے ہے بعض مشہورین کہ ماں کے سیدانی ہونے سے سید بن

بیٹھے ہیں اور باوجود تفہیم اس پر اصرار کرتے ہیں حکم حدیث صحیح مستحق لعنت الہی ہوتے ہیں والعیاذ

باللہ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۰ ص ۱۰۹ جدید)

☆ ۷۔ سید اگر اسلام سے خارج ہو جائے مثلاً ہندو، سکھ، مرزائی، رافضی وغیرہ بن جائے تو

نہ وہ سید ہے نہ ہی اس کے یہ فضائل کیونکہ کفر کی وجہ سے اس کا نسب حضور ﷺ سے ٹوٹ گیا۔

الغرض جو اپنے آپ کو سید کہے لیکن عقائد کفریہ رکھے وہ مسلمان ہی نہیں سید ہونا تو بڑی بات ہے۔

(الکلام المقبول)

☆ ۸۔ حضرت علی کی وہ اولاد جو حضرت خاتون جنت سے ہے اسے سید کہتے ہیں نیز سید وہ

ہوگا جس کا باپ سید ہو اگر ماں سیدانی اور باپ غیر سید ہے تو وہ سید نہیں نہ ہی اس پر سادات والے احکام

جاری ہوں گے۔ اور اگر باپ سید ماں غیر سید ہو تو وہ سید ہوگا اور اگر ماں باپ دونوں سید ہیں تو وہ نجیب

الطرفين سيد ہے جسے حضور غوث اعظم رضي الله عنه: (الكلام المقبول)

☆ ۹۔ ساری قومیں گمراہ ہو سکتی ہیں مگر سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔

(رسالہ مبارکہ امیر معاویہ)

☆ ۱۰۔ امام مہدی سید ہی ہوں گے جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ (ایضاً)

☆ ۱۱۔ خلافت ظاہری اگرچہ اہل بیت سے منتقل ہو گئی مگر خلافت باطنی تا قیامت سادات

میں رہے گی چنانچہ ہر زمانہ میں قطب الاقطاب سید ہی ہوگا۔ (الصواعق، ورسالہ مبارکہ امیر معاویہ)

☆ ۱۲۔ سید سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ہم اس گناہ کو برا سمجھیں سید کو برا نہ سمجھیں۔

(رسالہ مبارکہ امیر معاویہ)

☆ ۱۳۔ سنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے صحیح حدیث میں ہے:-

سنة لعنتهم لعنهم الله و كل نبى مجاب الزائد في كتاب الله و المكذب

بقدر الله و المستحل من عترتي ما حرم الله. (ترمذی شریف کتاب القدر)

چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی ان پر اللہ لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے از  
انجملہ ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے اور وہ جو خیر و شر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے  
ہونے کا انکار کرے اور وہ جو میری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۴ جدید ص ۳۴۱)

☆ ۱۴۔ اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے اس کے پیچھے

نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ۔ (ایضاً ص ۳۴۲)

☆ ۱۵۔ اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقعہ نہ معلوم ہو اسے بلا دلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح

النسب نہیں اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا اسی کوڑوں کا سزاوار اور

اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کے لئے مردود اور اگر بشرط قذف نہ ہو تو کم از کم بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم

ہے اور بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم حرام۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۴ جدید ص ۳۴۲)

☆ ۱۶۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لا تقولوا للمنافق سيد فانه ان يكن سيد فقد استخطتم ربكم عزوجل منافق کو سيد نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سيد ہو تو بے شک تم پر تمہارے رب کا غضب ہوا اذ قال الرجل للمنافق يا سيد فقد اغضب ربه عزوجل جو کسی منافق کو اے سيد کہے اس نے اپنے رب عزوجل کا غضب اپنے اوپر لیا والعیاذ باللہ۔

☆ ۱۷۔ جو کافر ہو وہ قطعاً سيد نہیں نہ اسے سيد کہنا جائز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انه ليس من

اهلك۔

☆ ۱۸۔ سيد صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا۔

☆ ۱۹۔ کوئی عقیدہ کفریہ رکھنے والا ارافضی، وہابی، متصوف، نیچری ہرگز سيد صحیح النسب نہیں۔

(ختم النبوت تصنیف لطیف محدث بریلوی)

☆ ۲۰۔ متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر

ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمت سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے مال زکوٰۃ سے کچھ روپے بہ نیت زکوٰۃ دے کر مالک کر دے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سيد کی نذر کر دو اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائینگے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سيد نے پایا نذرانہ تھا اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمت سيد کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۰ ص ۱۰۶ جدید)

☆ ۲۱۔ بڑے مال والے اگر اپنے خالص مالوں سے بطور ہدیہ ان حضرات علیہ (سادات

کرام) کی خدمت نہ کریں تو ان مال والوں کی بے سعادتگی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۰ ص ۱۰۵ جدید)

اشعار:

باغ جنت کے ہیں ہر مدارج خوان اہل بیت

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت



کس زبان سے ہو بیان عز و شان اہل بیت  
مدح خوان مصطفیٰ ہے مدح خوان اہل بیت  
بے ادب گستاخ فرقتے کو سنا اے حسن  
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

(مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ)

### لطیفہ

کسی نے حضور سیدی امیر ملت قطب الوقت سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (بانی  
پاکستان) سے پوچھا کہ حضور سید دوزخ میں جا سکتے ہیں یا نہیں؟ فرمایا رب تو نہیں چاہتا کہ سید دوزخ  
میں جائیں اگر ان میں سے کوئی خود ہی دوزخ میں چھلانگ لگائے تو اس کی مرضی۔

(تفسیر نعیمی ج ۴ ص ۱۷۸)

الحمد لله راقم الحروف کو حضور سیدی پیر سید جماعت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی  
حاضری کا شرف سال رواں کے ماہ ربیع الاول میں اپنے شفیق استاد حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ و قبلہ گرامی  
القدر سید واجد علی شاہ صاحب (چشم و چراغ آستانہ کوٹلی میانی) و دیگر احباب کے ہمراہ حاصل ہوا  
فلله الحمد صاحب مزار کو پندرہ ہزار احادیث بسند حفظ تھیں ذلک فضل الله یوتیہ من یشاء۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## تیسرا باب

## تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو حضور سید عالم ﷺ کی زوجیت میں آنے کا شرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حاصل ہوا اب اس میں اختلاف ہے کہ آیا پہلے آپ حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں یا پھر اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ دونوں کا نکاح چند دنوں کے فرق سے ہوا۔

## نام و نسب

آپ کا نام و نسب الاصابہ میں یوں بیان فرمایا گیا:-

سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس آپ قریش قبیلہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

اور آپ کا والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے سودہ بنت شمس بنت قیس بن زید الانصاریہ

بنو نجار سے آپ تعلق رکھتی ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۹۶)

سیدہ کی کنیت ام الاسود ہے۔ سیدہ کا نسب حضور ﷺ سے لوی میں مل جاتا ہے۔ (مدارج)

## نکاح اول

پہلے آپ اپنے چچا زاد کے نکاح میں تھیں جن کا نام سکران بن عمرو بن عبد شمس ہے جو کہ

سہیل بن عمرو کے بھائی ہیں سیدہ اور آپ کے ساتھ آپ کے شوہر اوائل بعثت میں ہی مکہ مکرمہ

میں مشرف باسلام ہوئے اور اپنے شوہر کیساتھ ہی ہجرت حبشہ بھی فرمائی پھر وہاں سکران کا انتقال ہوا

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مکہ مکرمہ میں ہوا۔ (مدارج شریف)

## اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ کا خواب

مدارج شریف، طبقات ابن سعد میں فرمایا گیا سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جب

مکتہ المکرمہ واپس آئیں تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ سید عالم ﷺ آپ کے پاس تشریف لائیں ہیں اور قدم اقدس ان کی گردن پر رکھا ہے۔

جب آپ نے اس خواب کو اپنے شوہر سے بیان فرمایا تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ سچ فرماتی ہیں تو عنقریب میں انتقال کر جاؤں گا اور اللہ کے رسول ﷺ آپ کو چاہیں گے۔

## دوسرا خواب

اس کے بعد اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے ایک اور خواب دیکھا کہ وہ ٹیک لگائے ہوئے ہیں اور آسمان سے چاندان پر آ پڑا ہے اس کو جب آپ نے سکران پر بیان فرمایا تو انہوں نے وہی کہا جو کہ پہلے کہا تھا اس کے بعد سکران کی حالت خستہ ہو گئی اور چند ہی دنوں میں وصال فرما گئے سیدہ کا سکران سے ایک صاحبزادہ ہوا جن کا نام عبدالرحمن تھا۔

## سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ سے عقد نکاح

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضور افسردہ رہتے تھے کیونکہ سیدہ کے وصال کے بعد آپ کی صاحبزادیاں اکیلی رہ گئی تھیں لہذا اس حالت کو دیکھ کر حضور پریشان رہتے جس کی وجہ سے صحابہ کرام بھی غمگین رہتے حتیٰ کہ حضرت خولہ بنت حکیم نے عرض کی حضور ﷺ آپ کو ایک غم گسار رفیق حیات کی ضرورت ہے پھر حضور کی اجازت ملنے پر آپ نے دو خواتین کے نام پیش فرمائے جن میں کی ایک اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسری اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

اس کے بعد حضرت خولہ بنت حکیم سیدہ سودہ بنت زمعہ کے ہاں پیغام نکاح لے کر گئیں تو انہوں نے قبول فرمایا اور آپ کے والد جو کہ ان دنوں ضعیف العمر تھے انہوں نے بھی آپ کو حضور سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی چنانچہ حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور زمعہ نے خطبہ نکاح پڑھا اور چار سو درہم حق مہر طے ہوا۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

## امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کو ہنسیا کرتی تھیں ایک دفعہ فرماتے لگیں کہ حضور ﷺ گزشتہ شب میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی فر کعت ہی حتیٰ امسکت بانفی مخافة ان یقطر الدم فضحک تو آپ نے رکوع کو اتنا طول دیا کہ میں نے اس خوف سے کہ کہیں نکسیر نہ پھوٹ جائے اپنے ناک کو پکڑے رکھا تو اس پر حضور مسکرا دیئے۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۹۷)

## حضور کے فرمان پر عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع حضور ﷺ نے اپنی تمام ازواج سے فرمایا کہ یہ حجۃ الاسلام تھا جو گردنوں سے اتر چکا ہے اس کے بعد اب تم اپنے کو غنیمت جانو اور اپنے گھروں سے باہر نہ نکلو حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد تمام ازواج نے حج ادا فرمائے لیکن سیدہ سودہ بنت زمعہ اور سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما حج پر نہ گئیں اور فرماتی تھیں کہ حضور ﷺ کے بعد ہم سوار نہ ہوں گے جس طرح کہ ہمیں آپ نے وصیت فرمائی ہوئی ہے۔

(مسند امام احمد و مدارج)

## حضور ﷺ کی معیت میں حج

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:-  
استاذت سودة رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة المزدلفة تدفع قبله  
وقبل حطمة الناس وكانت امرأة ثبطة  
اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی  
حضور ﷺ سے اور لوگوں کی بھیڑ سے پہلے مزدلفہ جانے کی تو آپ نے سیدہ کو اجازت  
عطا فرمائی اور آپ بھاری جسم کی تھیں۔ (مسلم شریف کتاب الحج باب استحباب  
تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن ج ۱ ص ۴۱۷)

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ کا اپنی باری حضرت صدیقہ کو دینا

حضرت ابن عباس سے سند صحیح کے ساتھ امام ترمذی نے تخریج فرمائی ہے کہ سیدہ سودہ کو جب حضور ﷺ کے طلاق دینے کا خوف ہوا تو آپ نے عرض کی لا تطلقنی وامسکنی واجعل یومی لعائشة ففعل کہ حضور ﷺ مجھے طلاق نہ دیں حضور مجھے اپنے ساتھ رکھیں اور میں اپنی باری عائشہ کو دیتی ہوں تو حضور نے ایسا ہی کیا جس پر یہ آیت :-

فلاجناح علیہما ان یصلحا بینہما صلحا والصلح خیر.

تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح خوب ہے نازل ہوئی

(ترمذی و ابوداؤد و اصحابہ)

ایک دوسری روایت میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ :-

ان سودة لما کبرت قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جعلت یومی منک لعائشة فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم لعائشة یومین یومها ویوم سودة متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۲۷۹، مسلم ج ۱ ص ۴۷۳)

کہ سیدہ سودہ جب بڑی عمر کی ہوئیں تو عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنی باری کا دن عائشہ کو دیا چنانچہ حضور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو دن دیتے تھے ایک ان کا اور دوسرا سودہ کا۔ چونکہ سیدہ سودہ چاہتی تھیں کہ قیامت کے دن حضور ﷺ کی زوجیت میں اٹھوں اس وجہ سے انہوں نے اپنا دن عائشہ کو بہہ فرما دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اپنی باری اپنی سوکن کو دے سکتی ہے کیونکہ حقوق کا بہہ درست ہے لیکن بعد میں چاہے تو رجوع بھی کر سکتی ہے اسی طرح مہر و نفقہ وغیرہ بھی معاف کر سکتی ہے۔ (مرآة)

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

آپ سے پانچ روایات کتب متداولہ میں موجود ہیں جن میں سے ایک بخاری میں ہے



اور باقی چار سنن اربعہ میں پائی جاتی ہیں۔ (مدارج و نزہة القاری وغیرہ)

آپ سے ابن عباس، یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ وغیرہ نے روایات

بیان فرمائیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۵۹۹)

سیدہ سودہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کا ایک دوسرے کو حریرہ ملنا

ایک دفع اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حریرہ (آٹا دودھ میں ملا کر پکاتے

ہیں اور یہ کھیر کی طرح رقیق ہوتا ہے) بنایا اور اُمّ المؤمنین سودہ کو کھانے کے لئے کہا مگر آپ نے انکار

فرما دیا اس پر سیدہ صدیقہ نے حریرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر مل دیا یہ دیکھ کر حضور

سید عالم ﷺ نے جناب سودہ سے فرمایا کہ آپ بھی عائشہ کے منہ پر مل دو اس پر سیدہ سودہ رضی اللہ

عنہا نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر مل دیا یہ دیکھ کر حضور سید عالم ﷺ تبسم فرما رہے تھے

اور آپ کی دونوں ازواج بھی مسکرا رہی تھیں اسی دوران حضرت عمر نے دروازے سے اجازت چاہی

تو حضور نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے منہ دھو لو عمر آ رہے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اسی

دن سے میں عمر سے ہیبت کرتی ہوں۔ (مرقاۃ)

آیتِ حجاب

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی

ازواج رات میں مناصح جو کہ ایک چوڑا میدان ہے کی طرف رفق حاجت کے لئے جایا کرتی تھیں

اور حضرت عمر حضور سے عرض کیا کرتے تھے کہ حضور ﷺ اپنی ازواج کو پردے کا حکم دیں پھر بھی

حضور ﷺ ایسا نہ کرتے فسخرجت سودہ بنت زمعہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لیلة من الیالی عشاء تو سیدہ سودہ بنت زمعہ زوجہ نبی ﷺ ایک رات عشاء کے وقت قضائے

حاجت کے لئے نکلیں تو چونکہ آپ طویل القامت تھیں تو حضرت عمر نے ندا کی یا سودہ حرصا

علی ان ینزل الحجاب کہ اے سودہ ہم نے آپ کو پہچان لیا آپ کی خواہش یہ تھی کہ حجاب

نازل ہو۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۹۲۲)

تو جب حضرت عمر نے یہ کہا بخدا تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں دیکھو کیسے نکلتی ہو تو آپ لوٹ آئیں اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے گھر کھانا تناول فرما رہے تھے حضور ﷺ کے دست مبارک میں گوشت والی ہڈی تھی حضرت سودہ اندر آئیں اور عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنی ضرورت کے لئے نکلی تو عمر نے ایسے ایسے کہا صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ نے حضور ﷺ کی طرف وحی فرمائی پھر وحی کی کیفیت ختم ہوئی اور وہ ہڈی حضور ﷺ کے دست مبارک ہی میں رہی۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۸۸، نزہۃ القاری ج ۱ ص ۴۷۱)

### اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی بکری

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین کی ایک بکری مر گئی تو آپ نے حضور کو اس کی خبر دی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تو تم نے اس کے چمڑے کو لے لیا ہوتا سیدہ عرض گزار ہوئیں ناخذ مسک شاة قد ماتت ہم مردہ بکری کا چمڑا کیسے لیتے حضور ﷺ نے فرمایا

انما قال الله قل لا اجد في ما اوحى الي محرما على طاعم يطعمه (الاية)  
ترجمہ: تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت وہ نجاست ہے۔ (کنز الایمان)  
اس لئے اگر تم مردہ بکری کو دباغت دیتے اور اس سے نفع حاصل کرتے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا سیدہ فرماتی ہیں کہ فارسلت اليها فسلخت مسكها فدبغته فاتخذت منه قربة حتى تحرقت میں نے اس کی طرف آدمی روانہ کیا اور بکری کی کھال کھچوا دی اور اس کو دباغت دی گئی تو میں نے اس سے مشکیزہ بنایا یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا۔

(زحاجة المصابيح (حنفی مشکوٰۃ) ج ۱ ص ۳۳۲)

فائدہ

چڑے سے اس کی ناپاک رطوبتوں کو زائل کر دینے کو دباغت کہتے ہیں جس سے چڑا پاک ہو جاتا ہے۔ اب خواہ دباغت نمک، انار کے تھلکے یا پھر دھوپ یا مٹی وغیرہ میں بار بار ڈال کر دی جائے۔

مسئلہ

جس چیز کی حرمت شرع میں وارد نہ ہو اس کو ناجائز و حرام کہنا باطل ہے (خزائن العرفان)

### اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا وصال

ابن ابی خیشمہ کہتے ہیں کہ توفیت سودہ بنت زمعه فی آخر الزمان عمر بن الخطاب کہ آپ کی وفات حضرت عمر بن خطاب کے دورِ خلافت کہ اوخر میں ہوئی و يقال ماتت سنة اربع و خمسين یعنی آپ کی وفات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ۵۴ھ میں ہوئی (الاصابه ج ۸ ص ۱۹۷) جب کہ تہذیب التہذیب میں ہے کہ ماتت سنة خمس وستين کہ آپ کا وصال ۶۵ھ میں ہوا (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۵۹۶) خیال رہے پہلے قول کو واقدی نے ترجیح دی ہے (الاصابه ج ۸ ص ۱۹۷) چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا لے قد کی اور فریہ و جسم تھیں اس لیے حضرت عمر نے آپ کا جنازہ رات میں لے جانے کا حکم فرمایا حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حبشہ میں میں نے دیکھا کہ عورتوں کے واسطے ایک مسہری بنائی جاتی تھی لہذا انہوں نے ان کے لئے اسی طرح کی ایک مسہری بنائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو دیکھ کر حضرت اسماء کے حق میں دعادی اور فرمایا آپ نے ان کا ستر قائم کیا اللہ تعالیٰ تمہارا ستر فرمائے ستر تھا سترک اللہ کچھ علماء نے یوں بھی فرمایا ہے کہ اصل میں پردہ دار مسہری سیدہ زینب بنت جحش کے لئے بنائی گئی تھی اور یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے مسہری تیار فرمائی تھی اور سیدہ خاتونِ جنت کی رحلت ان سے قبل ہوئی تھی پس ثابت ہوا کہ سب سے پہلے سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے لئے پردہ دار مسہرہ بنائی گئی

تھی۔ (مدارج شریف)

خویش واقارب

مالک بن زمعه

آپ سیدہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی اور آپ کی معیت میں آپ کی بیوی عمیرہ بنت السعدی بن واقدان بھی تھیں اور حبشہ ہی میں مقیم رہے حتیٰ کہ حضرت جعفر بن ابی طالب کیساتھ واپس تشریف لائے۔ (الاصابہ ج ۵ ص ۵۳۸، اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۶)

عبدالرحمن بن زمعه

یہ حضور سید عالم ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے ان کے بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعه کا جھگڑا ہوا چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد سے عہد لیا کہ زمعه کی باندی کا لڑکا میرا ہے لہذا آپ اس کو لے لینا جب فتح مکہ ہوا تو حضرت سعد نے ان کو پکڑا اس پر عبد بن زمعه نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ زمعه کی باندی کا لڑکا ہے اور میرے باپ کے فراش و بچھونا پر پیدا ہوا ہے جب حضور کی بارگاہ میں مقدمہ پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ الولد للفراش وللعاهر الحجر بچہ صاحب فراش کے لئے اور زانی کے لئے پتھر اور فیصلہ عبد بن زمعه کے حق میں فرمایا اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آپ ان سے پردہ کرو۔ (الاصابہ ج ۵ ص ۲۹، بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۶۵)

عبد بن زمعه

آپ حضرت ام المؤمنین سودہ کے بھائی ہیں ان کے والد زمعه فتح مکہ سے قبل وصال کر گئے تھے جب کہ آپ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور یہ وہی عبد بن زمعه ہیں جن سے حضرت سعد بن ابی وقاص نے مخاصمت کی تھی اور آپ کے حق میں فیصلہ ہوا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور کا نکاح حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اس وقت یہ حج کرنے گئے ہوئے تھے واپسی

پر جب نکاح کی خبر سنی تو اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگے اللہ کی شان جب اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے تو فرمایا کہ جس دن میں نے اپنے سر پر مٹی ڈالی تھی اس دن میں بیوقوف تھا۔ (الاصابہ ج ۴ ص ۳۲۲)

قرظہ بن عمرو

ان کا نسب یوں بیان کیا گیا ہے کہ قرظہ بن عبد بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف یہ عبد بن زمعہ

کے ماں شریکے ہیں ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت اخیف ہیں۔ (الاصابہ ج ۴ ص ۳۲۲)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



## چوتھا باب

## فضائلِ اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا کے فضائل و مناقب سے کتب احادیث مزین و متخلی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی اس محبوبہ زوجہ کو ایسے کمالات و خصوصیات سے نوازا ہے کہ جن کی کوئی حد نہیں۔

تبرکاً چند ایک فضائل سے کتاب پڑا کو آراستہ کیا جاتا ہے۔

عن ابی سلمة ان عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
يا عائشة هذا جبرئيل يقرئك السلام قالت وعليه السلام ورحمة الله  
قالت وهو يري مالاروى (متفق عليه ، مشكوة)

☆ ۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اے عائشہ یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں آپ کو سلام پیش کرتے ہیں سیدہ جو اباً فرماتی ہیں کہ ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت نازل ہوں اور فرمایا حضور ﷺ کو کچھ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔

نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے فرماتی ہیں:-

قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اريتك في المنام ثلاث ليال يجئني  
بك الملك في سرقة من حرير فقال لي هذه امراتك فكشفت عن  
وجهك الثوب فاذا انت هي فقلت ان يكن هذا من عند الله يمضه  
(متفق عليه ، مشكوة)

☆ ۲۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے تین رات خواب میں دکھائی گئیں تمہیں آپ کو فرشتہ ریشمی عمدہ کپڑے میں لاتا تھا اس نے ہمیں کہا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں میں نے تمہارے رخ سے کپڑا اٹھایا تو اچانک وہ تمہیں میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اسے

پورا فرمائے گا۔

☆ ۳۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جبریل نازل ہوئے اور میری تصویر حضور کے دستِ اقدس میں دی ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ تصویر ریشمی کپڑے پر تھی اور وہ حضور سید عالم ﷺ کے دستِ اقدس میں دی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو مرتبہ اترے ہوں ایک مرتبہ تصویر ہاتھ میں دی اور دوسری مرتبہ ریشمی کپڑے میں (اشعة اللمعات) یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کی زوجیت کے لئے منتخب ہیں یہ آپ کے لئے رب تعالیٰ کا تحفہ ہیں سمجھ لو رب کا تحفہ کس شان کا ہوگا۔ (مرآة المناجیح)

☆ ۴۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں:-

ان الناس كانوا يتحرون بهداياهم يوم عائشة يبتغون بذلك مرضاة رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالت ان نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم كن حزبين فحزب فيه عائشة و صفية وسودة والحزب الاخر ام سلمة وسائر نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم فكل من حزبت ام سلمة فقلنت لها كلمي رسول الله صلى الله عليه وسلم فكل من الناس فيقول من اراد ان يهدى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فليهدده اليه حيث كان فكل منته فقال لها لا تؤذيني في عائشة فان الوحي لم ياتني وانا في ثوب امرأة الاعائشة قالت اتوب الى الله من اذاك يا رسول الله ثم انهن دعون فاطمة فارسلن الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فكل منته فقال يا بنيت الاتحبين ما احب قالت بلى قال فاحبي هذه (متفق عليه، مشكوة)

یعنی صحابہ کرام اپنے تحائف کے لئے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تلاش کرتے تھے اس سے وہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی تلاش کرتے تھے فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی بیویاں دو گروہ تھیں ایک گروہ میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور صفیہ رضی اللہ عنہا

اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسرا گروہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضور کی دیگر ازواج کا تھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے گفتگو کی ان سے کہا کہ تم حضور سید عالم ﷺ سے بات کرو کہ آپ صحابہ سے فرمائیں کہ جو بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں تحفہ بھیجنا چاہے تو آپ کو بھیج دیا کرے حضور ﷺ جہاں بھی ہوں چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے گزارش کی تو حضور نے فرمایا کہ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بیوی نہیں جن کے بستر میں ہوں اور وحی آئے سیدہ نے عرض کی حضور ﷺ آپ کو ایذا رسانی سے میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں پھر تمام بیویوں نے سیدہ بتول فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا آپ نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اے پیاری بیٹی جس سے میں محبت کرتا ہوں ان سے تم محبت نہیں کرتیں عرض کی کیوں نہیں یعنی محبت کرتی ہوں حضور ﷺ نے فرمایا پس عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرو۔

☆ ۵۔ امام ترمذی روایت فرماتے ہیں:-

ان جبرئیل جاء بصور تھا فی خرقۃ حویر خضراء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ہذہ زوجتک فی الدنیا والآخرۃ

(مشکوٰۃ ص ۵۷۳، ترمذی ج ۲ ص ۲۲۸ مطبوعہ ضیاعہ القرآن)

بے شک حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ریشم کے سبز ٹکڑے میں ان کی تصویر حضور سید

عالم ﷺ کی بارگاہ میں لائے اور عرض کی حضور ﷺ یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہیں۔ اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق فرماتے ہیں کہ اس جگہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے جنت کی بشارت ہے اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جنتی ہیں جنتی ہونے کی بشارت دس حضرات (عشرۃ مبشرہ) کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

خیال رہے تصویر کی حرمت قدم مدینہ کے بعد ہے۔ (حاشیہ ترمذی ج ۲ ص ۲۲۸)

☆ ۶۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں حدیث روایت فرماتے ہیں کہ:-

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الامریم بنت عمران وآسیة امرأۃ فرعون وفضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام. (صحیح البخاری کتاب المناقب ج ۱ ص ۵۳۲)

یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں کامل بہت سے افراد ہوئے لیکن عورتوں میں مریم رضی اللہ عنہا بنت عمران و آسیہ رضی اللہ عنہا زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی جب کہ عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر اس طرح ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔

☆ ۷۔ نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی الطعام

یعنی میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت کھانوں پر ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۳۲)

☆ ۸۔ نیز امام ترمذی و دیگر محدثین روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرو بن

عاص رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے

قال عائشۃ قلت من الرجال قال ابوہا (ترمذی ابواب المناقب ص ۲۲۸)

فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مردوں میں کون محبوب ہے فرمایا

عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد یعنی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

☆ ۹۔ نیز عبد اللہ بن زیاد الاسدی فرماتے ہیں کہ میں نے عمار کو کہتے سنا کہ

ہی زوجة فی الدنیا والآخرۃ یعنی عائشہ (ترمذی ابواب المناقب)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی دنیا و آخرت میں زوجہ ہیں۔

☆ ۱۰۔ امام بخاری رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت

حفصہ رضی اللہ عنہا کا ہارگم ہو گیا تو رسول کائنات ﷺ نے اپنے اصحاب کو تلاش کے لئے بھیجا نماز

کا وقت ہوا تو پانی نہ ہونے کی وجہ سے بغیر وضو کے نماز ادا کی جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں شکایت پہنچی

فنزلت آية التيمم قال اسيد بن حضير جزاك الله خيرا فوالله ما نزل بك امر قط

الا جعل الله لك منه مخرجا وجعل للمسلمين فيه بركة

(الصحيح البخارى فضل عائشة رضی اللہ عنہا)

تو آیت تیمم نازل ہوئی اس پر حضرت اسید بخضیر نے فرمایا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ

پر جب بھی کوئی آزمائش نازل ہوئی تو اللہ نے آپ کو اس سے نجات دی اور مسلمانوں کے لئے اس

میں برکت رکھی خیال رہے تیمم خصوصیات امت محمدیہ ﷺ میں سے ہے جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ

عنہا کے طفیل حاصل ہوئی جیسا کہ مذکورہ روایت سے معلوم ہوا۔

☆ ۱۱۔ نیز سیدہ رضی اللہ عنہا کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ آپ کے دہن مبارک

کا لعاب اور حضور ﷺ کا لعاب وہن اکٹھا ہوا چنانچہ فرماتی ہیں ان اللہ جمع بین ریقی و ريقہ عند

موتہ یعنی حضور ﷺ کی وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور حضور ﷺ کے لعاب دہن کو اکٹھا

فرمایا۔ (رواہ البخاری ، مشکوٰۃ وفات النبی ص ۵۴۷)

فائدہ

امام نووی فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ جس شخص سے پانی و مٹی

دونوں معدوم ہوں تو اس پر اسی حالت میں نماز پڑھنا واجب ہے جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس بارے

میں چار اقوال ہیں قول اول جو کہ زیادہ صحیح ہے وہ یہ ہے کہ ایسے شخص پر اسی حالت میں نماز پڑھنا واجب



ہے پھر بعد میں اعادہ بھی بطور وجوب ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھنا حرام ہے جب کہ بعد میں اعادہ واجب تیسرا قول یہ ہے کہ فی الحال پڑھنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے البتہ بعد میں قضاء واجب ہے چوتھا قول یہ ہے کہ فی الحال پڑھنا واجب ہے اور اعادہ واجب نہیں ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھنے سے رک جائے گا اور اس پر تشبہ بالصلوٰۃ بھی واجب نہیں جب کہ صاحبین فرماتے ہیں کہ اس پر تشبہ بالصلوٰۃ واجب ہے البتہ اس نماز کی قضا کرنے میں تینوں حضرات یعنی امام اعظم و ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ عنہم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (عمدة القاری الجزء السادس عشر بیروت لبنان)

☆ ۱۲۔ امام بخاری روایت فرماتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض الوفا میں فرماتے تھے کہ کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ حر صاعلی بیت عائشة قالت عائشة فلما کان یومی سکن (صحیح البخاری باب فضل عائشة)

یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری پر حرص کرنے کی وجہ سے آپ فرماتی ہیں کہ جب میری باری تھی تو آپ کو سکون و اطمینان ہوا سبحان اللہ یہ فضیلت بھی سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حجرہ مبارکہ میں آپ کی آغوش میں وصال فرمایا چنانچہ فی روایۃ مسلم فلما کان یومی قبضہ اللہ بین سحری و نحوی (عمدة القاری) یعنی جب میری باری تھی اور میرے سینے کے اوپر والے حصے میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا (اللہ نے ان کو قبض فرمایا) اور دیگر کتب میں اس طرح بھی ہے کہ توفی فی بیٹی و فی یومی و بین سحری و نحوی حاصل یہ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی کو مشرف فرمایا خیال رہے کہ اس سے کوئی یہ وہم نہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج کے درمیان عدل نہیں کیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج رضی اللہ عنہن کو شرف بخشا کرتے تھے حتیٰ کہ جب سفر پر جاتے تو ازواج کے مابین قرعہ ڈالا جاتا جس کا نام نکلتا وہ حضور کی

معتیت میں سفر میں جاتیں چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ:-

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد السفر اقرع بين نسائه فایتھن

خرج سهمها خرج بهامعه (متفق عليه ، مشكوة)

یعنی اللہ کے رسول ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج پاک کے مابین قرعہ ڈالتے

پھر ان میں سے جس کا حصہ نکلتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔

نیز دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس کی اجازت بھی دی تھی اور تمام اس

پر خوش تھیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں:-

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسأل في مرضه الذي مات فيه اين

انا غدا اين انا غدا ير يدوم عائشة فاذن له ازواجه يكون حيث يشاء فكان

في بيت عائشة حتى مات عندها

کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اس مرض میں پوچھتے تھے جسمیں آپ کی وفات ہوئی کہ ہم کل کہاں

رہیں گے ہم کل کہاں رہیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دن ڈھونڈتے تھے

پھر تمام ازواج پاک نے آپ کو اجازت دے دی کہ حضور ﷺ جہاں چاہیں رہیں چنانچہ

آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں رہے حتیٰ کہ انہیں کے ہاں وفات پائی۔

مرآة المناجیح میں ہے کہ یہ ان پاک بیویوں کا انتہائی ادب ہے ورنہ وہ تمام جانتی تھیں کہ

حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا چاہتے ہیں آپ ہی کی باری میں

آپ ہی کے گھر میں آپ کے سینہ نور پر وفات پائی اور آپ ہی کے گھر میں تا قیامت آرام فرما ہوئے۔

(مشكوة ، مرآة)

☆ ۱۳۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ رسول

کائنات ﷺ آپ کے ہاں دو راتیں قیام فرماتے جب کہ دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے

ہاں ایک ایک۔

چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں:-

ان سودة لما كبرت قالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جعلت  
يومى منك لعائشة فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسم لعائشة  
يومين يومها ويوم سودة (متفق عليه، مشكوة)

کہ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا جب عمر رسیدہ ہو گئیں تو عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے  
رسول ﷺ میں نے اپنی باری کا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا پھر رسول  
اللہ ﷺ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو دن دیتے تھے ایک ان کا اپنا  
اور دوسرا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا۔

☆ ۱۴۔ خیال رہے دس خصوصیات سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ایسی تھیں جن  
کی وجہ سے آپ دیگر ازواج پر فخر فرمایا کرتیں تھیں جب آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کیا ہیں تو فرمایا:-  
نزل الملك بصورتى وتزوجنى رسول الله صلى الله عليه وسلم لسبع  
سنين واهدت له تسع سنين۔

☆ ۱۔ فرشتہ میری تصویر کے ساتھ آپ کے پاس آیا۔

☆ ۲۔ حضور سید عالم ﷺ نے مجھ سے سات سال کی عمر میں عقد (نکاح) فرمایا اور نویں سال  
میں رخصت ہوئی۔

☆ ۳۔ وتزوجى بكر الم يشر كه فى احد من الناس. مير اعقد نكاح حالت  
بكر (کنواری حالت) میں ہوا۔

☆ ۴۔ و اتاه الوحي وانا و اياه فى لحاف واحد میں اور حضور ﷺ ایک جگہ ہوتے  
اور وحی آتی۔

☆ ۵۔ و كنت من احب الناس اليه اور میں حضور ﷺ کو محبوب ترین تھی۔

☆ ۶۔ ونزل فى آيات من القرآن كادت الامة تهلك فيهن میری شان میں

اٹھارہ آیتیں قرآن کریم کی نازل ہوئیں جب کہ امت قریب بہلاکت تھی۔

☆ ۷۔ روایت جبرئیل علیہ السلام ولیم یرہ احد من نساہہ غیرى میں نے

جبرئیل روح الامین کو دیکھا اور میرے سوا ازواج میں سے کسی نے نہ دیکھا

☆ ۸۔ وقبض فی بیتی اور میرے گھر میں حضور ﷺ نے وفات پائی جب کہ میرے

اور فرشتہ کے سوا کوئی قریب نہ تھا۔

☆ ۹۔ میری شان میں آسمان سے برأت آئی اور میں پاک تھی اس پاک ذات کے

نزدیک۔

☆ ۱۰۔ ولقد وعدت مغفره واجرا عظیما مجھے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہوا۔

(تفسیر الحسنات)

☆ ۱۵۔ شیخ صاحب مدارج النبوة شریف میں فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسی عورت سے شادی نہ فرمائی جس کے باپ اور ماں نے راہ خدا

میں ہجرت کی ہو سوائے میرے (مدارج شریف مترجم)

☆ ۱۶۔ حاصل کلام یہ کہ جناب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ریت کے

ذروں آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہیں۔ (مرآة المناجیح)

## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام عائشہ بنت عبد اللہ بن ابی قحافہ بن عامر بن

عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن نھر بن مالک ہے والدہ کی طرف

سے سلسلہ نسب یہ ہے۔

عائشہ بنت اُمّ رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس (بن عتاب) بن اذیہ ابن سلج بن

دھمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ الکناشیہ۔ (اسد الغابہ)

فائدہ

آپ خود صدیقہ ہیں اور صدیق کی بیٹی ہیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ (اسد الغابہ)

آپ کی کنیت ام عبد اللہ ہے حضور ﷺ نے آپ کو یہ کنیت عطا فرمائی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام پر کیونکہ وہ آپ کے بھانجے ہیں چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے:-  
تکنی بام عبد اللہ کناھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابن اختها عبد اللہ بن الزبیر (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۷۵)

ایک روایت کے مطابق یوں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے تحسین فرمائی ان کے منہ میں آپ نے اپنا لعاب دہن ڈالا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ یہ عبد اللہ ہیں اور آپ ام عبد اللہ۔ (مدارج شریف)  
جیسا کہ مذکور ہوا آپ کی والدہ کا نام ام رومان ہے جو کہ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر کی والدہ ہیں اور حضرت اسماء سیدہ صدیقہ کی بہن ہیں لقب صدیقہ اور کبھی حضور ﷺ آپ کو حمیرا سے خطاب فرماتے تھے۔

### بوقت نکاح و رخصتی سیدہ رضی اللہ عنہا کی عمر

تزوجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکة قبل الهجرة بسنتين وقيل بثلاث وقيل سنة ونصف او نحوھا فی شوال (عمدۃ القاری)  
اللہ کے رسول ﷺ نے آپ سے نکاح مکہ المکرمہ میں ہجرت سے دو سال یا تین سال یا ڈیڑھ سال قبل شوال کے مہینے میں فرمایا:-

وقال الزبیر تزوجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد خدیجة بثلاث سنين وتوفيت خدیجة قبل الهجرة بثلاث سنين وقيل بربع سنين وقيل



بِخَمْسِ سِنِينَ (اسدالغابہ)

یعنی زبیر نے یہ کہا ہے کہ حضور ﷺ نے سیدہ صدیقہ سے نکاح سیدہ خدیجہ کے تین سال بعد فرمایا جب کہ حضرت خدیجہ کا وصال ہجرت سے تین سال یا چار سال یا پانچ سال قبل ہوا۔ بہر حال سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاح کے وقت چھ سال یا پھر سات سال تھی جب کہ رخصتی کے وقت نو سال تھی عمدۃ القاری میں ہے:-

وهي بنت ست سنين وقيل سبع (عمدة القاری)

یعنی آپ نکاح کے وقت چھ یا سات سال کی تھیں

وبنی بها وهي بنت سبع سنين المدينة (اسدالغابہ)

اور آپ کو حضور ﷺ نے مدینہ منورہ ہی میں شرف بخشا درآنحالیکہ آپ نو سال کی تھیں۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے:-

عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم تزوجها وهي بنت سبع سنين

وزفت اليه وهي بنت تسع سنين ولعبها معها ومات عنها وهي بنت ثمانی

عشرة. (رواه مسلم)

یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ان سے نکاح کیا جب وہ سات

سال کی لڑکی تھیں اور رخصت ہوئیں جب وہ نو برس کی لڑکی تھیں ان کے کھلونے ان کے

ساتھ تھے اور حضور ﷺ نے انہیں چھوڑ کر وفات پائی جب وہ ۱۸ سال کی تھیں۔

ابوداؤد شریف میں ہے:-

عن عائشة قالت تزوجني رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا بنت سبع

قال سليمان أوست ودخل بي وانا بنت تسع (ابوداؤد شریف كتاب النكاح)

سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح فرمایا تو میں سات

سال کی تھی سلیمان نے کہا چھ سال کی اور میرے ساتھ خلوت فرمائی تو میں نو سال کی تھی۔

خیال رہے صحیح بات وہی ہے جو اس روایت میں بیان فرمائی گئی ہے اور تاریخ و سیرت کی کتابوں میں اکابر علمائے اسلام نے ایسا ہی لکھا ہے اور اسی پر اعتماد و جزم فرمایا واللہ اعلم بالصواب (شاہجہانپوری)

خیال رہے سیدہ چھ سال کی ہو کر ساتویں سال میں داخل ہو چکی تھیں (مرآة المناجیح)  
لہذا روایات میں تعارض نہ ہوگا۔

### واقعة نکاح

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حکیم کی بیٹی حضرت خولہ جو کہ عثمان ابن مظعون کی زوجہ ہیں حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ شادی نہ فرمائیں گے حضور ﷺ نے فرمایا کس سے عرض کی حضور ﷺ اگر آپ چاہیں تو کنواری سے اور اگر حضور ﷺ کی رضا ہو تو خواہ بیٹہ سے آپ نے فرمایا کنواری کس سے؟ عرض کی حضور ﷺ کی بارگاہ کے مخلوق میں محبوب ترین شخص کی صاحبزادی سے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا بیٹہ میں سے کس سے؟ عرض کی حضور ﷺ سودہ بنت زمعہ سے جو کہ آپ پر ایمان لا چکی ہیں اور حضور ﷺ کی بارگاہ کی پیروکار ہیں پھر اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت خولہ کو حکم فرمایا کہ جا کر ان کو نکاح کا پیغام دو حضرت خولہ فرماتی ہیں:-

فدخلت بيت ابى بكر فقالت يا ام رومان ماذا ادخل الله عز وجل عليكم من الخير والبركة قالت وماذا قالت ارسلني رسول الله صلى الله عليه وسلم اخطب عليه عائشة قالت انتظري ابابكر حتى ياتي ف جاء ابوبكر فقالت يا ابابكر ماذا ادخل الله عليكم من الخير والبركة قال وماذا قالت ارسلني رسول الله صلى الله عليه وسلم اخطب عليه عائشة قال هل تصلح له انما هي ابنتاخي فرجعت الي رسول الله صلى الله

عليه وسلم فذكرت له ذلك قال ارجعي اليه فقولي له انا اخوك وانت  
 اخي في الاسلام وبتك تصلح لي فرجعت فذكرت ذلك له قال  
 انتظري وخرج قالت ام رومان ان مطعم بن عدى قد كان ذكرها علي ابنه  
 فوالله ما وعد وعدا قط فاخلفه لابي بكر فدخل ابوبكر علي مطعم بن عدى  
 عنده امراته ام الفتى فقالت يا ابن ابي قحافة لعلك مصب صاحبنا مدخله  
 في دينك الذي انت عليه ان تزوج اليك قال ابوبكر للمطعم بن عدى  
 اقول هذه تقول قال انها تقول ذلك فخرج من عنده وقد اذهب الله  
 عز وجل ما كان في نفسه من عدته التي وعده فرجع فقال لخولة ادعي لي  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعته فزوجها اياه وعائشة يومئذ بنت

ست سنين (مسند احمد بن حنبل ج 6 ص 211)

یعنی میں حضرت صدیق اکبر ﷺ کے گھر گئی اور حضرت ام رومان سے کہا اللہ تعالیٰ نے  
 تمہارے لیے کس قدر بھلائی اور برکت کا سامان مہیا فرمایا ہے حضرت ام رومان نے کہا وہ کیا ہے خولہ  
 نے کہا کہ رسول کائنات ﷺ نے مجھ کو آپ کی صاحبزادی کے رشتہ کے لئے بھیجا ہے ام رومان نے فرمایا  
 ابوبکر کے آنے تک انتظار کرو پس حضرت ابوبکر تشریف لے آئے حضرت خولہ نے سیدنا صدیق اکبر ﷺ  
 سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر آپ کے لئے خیر و برکت کا سامان کیا ہے آپ نے فرمایا وہ کیسے  
 حضرت خولہ نے کہا کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کے لئے بھیجا  
 ہے آپ نے فرمایا کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ کے لئے ٹھیک ہے اس لئے کہ عائشہ  
 رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی بھتیجی ہے حضرت خولہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں آ کر عرض کی  
 حضور ﷺ نے فرمایا آپ ان سے جا کر کہو کہ وہ میرے اور میں ان کا رخ فی الدین ہوں لہذا عائشہ رضی  
 اللہ عنہا کا نکاح مجھ سے ہو سکتا ہے آپ نے واپس آ کر حضرت صدیق اکبر ﷺ سے ماجرا عرض کیا

آپ نے فرمایا کہ انتظار کرو اور باہر تشریف لے گئے ام رومان نے کہا کہ مطعم بن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے اپنے بیٹے کے لئے (رشتے کا) ذکر کیا تھا اور قسم بخدا حضرت صدیق نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی وعدہ خلافی نہیں فرمائی اس کے بعد حضرت صدیق مطعم بن عدی کے پاس پہنچے ان کے پاس ان کی زوجہ (بیوی) تھی اس نے کہا کہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ اگر یہ لڑکی ہمارے گھر آوے گی تو ہمارا لڑکا بے دین ہو جائے گا اس دین پر جس دین پر آپ تھے حضرت صدیق نے مطعم بن عدی کو کہا کیا یہ آپ کا قول ہے اس نے کہا جو میری زوجہ کہتی ہے وہی میرا قول ہے پس آپ واپس آگئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے وعدہ سے سبکدوش فرمایا واپس آ کر آپ نے حضرت خولہ سے فرمایا کہ حضور ﷺ کو بلو لو تو حضرت صدیق نے بیٹی کا نکاح اسی دن حضور ﷺ سے کر دیا اور اس وقت عائشہ کی عمر ۶ سال تھی۔

### سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دنیا کے علم میں

۱۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اصحاب رسول ﷺ جب کسی بات میں شک کرتے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی پوچھتے تھے اور ان کے پاس اس کا علم پاتے تھے۔

۲۔ مسروق سے مروی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آیا عائشہ رضی اللہ عنہا فرائض اچھی طرح جانتی تھیں انہوں نے کہا کیا خوب اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی استانی دیکھا اکابر صحابہ ان سے فرائض پوچھتے تھے۔

۳۔ ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو سنت رسول ﷺ کا عالم نہ پایا اور نہ فقیہ اور نہ کسی آیت کے شان نزول میں ان سے زیادہ عالم دیکھا نہ ہی فرائض میں۔

۴۔ محمود بن لبید سے مروی ہے کہ ازواج نبی ﷺ نے کثیر احادیث حفظ کر لیں مگر نہ عائشہ و اُم سلمہ رضی اللہ عنہما کے برابر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر و حضرت عثمان رضی

اللہ عنہما کے عہد میں اپنی وفات تک فتویٰ دیتی رہیں ان پر اللہ کی رحمت ہو حضور ﷺ کے بعد اکابر صحابہ حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما آپ سے احادیث دریافت کرواتے تھے۔

(طبقات ابن سعد)

۵۔ علم و اجتہاد میں سب سے زیادہ بڑھی ہوئیں تھیں حضراتِ خلفاء راشدین کے عہد ہی سے فتویٰ دیتی تھیں (نزہۃ القاری)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمة فرماتے ہیں:-

شمع  
تاباں  
کاشانہ  
اجتہاد  
مفتی  
چہار ملت پہ  
لاکھوں سلام

۲. و روت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا روى عنها عمر بن الخطاب و کثیر من الصحابة و من التابعین ما لا یحصى

(اسد الغابہ فی معرفة الصحابة الجزء السابع)

حضور ﷺ سے کثیر روایات کیں اور آپ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ و دیگر کثیر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت فرمائیں جو کہ شمار سے باہر ہیں۔

۷. قال عروة ما رأیت احدا منهم اعلم بفقہ ولا بطب ولا بشعر من عائشة.

(ایضاً)

عروہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی فقیہ و علم طب میں نہ اور نہ ہی علم شعر میں کامل جانا۔

۸. و کان اکابر الصحابة یسألونها عن الفرائض و قال عطاء بن ابی رباح

كانت عائشة من افقه الناس و احسن الناس رأی فی العامة. (ایضاً)

اکابر صحابہ آپ سے مسائل پوچھتے تھے عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہ تھیں اور عامۃ الناس میں قیاس کے اعتبار سے سب سے اچھی رائے والی تھیں۔



۹. وکان مسروق اذا روى عنها يقول حدثتني الصديقة بنت الصديق البرية

المبرأة. (ايضاً)

اور مسروق جب ان سے روایت فرماتے تو کہتے مجھ سے حدیث بیان فرمائی صدیقہ جو کہ صدیق کی بیٹی ہیں اور جو کہ ہر عیب سے بری اور اللہ کی بارگاہ میں براءت یافتہ ہیں۔

۱۰. و كانت من اكبر فقهاء الصحابة (عمدة القاری) آپ اکبر فقہائے صحابہ میں سے تھیں۔

۱۱۔ نیز ان چھ صحابہ میں سے تھیں جنہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت فرمائیں چنانچہ

عمدة القاری میں ہے واحد الستة الذين هم اكثر الصحابة رواية (عمدة القاری)

۱۲۔ ترمذی شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ما اشكل علينا

اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث قط فسالنا عائشة. الا وجدنا عندها

منه علما (ترمذی من فضل عائشة) یعنی ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ پر کوئی حدیث مشکل نہ ہوئی کبھی بھی

پھر ہم نے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ مگر ہم نے ان کے پاس اس کا علم پایا۔

۱۳۔ باوجودیکہ جب رسول کائنات ﷺ نے اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا اس وقت آپ کی

عمر مبارک اٹھارہ سال تھی جیسا کہ علامہ عینی فرماتے ہیں وتوفى عنهارسول الله صلى الله عليه

وسلم وهي بنت ثمانى عشرة. (عمدة القاری)

جب کہ بوقت رخصتی عمر شریف نو سال تھی جیسا کہ گذرا آپ سے دو ہزار دو سو دس احادیث

مروی ہیں جن میں سے ایک سو چوبتر پر شیخین نے اتفاق فرمایا جب کہ چون امام بخاری نے اور اٹھاون

امام مسلم نے منفرداً روایت فرمائی ہیں نیز آپ سے روایت کرنے والے صحابہ و تابعین کی تعداد تقریباً دو سو

ہے۔ (عمدة القاری کتاب بدء الوحي)

۱۴۔ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ خذواثلثی دینکم من ہذہ الحمیراء یعنی تم عائشہ

حمیرا سے اپنا دو تہائی دین حاصل کرو۔ (مدارج شریف)

۱۵۔ عن موسیٰ بن طلحة قال ما رأيت احدا افصح من عائشة .

(رواه الترمذی مشکوٰۃ باب مناقب ازواج النبی ﷺ فصل ثالث)

حضرت موسیٰ بن طلحہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ سے کسی کو زیادہ فصیح نہ دیکھا۔

مرویاتِ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چند ایک مرویات ذکر کی جاتی ہیں

۱. عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها ان الحارث بن هشام قال يا رسول الله كيف يأتيك الوحي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم احيانا يأتيني مثل صلصلة الجرس وهو اشد علي فيفصم عني وقد وعيت عنه ما قال وحيانا يتمثل لي الملك رجلا فيكلمني فاعني ما يقول قالت عائشة ولقد رأيتہ ينزل عليه الوحي في اليوم الشديد البرد فيفصم عنه وان جبينه ليتفصد عرقا. (الصحيح البخاري كتاب الوحي ج ۱ ص ۲)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ آپ کی طرف وحی کیسے آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر سب سے سخت ہوتی ہے جب وہ تمام ہوتی ہے تو جو کہا میں اسے یاد کر لیتا ہوں اور کبھی میرے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر گفتگو کرتا ہے جو وہ کہے میں یاد کر لیتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی نازل ہوتی اور وہ موقوف ہوتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہ رہا ہوتا۔ (ترجمہ شاہجہانپوری)

۲. عن عائشة قالت قال النبي صلى الله عليه وسلم ان اعظم النكاح بركة

ايسره مؤنة (رواه البيهقي في شعب الايمان، مشکوٰۃ كتاب النكاح فصل ثالث ص

۲۶۸ قديمي كتب خانہ کراچی)

سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ برکت والا وہ نکاح ہے جس میں بوجھ کم ہو۔

۳. عن عائشة قالت اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بسارق فقطعه فقالوا ما كنا نراك يبلغ به هذا قال لو كانت فاطمة لقطعته

(رواه النسائي مشكوة كتاب الحدود باب قطع السرقة فصل ثالث ص ۳۱۴ قديمى كتب خانہ كراچى)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک چور لایا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا لوگ عرض گزار ہوئے حضور ہم گمان نہ کرتے تھے کہ یہ یہاں تک پہنچ جائے گا فرمایا اگر فاطمہ ہوتیں تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

۴. عن عائشة قالت ما نظرت او ما رأيت فرج رسول الله صلى الله عليه وسلم قط (رواه ابن ماجه مشكوة كتاب النكاح باب النظر الى المخطوبة وبيان العورات فصل ثالث ص ۲۷۰ قديمى كتب خانہ كراچى)

فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول ﷺ کی کائنات کا ستر نہ دیکھا۔

۵. عن عائشة أم المؤمنين انها قالت اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بصبي

فبال على ثوبه فدعا بقاء فاتبه اياه (الصحيح البخارى كتاب الوضوح ۱ ص ۳۵)

فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شیر خوار بچہ لایا گیا جس نے آپ کے کپڑے پر بول کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس پر ڈال دیا۔

۶. عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كل شراب اسكر

فهو حرام (بخارى كتاب الوضو)

فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر وہ مشروب جو نشہ لائے حرام ہے۔

۷. عن عائشة ان رجلا قال للنبي صلى الله عليه وسلم ان امي افطنت

نفسها واظنها لو تكلمت تصدقت فهل لها اجر ان تصدقت عنها قال نعم  
(بخاری شریف کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۸۶)

فرماتی ہیں کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں میرا خیال ہے کہ اگر وہ گفتگو کرتیں تو صدقہ دیتیں اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو کیا انہیں ثواب ملے گا فرمایا ہاں۔ (شاہجہانپوری)

۸۔ عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم لا تسبوا لاموات فانهم  
قد افضوا الى ما قدموا (بخاری شریف کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۸۷)

فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مردوں کو سب و شتم نہ کرو کیونکہ جو انہوں نے آگے بھیجا تھا اس تک پہنچ گئے ہیں۔

۹۔ عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يصغى الى رأسه  
وهو مجاور في المسجد فارجله وانا حائض.

(بخاری شریف کتاب الاعتكاف ج ۱ ص ۲۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے جب کہ آپ مسجد میں اعتکاف کئے ہوتے تو میں کنگھی کر دیتی حالانکہ میں حائض ہوتی۔ (شاہجہانپوری)

۱۰۔ عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجاور في  
العشر الاواخر من رمضان ويقول تحروا ليلة القدر في العشر الاواخر من  
رمضان (بخاری شریف کتاب الصيام ج ۱ ص ۲۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے اور فرمایا کرتے کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ (ایضاً)

۱۱۔ عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يكثر ان يقول في

رکوعہ وسجودہ سبحنک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفر لنی یتاؤل القرآن فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے رکوع وسجدوں میں اکثر یہ دعا پڑھتے اے اللہ ہمارے رب اور ساتھ اپنی تعریف کے اے اللہ مجھے بخش دے آپ قرآن مجید کی تعمیل کرتے۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۲)

۱۲۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وانا راقدة معترضة علی فراشه فاذا اراد ان یوتر ایقظنی فاوترت.

(بخاری ابواب الوتر ج ۱ ص ۱۳۶)

سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے اور میں آپ کے بستر پر ترچھی لیٹی رہتی جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے جگا دیتے تو میں وتر پڑھ لیتی۔  
حصول برکت کے لئے بارہ روایات پیش کی گئیں۔

### اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدَةُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كِى سَخَاوَتِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت و فیاضی کا یہ عالم تھا کہ گھر میں جو مال ہوتا بانٹ دیا کرتی تھیں حتیٰ کہ خود پیوند والے کپڑے استعمال فرماتیں چنانچہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:-  
لقد رأیت عائشة رضی اللہ عنہا تقسم سبعین الفا وانہا لترقع جیب درعہا کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ نے ستر ہزار اللہ کی راہ میں خیرات کئے حالانکہ خود آپ اپنی قمیص کی جیب میں پیوند لگاتی تھیں۔ (خلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۵۸)  
اسی طرح مرقاۃ میں حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں ایک بار اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ انگور کھا رہی تھیں کہ کوئی سائل آیا اور آپ کے پاس ایک ہی دانہ انگور کا بچا تھا سیدہ نے سائل کو وہی عطا فرما دیا جس پر وہ ناراض ہوا تو اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ نے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیر یرہ ترجمہ: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا (کنز الایمان) پڑھ کر فرمایا انگور کا ایک دانہ بھی ذرہ کو مشتمل ہے۔

(باب فضل الفقراء الفصل الثانی تحت حدیث انس)



بخاری شریف کتاب الزکوٰۃ میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اپنی خالہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

دخلت امرأة معها ابتنان لها تسأل فلم تجد عندي شيئا غير تمر فاعطيتها  
اياها

کہ ایک عورت میرے پاس کچھ مانگتے ہوئے اپنی دو بیٹیوں کیساتھ آئی اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس نے کچھ نہ پایا اس کے سوال کرنے پر میں نے وہ کھجور اسے دے دی۔ (الصحيح البخاری)

نیز حضرت عروہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے فواللہ ما غابت الشمس عن ذلك اليوم حتى فرقها قسم بخدا اس دن کے سورج غروب ہونے سے قبل آپ نے ان کو بانٹ دیا پھر آپ کی کنیز نے عرض کی لو اشتریت من هذا الدراهم بدرهم لحما کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ ان درہموں میں سے کسی درہم سے گوشت خرید لیتیں آپ نے فرمایا لو قلت قبل ان افرقها لفعلت اگر آپ یہ بات میرے تقسیم کرنے سے قبل کہتی تو میں گوشت خرید لیتی۔

(حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم ج ۲ ص ۵۸)

حضرت عبدالرحمن بن قاسم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے کپڑے چاندی اور دیگر اشیاء بھیجیں سیدہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا تو رونے لگیں اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ پایا (کیونکہ آپ فقر اختیار کرنے کے بادشاہ تھے) پھر آپ نے ان تمام اشیاء کو تقسیم فرما دیا اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد روزے رکھا کرتی تھیں تو جب افطاری روٹی اور روغن کیساتھ فرمائی تو ایک عورت نے عرض کی اے ام المؤمنین اگر آپ حکم دیتیں تو ہم ایک درہم کا گوشت خرید کر (روٹی کیساتھ) کھا لیتے فقالت عائشة کلی فواللہ ما بقی عندنا منہ شیء آپ نے فرمایا کہ کھانا کھاؤ کیونکہ قسم بخدا ہمارے پاس کچھ بھی نہ بچا۔ (سب کاسب راہ خدا

میں بانٹ دیا) (ایضاً)

حضرت ابن زبیر سیدہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے اور آپ کو بہت محبوب تھے چونکہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو کچھ بطور عطیہ کے آتا اس کو صدقہ کر دیتیں جس کی چند ایک مثالیں گذریں ایک دفعہ آپ نے اونٹنی کا بچہ بیچا یہ دیکھ کر حضرت ابن زبیر نے فرمایا کہ میں اس کو صدقہ کرنے سے سیدہ کو روک دوں گا جب یہ بات اُمّ المؤمنین کو پہنچی تو فرمایا اللہ علی ان لا کلم ابن الزبیر حتی افارق الدنيا کہ اللہ کی قسم میں ابن زبیر سے بات چیت نہ کروں لگی حتی کہ دنیا کو داغِ فرقت دے دوں پس ہجر (قطع کلام) نے طول پکڑا تو جب ابن زبیر یہ برداشت نہ کر سکے تو ہر ایک سے سیدہ کی بارگاہ میں اپنی سفارش کروائی لیکن آپ نے گفتگو کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ قسم بخدا میں اپنی قسم توڑ کر گناہ گار نہ ہوں گی آخر کار مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود سیدہ کی بارگاہ میں گئے اور حضرت ابن زبیر بھی ساتھ ہو لیے پس آپ سیدہ رضی اللہ عنہا سے جا کر لپٹ گئے اور رونے لگے تو سیدہ رضی اللہ عنہا بھی زار و قطار رونے لگیں پھر حضرت ابن زبیر نے اللہ کا واسطہ دیا تو آپ نے ناراضگی ختم فرمائی اور اپنی قسم توڑ دی آپ کے لئے چالیس غلام خریدے گئے اور آپ نے ان سب کو بطور کفارہ آزاد فرمایا حضرت عوف فرماتے ہیں بعد میں اُمّ المؤمنین جب اپنی نذر یاد کرتیں تو اس قدر روتیں کہ آپ کی چادر مبارک تر ہو جاتی تھی۔ (حلیۃ الاولیاء و بخاری شریف کتاب المناقب)

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی و خادمہ ہیں پہلے کسی یہودی کی ملک میں تھیں جس نے حضرت بریرہ کو پانچ اوقیہ بطور قسط ہر سال ایک اوقیہ میں مکاتبہ کیا تھا حضرت بریرہ بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوئیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے معاونت چاہی اُمّ المؤمنین نے فرمایا:-

ارجعی الی اہلک فان احبوا ان اقضی عنک کتابتک و یکون ولاءک لی فعلت کہ آپ اپنے مالک کی طرف جاؤ اور جا کر کہو کہ اگر وہ پسند کریں تو میں آپ کا بدل کتابت ادا کروں

اور حق ولاء مجھے حاصل ہو تو میں ایسا کرتی ہوں حسب حکم حضرت بریرہ اپنے مالک کے پاس جا کر کہتی ہیں تو وہ انکار کر دیتا ہے مگر اس شرط پر کہ حق ولاء اس کے لئے ہوگا پس حضرت بریرہ نے اُمّ المؤمنین کو سارا ماجرا عرض کیا حضور ﷺ کو جب خبر پہنچی تو ارشاد فرماتے ہیں:-

خذيها فاعتقها واشترطي لهم الولاء فانما الولاء لمن اعتق

کہ آپ حضرت بریرہ کو خرید کر آزاد کرو اور حق ولاء مشروط کرو اس لئے کہ حق ولاء آزاد کرنے والے کو حاصل ہوگا۔

چنانچہ حضرت بریرہ کو خرید کر آزاد فرمادیتی ہیں چونکہ باندی کو آزادی کے بعد اختیار عتق حاصل ہوتا ہے کہ خواہ وہ اپنے شوہر سابق کیساتھ رہے یا کہ نہ رہے۔

فخیرھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخترت نفسھا

حضور ﷺ نے حضرت بریرہ کو اختیار دیا تو انہوں نے نکاح سے آزاد رہنے کا فیصلہ فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:-

ان زوج بريرة كان عبدا اسود يسمي مغيثا فخیرھا یعنی النبی صلی اللہ

علیہ وسلم و امرھا ان تعتد

حضرت بریرہ کے خاوند مغیث نامی ایک کالے رنگ کا غلام تھا پس حضور ﷺ نے حضرت

بریرہ کو اختیار دیا اور انہیں عدت پورا کرنے کا حکم فرمایا خیال رہے حضرت مغیث کے غلام و آزاد ہونے

ہر دونوں کی روایت ملتی ہے اب حضرت بریرہ کی آزادی کے بعد چونکہ آپ کے خاوند آپ سے بہت

محبت کرتے تھے اس وجہ سے وہ اس حد تک روتے کہ آنسو رخساروں پر بہہ جاتے لیکن آپ ان کو پسند نہ

فرماتی تھیں اس وجہ سے آپ نے آزادی کے بعد ان کو چھوڑ دیا حضرت ابن عباس سے روایت ہے

فرماتے ہیں:-

ان مغيثا كان عبدا فقال يا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اشفع لي اليها

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يا بريرة اتقي الله فانہ زوجك و ابو

ولذلك فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اتأمرني بذاك قال لا  
انما انا شافع و كان دموعه على خده فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
للعباس الاتعجب من حب مغيث بريرة وبغضها اياه

یعنی مغیث غلام حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ بریرہ کے پاس میری  
سفارش فرمادیجئے حضور ﷺ نے فرمایا اے بریرہ اللہ سے ڈرو کیونکہ مغیث آپ کا خاوند  
اور آپ کے لڑکے کا باپ ہے عرض کی حضور ﷺ کیا اس کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں فرمایا نہیں  
بلکہ میں تو سفارش کر رہا ہوں ( کیونکہ ) مغیث کے آنسو رخساروں پر بہ رہے تھے  
پھر حضور ﷺ نے حضرت عباس سے فرمایا کہ کیا مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث  
سے نفرت آپ کو حیران نہیں کرتی۔ (بخاری شریف و ابوداؤد شریف)

فائدہ:

میت کے ترکہ کے ساتھ چار حقوق ترتیب وار متعلق ہوتے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے میت کی تجہیز اور تکفین کی جائے گی تجہیز سے مراد ہر وہ چیز جس کی قبر تک  
میت محتاج ہو اور تکفین سے مراد میت کو کفن دینا ہے اور تجہیز و تکفین میں نہ تو کسی چیز کی کمی کی جائے گی اور  
نہ ہی زیادتی مثلاً مرد کو کفن میں تین کپڑے دو چادریں اور ایک قمیص جب کہ عورت کو پانچ کپڑے دو  
چادریں اور ایک قمیص، سینہ بند اور دو پٹہ دیئے جائینگے اس سے زائد کرنے کو تہذیر کہتے ہیں اور کم کرنے کو  
تقتیر کہتے ہیں البتہ ضرورت و حاجت کے وقت کفن کفایت دیا جائے گا۔

۲۔ میت کی تجہیز و تکفین کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے گا پھر اگر مرنے والے نے کسی حق  
اللہ کی وصیت کی ہو تو قرضے کی ادائیگی کے بعد اس کا نفاذ کیا جائے گا جیسے مرنے والے کے ذمے کچھ  
نمازیں تھیں اور وہ فدیہ دینے کی وصیت کر کے مرا ہو تو اس صورت میں ورثاء پر فدیہ ادا کرنا لازم ہوگا ہاں  
اگر بغیر وصیت کے مر جائے تو اولیاء میں سے کوئی از خود ادا کرے گا تو اللہ کی بارگاہ میں امید ہے کہ قبول

فرمائے ورنہ کم از کم اس کی طرف سے صدقہ ہو جائے گا۔

۳۔ قرض کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ مال کے تہائی سے اگر مرنے والے نے کوئی وصیت کی ہو تو اس کو پورا کیا جائے گا۔

۴۔ اس کے بعد جو بچے اس مال کو مرنے والے کے ورثاء پر اسی طرح بانٹ دیا جائے گا جیسا کہ کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

اب اصحابِ فرائض سے اگر کچھ مال بچ رہے تو وہ میت کے عصبہ کو دیا جائے گا اور عصبہ میت کے ان رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے جو اصحابِ فروض سے بچا ہو مال پاتے ہیں اور اگر اصحابِ فروض نہ ہوں تو جمیع مال لے لینگے ان کو عصبہِ نصی کہتے ہیں اور اگر میت کے عصبہِ نصی نہ ہوں تو پھر عصبہِ سببی کو دیا جائے گا اور عصبہِ سببی سے مراد مولائے عتاقہ ہے یعنی اگر کسی مرد یا عورت نے کوئی غلام خواہ باندی آزاد کی ہو تو یہ آزاد کرنے والا اپنے آزاد شدہ کا مال پائے گا اور اس استحقاق کو حق ولاء کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا الولاء لحمۃ کلحمۃ نسب چونکہ آزادی انسان کی حیات ہے کیونکہ اس کے ذریعے صفتِ ملکیت حاصل ہوتی ہے جس سے انسان اپنے ماعد حیوانات و جمادات سے ممتاز ہوتا ہے جبکہ رقیق صفتِ ملکیت کو تلف و ضائع کرنے والی ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آزاد کرنے والا شخص آزاد شدہ کی حیات کا سبب ہوا جیسا کہ باپ بیٹے کے وجود کا سبب ہوتا ہے تو جس طرح بیٹا اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے نسبی سبب کی وجہ سے اور مرنے پر باپ کے لئے حقِ ارث ثابت ہوگا اسی طرح ولاء کی وجہ سے بھی آزاد کرنے والے آقا کو حقِ ارث ملے گا اور جس طرح باپ کے نہ ہونے کی صورت میں بیٹا یا پوتایا پڑپوتایا بچے تک ورنہ باپ یا دادا یا پڑدادا اور پر تک اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو پھر میت کا بھائی یا پھر چچا یا پھر بیٹا یا پھر اس کا جزو یا پھر جزو کا جزو جس طرح تفصیل گذری آزاد شدہ غلام کا مال پائینگے البتہ آزاد کرنے والے کی ورثاء عورتیں حق ولاء سے کچھ نہ پائیں گی الا یہ کہ وہ عورت خود آزاد کرے یا اس کا آزاد شدہ کسی کو آزاد کرے یا پھر کسی کو مکاتب کرے یا مدبر کرے یا پھر اس کا مکاتب یا مدبر کسی کو مکاتب یا مدبر کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے لیس



للنساء من الولاء الا ما اعتقن او اعتق من اعتقن او كاتبن او كاتب من كاتبن او دبرن  
او دبر من ادبرن خیال رہے ولایۃ عتاقہ میں غلام کے مرنے سے آقا تو پائے گا لیکن آقا کے مرنے  
پر غلام نہ پائے گا جبکہ مولائے موالات میں جانبین سے استحقاق ہوگا اور مولائے موالات یہ ہے کہ ایک  
شخص دوسرے کو کہے کہ تو میرا وارث ہوگا اگر میں مر جاؤں اور اگر جنایت کروں تو تم میرے عاقل ہو گے  
اور دوسرے نے قبول کر لیا تو یہ عقد ولایۃ ہو جائے گا اب اگر پہلا شخص جنایت کرے گا تو اس کا عاقل یہ  
ہوگا اسی طرح اگر مر جائے تو وارث بھی بنے گا اور اگر دوسرے شخص نے بھی یہی کہا تو جانبین سے ہر دوسرا  
پہلے کا عاقل و وارث ہوگا اور اس میں رجوع کرنا بھی جائز ہے مولائے عتاقہ کے نہ ہونے کی صورت میں  
اس کے عصبہ کو جیسے کہ گذرا ملے گا پھر اگر وہ بھی نہ ہوں تو اصحابِ فروضِ نسبیہ کو پھر ذوی الارحام کو پھر  
مولائے موالات پھر اس شخص کے لئے حق ہوگا جس کا مرنے والے نے اپنے غیر کے لئے نسب کا اقرار  
کیا تھا اگر وہ بھی نہ ہو تو اس شخص کو مال ملے گا جس کے لئے مرنے والے نے تمام مال کی وصیت کی تھی  
ورنہ پھر بیت المال میں دیا جائے گا اور اس کو مریض کی ادویات اس کے خرچے کیلئے صرف کیا جائے گا  
جبکہ وہ فقیر ہو یا جو شخص کمانے سے عاجز ہو اور اس کا کوئی نفقہ دینے والا بھی نہ ہو تو اس کو دیا جائے گا یا پھر  
لقطہ بچے پر خرچ کیا جائے گا واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

(سراجی و شریفیہ و برکات السراج)

خیال رہے یہ وہی بریرہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ جن کو بطور صدقہ کے کچھ گوشت آیا تھا  
تو جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو فرمایا تھا کہ لک صدقہ و لنا ہدیۃ کہ آپ کے لئے  
صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے چنانچہ اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت  
بریرہ میں تین شرعی حکم ہوئے۔

احدی السنن عتقت فخیرت فی زوجها وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم الولاء لمن اعتق ودخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والبرمة  
تفور بلحم فقرب الیہ خبز وأدم من آدم البیت فقال الم اربرمۃ فیہا لحم

قالوا بلى ولكن ذلك لحم تصدق به على بريره وانت لاتا كل الصدقة

قال هو عليها صدقة ولنا هدية. (متفق عليه، مشکوة ص ۱۶۱)

ایک حکم یہ کہ وہ آزاد کی گئیں تو انہیں اپنے خاوند کے متعلق اختیار دیا گیا اور فرمایا

حضور ﷺ نے کہ ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے اور حضور ﷺ شریف لائے کہ ہانڈی

گوشت سے اہل رہی تھی آپ کی خدمت میں روٹی اور گھر کا کوئی سالن پیش کیا گیا تو فرمایا

کہ کیا مجھے گوشت کی ہانڈی نظر نہیں آرہی عرض کیا ہاں لیکن یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ

کیا گیا اور حضور ﷺ تو صدقہ کھاتے نہیں تو فرمایا وہ ان پر صدقہ ہے ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

خیال رہے بنو ہاشم کا آزاد غلام و باندی بھی صدقہ نہیں لے سکتی اور چونکہ سیدہ عائشہ رضی

اللہ عنہا ہاشمیہ نہیں بلکہ قریشیہ ہیں اس لیے بریرہ کے حق میں صدقہ روارہا۔

أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كِتَابُ التَّلَاذُحِ

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ

ابو موسیٰ نامی چار صحابہ ہیں: هذا والانصاري والناقصي مالک بن عبادہ او ابن

عبد اللہ و ابو موسیٰ الحکمى ایک تو یہی ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس بن سلیمان بن حصار الاشعری ہیں

باقی تین ابو موسیٰ انصاری و ابو موسیٰ ناقصی مالک بن عبادہ یا ابن عبد اللہ اور تیسرے ابو موسیٰ حکمی ہیں حضرت

ابو موسیٰ اشعری جلیل القدر صحابی رسول ہیں استعملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی

زبید و عدن و ساحل الیمن و استعملہ عمر رضی اللہ عنہ علی الکوفة و البصرة

حضور ﷺ نے ان کو زبید، عدن اور ساحل یمن کا حاکم مقرر فرمایا تھا حضور سیدنا عمر فاروق نے بھی کوفہ

بصرہ کا آپ کو حاکم مقرر فرمایا و کان من علماء الصحابة و مفتیہم آپ علمائے صحابہ و مفتیان

میں سے تھے آپ سے مرویات احادیث ۳۶۰ تین سو ساٹھ ہیں جن میں سے پچاس پر امام بخاری و مسلم

نے اتفاق فرمایا اور چار کو بخاری اور پندرہ کو مسلم نے منفرداً روایت فرمایا و ی عنہ انس بن مالک

وطارق بن شہاب وخلق من التابعین وبنوہ یعنی آپ سے حضرت انس بن مالک اور طارق ابن شہاب اور تابعین کی کثیر جماعت اور صاحبزادوں یعنی ابوبکر، ابراہیم اور موسیٰ نے احادیث روایت فرمائیں آپ کا وصال مکہ یا پھر کوفہ میں ہوا۔ (عمدة القاری ج ۱ ص ۱۳۵ مکتبہ رشیدیہ)

## ۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

آپ کے نام میں اختلاف ہے اسی طرح آپ کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے جس میں تقریباً تیس اقوال ہیں (عمدة القاری الجزء الاول ص ۱۲۴) زیادہ قریب عبد اللہ یا عبد الرحمن بن صخر الدوسی ہے آپ سب سے پہلے صحابی ہیں جن کی ابو ہریرہ کنیت ہے جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ایک دفعہ بلی سے کھیل رہے تھے تو حضور ﷺ نے دیکھ کر فرمایا یا اباہریرہ لہذا اسی سے مشہور ہو گئے حتیٰ کہ اصل نام میں اختلاف واقع ہو گیا زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد شمس تھا آپ کی والدہ کا نام میمونہ یا امیہ ہے آپ کی والدہ حضور ﷺ کی دعا سے مشرف باسلام ہوئیں اہل صفہ میں سے تھے عام خیبر میں اسلام لائے آپ فرماتے ہیں کہ:-

نشأت یتیمًا وهاجرت مسکینًا وکنت اجیر السبرة بنت غزوان وان خادما  
لہا فزوجنیہا اللہ تعالیٰ والحمد لله الذی جعل الدین قولا وجعل اباہریرة  
اماما

یعنی میں نے حالت یتیمی میں پرورش پائی حالت مسکینی میں ہجرت کی اور میں سبرة بنت غزوان کا اجیر تھا تو میری شادی اللہ تبارک و تعالیٰ نے سبرہ سے فرمادی تو تمام تعریفیں اس ذات کو لائق ہیں جس نے دین کو قیم فرمایا ابو ہریرہ کو امام بنایا۔

نیز فرماتے ہیں کنت ارعی غنما میں بکریاں چراتا تھا وکان لی ہرة صغيرة  
العب بہا فکنونی بہا کہ میری ایک چھوٹی بلی تھی جس سے میں کھیلتا تھا تو میری کنیت لوگوں نے  
ابو ہریرہ رکھ دی وقیل راہ النبی فی کمد ہرة فقال یا اباہریرة کہ آپ کو حضور ﷺ نے دیکھا

کہ آپ کی آستین میں بلی تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ لہذا آپ اسی کنیت سے مشہور ہو گئے آپ کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوبتر 5374 ہے جن میں تین سو پچیس پر بخاری و مسلم متفق ہیں جب کہ تین سو نوے احادیث میں امام بخاری اور ایک سو نوے پر امام مسلم منفرد ہیں روی عنہ اکثر من ثمان مائتہ رجل من صاحب و تابع آٹھ سو سے زائد صحابہ و تابعین نے آپ سے روایات لیں اور بیان فرمائیں (عمدة القاری ۱۲۴ صفحہ الجزء الاول مکتبہ رشیدیہ)

سب سے زیادہ سعید ابن المسیب ان کے داماد اور ان کے مولیٰ اعرج نے اور مدینہ کے کبار تابعین نے ان سے بکثرت حدیثیں لیں۔ (فیوض الباری)

آپ نے ایک دفعہ حضور ﷺ سے اپنے حافظہ کی شکایت کی کہ:-

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اسمع منک حدیثا کثیرا انساہ قال  
ابسط ردائک فبسطہ فغرف بیدیه ثم قال ضم فضممت ضمافمانسیت  
شیتا

کہ میں حضور ﷺ کے ارشادات سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر بچھاؤ پس میں نے اسے بچھا دیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے لپ ڈالی اور فرمایا لپیٹ لو میں نے اسے لپیٹ لیا تو اس کے بعد کسی چیز کو نہ بھولا (بخاری کتاب العلم ج ۱ ص ۲۲)

آپ جلیل القدر صحابی اور عبادت گزار متواضع و خاکسار تھے آپ روزانہ بارہ ہزار نفل پڑھتے تھے۔ (فیوض الباری وغیرہ)

مات بالمدينة سنة تسع وخمسين وقيل ثمان وقيل سبع ودفن  
بالبقيع (عمدة القاری)

آپ کا وصال ۵۹/۵۸/۵۷ ہجری میں ہوا بقیع میں تدفین ہوئی اس وقت آپ کی عمر ثمان و سبعین یعنی اٹھتر سال تھی۔ (عمدة القاری الجزء الاول ص ۱۲۴ مکتبہ رشیدیہ)



۳۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

وہو عبداللہ بن الزبیر بن العوام آپ عبداللہ بن زبیر بن عوام ہیں الصحابی ابن الصحابی امیر المؤمنین خود صحابی اور صحابی کے بیٹے امیر المؤمنین ہیں مہاجرین مدینہ المنورہ میں سب سے پہلے آپ کی ولادت ہوئی ولدتہ امہ اسماء بنت ابی بکر بقاء آپ کا تولد حضرت اسماء بنت ابوبکر کے ہاں قباء میں ہوا واتت به النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی حجرہ آپ کو آپ کی والدہ ولادت کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کر کے آپ کی گو دمبارک میں رکھ دیتی ہیں (سبحان اللہ ما اعظم شانہ) پھر حضور ﷺ کھجور منگواتے ہیں اور چبا کر اس سعادت مند بچہ کی تحنیک فرماتے ہیں یہ وہ خوش بخت ہیں کہ جن کے منہ میں سب سے پہلے حضور ﷺ کا لعاب دہن گیا۔

ع:

مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

اس کے بعد حضور ﷺ آپ کے لئے دعائے برکت فرماتے ہیں آپ سیدہ اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں آپ اطلس یعنی بے ریش تھے بہت زیادہ روزے رکھنے والے، قیام کرنے والے راتوں کو جاگنے والے اور رکوع کرنے والے اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے والے تھے یزید ابن معاویہ کے مرنے کے بعد ۹۰ ہجری میں اہل حجاز و یمن اور عراق اور خراسان نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ نے عمارت کعبہ کو از سر نو تعمیر فرمایا اور اس میں دو دروازے لگائے آٹھ حج ادا فرمائے وبقی فی الخلافة الی ان حصرہ الحجاج بمکة اول لیلۃ من ذی الحجۃ سنة ثنتين وسبعین ولم یزل یحاصرہ الی ان اصابته رمیۃ الحجور فماتت وصلت جثہ وحمل رأسہ الی خراسان خلافت کے امور انجام دیتے رہے یہاں تک کہ حجاج نے مکہ کا ذی الحجۃ ۳۰ ہجری میں محاصرہ کیا اور محاصرہ جاری رہا حتیٰ کہ آپ کو ایک پتھر آگیا اور آپ نے جام شہادت نوش فرمایا اور آپ کے جسم مبارک کو سولی پر چڑھا دیا گیا اور سر مبارک خراسان



میں لے جایا گیا روی لہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة وثلاثون حديثا ذكر البخاري منها ستة آپ کی مرویات احادیث ۳۳ ہیں جن میں سے امام بخاری نے چھ احادیث ذکر فرمائی۔ (عمدة القاری الجلد الثانی ص ۱۵۰ مکتبہ رشیدیہ)

حجاج نے جب حضرت عبداللہ بن زبیر کی نعل مبارک کو سولی پر چڑھایا تو سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور فرمانے لگیں ابھی وقت نہیں آیا کہ یہ شہ سوار سواری سے اترے اتنے دردناک منظر کو دیکھنے کے باوجود آپ کی آنکھوں سے آنسو تک نہ نکلا حجاج نے آپ کو بلوایا تو آپ نے انکار فرمادیا اس پر حجاج کہنے لگا کہ سیدھی طرح آ جاؤ ورنہ بالوں سے پکڑ کر گھسٹوا کر منگواؤں گا اس پر رفیق رسول ﷺ کی صاحبزادی نے فرمایا کہ نہیں جاؤں گی جب تک تو بال سے پکڑ کر نہ گھسٹوائے پھر حجاج خود آ کر کہنے لگا کہ تم نے دیکھا کہ میں نے اس دشمن خدا کیساتھ کیا کیا صاحبزادی محبوب رسول نے فرمایا میں نے دیکھا کہ تو نے اس کی دنیا برباد کی اور اس نے تیری آخرت خراب کر دی نیز فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب ہوگا اور سفاک کذاب تو ہم نے دیکھا اور سفاک تیرے سوا کوئی نہیں۔ (نزہة القاری ج ۱ ص ۳۸۰ برکاتی پبلشرز)

## ۲۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت عروہ بن زبیر بن عوام فقہائے سبعہ مدینہ طیبہ میں سے ہیں علامہ عینی فرماتے ہیں  
 وهو احد الفقهاء السبعة وهم هو وسعيد بن المسيب وعبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود والقاسم بن محمد بن ابي بكر الصديق وسليمان ابن يسار وخارجة بن زيد بن ثابت وفي السابع ثلاثة اقوال احدها ابو سلمة بن عبد الرحمن الثاني سالم بن عبد الله بن عمر الثالث ابو بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام

یعنی حضرت عروہ بن زبیر فقہائے سبعہ میں سے ایک ہیں اور مدینہ کے سات فقہاء یہ ہیں

(۱) عروہ بن زبیر بن عوام (۲) سعید بن المسيب (۳) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن

مسعود (۴) قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق (۵) سلیمان ابن یسار (۶) خارجہ بن زید بن ثابت اور ساتویں میں تین قول ہیں (۱) ابوسلمہ بن عبدالرحمن (۲) سالم بن عبداللہ بن عمر (۳) ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت اسماء بنت الصدیق ہے وقد جمع الشرف من وجوه اور آپ کئی وجوہات کی بنا پر شرف و بزرگی کے جامع ہیں فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صہرہ و ابوبکر جدہ و الزبیر والدہ و اسماء امہ و عائشہ خالہ حضور ﷺ آپ کے صہر مبارک ہیں ابوبکر آپ کے نانا ہیں حضرت زبیر آپ کے والد ہیں حضرت اسماء آپ کی والدہ اور حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی خالہ ہیں وُلِدَ سَنَةَ عَشْرِينَ وَمَاتَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ وَقِيلَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَقِيلَ تِسْعٍ آپ کی ولادت ۲۰ ہجری میں جب کہ وفات ۹۲ یا ۹۳ یا ۹۹ ہجری میں ہوئی بہت زبردست عابد زاہد شب زندہ دار بزرگ تھے روزانہ بلا ناغہ چوتھائی قرآن مصحف شریف دیکھ کر پڑھتے چوتھائی قرآن پاک تہجد میں پڑھتے ابوالزیاد کا قول ہے کہ میں مدینہ منورہ میں فقہائے سب سے ملاقات کر چکا ہوں جو علم و فضل میں اعلیٰ منزل پر پہنچے ہوئے ہیں عروہ کا بھی شمار انہیں میں ہے امام زہری فرماتے ہیں کہ عروہ بن زبیر علم کا ایک ایسا سمندر ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا مہینوں لگا تار روزے رکھتے تھے ولید بن عبد الملک کہا کرتا تھا جسے یہ پسند ہو کہ کسی جنتی کو دیکھے تو وہ عروہ کو دیکھے ایک دفعہ ولید کے پاس گئے تو پاؤں میں آکلہ ہو گیا ولید نے کہا پاؤں کٹوا لو پہلے انکار فرمایا مگر جب اثر پنڈلی تک پہنچ گیا تو پھر ولید نے کہا اگر نہیں کٹوائیں گے تو پورے جسم میں اس کا اثر سرایت کر جائے گا پاؤں کا مٹنے والا آیا اس نے کہا کہ شراب پی لیں تاکہ احساس نہ ہو فرمایا میں اللہ کی حرام کردہ چیز کے ذریعہ عافیت نہیں چاہتا اس نے کہا کہ کوئی خواب آور دو دیدوں فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرا کوئی عضو کاٹا جائے اور مجھے تکلیف کا احساس نہ ہو اور اس کے ثواب سے محروم رہوں لوگوں نے کہا کہ پکڑے رہیں فرمایا کوئی ضرورت نہیں آخر کار پاؤں کا گوشت پہلے چھری سے پھر ہڈی آری سے کاٹی گئی اور آہ تک نہیں فرمائی تسبیح و تہلیل میں مصروف رہے اس دوران آپ روزہ کی حالت میں تھے جب روغن زیتون لوہے کے چمچوں

میں کھولا کر داغا گیا تو بے ہوش ہو گئے بعد از افاقہ کٹا ہوا پاؤں ہاتھ میں الٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے تجھ پر سوار فرمایا تیرے ذریعہ کسی گناہ کی طرف نہیں گیا ہوں خیال رہے آپ کے والد حضرت زبیر بن العوام عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حواری رسول ﷺ ہیں۔

(عمدة القاری ، نزہة القاری ، تہذیب التہذیب وغیرہ)

## ۵۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

عمرو بن العاص بن وائل قرشی سہمی ہیں کنیت ابو عبد اللہ تھی جب کہ ابو محمد بھی ان کو کہا جاتا تھا قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سنة ثمان قبل الفتح مسلما فتح مکہ سے قبل سن ۸ ہجری میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حالت اسلام میں حاضر ہوئے نجاشی کے پاس ہی مسلمان ہو چکے تھے اور دین اسلام کے معتقد ہو گئے تھے نجاشی نے ان سے کہا تھا اے عمرو! تمہارے ابن عم کا دین کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے خدا کی قسم وہ سچے رسول ﷺ ہیں پوچھا آپ یقین وصدق سے کہتے ہیں یا کہ شک سے نجاشی نے کہا واللہ میں از روئے یقین سے کہتا ہوں پس عمرو بن عاص فتح مکہ سے چھ ماہ قبل حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہو گئے اور ان کیساتھ خالد بن ولید اور طلحہ بھی تھے جب حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو تمہاری طرف پھینک دیا ہے اس کے بعد حضور ﷺ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے اور نگاہیں نیچی رکھتے تھے حضور ﷺ نے ان کو عمان کا والی بنایا اور حضور ﷺ کے وصال تک اسی عہدے پر رہے حضور ﷺ کے بعد عمرو بن عاص نے حضرت عمرو عثمان اور معاویہ کے ماتحت کام کیا حضرت عمر نے ان کو مصر بھیجا انہوں نے مصر فتح کیا اور والی مصر رہے حضرت عمر کے وصال کے بعد حضرت عثمان نے چار سال سے زائد ان کو والی مصر بدستور قائم رکھا حضرت عثمان کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ کے پاس آگئے اور ان کے مشیر خاص و قوت بازو رہے۔ اور واقعہ صفین کے بعد جب حکیم پر اتفاق ہوا تو حضرت معاویہ نے ان کو اپنی طرف سے حکم بنایا واقعہ دومۃ الجندل کے بعد حضرت امیر معاویہ نے ان کو مصر پر والی بنایا اسی حالت میں مصر ہی میں عید الفطر کے دن انتقال ہوا صاحبزادے

عبداللہ نے نماز جنازہ کے بعد نماز عید الفطر پڑھائی۔

## واقعہ وصال

آپ کے وصال کا واقعہ انتہائی رقت انگیز ہے مسلم شریف میں ہے کہ وقت وصال آپ بہت خوفزدہ و مضطرب ہوئے اور بہت دیر تک روتے رہے حتیٰ کہ اپنا منہ دیوار کی طرف فرمایا صاحبزادے نے عرض کی ابا جان یہ خوف و فزع کس چیز کے باعث ہے آپ کو تو رسول کائنات ﷺ کی صحبت کی شرافت حاصل ہے اور غزوات میں شریک ہوتے تھے آنحضرت ﷺ سے بشارتیں حاصل ہوئیں فرمایا اے بیٹے! مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں اپنی اول زندگی میں حضور ﷺ کو دشمن گردانتا تھا اور حضور ﷺ کا رخ انور انتہائی مبغوض ترین تھا اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو ناری ہوتا دوسری حالت مسلمان ہونے کی ہے اور اسلام کے بعد حضور ﷺ کی صحبت حاصل ہوئی اور اس حد تک کہ حضور ﷺ کے رخ زیبا سے محبوب ترین میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی یہاں تک کہ غایت ادب و حیا اور اجلال کے باعث ان کی طرف نظر نہ کر سکتا تھا اور اگر کہا جائے کہ حضور ﷺ کا وصف بیان کرو کہ کس طرح آپ کا حلیہ مبارک تھا تو نہیں کر سکتا۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ  
ان سنا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

منزہ عن شریک فی محاسنہ  
فجوهر الحسن فیہ غیر منقسم

(امام شرف الدین بو صیری رضی اللہ عنہ)

کیونکہ ان پر نظر ڈالنے کی ہمت نہ ہوئی تھی اگر اس حالت میں دنیا سے رخصت ہو جاتا تو امید رکھتا کہ اہل بہشت میں سے ہوتا اس کے بعد امارت و ولایت میں عمر گزاری اور اس میں مبتلا ہو گیا

اور اس مسافر خانہ دنیا سے مجھے ملا جو کچھ ملا اب میں نہیں جانتا کہ میرا حال کیا ہوگا۔

پس میں مروں تو میرے ہمراہ کوئی نوحہ گرنہ ہو اور جب دن کرو گے تو مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا اور قبر کے گرد اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں کہ اونٹ ذبح کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے انسیت حاصل کروں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (مسلم شریف، عمدۃ القاری، مدارج شریف و نزہۃ القاری)

### حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

آپ حضرت عمر ابن خطاب کے صاحبزادے ہیں ظہور نبوت سے ایک سال قبل پیدا ہوئے قرشی عدویٰ کی ہیں وامہ وام اختہ حفصہ بنت مظعون اخت عثمان بن مظعون اسلم مکہ قلیما مع ابیہ وهو صغیر وهاجر معہ آپ حضرت حفصہ کے بھائی ہیں دونوں کی والدہ زینب بنت مظعون جو کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بہن تھیں مکہ میں اپنے والد کے ساتھ صغریٰ میں ایمان لے آئے اور انہیں کیساتھ ہجرت فرمائی کم سنی کی وجہ سے غزوہ بدر واحد میں شریک نہ ہوئے جنگ احد میں شرکت کرنی چاہی تھی مگر واپس کر دیئے گئے اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے واحد العبادۃ الاربعۃ وثانیہم ابن عباس وثالثہم عبداللہ بن عمر وبن العاص و رابعہم عبداللہ بن الزبیر یعنی آپ عبادلہ اربعہ میں سے ایک ہیں دوسرے عبداللہ ابن عباس تیسرے عبداللہ بن عمرو بن عاص جب کہ چوتھے عبداللہ ابن زبیر ہیں ان الجوہری اثبت ابن مسعود منہم وحذف عبداللہ بن عمرو اور جوہری نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو ثابت فرمایا ہے اور ابن عمرو کو حذف فرمایا ہے۔

بہت بڑے عابد و زاہد محتاط متقی عمل بالنسب تھے۔

روی لہ الفاحدیت وستمائة وثلاثون حدیثا اتفقا منہما علی مائة وسبعین

حدیثا وافرہ البخاری باحد وثمانین و مسلم باحد و ثلاثین

آپ سے دو ہزار چھ سو تیس احادیث مروی ہیں ان میں سے ایک سو ستر پر شیخین نے اتفاق



فرمایا۔ جب کہ اکاسی (۸۱) امام بخاری نے اور اکتیس (۳۱) امام مسلم نے منفرداً روایت فرمائی ہیں حضرت ابو ہریرہ کے بعد اکثر الروایۃ ہیں۔

ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہے حق گوئی میں کسی کی پرواہ نہ فرماتے تھے حجاج ایک بار دیر تک خطبہ دیتا رہا اور نماز کا وقت تنگ ہو گیا فرمایا اے حجاج سورج تیرا انتظار نہ کرے گا عرفات مزدلفہ وغیرہ میں جہاں حضور ﷺ نے قیام کیا تھا حجاج سے آگے بڑھ کر قیام فرماتے حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد ۷۳ھ میں وصال ہوا وصل علیہ الحجاج حجاج نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔

(عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۶، نزہة القاری ج ۱ ص ۲۴۵، مرآة ج ۱ ص ۳۸)

### ۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آپ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہاشمی حضور سید عالم ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں وامہ ام الفضل لبابة الكبرى بنت الحارث اخت ميمونة أم المؤمنين آپ کی والدہ ام الفضل لبابة بنت حارث ہیں حضرت ام الفضل ام المؤمنين سیدہ ميمونة رضی اللہ عنہا کہ بہن ہیں کان يقال له الحبر والبحر لكثرة علمه وترجمان القرآن آپ کو حبر امت بحر العلوم اور ترجمان القرآن آپ کے کثرت علم کی وجہ سے کہا جاتا تھا واخذ العبادلة الاربعة عبادلة اربعة میں ایک ہیں وقال احمد مستة من الصحابة اكثر الرواية عن رسول الله صلى عليه وسلم امام احمد ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت فرمائی ہیں وہ چھ صحابہ کے اسمائے مبارکہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۲۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۴۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ

روی ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الف حدیث وستمائة  
وستین حدیثا اتفقا منها علی خمسة وتسعين حدیثا وانفرد البخاری بمائة  
وعشرين ومسلم بتسعة واربعين

آپ سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ احادیث مروی ہیں جن میں سے پچانوے پر شیخین نے  
اتفاق فرمایا ہے جب کہ ایک سو بیس میں امام بخاری انچاس میں امام مسلم منفرد ہیں ولد بالشعب  
قبل الهجرة بثلاث سنين ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں ولادت ہوئی۔

وتوفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو ابن ثلاث عشرة سنة

حضور ﷺ کے وصال ظاہری کے وقت تیرہ سال کے تھے وقال احمد خمس عشرة  
سنة جب کہ امام احمد فرماتے ہیں پندرہ برس کے تھے والاول هو المشهور اور پہلا قول مشہور ہے  
حضور سید عالم ﷺ نے آپ کے لئے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ ان کو فقیہ فی الدین بنا اور قرآن کی  
تاویل عطا فرما یہی وجہ ہے کہ کم سنی ہی میں ان کے علم و فضل کا سکہ سب پر بیٹھ گیا ذلك فضل اللہ  
یوتیه من یشاء۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہت قریبی تھے امام مسروق فرماتے ہیں کہ آپ اجمل الناس  
افتح الناس اور اعلم الناس تھے اخیر عمر میں آنکھوں میں موتیا آتا آیا معالجین نے کہا ہم موتیا نکال دیں  
گے لیکن پانچ دن کھڑے ہو کر آپ نماز نہیں پڑھ سکتے فرمایا خدا کی قسم میں موتیا نہیں نکلاؤں گا پانچ دن  
تو بڑی بات ہے ایک رکعت بھی نہیں چھوڑ سکتا جب آنکھیں سفید ہو گئیں تو یہ شعر پڑھا کرتے:-

ان یاخذنی اللہ من عینی نورہما

نفسی لسانی وقلبی منہما نور

قلبی ذکی وذہنی غیر ذی دخل

وفی ضمی صارم کارم کالسيف مطرور

ترجمہ:

اللہ نے میری آنکھوں سے روشنی لے لی تو کیا ہوا

اس کے عوض میری زبان میرا دل روشن ہے

میرا دل صاف ستھرا اور میرا دماغ فساد سے خالی ہے

میرے منہ میں ایسی زبان ہے جو تلوار کی طرح تیز مقابلہ میں غالب ہے

مات بالطائف سنة ثمان وستين وهو ابن احد وسبعين سنة في ايام الزبير

طائف میں آپ نے وفات پائی اس وقت آپ کی عمر مبارک اکہتر سال تھی اور اڑسٹھ ہجری تھی اور عبداللہ

بن زبیر کے ایام خلافت تھے محمد بن حنفیہ حضرت علی کے صاحبزادے نے نماز جنازہ پڑھائی بعد از دفن یہ

آواز سنائی دی گئی کہ:-

يا ايها النفس المطمئنة ارجعي الي ربك راضية مرضية ۝ فادخلي في

عبادی وادخلي جنتی ۝

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو اس حالت میں کہ تو اس سے راضی وہ

تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

(عمدة القاری ج ۱ ص ۷۰ ، نزہة القاری ج ۱ ص ۲۱۰)

۸۔ حضرت معاذہ بنت عبداللہ عدویہ رضی اللہ عنہا

معاذہ بنت عبداللہ عدویہ میم کے ضم کے ساتھ آپ عابدہ ثقہ حجت تابعیہ ہیں حضرت علی وسیدہ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں روی لہا الجماعة اور ان نے سے ایک جماعت

نے روایت کیا مات سنة ثلاث وثمانين تیرا سی ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

(عمدة القاری ج ۳ ص ۳۰۰ ، نزہة القاری ج ۲ ص ۲۴۶)

۹۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے اور محمد بن ابوبکر کے لخت جگر ہیں اجلہ تابعین

اور فقہائے سبعہ میں سے ہیں یحییٰ بن سعید نے کہا کہ اس عہد میں مدینہ میں ان سے افضل کسی کو نہیں پایا  
۳۳ھ میں ولادت ہوئی جب کہ ۱۰ھ میں وصال فرمایا۔

(نزہة القاری ج ۲ ص ۲۰۹، عمدة القاری ج ۳ ص ۲۵۴)

### ۱۰۔ عمرہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا

ہی عمرہ بنت عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ آپ عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ کی  
بٹی ہیں و كانت فی حجر عائشة أم المؤمنین ورتبها آپ أم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی  
اللہ عنہا کی گود کی پروردہ وریبہ ہیں مشہور تابعیہ ہیں وروت عنہا کثیرا من حدیثہا وعن  
غیرہا آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کثیرا احادیث لی ہیں آپ کے علاوہ بھی دیگر لوگوں  
سے احادیث روایت فرمائیں ماتت سنة ثلث ومائة ۳۰ھ میں وصال ہوا۔ (اکمال)

تلک عشرة كاملة

### أم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خویش و اقارب

#### حضرت اسماء رضی اللہ عنہا

أم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی  
اللہ عنہا کی باپ شریک جب کہ عبداللہ بن ابوبکر الصدیق کی حقیقی بہن ہیں آپ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی  
زوجہ محترمہ ہیں آپ ذات النطقتین سے مشہور ہیں ولدت قبل الهجرة بسبع وعشرين سنة قبل  
از ہجرت ستائیس سال ولادت ہوئی آپ سے چھپن (۵۶) حدیثیں مروی ہیں جن میں سے چار کو امام  
بخاری و مسلم نے منفرد ذکر کیا جب کہ ۱۳ پر اتفاق ہے۔

#### ذات النطقتین کا لقب

واقعہ ہجرت میں حضرت اسماء توشہ دان لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور توشہ دان  
کو باندھنے کے لئے کوئی رسی نہ تھی تو آپ نے اپنے بند کے آدھے حصہ سے توشہ دان باندھا اور آدھا

استعمال فرمایا اس پر حضور ﷺ نے آپ کو ذات الزطقتین کا لقب دیا۔ (طبری)

حضور صدیق اکبر ﷺ جب حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کر گئے تو ابو جہل اپنے حواریوں کیساتھ آپ کے گھر آیا اور جب پوچھا تو حضرت اسماء نے لاعلمی کا اظہار فرمایا اس پر اس شقی نے آپ کو تھپڑ مارا فرماتی ہیں کہ اس نے اس زور سے مارا کہ میری کان کی بالی گر پڑی۔ (طبری)

آپ کی عمر مبارک ایک سو سال کی ہوئی ولم یسقط لها سن ولم یتغیر عقلها اس عمر میں بھی کوئی دانت نہ گرا اور نہ ہی عقل میں فتور آیا توفیت بمکہ فی جمادی الاول سنة ثلاث وسبعین بعد قتل ابنہا عبد اللہ بن الزبیر حضرت عبد اللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد جمادی الاول ۳۷ھ کو مکہ میں وصال فرمایا۔

(عمدة القاری ج ۲ ص ۹۳، فیوض الباری ج ۱ ص ۲۷۵)

### ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا

لیس لام کلثوم بنت ابی بکر صحبة لانہا ولدت بعد وفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامہا بنت خارجه (الجز السابع من اسد الغابہ) یہ سیدہ عائشہ ام المؤمنین کی بہن ہیں جو کہ بنت خارجه کی بیٹی ہیں چونکہ حضور ﷺ کی ظاہری وفات کے بعد پیدا ہوئیں اس وجہ سے حضور ﷺ کی صحبت نہ پاسکیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الوفا میں ام المؤمنین سے فرمایا کہ انی ذات بطن بنت خارجه بنتا یعنی میں بنت خارجه کو لڑکی سے حامل دیکھتا ہوں اور آپ کی وفات کے بعد ام کلثوم کی ولادت ہوئی اور اس کو حضرت کی کرامات میں سے شمار کیا گیا ہے۔

(ایضاً)

### حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابو محمد یا ابو عبد اللہ یا پھر ابو عثمان ہے ام المؤمنین کے حقیقی بھائی ہیں اسلم قبل الفتح فتح مکہ سے قبل اسلام لائے قيل انه كان اكبر ولد ابی بكر یہ قول کہا گیا ہے کہ آپ



حضور ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق کے بڑے بیٹے ہیں حضرت خالد کیساتھ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے  
 يقال انه كان اسمه في الجاهلية عبدالكعبة او عبدالعزى فسماه النبي صلى الله عليه  
 وسلم عبد الرحمن یعنی ان کا نام زمانہ جاہلیت میں عبدالكعبة یا عبدالعزى تھا تو حضور ﷺ نے ان کا  
 نام عبد الرحمن رکھا وروى عن النبي صلى الله عليه وسلم وعن ابيه عبد الله وحفصة آپ  
 نے حضور ﷺ سے اور اپنے والد حضرت حفصہ سے روایت حدیث فرمائی۔

(تہذیب التہذیب ج 6 ص 146/7)

خیال رہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی چار پشت صحابہ ہیں یعنی  
 آپ بھی اور آپ کے والد حضرت ابوقحافہ اور آپ کے صاحبزادے عبد الرحمن اور ان کے بیٹے یعنی آپ  
 کے پوتے بھی صحابی رسول ﷺ تھے ۳ھ میں آپ نے مکہ سے دس میل دور وفات پائی اور مکہ میں  
 آپ کی تدفین کی گئی۔ (تہذیب التہذیب)

خیال رہے حضرت عبد الرحمن کے علاوہ بھی اُمّ المؤمنین کے دو بھائی تھے جن کے نام عبد اللہ بن  
 ابی بکر اور محمد بن ابی بکر ہیں حضرت عبد اللہ بن ابی بکر غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور زخمی ہوئے اور کچھ عرصہ  
 کے بعد وصال فرما گئے ان کی والدہ کا نام قبیلہ تھا محمد بن ابی بکر کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس ہے اور یہ دونوں  
 حضرات اُمّ المؤمنین کے باپ شریک بھائی ہیں۔

اُمّ المؤمنین کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا

ان کا نام زینب تھا یا پھر عدقدیم الاسلام خاتون اور صحابیہ رسول ﷺ ہیں وصال ۵۶۴ ہجری  
 غزوہ خندق کے سال ہوا امام مسروق ان سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا  
 من سره ان ينظر الى امرأة من الحور العين فينظر الى ام رومان یعنی جو شخص حور و عین کو دیکھنا  
 چاہے وہ ام رومان کو دیکھے خیال رہے حضرت ام رومان پہلے عبد الرحمن بن حارث ازدی کی زوجیت  
 میں تھیں ان کے انتقال کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمایا اُمّ المؤمنین اور حضرت

عبدالرحمن دونوں آپ ہی کے شکم سے ہیں۔

(عمدة القاری ص ۱۰۰، نزہة القاری ج ۳ ص ۹۰/۹۱ و استیعاب)

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

خليفة بلا فصل حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بے حد و بے شمار ہیں جن کو بیان کرنے کے لئے دفاتر درکار ہیں یہاں تبرکاً چند ایک مدارج شریف سے نقل کئے جا رہے ہیں۔

آپ کا دورِ جہالت میں نام عبد الکعبہ یا عبد رب الکعبہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسم گرامی عبد اللہ رکھا دیگر ایک قول یہ بھی ہے کہ عتیق نام رکھا کیونکہ وہ آتشِ جہنم سے آزاد ہیں بعض حضرات نے ان کا نام عبد اللہ بھی قدیم سے یہی بیان کیا ہے اور یہی درست و صواب ہے۔ ترمذی میں ہے من اراد ان ينظر الى العتيق من النار ينظر الى ابى بكر یعنی جو شخص جہنم سے آزاد شدہ کو دیکھنا چاہے وہ ابو بکر کو دیکھے ایک قول اس طرح ہے کہ آپ کا لقب عتیق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نسب میں اس طرح کی کوئی بات نہ تھی جو ان پر عیب لگانے کا باعث بن سکتی تھی اس لیے کہ وہ پہلے ہی سے نیک راستہ پر تھے اور تمام امت اس پر متفق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں سبقت کی تھی اور جملہ احوال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر انہوں نے لازم تصدیق کی ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان پر ابو بکر کا نام صدیق رکھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک سے دو سال اور کچھ مہینے بعد حضرت صدیق اکبر پیدا ہوئے تھے اور ان کی خلافت کی خدمت بھی اسی قدر ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پوری کرنے کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا انہوں نے تریسٹھ برس عمر پائی اور بے حد و شمار فضائل و مناقب کے حامل ہیں۔

(مدراج شریف ج ۲ ص ۷۳۱، ۷۳۰ مترجم)

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کا حکم

حضور سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قذف کفرِ خالص ہے صدیق اکبر ﷺ کی صحابیت کا انکار کفرِ خالص ہے چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے لو قذف عائشة رضی اللہ عنہا بالزنی کفر باللہ تعالیٰ یعنی اگر کسی نے سیدہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگائی تو اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔  
شرح ملتقى الابحار میں ہے:-

يكفر بقوله لا ادري ان النبي في القبر مومن او كافر وبقوله ما كان علينا نعمة النبي صلى الله عليه وسلم وان البعثة من اعظم النعم وبقذفه عائشة رضی اللہ عنہا وانكاره صحبة ابی بكر رضی اللہ عنہ .

اگر کسی نے کہا میں نہیں جانتا کہ نبی قبر میں حالت ایمان میں ہے یا کفر میں تو کافر ہو جائے گا اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہو جائے گا جو یہ کہتا ہے کہ ہم پر نبی ﷺ کی کوئی نعمت نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ سب سے بڑی نعمت ہے یا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے یا سیدنا ابو بکر ﷺ کی صحابیت کا انکار کرتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۴ امرکز اہل سنت برکات رضا)

نیز ردالرفضہ میں فرماتے ہیں کہ:-

ويجب اكفارهم باكفار عثمان وعلي وطلحة وزبير وعائشة رضی اللہ عنہم (رسالہ مبارکہ ردالرفضہ)

تفسیر حسنات میں علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ الصارم المسلول کے

حوالے سے فرماتے ہیں کہ

قاضی ابولیلی فرماتے ہیں من قذف عائشة مما تبرأها اللہ منه کفر جو سیدہ پر قذف یعنی اتہام (زنا کی تہمت لگائے) رکھے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بری فرمایا وہ کافر ہے اور حضرت امام مالک ﷺ سے مروی ہے کہ جو حضرت صدیق اکبر ﷺ کو برا کہے اسے کوڑوں کی سزا دی جائے اور حضرت اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کو برا کہنے والا قتل کیا جائے۔

حضرت ابوالسائب قاضی فرماتے ہیں کہ میں ایک دن قاضی حسن بن زید والی طبرستان کے حضور ﷺ حاضر تھا یہ کبیل پہن کر گزر فرماتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے اور ہر سال بیس ہزار دینار مدینہ منورہ بھیجا کرتے کہ وہ تمام صحابہ کرام کی اولاد میں تقسیم کیا جائے آپ کے دربار میں ایک شخص حاضر تھا اس نے حضرت سیدہ اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں اتہام منافقین بیان کر کے کچھ قبیح الفاظ بک دیئے تو آپ نے فوراً حکم دیا یا غلام اضرب عنقہ اس کی گردن مارو پھر فرمایا معاذ اللہ یہ شخص حضور ﷺ پر طعن کر رہا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الخبیثات الایة تو اگر صدیقہ معاذ اللہ خبیث ہیں تو لازم آتا ہے کہ حضور ﷺ کو بھی معاذ اللہ معاذ اللہ ایسا ہی کہا جائے اور جو حضور ﷺ کو ایسا کہے وہ کافر ہے بے ایمان مرتد ہے لہذا ابھی اس کی گردن مار دو چنانچہ وہ قتل کر دیا گیا اور میں وہاں حاضر تھا۔

(تفسیر حسنات جلد چہارم سورہ نور ص ۶۲۵)

## واقعة افک

یہ واقعہ پانچ ہجری میں پیش آیا جس سے حضور سید عالم ﷺ و اُمّ المؤمنین و صحابہ کرام کو سخت اذیت پہنچی عربی میں بہتان کو افک کہتے ہیں اور اس سے مراد وہ بہتان ہے جو منافقین اور بعض مؤمنین نے اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا تھا اور آپ کی برأت پر قرآن پاک کی اٹھارہ آیات اتری تھیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱. ان الذین جاء وبالافک ۰

۲. لولاء اذ سمعتوه ظن المؤمنون والمومنات بانفسهم خيرا وقالوا

هذا افک مبین ۰

۳. لولا جاء وعليه باربعة شهداء ۰

۴. فالنک عند الله هم الكذوبون ۰

٥. ولولا فضل الله عليكم ورحمته فى الدنيا والاخرة لمسكم فى ما افضتم

عذاب عظيم ٥

٦. اذتلقونه بالسنتكم ٥

٧. لولا اذسمعته قلم ما يكون لنا ان نتكلم بهذا سبحك هذا بهتان

عظيم ٥

٨. ان الدين يحبون ان تشيع الفاحشة ٥

٩. يعظكم الله ان تعودوا لمثله ابدا ٥

١٠. لهم عذاب اليم فى الدنيا والاخرة ٥

١١. يا ايها الذين امنوا لاتبعوا خطوات الشيطان ٥

١٢. ولايات اولوا الفضل منكم والسعة ان يؤتوا اولى القربى والمسكين

والمهجرين فى سبيل الله واليعفوا واليصفحوا الاتحبون ان يغفر الله لكم والله

غفور رحيم ٥

١٣. ان الذين يرمون المحصنت الغافلات المؤمنات فى الدنيا

والاخرة ولهم عذاب عظيم ٥

١٤. يوم تشهد عليهم السنتهم وايديهم وارجلهم بما كانوا يعملون يومئذ

يوفىهم الله دينهم الحق ويعلمون ان الله هو الحق المبين ٥

١٥. الخبيث للخبيثين والخبيثون للخبيثات ٥

١٦. والطيب للطيبين والطيبون للطيبات ٥

١٧. اولئك مبرءون مما يقولون ٥

١٨. لهم مغفرة ورزق كريم ٥ (تفسير حسنة)



## تفصیل واقعہ

اس قصہ عظیم کی تفصیل بخاری شریف میں اس طرح آئی ہے اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد سفرا اقرع بين ازواجه فابتعن خرج سهمها خرج بهار رسول الله صلى الله عليه وسلم

کہ اللہ کے رسول ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے کہ کس کو ساتھ لے جانا ہے جس کے نام کا قرعہ نکل آتا وہ آپ کے ساتھ رفیق سفر ہوتیں۔

چنانچہ فرماتی ہیں کہ ایک غزوہ میں جانے سے پہلے آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکل آیا پس میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلی اس کے بعد کہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا فرماتی ہیں:-

ذكنت احمل في هودجى وانزل فيه

پس میں پردے کیساتھ ہودج میں سوار کروائی گئی اور اس میں بیٹھ گئی پس ہم نے سفر کیا یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور مدینہ منورہ کے قریب آگئے تو اس منزل سے حضور ﷺ نے رات کے وقت چلنے کا حکم دیا جب آپ نے کوچ کا حکم فرمایا تو اس وقت میں قضائے حاجت کے لئے لشکر سے دور چلی گئی جب فارغ ہو کر اپنی سواری کے پاس آئی اور اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا تو دیکھا کہ میرا خذف یعنی ہارٹوٹ کر کہیں گر گیا تھا پس میں اپنے ہار کو تلاش کرنے کے لئے واپس لوٹی اور اس کی تلاش میں کافی دیر ہو گئی فرماتی ہیں کہ جن لوگوں کے ذمہ مجھے سوار کروانے کا کام تھا وہ آگے بڑھے اور انہوں نے میرے ہودج کو اٹھا کر اس کی سواری پر رکھ دیا جس پر سوار ہوتی تھی اور وہ یہی سمجھے کہ میں ہودج کے اندر ہوں ان دنوں عورتیں عموماً ہلکی پھلکی ہوتی تھیں کیونکہ ان کی غذا سادہ اور غیر مرغن ہوتی تھی ان لوگوں کو ہودج اٹھاتے اور اونٹ پر رکھتے یوں بھی اس کا ہلکا پن محسوس نہ ہوا کہ

میں نوعمر تھی پس لوگوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل دیے۔

فرماتی ہیں وجدت عقدلی بعد ما استمر الجیش ہار مجھے اس وقت ملا جب لشکر اپنی جگہ سے کوچ کر گیا تھا پس میں جگہ پر آ کر بیٹھ گئی اور یہ خیال کیا کہ جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو میری تلاش میں ادھر آئیں گے اسی اثنا میں کہ میں وہاں بیٹھی تھی میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور سو گئی حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے وہ صبح کے وقت میرے نزدیک آئے کیونکہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔

فاستیقظت باستر جاعہ حین عرفنی فخمرت وجہی بجلبابی

پس میں ان کی زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کے الفاظ سن کر جاگ اٹھی میں نے انہیں دیکھ کر چادر سے اپنا منہ چھپا لیا۔

سبحان اللہ فرماتی ہیں کہ واللہ ماتکلمنا بکلمات ولا سمعت منه کلمة غیر استرجاعہ یعنی قسم بخدا نہ ہم نے کوئی گفتگو کی اور نہ میں نے کلمات استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) کے سوا ان کے منہ سے ایک لفظ بھی سنا وہ اپنی سواری سے اترے اس کے پیر باندھے پھر میں کھڑی ہو کر اس پر سوار ہو گئی وہ آگے آگے پیدل چلتے ہوئے مجھے لے چلے یہاں تک کہ ہم سخت گرمی کے وقت دو پہر دن چڑھے لشکر میں جا پہنچے (بخاری) خیال رہے اس موقع پر حضرت صفوان کا استرجاع پڑھنا اس وجہ سے تھا کہ سیدہ کا صحراء میں پیچھے اکیلے رہ جانا ایک بڑی آزمائش ہے کہ ان کو چھوڑ دیا گیا اس واسطے کسی آفت و ہلاکت میں پڑ جانے کا خدشہ ہے یا بعد میں رونما ہونے والے واقعات کے باعث بعض کا خیال ہے کہ صفوان کا گمان تھا شاید حضرت سیدہ وصال پا چکی ہیں اس وجہ سے انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ (مدارج)

سیدہ فرماتی ہیں:-

فهلک من هلک وکان الذی تولی کبرالافک عبداللہ بن ابی بن سلول

کہ جس کو ہلاک ہونا تھا وہ بہتان لگا کر ہلاک ہوا اور جس نے بہتان کو سب سے زیادہ

ہوادی وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں:-

اخبرت انه كان يشاع ويتحدث فيه عنده فيقره ويستمعه ويستوشيه  
کہ مجھے اس بات کی خبر دی گئی کہ جب ابن ابی منافق کے پاس اس بہتان کا ذکر ہوتا تو بڑی  
دلچسپی سے اس کا ذکر کرتا اسے حقیقت پر مبنی قرار دیتا اور اسے بڑے غور سے سنتا اور بیان بھی  
کرتا۔

آپ فرماتے ہیں کہ:-

لم يسم من اهل الافك ايضا الا حسان بن ثابت و مسطح بن اثاثه و حمنة  
بنت جحش في ناس آخرين لا علم لي بهم غير انهم عصبه .  
بہتان لگانے والوں میں سے حضرت حسان بن ثابت حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمہ  
بنت جحش کے سوا مجھے اور کسی کے نام کا علم نہیں ہاں ان کی ایک جماعت تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے  
فرماتے ہیں ان لوگوں کی قیادت عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کر رہا تھا۔  
سیدہ فرماتی ہیں کہ:-

فقد منا المدينة فاشتكت حين قدمت شهرا والناس يضيفون في قول

اصحاب الافك لا اشعر بشئ من ذلك

کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو میں ایک ماہ تک بیمار رہی اور لوگوں میں بہتان کے متعلق چرچا ہوتا  
رہا اگرچہ مجھے اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوا لیکن یہ شک میری تکلیف میں اضافہ کرتا رہا کہ میں نے  
حضور ﷺ کا لطف و کرم بیماری سے پہلے جیسا نہ دیکھا میری بیماری کے دوران حضور ﷺ تشریف لاتے  
سلام کرتے اور حال دریافت کر کے واپس تشریف لے جاتے تھے پس یہ بات مجھے شک میں ڈالتی تھی  
لیکن اٹھائے ہوئے طوفان بدتمیزی کا مجھے کوئی علم ہی نہیں تھا یہاں تک کہ میں کچھ صحت یاب ہوئی  
تو حضرت مسطح کی والدہ ماجدہ کیساتھ رفع حاجت کے لئے باہر نکلی اور ہمارا معمول اس مقصد کے لئے

رات کے وقت باہر جانے کا تھا اور یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں بنے تھے اور اہل عرب کی شروع سے عادت یہی تھی کہ اس مقصد کیلئے جنگل میں جاتے تھے کیونکہ گھروں کے سامنے بیت الخلاء بنانا ہمارے لئے تکلیف کا باعث ہوتا تھا۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ میں گئی اور ام مسطح بنت ابورہم بن عبدالمطلب بن عبدمناف ان کی والدہ صحیح بن عامر کی بیٹی اور حضرت صدیق اکبر کی والدہ ہیں ان کے صاحبزادے کا نام مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب ہے جب میں والدہ مسطح کے ساتھ فارغ ہو کر گھر کی جانب واپس لوٹی۔

فعتبرت ام مسطح فی مرطھا فقالت تعس مسطح فقلت بنس ماقلت

اتسببن رجلا شہد بدرا .

ام مسطح کا پیر چادر میں الجھا اور گر پڑیں پس انہوں نے کہا مسطح کا برا ہوا میں نے کہا کہ آپ نے بری بات کہی ہے کیا آپ ایسے شخص کو برا بھلا کہہ رہی ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوا تھا پس انہوں نے کہا خدا کی بندی شاید آپ نے سنا نہیں کہ اس نے کیا کہا ہے سیدہ فرماتی ہیں کہ:-

قلت ما قال فاخبرتنی بقول اهل الافک .

میں نے پوچھا بتاؤ انہوں نے کیا کہا ہے؟ پس انہوں نے مجھے بہتان تراشی والوں کی بات بتائی سیدہ فرماتی ہیں کہ پھر تو بیماری بہت بڑھ گئی جب میں گھر پہنچی تو حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے پس سلام کر کے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے میں عرض گزار ہوئی کہ کیا آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے اجازت دے دی پس میں نے اپنی والدہ سے کہا:-

یا امناہ ما ذایتحدث الناس .

اے امی جان لوگ کیا باتیں کرتے ہیں۔

قالت یا بنیة ہونی علیک فواللہ لقلما کانت امرأة قط وفیة عند رجل

یحبھا لها ضرائر الا کثرن علیھا .

فرمایا اے بیٹی! اس بات کا غم نہ کھاؤ خدا کی قسم یہ ہوتا ہی آیا ہے کیونکہ جب کوئی عورت خوبصورت ہو اور خاوند بھی اسے چاہے تو سونئیں عموماً ایسا فریب کر گزرتی ہیں۔

سیدہ فرماتی ہیں کہ.....

فقلت سبحان الله اولقد تحدث الناس بهذا

سبحان الله عجیب بات ہے لوگ اتنی بڑی بات منہ پر لاتے ہیں۔

قالت فبكيت بتلك الليلة حتى اصحبت لايرفأبي دمع ولا اکتحل بنوم ثم

اصحبت ابكى

سیدہ فرماتی ہیں کہ پھر تو میں ساری رات روتی رہی نہ میرے آنسو تھمے اور نہ صبح تک مجھے نیند

آئی اور صبح کے وقت بھی میں رو رہی تھی فرماتی ہیں کہ:-

ودعارسول صلى الله عليه وسلم على ابن ابى طالب واسامة بن زيد

کہ حضور ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید کو بلایا کیونکہ وحی آئی نہ

تھی تا کہ ان دونوں سے اپنی زوجہ مطہرہ کو چھوڑنے کے بارے میں پوچھیں اور مشورہ لیں فرماتی ہیں

فاما اسامة فاشار على رسول صلى الله عليه وسلم بالذى يعلم لهم فى

نفسه فقال اسامة اهلك ولا نعلم الاخير ا

حضرت اسامہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں گزارش کی جو آپ کی اہلیہ کی برأت سے پوری

طرح باخبر تھے اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی پاکدامنی سے بذات خود واقف تھے کہنے لگے

کہ حضور ﷺ کی اہلیہ محترمہ کے متعلق بھلائی کے سوا اور ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔

اما على فقال يارسول صلى الله عليه وسلم لم يضيق الله عليك والنساء

سواها كثير وسل الجارية تصدقك قالت فدعارسول صلى الله عليه

وسلم بريرة فقال اى بريرة هل رأيت من شنى يريك قالت بريرة والذى

بعثك بالحق مارأيت عليها امرا قط اغمصه غير انها جارية حديثة السن



تمام عن عجین اهلها فتاتی الداجن فتأكله

حضرت علی عرض گزار ہوئے اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ پر تنگی نہیں فرمائے گا اور عورتیں ان کے علاوہ اور بھی بہت ہیں باقی آپ اس لڑکی (بریرہ) سے دریافت فرمائیں یہ آپ کو سچ سچ بتائے گی سیدہ فرماتی ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے بریرہ کو بلوا کر فرمایا اے بریرہ کیا تم نے کوئی بات دیکھی ہے؟ بریرہ نے عرض کی کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے تو شک و شبہ والی قطعاً کوئی بات نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ سیدہ کم عمر لڑکی ہیں یہاں تک کہ آٹا گوندھ کر سوجاتی ہیں اور بکری آکر اسے کھا جاتی ہے سیدہ فرماتی ہیں پھر حضور ﷺ کھڑے ہوئے عبداللہ ابن ابی کی شکایت فرمائی چنانچہ منبر پر جلوہ افروز ہو کر آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کون ہے جو اس شخص سے میرا بدلہ لے جس نے میری زوجہ کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائی ہے خدا کی قسم میں اپنی بیوی میں بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا نیز جس شخص کا ذکر کرتے ہیں اس کے اندر بھی بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا وہ میرے گھر میں داخل ہوتا تو میرے ساتھ سیدہ فرماتی ہیں کہ اس پر بنی عبدالاشھل کے بھائی حضرت سعد بن معاذ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے:-

انسا یا رسول اللہ صلی وسلم اعذرک فان کان من الاوس ضربت عنقه وان

کان من اخواننا من الخزرج امرتنا ففعلنا امرک

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا بدلہ میں لوں گا اگر وہ شخص قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی

گردن اڑا دوں گا اور اگر قبیلہ خزرج والے ہمارے بھائیوں میں سے ہے تو جس طرح آپ

حکم فرمائیں اس کی تعمیل کی جائے گی۔

سیدہ فرماتی ہیں پھر خزرج والوں میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا کیونکہ حضرت حسان کی والدہ

اس کے چچا کی بیٹی اور اسی کے قبیلہ سے تھی وہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ تھے سیدہ فرماتی ہیں

کہ پہلے وہ بڑا نیک آدمی تھا لیکن موقع پر ایرانی حمیت نے ان کے اندر جوش مارا اور حضرت سعد بن معاذ

سے کہا کذبت لعمر اللہ لا تقتله ولا تقدر علی قتله ولو کان من رھطک ما احببت ان

یقتل خدا کی قسم آپ غلط کہہ رہے ہیں نہ آپ اس کو قتل کریں گے اور نہ آپ اسے قتل کر سکتے ہیں اگر وہ آپ کے قبیلہ سے ہوتا تو آپ اس کو قتل کرنا ہرگز پسند نہ کرتے اس پر حضرت اسید بن حضیر کھڑے ہو گئے جو حضرت سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی تھے پس انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ سے کہا کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں لعمر اللہ لنقتلہ فانک منافق تجادل عن المنافقین ہم اسے ضرور قتل کریں گے اور معلوم ہو گیا کہ آپ بھی منافق ہیں اور منافقوں کا دفاع کر رہے ہیں اس پر قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے لوگ ایک دوسرے کے مقابل تن گئے اور خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں آپس میں دست و گریبان نہ ہو جائیں اور حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ برابر ان سب کو خاموش ہونے کے لئے فرماتے رہے یہاں تک کہ سب خاموش ہو گئے فرماتی ہیں کہ:-

فبکیت یومی ذلک کلہ لایر قاء لی دمع ولا اکتحل بنوم قالت و اصبح

ابوای عندی وقد بکیت لیلین ویوما لایر قاء لی دمع ولا اکتحل بنوم حتی

انی لاظن ان البکاء فالی کبیدی فینا ابوای جالسان عندی وانا ابکی

فاستاذنت علی امرأة من الانصار فاذنت لها فجلست تبکی معی

میں اس روز بھی سارا دن خون کے آنسو روتی رہی نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آتی

تھی اور میرے والدین بھی میری وجہ سے پریشان تھے مجھے برابر روتے ہوئے دورا تیں

اور ایک دن گزرانہ میرے آنسو تھمتے اور نہ مجھے نیند آئی یہاں تک کہ مجھے یہ گمان گزرا کہ اتنا

رونے سے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا اسی اثنا میں کہ میرے والدین کریمین میرے پاس

تشریف فرماتے میں رورہی تھی کہ ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت

مانگی اسے اجازت دی گئی تو وہ میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔

(بخاری شریف و مسلم شریف ج ۲ ص ۳۶۶)

بعض علماء نے سیدنا حضرت عمر بن خطاب اور عثمان رضی اللہ عنہما کا قصہ بھی بیان

کیا ہے کہ ان سے آنحضرت ﷺ نے مشاورت فرمائی اور انہوں نے اپنا اپنا جواب عرض کیا اور وہاں

پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی موافقت میں کلام عرض کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جسم اطہر پر کبھی بیٹھتی اس لئے کہ کبھی نجاست پر بیٹھتی ہے اور اس کے پاؤں وہاں سے آلودہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے بدن پاک کو اس سے محفوظ رکھتا ہے پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نجاست آلودہ دیگر چیزوں سے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نگہداشت میں نہ رکھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ نجس زمین پر پڑے اور جب حق تعالیٰ آپ کے سایہ شریف کی اس قدر حفاظت فرماتا ہے تو کیوں نہ آپ کے حرم محترم کی بھی ناشائستہ افعال سے صیانت و حفاظت کرتا ہوگا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ روا نہیں رکھتا کہ ملوث نعلین دوران نماز آپ کے پاؤں مبارک میں ہوں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر کر دی کہ ان کو اتار دو اپنے پاؤں مبارک سے اور اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات واقعتاً درست ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی آپ کو آگاہ فرماتا آپ خاطر جمع رکھیں ہو سکتا ہے آپ کو حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ آگاہ فرمادے گا۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور نے ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش سے میرے بارے میں پوچھا انہوں نے عرض کی حضور میں اپنے کان اور آنکھیں ان کے بارے میں کچھ سننے سے محفوظ رکھتی ہوں جب کہ میں نے سنا کچھ نہ ہو اور دیکھوں جب کہ میں نے کچھ دیکھا نہ ہو خدا کی قسم میں ان کے متعلق سوائے سوائے خیر و خوبی کے کچھ نہیں جانتی سیدہ فرماتی ہیں کہ ازواج میں سے یہ زینب مجھ سے برابری کرتی تھیں اور میرے حسن و جمال اور قدر و منزلت کے مشابہ خود کو بناتی تھیں لیکن اللہ نے ان کو تقویٰ و پرہیزگاری کی بنا پر محفوظ رکھا انہوں نے نہ حسد کیا اور نہ ہی کوئی بری بات منہ سے نکالی۔

(مدارج شریف)

ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی اثنا میں کہ میرے والدین میرے پاس تشریف فرما تھے اور میں اور انصاریہ عورت رورہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فسلم ثم جلس سلام فرما کر بیٹھ گئے فرماتی ہیں کہ جب یہ بہتان لگایا گیا تھا اس وقت سے آپ میرے پاس بیٹھے نہ تھے اور قریباً ایک ماہ سے وحی کا نزول بند ہو گیا تھا کہ میرے متعلق کوئی حکم نازل فرمایا جاتا اللہ کے

رسول ﷺ نے بیٹھے ہوئے کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا:-

يا عائشة انه قد بلغني عنك كذا وكذا فان كنت بريئة فسيروك الله وان  
كنت الممت بذنب فاستغفري الله وتوبى اليه فان العبد اذا اعترف ثم تاب  
تاب الله عليه

اے عائشہ! مجھے تمہارے متعلق یہ افواہ پہنچی ہے اگر تم پاکدامن ہو تو عنقریب اللہ رب العزت تمہیں بری فرمادے گا اور اگر تم گناہ میں ملوث ہو گئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور توبہ کر لو کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

سیدہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ ارشاد فرما چکے تو میں نے اپنے والد محترم سے عرض کی کہ آپ حضور ﷺ کو کوئی جواب دیں آپ نے فرمایا کہ قسم بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حضور ﷺ کو کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی والدہ سے گزارش کی کہ آپ حضور ﷺ کے ارشادات کا جواب دیں انہوں نے فرمایا:-

والله ما ادري ما قول لرسول الله صلى الله عليه وسلم  
کہ خدا کی قسم میرے ذہن میں نہیں آتا کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں کیا عرض کروں پس میں خود عرض گزار ہوئی:-

انا جارية حديثة السن لا اقرأ من القرآن كثيرا انى والله لقد علمت  
لقد سمعتم هذا الحديث حتى استقر فى انفسكم وصدقتم به فلئن قلت لكم  
انى بريئة لا تصدقونى ولئن اعترفت لكم بامر والله يعلم انى منه بريئة  
لتصدقنى فوالله لا اجد لى ولكم مثلا الا ابا يوسف حين قال فصبر جميل  
والله المستعان على ما تصفون .

میں نوعمر لڑکی تھی اور قرآن کریم بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا ہوا تھا بیشک خدا کی قسم میرے علم



میں بھی وہ بات آگئی جو آپ حضرات نے سنی ہے اب جب کہ وہ بات آپ کے دلوں میں ساگئی اور آپ نے اسے حقیقت پر مبنی سمجھ لیا تو اگر میں یہ کہوں بھی کہ میں اس بہتان سے پاک ہوں تب بھی لوگ میری بات کی تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اس گناہ کا اعتراف کر لوں اور اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو ضرور میری تصدیق کی جائے گی پس خدا کی قسم میری اور آپ حضرات کی مثال حضرت یوسف کے والد محترم جیسی ہے جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو بتا رہے ہو۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حزن و غم کی وجہ سے یعقوب علیہ السلام کا نام میری زبان پر نہ آسکا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے کہا مگر یوسف کے لئے جنہوں نے کہا تھا فصیر جمیل اس جگہ نہایت حزون و اضطراب سے کہ یوسف کا باپ بھی نہ کہا لیکن بخاری کی بعض روایات میں یعقوب کا نام بھی آیا ہے اور یہ زیادہ درست ہے (مدارج)

سیدہ فرماتی ہیں پھر میں نے منہ دوسری جانب کر لیا اور خاموش ہو کر بستر پر لیٹ گئی اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس جرم سے بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری پاکدامنی ظاہر فرمادے گا لیکن خدا کی قسم یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی نازل فرمائے گا اور میری شان کے خطبے پڑھوائے جائیں گے کیونکہ میری حیثیت اتنی تو نہیں کہ باری تعالیٰ میرے بارے میں کلام فرمائے ہاں مجھے یہ امید ضرور تھی کہ اللہ تعالیٰ خواب میں حضور ﷺ کو میری پاکدامنی دکھا دے گا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۱۱۷)

فرماتی ہیں:-

فواللہ مادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلسہ ولا یرج احد من اهل  
البيت حتى انزل علیہ فاخذہ ما کان یاخذہ من البرحاء حتی انه لیتحد رمنہ  
من العرق مثل الجمان وهو فی یوم شات من ثقل القول الذی انزل علیہ .



خدا کی قسم اسی دوران کہ حضور ﷺ ہمارے درمیان جلوہ افروز تھے اور ہمارے گھر کا کوئی فرد باہر بھی نہیں گیا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور وہی حالت آپ پر طاری ہو گئی جو وحی کے وقت ہوا کرتی تھی اور کلام کی ثقالت کے باعث سردی کے دنوں میں پسینہ موتیوں کی طرح جاری ہو جاتا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا کہ برأت کی امید لاکران کی آنکھیں ٹھنڈی کروں اس وقت آپ رو رہی تھیں اور فرما رہی تھیں۔

هَجَرْتَنِي الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ حَتَّى هَجَرْتَنِي الْهَرَّةَ وَمَا عَرَضَ عَلَيَّ طَعَامٌ وَلَا

شَرَابٌ فَكُنْتُ أَرْمِدُ وَأَنَا جَائِعَةٌ ظَامِنَةٌ فَرَأَيْتُ فِي مَنَامِي حَتَّى فَقَالَ لِي مَالِكٌ

فَقُلْتُ حَزِينَةٌ مِمَّا ذَكَرَ النَّاسُ فَقَالَ ادْعِي بِهِذِهِ الدَّعَوَاتِ يَفْرَجُ اللَّهُ تَعَالَى

عَنْكَ فَقُلْتُ وَمَا هِيَ فَقَالَ قُولِي يَا سَابِغَ النِّعَمِ وَيَا رَافِعَ النِّقَمِ وَيَا فَارِجَ الْغَمِّ

وَيَا كَاشِفَ الظُّلْمِ يَا عَدِلَ مِنْ حُكْمٍ يَا حَسِبَ مِنْ ظَلَمٍ يَا وُلِيَّ مَنْ ظَلَمَ يَا وُلِيَّ

بِلا بَدَايَةِ وَيَا آخِرَ بِلَا نِهَايَةِ يَا مَنْ لَهُ اسْمٌ بِلا كُنْيَةٍ اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي مِنْ أَمْرِي

فَرَجًا وَمَخْرَجًا.

کہ مجھے میرے قریب و بعید نے چھوڑ دیا تھا حتیٰ کہ ہرہ نے بھی چھوڑ دیا تھا اور میرے لئے نہ کھانا آتا تھا نہ پانی تو میں لیٹ گئی اور بھوک پیاسی تھی تو میں نے ایک جوان کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے پوچھ رہا ہے صدیقہ کیا حال ہے؟ میں نے کہا غمگین ہوں ان باتوں سے جو لوگ کرتے ہیں تو انہوں نے کہا یہ دعا پڑھو اللہ سب غم کھول دے گا میں نے کہا وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے یہ دعا (یا سابع

النعم الخ) بتائی۔

سیدہ فرماتی ہیں کہ فانتبہت وانا ریانة شبعانة وقد انزل الله تعالى فرجی

میں جاگی تو میں نے اپنے آپ کو خوش و خرم پایا اور بھوک بھی نہیں رہی پھر اللہ تعالیٰ نے میری

سرت کی دستیاب بنائی اور آیات تطہیر نازل فرمائیں۔ (تفسیر حسنات و روح البیان وغیرہ)

سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ سرور اور تبسم ریز نظر آ رہے تھے چنانچہ سب سے پہلا کلام آپ نے یہ فرمایا کہ اے عائشہ اما اللہ فقد براءک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس الزام سے بری فرما دیا ہے فرماتی ہیں کہ اس وقت حیرتی والدہ ماجدہ نے مجھ سے فرمایا کہ کھڑی ہو کر رسول خدا ﷺ کا شکر یہ ادا کرو پس میں عرض گزار ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی قسم میں ان کا شکر یہ کیوں ادا کروں میں صرف اللہ کا شکر یہ ادا کرتی ہوں (جس نے میری پاکدامنی کا اعلان فرمایا ہے) (بخاری شریف)

خیال رہے یہ مستی حال تھی جو عائشہ رضی اللہ عنہا پر غالب آگئی تھی ورنہ یہ ان کو پاک گردانا جانا اور ان کے حق میں قرآن کا نزول ہونا یہ سب کچھ آنحضرت ﷺ کے وسیلہ و طفیل ہی تھا پس آنحضرت ﷺ کا شکر ادا کرنا سیدہ پر واجب ہے۔ (مدارج شریف)

اس کے بعد حضور سید عالم ﷺ خوش خوش مسجد میں تشریف لائے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور خطبہ ارشاد فرمایا اور جو آیات نازل ہوئی تھیں صحابہ کو سنائیں (مدارج شریف) بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کی برأت کو ظاہر فرمایا۔

- ۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت زلیخا کے خاندان کے ایک بچے سے۔
- ۲۔ موسیٰ علیہ السلام پر یہود کی تہمت کہ انہیں گندی بیماری ہے جس کی برأت اس پتھر کے ذریعہ فرمائی کہ جو آپ کے کپڑے لے بھاگا تھا۔
- ۳۔ سیدہ مزینہ رضی اللہ عنہا کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ۔
- ۴۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سورہ نور کی آیات نازل فرما کر۔
- ۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر نبی کی زوجہ زمانے سے پاک ہوتی ہے۔ (روح البیان)

جب حضور ﷺ آیات برأت پڑھ چکے تو ان لوگوں کو بلایا جنہوں نے تہمت لگائی تھی پھر ان

پر حدِ قذف جاری فرمائی گئی اور ہر ایک کو اسی اسی کوڑے لگائے گئے یہ چار شخص تھے ☆ حضرت حسان بن ثابت ☆ ۲ ☆ مسطح ابن اثاثة ☆ ۳ ☆ حمنة بنت جحش رضی اللہ عنہم ☆ ۴ ☆ عبد اللہ بن ابی کحھ روایات میں ابی پر حد جاری ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مدارج)

خیال رہے امام قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں کہ یہ بات تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ صفوان نامزد تھے چنانچہ حضرت صفوان بن المعطل خود فرماتے ہیں سبحان اللہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نے کسی بھی عورت کا پردہ نہیں اٹھایا مراد یہ ہے کہ میں نے کسی عورت کے ساتھ جماع نہیں کیا۔ (مدارج شریف بتصرف)

عروہ سے مروی ہے کہ صفوان رضی اللہ عنہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا کہتے تھے حضرت عروہ کہتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے روبرو میں نے بھی حضرت حسان کی مذمت کی تھی تو سیدہ نے فرمایا کہ اس کو برا مت کہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی نعت خوانی میں شریکین کی ہجو و مذمت کرتا ہے۔ (مدارج)

پھر آپ نے حضرت صدیقہ کی شان میں یہ اشعار بھی فرمائے :-

۱. حصان رزان ماتزن بریة وتصبح غرثی من لحوم الفواقل
۲. حليلة خیر الناس دنیا و منصبا نبی الہدی ذی المکرمات الفواضل
۳. عقيلة حی من لوی بن غالب کرام المساعی مجدہم غیر زائل
۴. مہذبہ قد طیب اللہ خیمہا وطہر ہامن کل سوء وباطل
۵. فان کنت قد قلت الذی قد زعمتموا فلارفعت سوطی الی اناملی
۶. وکیف وودی ماحیت ونصرتی لال رسول اللہ زین المحافل
۷. لہ رتب عال علی الناس کلہم تقاصر عنہ سورۃ المتطاول
۸. فان الذی قد قیل لیس بلائط ولکنہ قول امرئی بی ماحل

ترجمہ اشعار :

۱۔ وہ پاک دامن اور پاکباز ہے جس پر گناہ کا کوئی الزام نہیں ہے اور وہ بے خبر لوگوں کے گوشت سے ہمیشہ بھوکی ہے۔

۲۔ وہ بیوی ہے دین اور منصب کے لحاظ سے بہترین انسان کی جو اللہ کا نبی ہے اور تمام بہترین بزرگیوں کا مالک ہے۔

۳۔ وہ شریف ترین عورت ہے قبیلہ لوی بن غالب کی وہ جس میں سارے کام شرافت کے ہیں اور ان کی بزرگی ختم ہونے والی نہیں۔

۴۔ وہ پاک کردی گئی ہے اللہ نے اس کی طبیعت کو پاک بنایا ہے اور اسے ہر ایک برائی اور باطل سے پاک و صاف رکھا ہے۔

۵۔ جو بات تم نے میرے ذمے لگائی ہے کہ وہ میں نے کہی ہے اگر وہ سچ ہو تو خدا کرے میرے ہاتھ شل ہو جائیں اور میرا کوڑا میرے ہاتھ نہ پکڑ سکے۔

۶۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میری محبت اور میری مدد زندگی بھر تک رسول اللہ کے گھرانے کی مدح کے لئے ہے اور محفلوں کی زینت ہے۔

۷۔ وہ نبی جس کو تمام لوگوں پر بزرگی حاصل ہے اور دشمن کا حملہ وہاں تک پہنچنے سے قاصر ہے۔

۸۔ جو بات میرے متعلق کہی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے لیکن وہ ایسے آدمی کی بات ہے جس نے میری چغلی کھائی ہے۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا تکرّمہ بعد ذلک وتذکرہ بخیر یعنی آپ ان کا احترام ان اشعار کے بعد کرتی تھیں اور ان کا ذکر اچھے الفاظ میں کرتی تھیں اور ابن سعد محمد بن سیرین سے راوی ہیں کہ جب حسان حاضر ہوتے تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کے لئے تکیہ منگواتیں اور فرمایا کرتیں لا تؤذو حساناً فانہ کان بنصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلسانہ حسان کی خدمت کر کے انہیں ایذا نہ دو وہ حضور ﷺ کی مدد اپنے کلام سے کرتے ہیں بلکہ طریق شععی سے



ابن جریر راوی ہیں انہا قالت مناسمعت بشئ احسن من شعر حسان وامامت به الارجوت له الجنة قوله لابی سفیان ابن الحارث عبدالمطلب فرماتے ہیں میں نے احسان کے شعروں سے بہتر کبھی کوئی شعر نہ سنا اور نہ اس کی مثال ملی میں امید کرتی ہوں ان کے لئے جنت کی ان اشعار کے صلہ میں جو ابوسفیان بن حارث کے جواب میں انہوں نے فرمائے۔

۱. ہجوت محمد افاجبت عنه
۲. فبان ابی ووالدتی وعرضی
۳. اتشتمہ ولست له بكفو
۴. لسانی صارم لا عیب فیہ

۱. وعند اللہ فی ذاک الجزاء
۲. لعرض محمد منکم وقاء
۳. فشرکما لخير کما القداء
۴. وبحسری لا تکدرہ البلاء

ترجمہ اشعار

۱۔ تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی ہے اور میں ان کی طرف سے جواب دیتا ہوں اور اس کا بدلہ اللہ کے پاس ہے۔

۲۔ میرا باپ میری ماں اور میری عزت سب کچھ محمد ﷺ کی عزت پر قربان ہے۔

۳۔ کیا تو اسے گالی دیتا ہے؟ حالانکہ ان کے برابر کا نہیں تو جو تم دونوں میں سے بڑا ہے وہ تمہارے بہتر پر قربان ہو۔

۴۔ میری زبان تیز دھار تلوار ہے جس میں کوئی عیب نہیں ہے اور میرا سمدرا اتنا گہرا ہے جس کو ڈول کی آمدورفت مگر نہیں کر سکتی۔ (تفسیر حسنات)

فوائد حدیث

ابام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں واعلم ان فی حدیث الافک فوائد کثیرة کہ حدیث افک میں بہت فوائد ہیں۔

۱۔ احدها جواز رواية الحدیث الواحد عن جماعة عن کل واحد قطعة یعنی



استاد کا مختلف شیوخ سے مقررہ مقطعات کو روایت کرنے کا جواز یعنی حدیث کی تقطیع کرنے کا جواز۔  
۲۔ صحیحۃ القرعۃ بین النساء وفي العتق عورتوں کے مائیں اور گردن کے آزاد کرنے کے مائیں قرعہ اندازی کرنے کا جواز۔

۳۔ وجوب الاقراع بین النساء عند اذۃ السفر ببعضہن چند بیویوں میں سے کسی ایک کو سفر پر لے جانے کا ارادہ ہو تو قرعہ اندازی کا وجوب۔

۴۔ جواز سفر الرجل بزوجه شوہر کا بیوی کے ساتھ سفر کرنے کا جواز۔

۵۔ جواز غزوہن عورتوں کا غزوہ میں شرکت کرنے کا جواز۔

۶۔ جواز ركوب النساء فی الهوادج عورتوں کا ہودجون میں سواری کرنے کا جواز۔

۷۔ جواز خدمة الرجال لهن فی تلك الاسفار ان سفرون میں بیویوں کا اپنے

شوہروں کی خدمت کرنے کا جواز۔

۸۔ ارتحال العسکر يتوقف علی امر الامیر زوانگی لشکر کا حکم امیر پر موقوف ہونا۔

۹۔ جواز خروج المرأة لتحاجة الانسان بغير اذن الزوج عورت کا قضائے

حاجت کے لئے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نکلنے کا جواز۔

۱۰۔ جواز لبس النساء القلائد فی السفر كالحضرة جعفر کی طرح سفر میں بھی

عورتوں کا گلے میں ہار پہننے کا جواز۔

۱۱۔ ان من یركب المرأة علی البعیر وغیره لا یكلمها اذالم یکن

محرم الا للحاجة کہ غیر محرم جب کسی عورت کو ہودج میں سوار کرے تو بغیر ضرورت کے اس سے کلام

نہ کرے۔

۱۲۔ فضیلة الاقتصار فی الاکل عورتوں کے کم کھانے کی فضیلت اور یہ کہ زیادہ نہ

کھائیں تاکہ گوشت کی چربی وغیرہ نہ پڑے اس لیے کہ زمانہ رسالت میں عورتوں کی یہ حالت تھی

اور جو کام حضور کے دور میں ہو وہ کامل ہے۔

۱۳۔

۱۳۔ جواز تاخر بعض الجیش ساعة کسی حاجت کے پیش نظر بعض لشکریوں کو لشکر کے

پیچھے رہنے کا جواز۔

۱۴۔ اغاثة الملہوف و عون المنقطع و اکرام ذوی الاقتدار کما فعل صفوان

غمزدہ و غمگین کی مدد کرنا اور قافلہ سے پچھڑے ہوئے کی مدد و رہنمائی کرنا اور صاحب اقتدار کی تعظیم کرنا

جیسا کہ صفوان نے فرمایا۔

۱۵۔ حسن الادب مع الاجنبیات اجنبی عورتوں سے حسن ادب کرنا خاص طور پر

ضرورت کے وقت جنگلات میں ان کے ساتھ خلوت میں۔

۱۶۔ استحباب الایثار بالرکوب سوار ہونے میں ایثار کا مستحب ہونا۔

۱۷۔ استحباب الاسترجاع عند المصائب دینی یا دنیوی مصیبتوں کے وقت

استرجاع (انا لله وانا الیہ راجعون) پڑھنا۔

۱۸۔ تغطية المرأة وجهها عن نظر الاجنبی سواء كان صالح او غیرہ اجنبی

کو دیکھ کر خواہ نیک ہو یا برا عورت کا اپنے چہرے کو ڈھانک لینا۔

۱۹۔ جواز الحلف من غیر استحلاف بغير مطالبے کے قسم کھانا۔

۲۰۔ يستحب ان یستر عن الانسان ما یقال فیہ اذا لم یکن فی ذکر فائدة جس

پر تہمت لگائی گئی ہو اس کے لئے اس کے ذکر نہ کرنے کا مستحب ہونا جب کہ ذکر کرنے میں کوئی فائدہ نہ

ہو۔

۲۱۔ الاستحباب ملاطفة الرجل زوجته خاوند کا زوجہ کے ساتھ معاملہ لطف اور حسن

معاشرت کرنے کا مستحب ہونا۔

۲۲۔ اذا عرض عارض بان سمع عنها شیئاً او نحو ذلك یقلل اللطف جب

اپنی زوجہ کے متعلق کوئی تہمت وغیرہ سنے تو لطف میں کمی کرنا تا کہ بیوی اس کی وجہ دریافت کر کے اگر

کا ازالہ کرے۔

۲۳۔ استجاب السؤال عن المريض مريض سے اس کی حالت پوچھنے کا مستحب

ہونا۔

۲۴۔ يستحب للمرأة إذا أرادت الخروج للحاجة ان تكون معها رفيقة عورت

اگر قضائے حاجت کے لئے نکلنے کا ارادہ کرے تو اپنے ساتھ کسی رفیقہ کو لے جاوے تاکہ اس سے انس حاصل کرے۔

۲۵۔ كراهة الانسان اذا آذى اهل الفضل انسان کا اس بات کو ناپسند کرنا کہ اس کا

عزیز کسی اہل فضل کو اذیت دے۔

۲۶۔ فضيلة اهل بدر والذب عنهم اهل بدر کی فضیلت اور ان کا دفاع کرنے

کا ثبوت۔

۲۷۔ ان الزوجة لا تذهب الى بيت ابويها الا باذن زوجها بیوی کا والدین کے گھر

بغیر اجازت شوہر کے نہ جانا۔

۲۸۔ جواز التعجب بلفظ التبسيح السبحان لفظ سبحان کے ذریعہ تعجب ظاہر کرنا۔

۲۹۔ استجاب مشاورة الرجل اپنے گھریلو امور میں آدمی کا اپنے عزیزوں و دوست

و احباب سے مشورہ کرنا۔

۳۰۔ جواز البحث والسؤال عن الامور المسموعة تہمت وغیرہ کے متعلق بحث

و تفتیش کرنے کا جواز ہونا۔

۳۱۔ خطبة الامام الناس عند نزول امرهم کسی اہم امر کے نزول کے وقت امام کا

لوگوں کو خطبہ دینا۔

۳۲۔ فضائل ظاهرة لصفوان بن المعطل حضرت صفوان کے فضائل کا ظاہر ہونا۔

۳۳۔ فضيلة لسعد بن معاذ واسيد بن حضير حضرت سعد بن معاذ و اسید بن حضیر

کی فضیلت۔

۳۴۔ المبادرة الى قطع الفتن والخصومات والمنازعات وتسكين الغضب  
فتنوں کو قطع اور لڑائی جھگڑوں کو بند اور غضب و غصہ کو ٹھنڈا کرنے میں پیش قدمی کرنا۔

۳۵۔ قبول التوبه والحث علیها توبہ کو قبول اور اس پر برا بیچتہ کرنا۔

۳۶۔ تفویض الکلام الى الکبار بڑوں کو کلام سونپ دینا۔

۳۷۔ جواز الاشتهاد بآيات القرآن آیات قرآنیہ سے استشہاد (دلیل لینا) کرنے کا

جواز۔

۳۸۔ استحباب المبادرة بتبشير من تجددت له نعمة جس کو جدید نعمت ملی ہو اس  
کو خوشخبری دینے میں جلدی کرنے کا مستحب ہونا۔

۳۹۔ برأة عائشة من الافک سیدہ عائشہ کی تہمت سے برأت اور یہ برأت قطعہ

ہے جو کہ قرآن عزیز میں منصوص ہے لہذا اس میں شک کرنے سے کفر و ارتداد ہوگا اور اس پر مسلمانوں  
کا اجماع ہے (عیاذ باللہ من ذلک)

۴۰۔ تجدید شکر اللہ عند تجدد النعم نعمتوں کے تجدد سے شکر ادا کرنا۔

۴۱۔ فضائل لابی بکر اللہ کے فرمان و لایاتل میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل

ثابت ہوئے۔

۴۲۔ استحباب صلة الارحام صلہ رحمی کا مستحب ہونا۔

۴۳۔ استحباب العفو والصفح صلح و درگزر کرنے کا مستحب ہونا۔

۴۴۔ الصدقة والانفاق فی سبیل الخیرات نیکیوں اور اچھائیوں کے راستے میں

خرچ اور صدقہ کرنے کا مستحب ہونا۔

۴۵۔ فضیلة زینب ام المؤمنین ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت

ثابت ہوئی۔

۴۶۔ جواز سب المتعصب متعصب کو سب کرنے کا جواز۔

۲۷۔ اکرام المتخوب بمراعاة اصحابه حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب و خدام کی رعایت کرنے کے حضور ﷺ کی تعظیم بجالانا وغیرہ (نوی علیٰ مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۶۷، ۳۶۸)

## ترجمہ آیات برأت

۱۔ ان الذین جاءؤ (الایة) بے شک وہ کہ بڑا بہتان لائے ہیں تمہیں میں کی ایک جماعت ہے اسے اپنے لئے برائے سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے ان میں ہر شخص کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

اس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت ظاہر فرمائے گا ہر شخص کے لئے گناہ بقدر اس کے عمل کے کہ کسی نے طوفان اٹھایا تھا کسی نے بہتان والے کی موافقت کی کوئی ہنسا نکسی نے خاموشی کی ساتھ سن لیا الغرض جس نے جو کیا اس کا بدلہ پائے گا اور لا تحسبوه سے حضور ﷺ اور جناب صدیق اکبر کو تسلی دی گئی کہ تم اس الزام تراشی کو برا گمان نہ کرو بلکہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور بل ہو خیر لکم میں حضور ﷺ کی تسلی دی گئی کہ اس میں آپ کے حق خیر عظیم ہے اول یہ کہ اجر عظیم ملا دوم یہ کہ سب پر اعزاز صدیقہ ظاہر ہوا سوم یہ کہ سیدہ کے حق میں آیات برأت نازل ہوئیں پھر یہ کہ جس نے جتنا حصہ لیا اتنی ہی سزا کی وعید میں آیا چنانچہ حضرت حسان کی آنکھیں جاتی رہیں سیدہ نے فرمایا کہ ای عذاب اشد من العمی کہ آنکھیں چلی جائے سے اور بڑھ کر کیا عذاب ہے والذی تولى کبرہ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے حدیث میں ہے بہتان لگانے والوں پر حکم رسول ﷺ اسی اسی

کوڑے لگائے گئے۔ (حزائن و حسنات و صاوی وغیرہ)

۲۔ لولا اذ سمعتموه (الایة) کیوں نہ ہو جب تم نے اس سے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور یہ کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔ (کنز الایمان)

کیونکہ مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے اور بدگمانی ممنوع ہے (حزائن) اور اس لئے کہ ایسے حادثات میں چار گواہ لانے لازم ہیں ورنہ ان کا فرض ہے کہ ایسی بات



سن کر کہہ دیں کہ یہ محض افتراء ہے کیونکہ مؤمن اور مومنہ پر واجب تھا کہ سنتے ہی کہہ دیتے کہ یہ کھلا افتراء ہے جو اپنی طرف سے افتراء کہا گیا پھر یہ عامہ مؤمنین کے حق میں حکم ہے جناب اُمّ المؤمنین زوجہ رسول ﷺ کے لیے بطریق اولیٰ یہی حکم تھا۔

۳۔ لولا جاء و (الایہ) اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے

۴۔ فألئك عند الله هم الكاذبون (الایہ)

تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

یعنی شرعی قانون کے مطابق وہ جھوٹے ہیں کہ چار گواہ نہ لاسکے اور ظاہر ہے کہ چار گواہ جب نہ لاسکے تو اس کی سزا پائیں گے اور وہ یہ کہ ہمیشہ کے لئے ساقط العدالت کہ کبھی گواہی مقبول نہ ہو۔ (حسنات)

۵۔ لولا فضل الله (الایہ) اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا و آخرت میں نہ ہوتی

تو جس چرچے میں تم پڑے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔ (کنز الایمان)

لیکن ابن ابی اس پر عذاب ہے اور تخلد فی الدرک الاسفل ہے آگ میں باقی جو

اس کے بہکانے سے اس شبہ میں بڑے ان کی نوبہ قبول۔ (حسنات)

۶۔ اذ تلقونه (الایہ)

جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے یعنی جرم عظیم ہے۔

۷۔ لولا اذ سمعوه (الایہ) اور کیوں نہ ہو جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ

ایسی بات کہیں الہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔ (کنز الایمان)

مسئلہ : یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی نبی کی بیوی بدکار ہو سکے۔ (خزائن)

۸۔ ان الذین (الایہ)

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (کنز الایمان)

۱۰۔ يعظكم الله (الاية) اور اللہ نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے

ہو۔ (کنز الایمان)

۱۱۔ يا ايها الذين امنوا (الاية) اے ایمان والو شیطان کے قدم بقدم چلنے میں اتباع نہ کرو۔

یعنی وہ جو وسوسے تمہارے دلوں میں ڈالتا ہے اس کی پیروی نہ کرو اور ان کے ماتحت بہتان

تراشنے والوں کی باتوں پر کان نہ لگاؤ۔

۱۲۔ ولا ياتل اولو الفضل منكم (الاية) اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے ہیں

قربت والوں اور مسکینوں اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو نہ دینے کی اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر

کریں کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تمہاری بخشش فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس آیت کریمہ سے

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اتنی فضیلت بڑھی کہ اللہ نے آپ کو اولو الفضل فرمایا اس کا شان نزول یہ

ہے کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کیساتھ جو سلوک فرماتے تھے وہ بند کر دیں گے اولو القربی اس لئے فرمایا

کہ مسطح آپ کی خالہ کے بیٹے نا دار مہاجر تھے اور بدری تھے حضرت کے ذمہ ان کی کفالت تھی جب تہمت

لگانے والوں میں شریک ہوئے تو حضرت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے جس کے ساتھ سلوک کیا وہ میرے

ساتھ ایسا نکلا آپ نے قسم کھائی کہ اب مسطح کیساتھ کسی قسم کا سلوک نہ کروں گا اس پر آیت نازل ہوئی

چنانچہ نزول کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بے شک میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ

میری مغفرت فرمائے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ مسطح کیساتھ سلوک کبھی موقوف نہ کروں گا چنانچہ آپ نے

مقررہ وظیفہ دوبارہ بحال فرمادیا۔

۱۳۔ ان الذين يرمون (الاية) بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں پاک دامن انجان بھولی

بھالیوں مومنہ خواتین پر لعنت ہے دنیا و آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (تفسیر حسنات)

۱۴۔ يوم تشهد عليهم السنتهم (الاية)

جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے

تھے۔ (کنز الایمان)

یہ آیت چودھویں ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اُمّ المؤمنین کے معاملہ میں اللہ کی طرف

سے اتہام لگانے والوں پر وعید شدید ہے۔ (تفسیر حسنات)

۱۵. الخبیث للخبیثین والخبیثون للخبیث .

گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے۔ (کنز الایمان)

یعنی خبیث کے لئے خبیث لائق ہے خبیثہ عورت خبیث مرد کے لئے اور خبیث مرد خبیثہ کے

لئے اور خبیث آدمی خبیث باتوں کے درپے ہوتا ہے اور خبیث باتیں خبیث آدمی کا وطرہ ہوتی ہیں۔

(خزائن)

۱۶. والطیب للطیبین والطیبون للطیبات اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے

ستھریوں کے لئے (کنز الایمان) یعنی پاک مرد اور عورتیں جن میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی

اللہ عنہا اور صفوان ہیں۔ (خزائن)

۱۷. اولئک مبرؤن مما یقولون وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے

ہیں (کنز الایمان)

یعنی جو تہمت لگانے والے خباثت کر رہے ہیں وہ اس سے مبرا ہوتے ہیں۔ (حسنات)

۱۸. لہم مغفرة ورزق کریم ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

فائدہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا کہ عورتوں کو سورہ نور پڑھاؤ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو بالا خانوں پر مت

جانے دو اور نہ ہی انہیں لکھنا سکھاؤ انہیں سورہ نور پڑھاؤ اور چرخہ کا تٹا سکھاؤ۔ (فیوض الرحمان)

## سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ جب آپ کی رخصتی ہوئی اس وقت ان کی عمر نو برس تھی ولعبها معها اور ان کے کھلونے سیدہ کے ساتھ تھے اس حدیث کی بناء پر علماء فرماتے ہیں کہ بچیوں کو کھلونے اور گڑیوں سے کھیلنا جائز ہے اس سے بچوں کو پرونا سینا اور گھریلو امور کا طریقہ آجاتا ہے اگر کھلونوں اور گڑیوں کی آنکھ ناک نہ ہوں تب تو اسکے جواز میں شبہ نہیں۔ (مرآة)

ایک اور روایت میں سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ غزوة تبوک یا حنین سے واپس تشریف لائے اُمّ المؤمنین کے طاق پر پردہ تھا ہوا چلی فکشففت ناحية الستر عن بنات عائشة تو ہوانے پردہ کے کنارے سے سیدہ کے کھینے کی گڑیاں ظاہر کر دیں اس پر حضور سید عالم ﷺ نے پوچھا اے عائشہ یہ کیا ہے عرض گزار ہوئیں حضور ﷺ میری گڑیاں ہیں حضور ﷺ نے ان کے مابین ایک دو پر والا گھوڑا دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے قسالت فرس عرض کی حضور گھوڑا ہے فرمایا اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض گزار ہوئیں دو پر ہیں قال فرس له جناحان فرمایا گھوڑے کے لئے دو پر ہیں؟ اس پر سیدہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اما سمعت ان لسليمان خيلا لها اجنحة کیا آپ نے نہ سنا کہ حضرت سلمان کے گھوڑے کے دو پر تھے سبحان اللہ اس جواب سے سیدہ کی حاضر جوابی بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ سیدہ نے اتنی چھوٹی سی عمر میں کیسا عمدہ جواب دیا اس پر حضور ﷺ نے بھی تبسم فرمایا۔

(رواه ابو داؤد مشكوة كتاب النكاح باب عشرة النساء فصل ثانی)

## سیدہ کی اعلیٰ درجہ کی شرم و حیا

زوجین کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک دوسرے کا لباس فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے نفع اٹھاتے ہیں اور ایک دوسرے پر ہر دونوں کو حلال کو رکھا گیا اسی طرح وہ ایک دوسرے کی شرمگاہ کی طرف نظر بھی کر سکتے ہیں اور اس دیکھنے میں شرعاً کچھ حرج نہیں لیکن یہ اعلیٰ قسم کی شرم کے خلاف ہے یہی وجہ ہے کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے باوجودیکہ حضور سید عالم ﷺ کی بڑی محبوبہ زوجہ مطہرہ ہیں لیکن

آپ نے کبھی حضور ﷺ کے ستر مبارک کو نہ دیکھا چنانچہ فرماتی ہیں۔  
 ما نظرت او ما رأيت فرج رسول الله صلى الله عليه وسلم قط.  
 کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی شرمگاہ کبھی بھی نہ دیکھی۔

(مشکوٰۃ باب النظر الى المخطوطة وبيان العورات الفصل الثالث)

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا غزوہ احد میں زخمیوں کو پانی پلانا  
 اگر جہاد میں عورتوں کو لے جانے کی ضرورت پیش آئے تو ضعیف العمر خواتین کو لے جایا  
 جاسکتا ہے اسی طرح اگر نوجوانوں کی حاجت ہو تو باندیوں کو لے جانے کا حکم ہے مگر ان سے جنگ نہ  
 کرائی جاوے گی البتہ اگر ضرورت ہو تو قتال بھی کر سکتی ہیں غرض یہ کہ ضرورت کے احکام اور ہوا کرتے  
 ہیں لہذا حضرت اُمّ سلیم و اُمّ عطیہ و دیگر خواتین کا جہاد میں شرکت فرمانا ضرورت کے وقت تھا نیز یہ  
 خواتین جہاد میں زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کرنے کے لئے جاتی تھیں چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ  
 حضرت انس فرماتے ہیں کہ.....

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغزو بام سليم ونسوة من الانصار معه

اذا غزا يسقين الماء ويداوين الجرحى

یعنی رسول اللہ ﷺ ام سلیم اور کچھ انصاری خواتین کو اپنے ساتھ لے کر جہاد فرماتے تھے جب

جہاد فرماتے تو یہ پیمیاں پانی پلاتیں اور دوا مرہم پٹی کرتیں۔

نیز حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کیسا تھ سات جہاد کے

اخلفهم في رحالهم فاصنع لهم الطعام وادوى الجرحى و اقوم على

المرضى

یعنی میں غازیوں کی منزلوں میں ان کے پیچھے رہتی ان کا کھانا پکاتی زخمیوں کو دوا دارو کرتی

اور بیماروں کا انتظام کرتی۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ باب القتال فی الجہاد فصل اول ص

۳۵۴ کتاب الجہاد مکتبہ رحمانیہ لاہور)



اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی غزوہ احد کے موقع پر بڑی خدمات انجام دیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں لوگ حضور سید عالم ﷺ کے ارد گرد سے منتشر ہو گئے میں نے دیکھا کہ اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا دامن سمیٹے ہوئے تیزی سے مشکیں بھر کر لاتی ہیں وقال غیرہ تنقلان القرب علی متونہما ثم تفرغانہ فی افواہ القوم ثم ترجعان فتملاٰ نہا ثم تجیان فتفرغانہ فی افواہ القوم ابو عمر کے غیر نے کہا کہ وہ اپنی پیٹھوں پر مشکیں ڈھور ہی تھیں پھر مجاہدین کے مونہوں میں پانی انڈیلتی تھیں پھر لوٹ کر بھرتیں اور مجاہدین کو پانی پلاتیں۔

(بخاری شریف کتاب الجہاد)

اُمّ المؤمنین کا کولہوں پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرنا

کولہوں پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے

ولا یتحصر وهو وضع اليد علی الخاصرة لانه علیہ السلام نہی عن

الاختصار فی الصلوٰۃ ولان فیہ ترک الوضع المسنون

کولہے پر ہاتھ نہیں رکھے گا کیونکہ حضور سید عالم ﷺ نے نماز میں کولہوں پر ہاتھ رکھنے سے منع

فرمایا اور اس لئے کہ اس میں ہاتھ رکھنے کے مسنون طریقہ کو چھوڑنا ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۱۷۲ مکتبہ رحمانیہ)

ہدایہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کولہوں پر نماز میں ہاتھ رکھنا مکروہ ہے پھر یہ کراہت

مرد و عورت دونوں کے لئے ہے البتہ نماز میں کراہت تحریمہ ہے اور خارج نماز میں تنزیہ (حاشیہ

ہدایہ) پھر کولہوں پر ہاتھ رکھنے کی کراہت کی وجہ ایک تو وہی ہے جو صاحب ہدایہ نے بیان فرمائی نماز میں

دوسری وجہ کراہت کو بھی لان سے بیان فرمایا تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ جب شیطان مردود بارگاہ

ہوا تو کولہے پر ہاتھ رکھے ہوئے آیا نیز یہ متکبرین کا طریقہ ہے (نزہۃ القاری ج ۶ ص ۷۸ بتصرف)

نیز اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ یہود کا طریقہ ہے یہی وجہ ہے کہ اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کو لھوں پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند فرماتی تھیں جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت مسروق اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ:-

كانت تكره ان يجعل يده في خاصرته وتقول ان اليهود تفعله

(الصحيح البخارى باب ما ذكر عن بنى اسرائيل)

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لہے پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند فرماتی تھیں اور آپ ارشاد فرماتیں تھیں کہ یہود ایسا کرتے تھے۔

اس روایت سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو یہود نصاریٰ والی وضع رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں

عقل سلیم عطا فرمائے۔ (آمین)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ  
اعتکاف کی اجازت مانگنا

رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ میں اعتکاف کرنا مسنون ہے حضور سید عالم ﷺ اور آپ کے

بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اعتکاف فرمایا کرتی تھیں جیسا کہ بخاری شریف و دیگر کتب

احادیث میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يعتكف العشر الاواخر من

رمضان یعنی حضور ﷺ رمضان کے اخیر میں دس دنوں میں اعتکاف فرماتے تھے نیز اُم المؤمنین سیدہ

صدیقہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں حضور سید عالم ﷺ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں اعتکاف فرماتے

حتی کہ اللہ نے انہیں اٹھالیا ثم اعتكف ازواجه من بعده پھر حضور سید عالم ﷺ کے بعد آپ کی

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا اعتکاف فرماتی تھیں (مسلم شریف ص ۳۷۱ الجلد الاول،

بخاری شریف ج ۱ ص ۲۷۱) حضرت عمرہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ

سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ عشرہ اخیرہ رمضان میں اعتکاف فرماتے اور میں حضور کے لئے خیمہ تانتی صبح

کی نماز کی ادائیگی کے بعد اس میں تشریف لے جاتے فاستاذت حفصہ عائشة ان تضرب

خباء فاذنت لها فضربت خباء سیدہ حفصہ نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ تاننے کی اجازت مانگی انہوں نے اجازت دے دی پس حضرت حفصہ نے خیمہ تان لیا پھر جب سیدہ زینب بنت جحش نے دیکھا تو انہوں نے بھی ایک دوسرا خیمہ تان لیا صبح کے وقت جب حضور ﷺ نے ان خیموں کو دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہوا حضور ﷺ کو بتایا گیا تو فرمایا کیا تم لوگ ان کیساتھ اعتکاف کرنے کو نیکی گمان کرتے ہو اور حضور سید عالم ﷺ نے اس ماہ اعتکاف چھوڑ دیا پھر سوال کے مہینہ میں دس دن اعتکاف فرمایا۔

(بخاری شریف باب اعتکاف النساء ج ۱ ص ۲۷۲، مسلم ج ۱ ص ۳۷۱)

خیال رہے اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سیدہ حفصہ نے اُم المؤمنین سے اجازت طلب کی لیکن امام اوزاعی کی روایت میں یہ ہے کہ اُم المؤمنین نے سیدہ صدیقہ سے سوال فرمایا کہ حضور ﷺ سے ان کے لئے اجازت طلب کریں اور یہی صحیح ہے کیونکہ سیدہ صدیقہ کو اجازت دینے کا حق نہیں اور یہ روایت اسی پر محمول ہے کہ سیدہ نے اُم المؤمنین کو اپنے واسطے اجازت طلب کرنے کے لئے کہا۔ (نزہۃ القاری ج ۵ ص ۱۴۹)

خیال رہے دیگر روایت میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ گھاڑنے کا بھی ذکر

موجود ہے۔ (مسلم شریف ۳۷۱)

فوائد

۱۔ خواتین کا مسجد میں اعتکاف ممنوع ہے۔

۲۔ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کو اعتکاف کرنا ممنوع ہے۔

۳۔ مسجد میں خیمہ لگانا جائز ہے۔

خیال رہے حضور سید عالم ﷺ کے اس کلام سے عورتوں کے مسجد میں اعتکاف کرنے سے

انکار ثابت ہوتا ہے اگرچہ آپ نے بعض کو اجازت عطا فرمائی تھی پھر اس انکار کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً اعتکاف میں مسجد میں رہنا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ لوگ نماز وغیرہ کی ادائیگی کے لئے مسجد

میں حاضر ہوتے ہیں نیز منافقین وغیرہ کی بھی آمد و رفت ہوتی تھی اور خواتین کو بھی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مسجد میں سے آنا جانا درپیش ہوگا نیز جب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن حضور ﷺ کے قریب میں رہیں گی تو یہ گھر جیسا ہی معاملہ ہے اور اس سے اعتکاف کا مقصود حاصل نہ ہوگا اور وہ یہ ہے کہ ازواج و دیگر متعلقات دنیا سے اپنے کو جدا کر کے گوشہ نشین ہوں یا پھر یہ کہ جب اتنے سارے خیمے مسجد میں لگائے جائیں گے تو اس سے مسجد تنگ ہو جائیگی۔ (نووی شریف ج ۱ ص ۳۷۱) خیال رہے عورتیں اپنے گھروں میں اعتکاف کریں گی۔

أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةُ صِدْقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَقَرْبَانِي كَالْجَانُورِ كَاللَّيْلِ  
ہار بٹنا

حضور سید عالم ﷺ کبھی کبھی مدینۃ المنورہ سے قربانی فرمانے کے لیے جانور حرم شریف بھیجا کرتے تھے اور ان جانوروں کے گلے میں پٹہ یا ہار ڈالنے کے لئے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود اپنے ہاتھ مبارک سے وہ ہار بٹا کرتی تھیں چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سے قربانی کے جانور بھیجتے تو میں ان کے ہدی (قربانی کا جانور) کے قلاوے بٹتی۔

(بخاری شریف المناسک ج ۱ ص ۲۳۰، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۲۵)

نیز حضرت مسروق روایت فرماتے ہیں کہ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةُ عَالَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نے

فرمایا

فَلْتَلِ لَهْدِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي الْقَلَانِدَ

میں حضور سید عالم ﷺ کے ہدی کے لیے ہار بٹتی تھی۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۲۰)

خیال رہے ہدی کا جانور بکری گائے یا اونٹ کوئی بھی ہو سکتا ہے ایک روایت میں یہ بھی ہے

کہ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ اپنے اون سے ہار بٹتی تھیں چنانچہ بخاری شریف میں قاسم روایت کرتے ہیں کہ سیدہ

فرماتی ہیں کہ:-

فتلت قلائدھا من عھن کان عندی

یعنی میں اپنے اون سے جانوروں کے ہار ہٹتی تھی۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۳۰)

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور کو خوشبول گانا

حضور سید عالم ﷺ جب احرام باندھتے تو اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا حضور سید

عالم ﷺ کو خوشبول گاتی تھیں چنانچہ بخاری شریف و دیگر کتب احادیث میں ہے سیدہ خود فرماتی ہیں

كنت اطيب رسول صلى الله عليه وسلم لاحرامه حين يحرم ولحله قبل ان

يطوف بالبیت

جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے تو میں حضور ﷺ کو خوشبول گاتی اور طواف (طواف

زیارت) سے قبل احرام کو کھولنے کے وقت خوشبول گاتی۔

(بخاری شریف کتاب المناسک ج ۱ ص ۲۰۸)

خیال رہے احرام باندھتے وقت خوشبول گانا مسنون ہے لیکن جیسے ہی احرام باندھ لے گا تو اس

سے یہ کام حرام ہو جائیں گے۔

۱۔ عورت سے صحبت ۲۔ بوسہ ۳۔ مساس ۴۔ گلے لگانا ۵۔ اندام نہانی پر نگاہ

۶۔ عورتوں کے سامنے اس کا نام لینا ۷۔ فحش گناہ ہمیشہ حرام تھے ۸۔ اب اور حرام ہو گئے

۹۔ ذبیوی لڑائی جھگڑا ۱۰۔ جنگل کا شکار ۱۱۔ اس کی طرف اشارہ کرنا ۱۲۔ یا کسی طرح بتانا

۱۳۔ بندوق یا بارود یا اس کے ذبح کے لیے چھری دینا ۱۴۔ انڈے توڑنا ۱۵۔ پراکھیرنا ۱۶۔ پاؤں یا

بازو توڑنا ۱۷۔ اس کا دودھ دوھنا ۱۸۔ اس کا گوشت یا انڈے پکانا ۱۹۔ بھوننا ۲۰۔ بیچنا

۲۱۔ خریدنا ۲۲۔ کھانا ۲۳۔ ناخن کترنا ۲۴۔ سر سے پاؤں تک کوئی بال جدا کرنا ۲۵۔ ہمنہ یا

سر چھپانا ۲۶۔ بستریا ۲۷۔ کپڑے ۲۸۔ کی بچی یا گھڑی سر پر رکھنا ۲۹۔ عمامہ باندھنا

۳۰۔ برقع دستانے پہننا ۳۱۔ موزے یا جرابے وغیرہ جو پنڈلی اور اقدام کے جوڑ کو چھپائے پہننا



۳۲۔ سلا کپڑا پہننا ۳۳۔ خوشبو بالوں ۳۴۔ یا بدن یا کپڑوں میں لگانا ۳۵۔ لاگیری یا کسم کیر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں ۳۶۔ خالص خوشبو مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ، الاچھی، دارچینی وغیرہ کھانا ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مشک، عنبر، زعفران سر یا داڑھی، خٹمی یا کسی خوشبودار یا کسی ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مرجائیں ۳۷۔ دسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا ۳۸۔ زیتون یا تل کا تیل اگر چہ بے خوشبو ہو بدن یا بالوں میں لگانا ۳۹۔ کسی کا سر سوٹنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو ۴۰۔ جوں مارنا دھیکنا کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا ۴۱۔ کپڑا اس کے مارنے کو دھونا یا دھوپ میں ڈالنا ۴۲۔ بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مرنے کو لگانا۔ (انوار البشارة مختصراً)

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور سید عالم ﷺ کے فقر پر

رونا

فرماتی ہیں کہ میں حضور کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئی کہ آپ اپنے رب سے رزق کی وسعت اور کشادگی کیوں نہیں چاہتے جب کہ میں نے حضور کے شکم مبارک پر پتھر باندھے ہوئے دیکھا تو رو پڑی حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر میں اپنے رب سے سوال کروں کہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلیں تو اللہ ان کو جاری فرمادے گا جہاں میں چاہوں لیکن میں نے دنیا کی بھوک اور فقر کو آخرت کی بھوک اور فقر پر ترجیح دے کر دنیا کے حزن کو اختیار کیا اے عائشہ دنیا محمد ﷺ اور ان کی اولاد کے لائق نہیں۔

(روح البیان ۴ سورۃ ال عمران ج ۲ ص ۱۸۹ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عقیدہ نور

مسلمانوں کا یہ مسلم عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نور ہیں اگرچہ آپ بشری صورت میں لوگوں کی ہدایت کے لئے تشریف لائے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی خصائص

شریف میں فرماتے ہیں کہ ان ظلہ کان لایقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل یعنی آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور محض تھے تو جب حضور سید عالم ﷺ دھوپ یا چاند کی چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔

(خصائص کبری ج ۱ ص ۱۱۶ مکتبہ حقانیہ)

امام اہلسنت محدث بریلوی اپنے رسالہ مبارکہ نفی الفتنی میں ابن عساکر کے حوالہ سے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ میں سستی تھی سوئی گر پڑی تلاش کی نہ ملی اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حضور سید عالم ﷺ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی (خصائص کبری ج ۱ ص ۱۰۷ مکتبہ حقانیہ، نفی الفتنی ص ۱۸۵ ضیاء الدین مجموعہ رسائل)

مذکورہ روایت سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ حضور ﷺ نور تھے یہی حق و صواب ہے یہی وجہ ہے کہ جب آپ کسی تاریک جگہ تشریف لے جاتے تو وہ نور سے جگمگا اٹھتی جیسا کہ ام المؤمنین کی روایت سے ثابت ہوا

علامہ فاسی علیہ الرحمۃ مطالع المسرات شریف میں علامہ ابن سبع سے نقل کرتے ہیں

کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم یضیی البیت المظلم من نورہ

یعنی حضور سید عالم ﷺ کے نور سے خانہ تاریک روشن ہو جاتا تھا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حجۃ الوداع

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع میں حضور سید عالم ﷺ کے

ساتھ تھیں جس کی تفصیل خود آپ فرماتی ہیں کہ ہم ذی الحجۃ کے چاند ہونے کے قریب حج کے لئے نکلے

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا جو عمرے کا احرام باندھنا چاہے وہ صرف عمرے کا باندھے سیدہ فرماتی ہیں

کہ اس پر بعض نے عمرے کا اور بعض نے حج کا احرام باندھنا و کنت انامن اهل بعمرة اور میں

ان میں سے تھی جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا جب عرفہ کا دن آیا تو میں حائضہ تھی فشکوت الی  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو میں نے حضور ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں شکایت کی اس پر آپ  
نے فرمایا کہ دعی عمر تک وانقضی رأسک وامتشطی واهلی بحج عمرہ چھوڑ دے  
اور اپنے سر کو کھول کر کنگھی کر اور احرام حج باندھ لے میں نے یہی کیا پھر جب لیلة الحصبہ  
(چودھویں ذی الحجہ کی رات) آئی تو حضور ﷺ نے میرے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کو میرے  
ساتھ تنعمیم بھیجا تو میں نے مقام تنعمیم سے عمرے کا احرام باندھا۔ (بخاری شریف کتاب الحيض)  
خیال رہے حج تین طرح کا ہوتا ہے (۱) افراد (۲) تمتع (۳) قرآن  
حج افراد یہ ہے کہ میقات سے صرْفُج کا احرام باندھے اور دو رکعت بنیت احرام پڑھے اور  
سلام کے بعد یوں کہے:-

اللهم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی نویت الحج مخلصا للہ تعالیٰ۔

ترجمہ:- الہی میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے میرے لئے آسان کر دے اور مجھ سے قبول

فرما میں نے خاص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کی نیت کی۔

اور حج تمتع یہ ہے کہ یہاں سے نرے عمرے کی نیت کرے عمرہ کرنے کے بعد پھر مکہ معظمہ

میں حج کا احرام باندھے اس میں نماز کے بعد یوں کہے گا۔

اللهم انی ارید العمرة فیسرہ مالی وتقبلہا منی نویت العمرة مخلصا للہ

تعالیٰ۔

اور حج تمتع کی پھر دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لے کر جائے دوسری

یہ کہ جانور ساتھ لے کر جائے پہلا شخص عمرہ کرنے کے بعد احرام سے باہر ہو جائے گا پھر آٹھویں ذی الحجہ کو

احرام حج باندھے گا جب کہ دوسرا شخص احرام سے باہر نہ ہوگا تا وقتیکہ قربانی نہ کرے۔

حج قرآن یہ ہے کہ میقات سے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھے اور بعد سلام یوں کہے

اللهم انی ارید الحج والعمرة فیسرہ مالی وتقبلہما منی نویت الحج والعمرة للہ

تعالیٰ اور تینوں صورتوں میں نیت کے بعد باواز بلند لبیک اللهم لبیک لا شریک  
 لك لبیک ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك. (انوار البشارة بتصرف)  
 ہم احناف کے نزدیک حج قرآن حج تمتع اور افراد سے افضل ہے جب کہ امام شافعی فرماتے  
 ہیں کہ حج افراد افضل ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حج تمتع قرآن سے افضل ہے۔

(ہدایہ اولین کتاب الحج باب القران ص ۲۷۹ مکتبہ رحمانیہ)

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیا حج قرآن کیا یا پھر تمتع؟ اس سوال کا جواب  
 خلیفہ مفتی اعظم حضور سیدی مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ دیتے ہیں کہ جب اس حدیث کے  
 تمام طرق پر گہری نظر ڈالی جاتی ہے تو ثابت یہی ہوتا ہے کہ سیدہ نے قرآن نہیں بلکہ حج تمتع فرمایا اس کے  
 مندرجہ ذیل وجوہ ہیں (۱) ان کو حکم ہوا اپنے سر کو کھول ڈالو کنگھا کرو حج کا احرام باندھو اگر انہوں نے  
 قرآن کیا ہوتا تو میقات ہی سے احرام باندھ لیا ہوتا اب اس وقت یوم عرفہ احرام باندھنے  
 کا کیا مطلب؟ پھر حالت احرام میں کنگھا کرنا منع ہے (۲) حضور ﷺ نے سیدہ سے فرمایا ادعی  
 عمر تک کسی میں وارفضی عمر تک اور کسی میں واتر کسی عمر تک ہے اپنا عمرہ چھوڑ دے ا  
 سکا صاف مطلب یہ ہے کہ میقات سے جو احرام عمرہ باندھا تھا اس کو کھول دو اور اب حج کا احرام باندھ لو  
 (۳) اُم المؤمنین اس وقت حالت حیض میں تھیں اس حالت میں غسل کا حکم طہارت حاصل کرنے کے  
 لئے تو نہیں ہو سکتا لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یہ احرام کے لئے غسل کا حکم تھا (۴) صاف صاف حکم ہے  
 واہلسی بحج حج کے لئے تلبیہ کہو یعنی حج کا احرام باندھو اگر حج کا احرام پہلے باندھ چکی تھیں تو اب حج  
 کا احرام باندھنے کا حکم دینے کا کیا مطلب؟ (۵) بخاری میں خود فرماتی ہیں کہ فکنت ممن تمتع  
 میں تمتع کر نیوالوں میں تھی۔ (نزہۃ القاری ج ۲ ص ۲۳۷)

خیال رہے اختلاف ہونے کی وجہ یہ بنی کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایام حج میں عمرہ کو فجر الفجر  
 تمام فجر سے برافق شمار کرتے تھے حضور سید عالم ﷺ جب اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تو لوگوں نے  
 گمان یہ کیا کہ صرف حج کرنے جا رہے ہیں لیکن مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ

جو چاہے عمرے کا احرام باندھے جس کا جی چاہے حج کا اس پر کچھ حضرات نے عمرہ کا کسی نے حج و عمرہ دونوں کا کسی نے صرف حج کا احرام باندھا چونکہ شوافع کے نزدیک قارن ایک طواف اور ایک ہی سعی کرے گا جب کہ احناف کے نزدیک دو دو کرے گا شوافع اپنے مذہب پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین چودھویں کی رات کو اپنے بھائی کیساتھ عمرہ کو گئیں اور اس روایت سے ایک طواف اور سعی کا ثبوت ہوتا ہے اب بر مذہب شوافع اگر سیدہ حج قران کرنے والوں میں تھیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قران کرنے والے پر ایک طواف اور ایک ہی سعی ہے اور یہ شوافع کا مذہب ہے جب کہ احناف کے نزدیک قارن پر دو طواف اور دو سعی ہیں رہا شوافع کا مذہب کہ قارن پر ایک طواف و سعی ہے اس پر ان کا استدلال ایک وہی حدیث عائشہ ہے دوسرا یہ حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد کہ دخلت العمرة في الحج الى يوم القيامة عمرہ حج میں قیامت تک داخل ہو گیا اور دلیل عقلی یہ ہے کہ قران کی بناءً داخل پر ہے حتیٰ کہ اس میں ایک تلبیہ ایک سفر اور ایک ہی حلق کافی ہوگا لہذا ارکان یعنی طواف وغیرہ میں بھی داخل یعنی ایک طواف و سعی کافی ہوگی احناف کا اپنے مذہب پر استدلال یہ ہے کہ جب صہی بن معبد نے دو طواف اور دو سعی کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہدیت لسنة نبیک کہ آپ کو اپنے نبی کی سنت کی ہدایت دی گئی اور دلیل عقلی یہ ہے قران ایک عبادت کو دوسری کیساتھ ضم کرنے کا نام ہے اور وہ اسی وقت متحقق ہوگا جب ان عبادات میں سے ہر ایک کو بوجہ کمال ادا کیا جائے نا کہ ایک کو چھوڑ دیا جائے نیز عبادات مقصودہ میں داخل نہیں ہوتا لہذا دونوں مستقل طور پر طواف و سعی ادا کرنے ہوں گے اور رہا سفر تو وہ مقصود نہیں بلکہ وہ تو تو تسل ہے اور رہا تلبیہ سو وہ حرمت کو ثابت کرنے کے لیے ہے اسی طرح حلق تو وہ احرام سے باہر آنے کے لئے ہے لہذا یہ تمام مقاصد نہ ہوئے بلکہ وسیلے ہوئے۔

(ہدایۃ اولین ص ۲۸۱ مکتبہ رحمانیہ)

اور حدیث عائشہ کا جواب یہ ہے کہ سیدہ منیٰ میں پاک ہو گئی تھیں اور بیت اللہ کا طواف بھی فرمایا تھا اور چودھویں شب سے قبل ہی طواف زیارت کر لیا تھا پھر لیلة الحصبہ کو مقام تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ فرمایا تھا کیونکہ اگر یہ مانا جائے کہ سیدہ نے لیلة الحصبہ تک طواف اور سعی نہ فرمائی تھی



تو آپ کا حج کہاں ادا ہوگا کیونکہ حج کے دن تو نکل چکے باوجودیکہ آپ خود فرماتی ہیں کہ میں حج کے کیساتھ واپس ہو رہی ہوں آپ کا یہ فرمان اس بات پر دلیل ہے کہ آپ نے طواف زیارت فرمایا تھا اور سعی بھی کر چکی تھیں اس کے بعد عمرہ فرمایا اور ہمارا یہ کہنا کہ سیدہ منیٰ میں پاک ہو گئیں تھیں تو اس کی تصریح مسلم میں ہے فرماتی ہیں حتیٰ نزلنا منیٰ فتطهرت ثم طفتا بالبیت کہ جب ہم منیٰ میں اترے تو میں طاہر ہو چکی تھی پھر ہم نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا واللہ ورسولہ اعلم۔

خیال رہے حجۃ الوداع ۱۰ھ کو ہوا اور یہ اسلام کا دوسرا حج تھا پہلا حج حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امارت میں ادا کیا گیا جب کہ حجۃ الوداع میں خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی حاضر ہوئیں تھیں اس حج کو الوداع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو وداع یعنی رخصت فرمایا تھا کہ ارشاد فرمایا لعلی لا القاکم بعد عامی هذا نیز اس کو حجۃ البلاغ و حجۃ الاسلام بھی کہا جاتا ہے اور حجۃ البلاغ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں اہم خطبات ارشاد فرمائے تھے جب کہ حجۃ الاسلام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کوئی مشرک شریک نہ ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حدیث تفکر

حضرت عطاء بن رباح فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبید اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عمر کے ساتھ اُمّ المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا آپ نے پوچھا کہ یہ حضرات کون ہیں میں نے عرض کی کہ عبید اللہ بن عمر ہیں اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا:-

اے عبید اللہ بن عمر آپ کو مرحبا تمہیں کیا ہوا کہ ہماری زیارت کو نہیں آتے عبید اللہ بن عمر نے کہا زر عبنا تزدد حبا کبھی کبھار زیارت کرو کہ محبت بڑھے (حدیث کے الفاظ ہیں)

حضرت ابن عمر نے عرض کی ہمیں حضور کی سب سے عجیب حدیث بیان کریں اُمّ المؤمنین نے بہت زیادہ گریہ فرمایا اور فرمایا کہ حضور کی ہر بات عجیب ہے ایک رات آپ میرے فراش پر تشریف فرما ہوئے حتیٰ کہ آپ نے اپنے مبارک جسم کی جلد مبارکہ کو میری جلد سے ملا دیا اور فرمایا اے عائشہ کیا تم

مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو؟ میں عرض گزار ہوئی حضور میں آپ کے قرب اور چاہت کو ہی محبوب رکھتی ہوں میں نے آپ کو اجازت دی حضور نے مشکیزہ سے وضو فرمایا اور قیام فرما کر رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں کے موتی ازار بند تک پہنچ گئے یہاں تک کہ آپ اپنی سیدھی کروٹ کے بل رخسار مبارک کے نیچے دست مبارک رکھ کر لیٹ گئے پس حضور زار و قطار روئے حتیٰ کہ آنسوؤں کی لڑیوں نے زمین کو شرف بخشا پھر حضرت بلال اذان فجر کے بعد حاضر آستانہ معلیٰ ہوئے انہوں نے جب حضور کو اس قدر روتے دیکھا تو عرض کی حضور آپ کیوں گریہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ تحقیق آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے گئے

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوؤں اور مجھے کیا ہوا کہ میں نہ روؤں اور تحقیق آج رات مجھ پر آیت (بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے کنزالایمان پارہ ۴ آیت ۱۹۰ سورۃ ال عمران) نازل ہوئی۔ (روح البیان ج ۲ ص ۱۷۸ سورۃ آل عمران پ ۴ مکتبہ غفاریہ کانسی روڈ کوئٹہ)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حرمت مزامیر

و استفزز من استطعت منهم بصوتک اور ڈگادے (بہکا دے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے (کنزالایمان سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۴) خزائن میں اس آیت کے تحت حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں بعض علماء نے فرمایا کہ مراد اس سے گانے باجے لہو و لعب کی آوازیں ہیں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ گانے باجے اور جھولے گمراہ کن و عظ سب شیطان کی آوازیں ہیں اور یہ لوگ شیطان کے پیادے اور سوار ہیں یعنی اس کا لشکر۔ (نور العرفان)

اللہ جلّ مجدہ فرماتا ہے:-

و من الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم و

يتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهين (لقمان)

ترجمہ: اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور

اسے ہنسی بنا لیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

تفسیر حسنات شریف میں فرمایا کہ ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ بھی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی یہ مغنیات خرید کر لاتا اور اس کے ذریعہ ان لوگوں کو گمراہ کرتا جو اسلام کی طرف مائل ہوتے تھے انہیں شراب پلاتا، گانا سنواتا اور کہتا تاؤ یہ بہتر ہے یا وہ جس کی طرف تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلا تے ہیں؟ ان کی تعلیم میں نماز پڑھنا، روزہ رکھنا اور جہاد کرنا ہے اور یہاں عیش ہی عیش (تفسیر حسنات) شریعتِ مطہرہ نے تین کھیل کے سوا سب کو حرام فرمایا چنانچہ ترمذی شریف میں ارشاد ہے کل لعب ابن آدم حرام الا ثلاثة اسی طرح ایک حدیث شریف میں ہے:-

الغناء ينبت النفاق كما ينبت الماء البقل

یعنی گانا بجانادل میں اس طرح نفاق اگاتا ہے جس طرح پانی ساگ پات اگاتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۴ ص ۸۳ جدید)

امام اہلسنت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ہدایہ وغیرہ کتب معتمدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں حضرت سلطان الاولیاء محبوب الہی نظام الحق والدین فرماتے ہیں کہ مزامیر حرام ست یعنی گانے بجانے کے آلات حرام ہیں۔

حضرت شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں مزامیر کو زنا کے ساتھ شمار فرمایا نیز بخاری شریف کی حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یستحلون الحور و الحریر و المعازف یعنی وہ لوگ زنا اور ریشمی کپڑوں اور باجوں کو حلال سمجھیں گے اور فرمایا وہ بندر اور سور ہو جائیں گے۔ (ایضاً ج ۲۴ ص ۱۳۸)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صوتان ملعونان فی الدنیا و الاخرۃ مزار عند نعمة و رنة عند مصیبة

یعنی دو آوازیں دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں نمبر آسائش کے وقت گانا بجانا نمبر ۲

مصیبت کے وقت بین کرنا (ایضاً ج ۲۴ ص ۱۲۲)

اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو کہ ڈھول ڈھمکے گانے باجے سنتے سنا تے ہیں اور شیطان کے چرنے کی طرح ناچتے پھرتے ہیں۔

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عورتوں کی امامت فرمانا

ابتداءً امّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت فرمائی تھی جیسا کہ ہدایہ اولین میں ہے کہ عورتوں کے لئے مردوں سے منفرداً جماعت کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس طرح جماعت کرنے سے ترک سنت کا ارتکاب لازم ہوگا اور وہ یہ ہے کہ عورت امام صف کے مابین کھڑی ہوگی اور یہ مکروہ ہے جیسا کہ برہنہ لوگوں کی جماعت کہ ان کا امام بھی وسط صف میں کھڑا ہوگا اور اس بات کی دلیل کہ عورتوں کا امام وسط صف میں کھڑا ہوگا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فعل مبارک ہے کہ لان عائشة فعلت كذلك (باب الامامة) امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ایسا فرمایا اور یہی صورت اس کے حق میں زیادہ پردہ کا باعث ہے اور عورت کو پردہ کا حکم ہے اور اگر وہ آگے بڑھے گی جب نماز اگر چہ ہو جائے گی لیکن یہ بھی مکروہ ہے لیکن امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا عورتوں کی امامت فرمانا صدر اسلام میں تھا بعد میں عورتوں کو مساجد میں آنے سے منع فرمادیا گیا جیسا کہ اسی ہدایہ شریف میں ہے و حمل فعلها الجماعة علی ابتداء الاسلام یعنی امّ المؤمنین کے جماعت کروانے کو ابتداءً اسلام پر محمول کیا گیا ہے نیز بعد میں آپ خود بھی منع فرماتی تھیں جس طرح دیگر اصحاب رسول ﷺ منع فرماتے تھے کیونکہ عورتوں کے گھروں سے نکلنے کی ممانعت کی دو وجہیں بیان فرمائی گئیں نمبراً فساد نمبراً خوف فتنہ کیونکہ اگر وہ عورت معاذ اللہ فاسقہ ہے تو پھر فساد و خرابی ہوگی اور اگر وہ عورت پارسا ہو تو فتنے کا اندیشہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حد درجہ پارسا و پرہیزگار خاتون ہیں جو کہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں پھر حضرت زبیر کے نکاح میں آئیں آپ کو مسجد کا بہت زیادہ اشتیاق رہتا اور نماز مسجد میں ادا کرتیں حضرت زبیر آپ کو منع فرماتے وہ نہ مانتیں ایک روز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک تدبیر فرمائی کہ بوقت عشاء تاریکی رات میں بی بی صاحبہ کے جانے سے قبل کسی دروازے میں چھپ رہے یہاں تک کہ جب آپ اس دروازے سے

آگے بڑھی ہی تھیں کہ انہوں نے چپکے سے ان کے سر پر مکادے مارا اس پر بی بی صاحبہ نے انا للہ فساد الناس پڑھا کہ ہم اللہ کے لئے ہیں ہائے افسوس لوگوں میں فساد برپا ہو گیا۔

(الاصابه فی تمییز الصحابه)

اس کے بعد آپ کا جنازہ ہی گھر سے نکلا اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے زمانہ مبارک میں عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے منع فرماتے تھے اس پر عورتوں نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے جب شکایت کی تو فرمایا:-

لو ان رسول الله صلى الله عليه وسلم راى ما احدث النساء بعده لمنعهن كما منعت نساء بنى اسرائيل (حلبی کبیر ص ۵۹۷ سہیل اکیڈمی لاہور)

یعنی اگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہ دیکھتے جو آپ کے بعد عورتوں نے پیدا کر لیا تو آپ عورتوں کو منع فرمادیتے جیسے کہ بنو اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا۔

اس کے بعد یہی حلبی شریف نے فرمایا:-

و اذا قالت عائشة هذا عن نساء زمانها فما ظنك بنساء زماننا (ایضاً)

کہ جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانے کی عورتوں کے بارے میں یہ فرمایا تو پھر ہمارے زمانہ کی عورتوں کے بارے میں اے طالب سعادت تیرا کیا گمان ہے؟

اس سے واضح ہوا کہ جب عورتوں کو مساجد میں فتنہ و فساد کی وجہ سے منع فرما دیا گیا تو پھر ان کو مزارات پر جانا کیونکر روا ہوگا اسی حلبی شریف میں فرمایا گیا کہ امام قاضی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ آیا عورتوں کو مزارات پر جانا جائز ہے یا کہ نہیں تو فرمایا:-

لا یسئل عن الجواز و الفساد فی مثل هذا و انما یسئل عن مقدار ما یلحقها من اللعن فیہ

یعنی ایسی جگہ جواز و عدم جواز کے بارے میں پوچھا جاتا ہاں یہ پوچھا جائے گا کہ عورتوں پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔



فرماتے ہیں:-

واعلم انها كلما قصدت لخروج كانت في لعنة الله و ملائكته و اذا  
خرجت تحفها الشياطين من كل جانب و اذا اتت القبور يلعنها روح  
الميت و اذا رجعت كانت في لعنة الله

تو جان کہ عورت جب بھی گھر سے قبور کی طرف نکلنے کا ارادہ کرتی ہے تو وہ اللہ اور فرشتوں کی  
پھٹکار میں ہوتی ہے اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیاطین اس کو ہر طرف سے گھر لیتے ہیں  
اور پھر جب وہ قبروں پر آتی ہے تو میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے اور جب وہ وہاں سے  
لوٹتی ہے تو وہ اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔ (حلبی کبیر ص ۵۹۷ سہیل اکیڈمی لاہور)  
وقار الملت والدین مفتی وقار الدین تلمیذ صدر الشریعہ بدرالطریقہ فرماتے ہیں کہ:-

عورتوں کو بلا ضرورت شرعی پردے کے ساتھ بھی گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے نماز باجماعت  
پڑھنے کے لئے صحابہ کرام کے زمانے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر  
حضور ﷺ اس زمانے کو دیکھتے تو عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکتے اسی بناء پر ہمارے فقہاء نے بعض  
چیزوں میں جیسے حالات بدلتے رہے احکام شرعیہ میں تبدیلی فرمائی امام اعظم کے زمانے میں ہی جوان  
عورتوں کو ان کی نمازوں میں مسجد میں جانے سے منع کیا گیا اس کے کچھ زمانہ بعد جوان عورتوں کو مطلقاً منع  
کر دیا گیا اس کے بعد تقریباً پانچ چھ سو سال سے پہلے بوڑھی عورتوں کو بھی مسجد میں جانے سے مطلقاً منع  
کر دیا گیا۔ (وقار الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۶۳)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عورت کا سنگھار

فتاویٰ رضویہ شریف میں امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا،  
بناؤ سنگھار کرنا باعث اجر عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے فرماتے ہیں کہ کوئی صالح عورت  
اور ان کا شوہر بھی دونوں اولیائے کرام میں سے تھے ہر شب بعد نماز عشاء پورا سنگھار کر کے دلہن بن کر  
اپنے شوہر کے پاس آئیں اگر انہیں اپنے طرف حاجت پائیں حاضر رہتیں ورنہ زیور و لباس اتار کر (دوسرا

لباس زیب تن کر کے) نماز میں مشغول ہو جائیں۔

فرماتے ہیں کہ امّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے مجمع البحار میں ہے:-

عائشة رضی اللہ عنہا کرهت ان تصلى امرأة عطلا ولو ان تعلق فى عنقها  
خيطا

یعنی امّ المؤمنین عورتوں کے بغیر زیور نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتیں اور فرماتیں کہ اگر کچھ نہ ہو تو ایک ڈورا ہی گلے میں لٹکالے۔ (ج ۲۲ ص ۱۲۶ و ۱۲۸ جدید)

امّ المؤمنین کی بارگاہ میں زید بن ارقم کا معذرت کرنا

ہدایۃ آخرین کتاب البیوع میں ہے کہ اگر کسی نے کوئی باندی ہزار درہم میں خرید کر قبضہ کر کے پھر اس کو اسی بائع سے ثمن نقد دینے سے قبل پانچ سو درہم میں بیچ دیا تو بیع ثانی جائز نہ ہوگی امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ بیع جائز ہے کیونکہ قبضہ سے ملک تمام ہو چکی تھی لہذا یہ بیع دوبارہ بائع سے کرنا یا اس کے سوا کسی اور سے کرنا برابر ہے۔ احناف اپنے مذہب پر دلیل پیش کرتے ہیں کہ زید بن ارقم کی امّ ولد نے آپ سے آٹھ سو درہم میں ایک باندی خرید کر پھر آپ ہی کو چھ سو درہم میں بیچ دی تو جب امّ المؤمنین کی بارگاہ میں امّ ولد نے مسئلہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ:-

بئس ما شريت و اشتريت ابلىغى زيد بن ارقم ان الله تعالى ابطل حجه و

جھادہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان لم یتب

یعنی تو نے کتنی بری فروخت و خرید کی اور سنو تم زید بن ارقم کو یہ خبر پہنچا دو کہ اگر وہ توبہ نہ کریں تو

اللہ جلّ مجدہ نے ان کا وہ حج و جہاد جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا باطل فرما دیا۔

امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جو اس قدر شدید و عید سنائی ظاہر ہے کہ حضور سید عالم ﷺ سے سنے بغیر نہ فرمائی خیال رہے امّ المؤمنین نے بیع اول کو اس وجہ سے برا فرمایا کہ وہ ثانی کا ذریعہ بنی اگرچہ وہ آپ کے نزدیک جائز تھی۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس روایت میں نفع زید بن ارقم کے حق میں

ثابت ہوا جبکہ دوسری روایات میں اس کے الٹ بھی ہے اس کے بعد حضرت زید بن ارقم نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں عذر خواہی کی۔ (ہدایۃ مع حاشیۃ کتاب البیوع باب البیع الفاسد)

### حضور سید عالم ﷺ کی معراج جسمانی اور ام المؤمنین

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کو معراج روح مع الجسم حالت بیداری مسجد حرام سے لے کر عرش الہی یا جہاں تک اللہ نے چاہا ہوئی جمہور محدثین، فقہاء و متکلمین کا یہی مذہب ہے اس سے عدول جائز نہیں اور اس کے ثبوت پر نقلی و عقلی عادل شواہد موجود ہیں اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو حضور ﷺ کی معراج جسمانی کا انکار فرمایا وہ کوئی اور ہے کیونکہ آپ کو معراج روحانی کئی ہوئیں چنانچہ نص قرآن میں اسری بعدہ ہے نہ کہ روحہ جو اس بات پر واضح دلیل ہے کہ یہ روح مع الجسم معراج ہے نہ کہ فقط روحانی کیونکہ عبد کا اطلاق روح مع الجسم پر ہوتا ہے نیز اگر خواب میں ہوتی تو اس کی صراحت ہوتی جب خواب کی تصریح نہیں تو پھر اس کو خواب قرار دینا کیونکر صحیح ہوگا نیز لفظ اسری فرمایا گیا اور افعال میں اصل یہ ہے کہ جب تک قرینہ نہ ہو وہ بیدار پر محمول ہوا کرتے ہیں پھر اسری کا فاعل یعنی سیر کروانے والی ذات اللہ جل مجدہ ہے کیا وہ قادر مطلق اس پر قدرت نہیں رکھتا یقیناً رکھتا ہے تو پھر اس کی قدرت کے اس کرشمہ کو قبول کرنے سے کون سی چیز مانع ہے نیز کفار کا انکار کرنا بھی اس بات پر دلیل ہے کہ یہ جسمانی معراج تھی نہ کہ فقط روحانی۔ وہ لوگ جو اس معراج کو روحانی مانتے ہیں وہ دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول ما فقدت جسدہ الشریف سے پیش کرتے ہیں جس کے علمائے کرام نے کئی جوابات دیئے۔

نمبر ۱ واقعہ معراج جسمانی کے وقت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور سید عالم ﷺ کی زوجیت میں نہ تھیں اور جب وہ زوجیت سے مشرف ہی نہ ہوئیں تو پھر آپ کا یہ قول معراج جسمانی کے متعلق کیونکر صحیح ہو سکتا ہے لہذا آپ کا یہ فرمان دوسری معراج کے متعلق ہے جو کہ روحانی تھیں۔

نمبر ۲ یا پھر ام المؤمنین کے فرمان کے یہ معنی ہیں کہ جسم مبارک روح اقدس سے گم نہ ہوا بلکہ

ساتھ ہی رہا یعنی حضور سید عالم ﷺ کو معراج مع الجسم ہوئی۔

نمبر ۳ یا پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہ فرمان سرعت کو ظاہر فرمانے کے لئے فرمایا کہ میں نے رسول کائنات ﷺ کے جسم اقدس کو گم ہونے کا احساس تک نہ کیا اتنی تیزی سے آپ کو معراج ہوئی سبحان اللہ

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم

ایک دم میں سرعرش گئے آئے محمد

(اختصار مع التصرف از فیوض الباری)

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو گوہ کھانے سے نہی

گوہ کے کھانے کو صاحب قدوری نے مکروہ فرمایا اس کی وجہ صاحب ہدایہ نے یہ فرمائی کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے کھانے کے بارے میں جب حضور سید عالم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے منع فرمایا چنانچہ ام المؤمنین سے مروی ہے کہ آپ کی طرف گوہ ہدیہ پیش کی گئی جب حضور سید عالم ﷺ گھر تشریف لائے تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے گوہ کے کھانے کے بارے میں آپ سے سوال کیا تو حضور ﷺ نے آپ کو منع فرمادیا پھر کوئی سائل حاضر ہوا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس کو کھلانے کا ارادہ فرمایا اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اتطعمین ما لا تاکلین یعنی کیا تم ایسی چیز (اسے) کھلاتی ہو جو خود نہیں کھاتی ہو (قدوری و حاشیہ قدوری و ہدایہ کتاب الذبائح) اسی کا اعتبار کرتے ہوئے احناف نے گوہ کے کھانے کو مکروہ و ناجائز قرار دیا ان اصبت فمن اللہ و الالفنی واللہ و رسولہ اعلم۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بیٹی کی حلت

صحیحین میں عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوے میں تھے ہم حضور کی موجودگی میں بیٹی کھاتے تھے (بہار شریعت حصہ ۱۵)

پتہ چلائی کی بھی حلال ہے پھر مچھلی اور ٹڈی یہ دونوں بغیر ذبح حلال ہیں۔

(ایضاً بزیادت یسیر)

صاحب قدوری نے فرمایا:-

و لا بأس باكل الجریث و المارماهی و یجوز اكل الجراد و لا ذکاة له  
یعنی جریث اور مارماہی کھانے میں کوئی حرج نہیں اور ٹڈی کا کھانا جائز ہے اور اس میں ذبح  
نہیں (قدوری کتاب الذبائح)

ہدایہ نے فرمایا کہ امام مالک ٹڈی کی حلت کے قائل نہیں الا یہ کہ اس کو پکڑنے والا ٹڈی کے  
سر کو کاٹ کر بھونے کیونکہ ٹڈی خشکی کا شکار ہے اسی وجہ کر کے حرم پر ٹڈی کو مارنے سے جنایت لاگو ہوتی  
ہے احناف کی امام مالک پر حجت یہ حدیث ہے:-

احلت لنا میتان و دمان فال میتان السمک و الجراد و الدمان الكبدة و  
الطحال

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے دو مردے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں دو مردے  
مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔

(الجوهرة النيرة الجزء الثاني ص ۲۸۱ مکتبہ حقانیہ ملتان)

نیز حضرت شیر خدا ﷺ سے اس ٹڈی کے بارے پوچھا گیا جس کو زمین سے پکڑا جائے اور  
اس میں مردہ بھی ہوں تو فرمایا کلمہ کلمہ یعنی ان سب کو کھا لو آپ کے اس فرمان سے بھی ٹڈی کی  
حلت ثابت ہوتی ہے (ہدایہ کتاب الذبائح ، الجوهرة النيرة)

حضرت عثمان حضرت سلمان سے راوی کہ حضور ﷺ سے ٹڈی کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا  
میں اس کو کھاتا نہیں ہوں اور نہ ہی حرام کرتا ہوں اور جس کو حضور ﷺ نے حرام نہ فرمایا وہ مباح ہوگا اور  
آپ کا تناول نہ فرمانا اس سے بچنے کو واجب نہیں کرتا کیونکہ مباح چیز کو نہ کھانا بھی جائز ہے۔

حضرت عطاء جابر سے روایت کرتے ہیں ہم نے حضور کے ساتھ غزوہ کیا تو ہم نے ٹڈی کو



پایا تو اسے کھایا۔

حضرت اسود ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:-

انہا كانت تاكل الجراد و تقول كان رسول الله ﷺ ياكله

یعنی آپ ﷺ کی کھاتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کو کھاتے تھے۔

(احکام القرآن لامام ابی بکر احمد بن علی الرازی الجصاص المتوفی ۳۷۰ھ)

المجلد الاول دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

معنی آیت لمس میں حدیث ام المؤمنین سے احناف کا استدلال

اللہ جل مجدہ کے فرمان:-

او لمستم من النساء فلم تجدوا ماء فتيمموا

ترجمہ: یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ (کنز الایمان)

میں لمس کے معنی مراد میں فقہاء کا آپس میں اختلاف ہے کیونکہ لمس کے دو معنی ہیں

نمبراً ہاتھ سے چھونا نمبر ۲ جماع اور اس جگہ یہ دونوں کا متحمل ہے اسی وجہ سے اس کا معنی طلب کرنے

میں فقہاء نے اجتہاد فرمایا نیز صحابہ کرام کا بھی اس کی تاویل کرنے میں اختلاف واقع ہوا چنانچہ حضرت

علی، ابن عباس، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم اس کی تاویل جماع کرتے ہیں جب کہ حضرت عمر، عبد اللہ

ابن مسعود رضی اللہ عنہما اس کی تاویل ہاتھ کے چھونے سے کرتے ہیں۔ فقہاء میں امام شافعی علیہ

الرحمة بھی اس سے مراد ہاتھ کا چھونا لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص عورت کے جسم کو

چھوئے گا تو اس پر وضو کرنا لازم ہو جائے گا خواہ اس نے شہوت سے چھوا ہو یا بغیر شہوت کے۔ امام اعظم

ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، محترم مذہب امام محمد، امام زفر، امام ثوری اور امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ عورت کو

چھونے سے وضو واجب نہ ہوگا خواہ شہوت سے چھوئے یا بغیر شہوت کے ان حضرات کی اپنے مذہب پر

دلیل ام المؤمنین سے مختلف طرق سے مروی حدیث ہے کہ كان يقبل بعض نساءه ثم يصلي و

لا يتوضا یعنی اللہ کے نبی ﷺ اپنی بعض ازواج پاک کو بوسہ کا شرف عطا فرماتے پھر بغیر وضو کے نماز ادا

فرماتے نیز اُمّ المؤمنین ایک رات حضور ﷺ کی جستجو کرتی ہیں فرماتی ہیں کہ میرے ہاتھ حضور کے قدم مبارک پر پڑتے ہیں اور حضور اس وقت سجدہ میں کہہ رہے ہیں اَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عَقُوبَتِكَ وَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ پس اگر عورت کا چھونا وضو کو توڑتا تو پھر حضور ﷺ سجدہ میں جاری نہ رہتے کیونکہ وہ شخص جس کو حدث ہو گیا ہو اس کے لئے حالت سجدہ میں باقی رہنا جائز نہیں لہذا جب حضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ اپنی ازواج کو شرف بوسہ دے کر بغیر وضو کے نماز ادا فرماتے تھے تو اللہ جل مجدہ کی مراد بیان ہوگئی کہ لمس سے مراد جماع ہے نہ فقط چھونا۔ خیال رہے امام مالک فرماتے ہیں اگر مرد عورت کو شہوت کے لئے بطور لذت چھوئے گا تو اس پر وضو لازم ہو جائے گا اسی طرح اگر عورت مرد کو شہوت کے لئے بطور لذت چھوئے گی تو اس پر بھی وضو واجب ہوگا اسی طرح اگر مرد نے عورت کے بال لذت کے لئے چھوئے تب بھی وضو کرنا لازم ہو جائے گا۔ (احکام القرآن لامام ابی بکر احمد بن علی الرازی الحصباص المتوفی سنہ ۳۷۰ھ المجلد الثانی ص ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ بیروت لبنان)

### اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عقد رہن کا جواز

لغت میں رہن کے معنی روکنا ہے اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعہ اپنے حق کو وصول کرنا ممکن ہو مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دین ہے اس مدیون نے اپنی کوئی چیز دائن کے پاس اس لئے رکھ دی کہ اس کو اپنے دین کی وصولی پانے کے لئے ذریعہ بنے اس کو رہن کہتے ہیں جس کو اردو میں گروی رکھنا بولتے ہیں (بہار شریعت بتصرف حصہ ۱۷) اور اس میں دائن و مدیون دونوں کا بھلا ہوتا ہے اور اس عقد کا جائز ہونا کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے چنانچہ اللہ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا:-

و ان کنتم علی سفر و لم تجدوا کتابا فرهن مقبوضة

یعنی اگر تم سفر میں ہو اور لین دین کرو اور کتاب نہ پاؤ تو گروی رکھنا ہے جس پر قبضہ ہو جائے۔

(ب ۲)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:-

ان النبي صلى الله عليه و سلم اشترى من يهودى طعاما الى اجل و رهنه  
درعه

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ ادھار خریدا اور اس کے پاس اپنی ذرہ گروی رکھی تھی لیکن چونکہ آیت قرآنیہ میں گروی رکھنے کا حکم حالت سفر میں فرمایا اس لئے امام مجاہد سفر کے علاوہ گروی رکھنے کو مکروہ فرماتے تھے جبکہ دیگر فقہاء سفر و حضر دونوں حالتوں میں اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں اور ان کے استدلال کا جواب دیتے ہیں کہ عام طور پر حالت سفر میں کتاب اور گواہ نہیں ہوتے اس وجہ سے تغلیبا سفر کو ذکر فرمایا گیا لہذا حضر میں بھی کوئی حرج نہیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذرہ ایک یہودی کے پاس مدینہ میں گروی رکھی اور اس سے اپنے اہل کے لئے جو خریدے اس روایت سے حالت حضر میں بھی گروی رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے کیونکہ اللہ جل مجدہ الکریم نے فرمایا:-

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة

ترجمہ: بے شک تمہیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے۔ (احکام القرآن لابی بکر احمد

بن علی الرازی الحصاص المتوفى سنة ۳۷۰ھ المجلد الاول الصفحة ۶۳۴ بیروت

لبنان)

ام المؤمنین کا حضور سید عالم ﷺ سے بچوں کے بارے میں سوال

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے

عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے بچے کہاں جائینگے تو حضور نے فرمایا من ابائهم وہ اپنے باپ

دادوں سے ہیں یعنی جنت میں جو مرتبہ ان کے باپ دادوں کا ہوگا وہی ان مسلمان بچوں کا ہوگا میں نے

عرض کی حضور بغیر عمل کے فرمایا اللہ اعلم بما كانوا عاملین اللہ زیادہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں

نے عرض کی حضور کفار کے بچے (کہاں جائینگے) فرمایا من ابائهم وہ اپنے باپ دادوں سے ہیں عرض

کی بلا عمل کے فرمایا اللہ اعلم بما کانوا عاملین اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے۔

(رواہ ابو داؤد مشکوٰۃ باب القدر کتاب الایمان)

خیال رہے کفار کے بچوں کے بارے اختلاف ہے جس میں علماء کے کئی قول ہیں۔

نمبر ۱ وہ اپنے ماں باپ کے تابع ہو کر دوزخی ہیں۔

نمبر ۲ اصل فطرت کی طرف نظر کرتے ہوئے جنتی ہیں۔

نمبر ۳ اہل جنت کے خادم ہونگے۔

نمبر ۴ جنت اور دوزخ کے مابین ہونگے نہ تو ان کو عذاب دیا جائے گا اور نہ ہی انعام۔

نمبر ۵ اللہ کے علم میں اگر وہ بڑے ہو کر کافر ہو کر مرتے تو چہنمی اور اگر ایمان پر مرتے تو

جنتی۔

نمبر ۶ توقف کیا جائے گا۔

نمبر ۷ اخروی زندگی میں ان کی آزمائش ہوگی۔

نمبر ۸ ابن حجر نے فرمایا زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ اہل جنت ہیں اور حضور کا یہ فرمان ان کے

بارے آیات کے نازل ہونے سے قبل ہے جن میں ان کو جنتی فرمایا گیا۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۲۸۸ و ۲۸۹)

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت مردوں کو برامت کہو

علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ مسلمان کی عزت خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ برابر ہے چنانچہ فتح القدر

میں ہے:-

الاتفاق علی ان حرمة المسلم میتا کحرمتہ حیًا

یعنی اس بات پر اتفاق ہے کہ مردہ مسلمان کی عزت و حرمت زندہ مسلمان کی طرح ہے

امّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا:-

کسر عظم الميت و اذاہ ککسره حیًا

یعنی مردے کی ہڈی کو توڑنا اور اسے ایذا دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ کی ہڈی توڑنا۔

(فتاویٰ رضویہ شریف بتصرف ج ۹ ص ۴۴۱ مرکز اہلسنت برکات رضا انڈیا)

تو جس طرح مردہ کو اذیت دینا خواہ کسی طرح ہو شرع نے منع فرمایا اسی طرح اس کی برائیاں ذکر کرنے سے بھی منع فرمایا کیونکہ مرے ہوئے مسلمانوں میں اس بات کی زیادہ امید ہے کہ اللہ جل مجدہ الکریم اسے زندگی کی آلودگیوں سے پاک اور طیب فرمادے کیونکہ الموت کفارة لكل مسلم موت ہر سنی مسلمان کے لئے کفارة گناہ ہے۔ امام بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمائی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:-

لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الى ما قدموا

یعنی تم مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ اس کی جزا کو پہنچ گئے۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۷)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا میت کو کنگھی کرنے سے منع فرمانا

صاحب قدوری فرماتے ہیں:-

لا يسرج شعر الميت و لا لحيته و لا يقص ظفره و لا شعره

یعنی میت کے بالوں اور اس کی ڈاڑھی کو کنگھی نہ کی جائے اور نہ ہی اس کے ناخن و بال کاٹے جائیں گے کیونکہ کنگھی اور بال وغیرہ کا ثنا زینت کے لئے ہوتا ہے اور میت اس سے بے پرواہ ہو چکی نیز اگر زور زور سے میت کے بال کھینچے جائیں گے تو اسے اذیت بھی ہوگی۔ (قدوری ص ۷۴ ضیاء العلوم

پبلی کیشنز راولپنڈی ، ہدایہ اولین ص ۱۵۹ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کی میت کو دیکھا کہ اس کے سر میں زور زور سے کنگھی کی جاتی ہے فرمایا علام تنصون میتکم کس جرم میں اپنے مردے کی

پیشانی کے بال کھینچتے ہو۔ (ہدایہ ایضاً و فتاویٰ رضویہ شریف ج ۹ ص ۹۵ جدید)



مسئلہ

اگر میت کے بال یا ناخن کاٹ دئے گئے تو میت کے ساتھ کفن ہی میں لپیٹ دئے جائیں

واللہ اعلم بالصواب.

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور شان نزول آیت تقدم

صدر الافاضل بدرالہما مثل سید نعیم الدین مراد آبادی خلیفہ اعلیٰ حضرت خزائن العرفان میں

سورہ حجرات کی پہلی آیت کا شان نزول بیان فرماتے ہیں کہ چند شخصوں نے عید الاضحیٰ کے دن سید

عالم رضی اللہ عنہا سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے ان کے

حق میں یہ آیت:-

(يا ايها الذين امنوا لا تقدموا بين يدي الله ورسوله (پ ۲۶ سورة حجرات)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو (کنز الایمان)

نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے تقدم نہ کرو یعنی تمہیں لازم ہے کہ

اصلاً تم سے تقدم واقع نہ ہونہ قول میں نہ فعل میں کہ تقدم (آگے بڑھنا) کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و

احترام کے خلاف ہے بارگاہ رسالت میں نیاز بندی و آداب لازم ہیں۔ (خزائن العرفان)

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ میں توبہ و رجوع کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی توبہ اور توبہ کا دروازہ کھولنے والے ہیں اور اللہ جل مجدہ نے اپنے

بندوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں چنانچہ فرمایا:-

و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول

لو جدوا الله توابا رحيمًا (القرآن پ ۵)

اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی

مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

شعر :

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ  
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

امام اہلسنت مطالع المسرات کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ نے کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا خون ان کے زمانہ نصرانیت میں مباح فرمادیا تو ان کے بھائی بحیر بن زہیر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا فطر الیہ فانہ لا یرد من جاء قائبا یعنی ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں اڑ کر آؤ کیونکہ جو ان کی بارگاہ میں توبہ کرتا حاضر ہو یہ اسے کبھی رد نہیں فرماتے اسی بناء پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ جب حاضر ہوئے راستے میں ایک قصیدہ نعتیہ نظم کیا جس میں عرض گزار ہوئے

انبئت ان رسول اللہ او عدنی و العفو عند رسول اللہ مامول  
انسی اتیت رسول اللہ معتذرا و العفو عند رسول اللہ مقبول

یعنی مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں معافی کی امید کی جاتی ہے۔

میں رسول اللہ ﷺ کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عذر دولت قبول پاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۵ ص ۶۵۳ بتصرف برکات رضا انڈیا)

بخاری شریف میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک تکیہ جس میں تصویریں تھیں خریدا جب سید عالم ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر شہر گئے اور اندر تشریف نہ لائے فرماتی ہیں کہ میں نے حضور کے چہرہ مبارک میں ناپسندیدگی کے آثار کو پہچانا تو عرض گزار ہوئی۔

يا رسول الله اتوب الى الله و الى رسوله ما اذا اذنت يا رسول الله صلى  
الله عليه و سلم

میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

فرمایا اس تکیہ یا گدے کا کیا حال ہے عرض کی حضور اس کو میں نے آپ کے بیٹھنے کے لئے  
خریدا تو فرمایا ان تصویروں والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا زندہ کرو  
جس کو تم نے پیدا کیا اور فرمایا کہ وہ گھر جس میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(ج ۲ ص ۷۷۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے  
کی ممانعت

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ اور ممنوع ہے امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو کر  
پیشاب کرنے میں چار حرج ہیں۔

نمبر ۱ بدن اور کپڑوں پر چھینٹے پڑنا جسم و لباس بلا ضرورت شرعیہ ناپاک کرنا اور یہ حرام ہے۔  
بحر الرائق میں بدائع سے ہے تنجیس الطاهر فحرام یعنی پاک چیز کو ناپاک کرنا حرام  
ہے۔

نمبر ۲ ان چھینٹوں کے باعث عذاب قبر کا استحقاق اپنے سر پر لینا۔ حضور سید عالم ﷺ

فرماتے ہیں پیشاب سے بچو فان عامة عذاب القبر منه کہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہے۔

نمبر ۳ راہ گذر پر ہو یا جہاں لوگ موجود ہوں تو باعث بے پردگی ہوگا اور یہ باعث لعنت الہی

ہے حدیث میں ہے لعن اللہ الناظر و المنظور الیہ یعنی جو دیکھے اس پر بھی لعنت اور جس کی  
طرف دیکھا جائے اس پر بھی لعنت۔

نمبر ۴ نصاریٰ سے تشبہ ہے حدیث میں ہے من تشبه بقوم فهو منه جو شخص جس قوم

سے مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:-

من حدثكم ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يبول قائما فلا تصدقوه ما

كان يبول الا قاعدا

یعنی جو تم سے کہے کہ حضور ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب فرماتے اسے سچا نہ جاننا حضور پیشاب نہ

فرماتے مگر بیٹھ کر۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو احسن شیء فی هذا الباب و اصح فرمایا خیال رہے

اس بارے جو حضرت حذیفہ کی حدیث ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا جیسا کہ

بخاری شریف ج ۱ ص ۳۵ پر ہے فبال قائما تو اس کو حدیث عائشہ سے منسوخ قرار دیا گیا ہے نیز

اس کے اور بھی جوابات دئے گئے مثلاً عذر کی وجہ سے تھا نیز بیان جواز کے لئے تھا۔

(نبذة من الرضوية من شاء التفصيل فليرجع الى ج ۴ ص ۵۸۵ الى ۵۹۷ برکات رضا انڈیا)

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایت عذاب قبر

صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ قال الامام النووي مذهب اهل السنة اثبات

عذاب القبر یعنی امام نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اہل سنت کا مذہب عذاب قبر کا ثابت ہونا ہے

جس پر آیات قرآنیہ اور بے شمار احادیث ہیں۔ (ج ۱ ص ۳۳۷ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اللہ جل مجدہ الکریم فرماتا ہے:-

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ

اللَّهُ الظَّالِمِينَ (س ابراہیم پ ۱۳)

ترجمہ اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور

اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔ (کنز الایمان)

صدر الافاضل ابن کثیر میں فرماتے ہیں یعنی قبر میں کہ اول منازل آخرت ہے (آخرت

کی سب سے پہلی منزل قبر ہے) جب منکر نکیر آکر ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے تمہارا دین کیا

ہے اور سید عالم ﷺ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ ان کی نسبت تو کیا کہتا ہے تو مومن اس منزل میں بفصل الہی ثابت رہتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام اور یہ میرے نبی ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول پھر اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے اور اس میں جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور وہ منور کر دی جاتی ہے اور آسمان سے ندا ہوتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔

(خزائن)

و یضل اللہ الظلمین اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے کے تحت فرماتے ہیں وہ قبر میں منکرو نکیر کو جواب صحیح نہیں دے سکتے اور ہر سوال کے جواب میں یہی کہتے ہیں ہائے ہائے میں نہیں جانتا آسمان سے ندا ہوتی ہے میرا بندہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ اور دوزخ کا لباس پہناؤ دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو اس کو دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لپٹ پہنچتی ہے اور قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آ جاتی ہیں عذاب کرنے والے فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو اسے لوہے کے گرزوں سے مارتے ہیں۔ (خزائن العرفان پ ۱۳ سورۃ ابراہیم)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں ایک یہودی عورت حاضر ہو کر قبر کے عذاب کے بارے ذکر کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ آپ کو عذاب قبر سے بچائے تب ام المؤمنین حضور سید عالم ﷺ سے عذاب قبر کے بارے پوچھتی ہیں تو حضور فرماتے ہیں نعم عذاب القبر حق جی ہاں عذاب قبر حق ہے فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور نے نماز پڑھی ہو اور عذاب قبر سے رب کی پناہ نہ مانگی ہو۔

(مشکوٰۃ ص ۲۵ باب اثبات عذاب القبر قدیمی کتب خانہ کراچی)

خیال رہے حضور کا یہ دعا فرمانا تعلیم امت کے لئے تھا کیونکہ آٹھ شخصوں سے حساب قبر نہیں

ہوتا۔

نمبر ۳ جہاد کی تیاری کرنے والا

نمبر ۲ شہید

نمبر انبی

نمبر ۶ چھوٹے بچے

نمبر ۵ طاعون میں صبر کرنے والا

نمبر ۳ طاعون میں مرنے والا



نمبر ۸ جمعہ کے دن یارات میں مرنے والا

(مرآة ج ۱ ص ۱۲۱)

امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ ترمذی میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دعا پڑھے :-

اللهم فاطر السموت و الارض عالم الغيب و الشهادة الرحمن الرحيم انى  
اعهد اليك فى هذه الحيوۃ الدنيا بانك انت الله الذى لا اله الا انت  
وحدك لا شريك لك و ان محمدا عبدك و رسولك فلا تكنى الى  
نفسى فانك ان تكنى الى نفسى تقربنى من الشر و تباعدنى من الخير و  
انى لا اثق الا برحمتك فاجعل رحمتك لى عهدا عندك توديه الى يوم  
القيمة انك لا تخلف الميعاد.

فرشتہ اسے لکھ کر مہر لگا کر قیامت کے لئے اٹھا رکھے جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو قبر سے

اٹھائے فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جائے عہد والے کہاں ہیں انہیں وہ عہد نامہ دیا جائے۔  
فرماتے ہیں کہ امام فقیہ ابن عجمیل نے اسی دعائے عہد نامہ کی نسبت فرمایا :-

اذا كتب هذا الدعاء و جعل مع الميت فى قبره و قاه الله فتنة القبر و عذابه  
يعنى جب یہ دعا لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں رکھ دی جائے تو اللہ جل مجدہ الکریم اسے  
قبر کے فتنہ اور عذاب سے امان دے گا۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۹ ص ۱۰۹ برکات رضا انڈیا)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایتِ جادو

ام المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضور سید

عالم ﷺ پر جادو کیا گیا جس کے باعث آپ سمجھتے کہ میں نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ کیا نہیں ہوتا یہاں

تک کہ ایک دن بار بار دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا اشعرت ان اللہ افتانى فيما فيه شفائى

کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتائی ہے جس میں میری شفا ہے میرے پاس دو آدمی آئے ایک میرے سرہانے آکھڑا ہوا جب کہ دوسرا پاؤں کی طرف ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا انہیں کیا تکلیف ہے دوسرے نے جواب دیا مطبوب ان پر جادو کیا گیا ہے قال ومن طبه پہلے نے پوچھا جادو کس نے کیا ہے قال لبید بن الاعصم جواب دیا لبید بن اعصم نے پہلے نے پوچھا کس طرح کیا ہے دوسرے نے جواب دیا کنگھی روئی کے گالے اور کھجور کے اوپر والے چھلکے پر پوچھا کہاں ہے اس نے بتایا پیر زروان میں پھر حضور سید عالم ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور واپس تشریف لائے اور سیدہ کو بتایا کہ وہاں کی کھجوریں ایسی ہیں کا نھا رؤس الشیاطین جیسے شیطانوں کے سر سیدہ نے پوچھا کیا آپ نے وہ چیزیں نکلوائیں فرمایا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا یاب فرمادیا ہے مجھے اندیشہ ہوا کہ انہیں نکلوانے سے لوگوں میں فساد برپا نہ ہو جائے پھر کنویں کو بند کروادیا گیا۔

(بخاری شریف کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس و جنودہ ج ۱ ص ۴۶۲ ج ۲ ص ۸۵۶،

مسلم شریف ج ۲ ص ۲۲۱)

حاصل واقعہ جو تفاسیر میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ رؤسائے یہود ایک مرتبہ لبید بن الاعصم (جو کہ بنی زریق کا حلیف اور جادوگر اور منافق تھا) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تو ہم سب سے زیادہ علم جادو کو جاننے والا ہے اور ہم نے حضور ﷺ پر بہت جادو کیا لیکن حضور ﷺ پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور اب اگر تو حضور پر ایسا جادو کرے جو آپ پر اثر بھی کرے تو ہم آپ کو تین دینا دیں گے اس پر لبید حضور ﷺ کے ایک یہودی غلام کے پاس آیا حتیٰ کہ لبید نے اس کے ذریعہ حضور سید عالم ﷺ کے سر مبارک کے کچھ بال اور کنگھے کے چند دندانے حاصل کئے اور اس میں جادو کر کے بنی زریق کے کسی کنویں میں چھپا دیا جس کے اثر سے حضور سید عالم ﷺ کے سراقدس کے بال مبارک منتشر رہتے اور کمزوری بڑھتی جاتی یہاں تک کہ دو فرشتوں کو خواب میں دیکھا جس کا ذکر ہوا۔ پھر حضور سید عالم ﷺ نے حضرت علی و حضرت زبیر کو بھیجا انہوں نے کنویں کا کل پانی نکال کر وہ خول نکالی جس میں کچھ بال کنگھی کے دندانے اور ایک پٹھا جس میں گیارہ گرہیں تھیں یا ایک موم کا پتلا بھی تھا جس میں سویاں

چھوئی ہوئی تھیں یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ الفلق اور الناس دونوں سورتیں نازل فرمائیں ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں پانچ فلق میں اور چھ الناس میں ہر ایک آیت پڑھنے کیساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی یہاں تک کہ سب کھل گئیں اور حضور سید عالم ﷺ بالکل تندرست ہو گئے۔ (تفسیر صاوی نسفی و خزائن وغیرہ)

خیال رہے ہو سکتا ہے کہ حضور پہلے تشریف لے کر گئے ہوں پھر حضرت علی وغیرہ کو بھیجا ہو لہذا

روایات میں تعارض واقع نہ ہوگا واللہ اعلم۔

مسئلہ: جو سحر (جادو) کفر ہے اس کا عامل اگر مرد ہو تو قتل کر دیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر عورت ہو تو قید کی جائے گی۔ (نعیمی)

مسئلہ: جو سحر (جادو) کفر نہیں مگر اس سے جانیں ہلاک کی جاتی ہیں اس کا عامل قطاع

طریق (ڈاکو) کے حکم میں ہے مرد ہو یا عورت۔ (خزائن)

مسئلہ: جادو گر کی توبہ قبول ہے۔ (خزائن)

مسئلہ: موثر حقیقی اللہ ہے اور تاثیر اسباب تحت مشیت ہے۔ (خزائن)

مسئلہ: کسی کو تکلیف پہنچانے یا حرام غرض سے جادو کرنا کفر ہے یا حرام مگر جادو سے بچنے یا اس کو باطل کرنے کے لئے جادو کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کلمات کفریہ نہ ہوں (نعیمی) اولیاء اللہ کے مقابلہ میں جادو کیا جاوے تو گناہ کبیرہ ہے انبیاء کے مقابلہ میں ہو تو کفر ہے کیوں مقابلہ نبی کفر ہے۔

(نعیمی)

## اُمّ المؤمنین اور ایک جادو گر عورت

فرماتی ہیں کہ حضور کی وفات کے بعد میرے پاس دو مہاجرین کی ایک عورت آئی جو کہ حضور

سید عالم ﷺ کو تلاش کرتی تھی میں نے کہا حضور کی وفات ہو چکی ہے تم مجھ سے کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟

کہنے لگی کہ میں اپنے شوہر کی سختیوں سے تنگ ہوئی تو ایک عورت سے اپنی مصیبت بیان کی

اس نے مجھے ایک کتے پر سوار کر کے آن کی آن میں بابل پہنچا دیا۔ میں نے ہاروت اور ماروت کو ایک

کنویں میں لٹکا دیکھا انہوں نے بہت سمجھایا کہ یہ کفر ہے نہ سیکھ مگر میں نہ مانی آخر کار انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس تنور میں پیشاب کر کے آئیں نے جب اس میں پیشاب کیا تو دیکھا کہ ایک نورانی سوار میرے بدن سے نکلا اور آسمان کی طرف اڑ کر غائب ہو گیا میں نے ان سے آ کر ماجرا بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ یہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے چھن چکا اب تو جادو میں خوب ماہر ہو گئی۔ جب سے میں فن جادو میں استاد ہو گئی ہوں کا دانہ زمین میں داب کر اس کو حکم کرتی ہوں تو وہ اگ آتا ہے اور فوراً اس میں سٹہ لگ جاتا ہے پھر فوراً خشک ہو جاتا ہے اور میرے کہنے پر فوراً آٹا ہو کر روٹی بن جاتی ہے مگر میں اپنے دل میں ایمان کے جانے پر شرمندہ ہوں میں پوچھنے آئی تھی کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ میں نے کہا کہ تو صحابہ کرام سے مل۔ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئی کسی نے ایمان کی امید نہ دلائی ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا تیرے ماں باپ ہوں تو ان کی خدمت کر ان کی دعا سے تیرا ایمان واپس ہوگا۔

(تفسیر نعیمی پ ۱ بتصرف یسیر)

## جادو کا علاج

۱۔ جو شخص روزانہ صبح کو سات بجوہ چھوہارے کھالیا کرے اس پر اس دن جادو اثر نہ کریگا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۸۵۹)

۲۔ جو شخص صبح و شام آیۃ الکرسی پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرے اور سارے جسم پر ہاتھ پھیرے وہ

بھی انشاء اللہ جادو سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ جو شخص پندرہ شعبان کو رات بعد مغرب غسل کرے وہ بھی انشاء اللہ جادو سے محفوظ

رہے گا۔

۴۔ جس شخص کو جادو کیا گیا وہ دریا کی بیچ دھار کے پانی سے گھڑا بھر کر لائے اور اس پر سورہ

مفلق اور سورہ ناس گیارہ گیارہ بار پڑھ کر دم کر کے اس سے غسل کرے انشاء اللہ صحت ہوگی مگر یہ

پانی بہنے نہ دے بلکہ کسی گڑھے میں کھڑے ہو کر غسل کرے جس سے پانی وہاں جمع ہو جاوے بعد میں

دفن کر دے۔ (تفسیر نعیمی)

خیال رہے لبید ابن الاعصم کے جادو کا اثر صرف حضور ﷺ کے خیال پر ہوا تھا جیسا کہ الفاظِ روایت سے ظاہر ہے اور وہ اثر بھی دنیاوی کاموں میں مثلاً کھانا نہیں کھایا اور خیال ہوا کہ کھالیا نبی کے خیال پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا فاذا جبالہم وعصیہم یسخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی یہاں بھی فرعونی جادو گروں کے جادو کا اثر حضرت موسیٰ کے خیال پر ہوا کہ رسیاں حرکت نہ کرتی تھی لیکن آپ کو حرکت کرتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں جیسے زہر تلوار، بچھو کا ڈنگ، جسم نبی پر اثر کر سکتے ہیں ایسے جادو بھی کر سکتا ہے اور یہ اثر شانِ نبوت کے خلاف نہیں اور نہ ہی اس سے کوئی دین پر اثر ہوتا ہے حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام کو تلوار سے شہید کر دیا گیا اور حضور کو زہر دیا گیا جس کا اثر آپ پر ہوا ہاں جادو کا معجزہ سے مقابلہ ہوگا تو ناکام ہوگا خیال رہے جادو کا واقعہ ۶ھ بعد صلح حدیبیہ ہوا جس کا زور چالیس دن رہا۔ (مرآة)

### حضور ﷺ کی ام المؤمنین کو وصیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے عرض کی اللہم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرة المساکین اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ حالتِ مسکینی میں وفات دے اور میرا حشر مسکینوں کے زمرة (جماعت) میں فرما۔ ام المؤمنین عرض گزار ہوئیں حضور ایسا کیوں فرمایا مسکین لوگ جنت میں امیروں سے چالیس برس پہلے جائینگے

یا عائشة لاتردی المسکین ولو بشق تمرہ

اے عائشہ مسکین کو خالی مت پھیرا اگرچہ کھجور کی قاش ہی سے (وہی دے دو)

یا عائشة احبی المساکین مقربہم

اے عائشہ مسکینوں سے محبت کرو انہیں اپنے قریب رکھو

فان اللہ یقربک یوم القیمۃ

تا کہ اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کے دن اپنا قریب عطا فرمائے۔

(مشکوٰۃ باب فضل الفقراء الفصل الثانی)



## اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ اور واقعہ وصال النبی ﷺ

حضور سید عالم ﷺ کو خیبر میں ایک یہودیہ زینب نامی عورت نے زہر آلود بکری پیش کی جس سے آپ نے کچھ تناول فرمایا تھا اور اسی زہر کا اثر وصال طاہری تک محسوس ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض وصال میں فرماتے تھے

يا عائشة ما زال اجد الم الطعام الذي اكلت بخيبر (بخاری ج ۲ ص ۶۲۷)

اے عائشہ میں اس کھانے کی تکلیف پاتا رہا جو کہ خیبر میں میں نے کھایا تھا۔

حضور سید عالم ﷺ نے اپنے مرض میں دیگر ازواج سے اجازت لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی تیمارداری کے لئے منتخب فرمایا تھا اور اس پر جب تمام ازواج مقدسہ رضامند ہوئیں تو حضور سید عالم ﷺ حجرہ عائشہ میں تشریف فرما ہو گئے اور اب تک وہیں آرام فرما ہیں سیدہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوتے تو معوذات (سورة الفلق و سورة الناس) پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے تو جب حضور سید عالم ﷺ مرض وصال میں مبتلا ہوئے انفت علی نفسه بالمعوذات الذي كان ينفث وامسح بيد النبي صلى الله عليه وسلم عنه تو میں معوذات پڑھ کر حضور سید عالم ﷺ پر دم کرتی اور آپ کا دست مبارک آپ کے جسم اطہر پر پھیرا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳۹ و ۸۵۴ کتاب الطب باب الترقی نیز باب فضل المعوذات

ص ۷۵۰، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۲۳ باب استحباب رقية المريض)

مسئلہ..... تعویذ اور عمل جس میں کوئی کلمہ کفر یا شرک نہ ہو جائز ہے خاص کر وہ عمل جو آیات

قرآنیہ سے کئے جائیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہوں حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جعفر کے بچوں کو جلد جلد نظر ہو جاتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لئے عمل

کروں حضور سید عالم ﷺ نے اجازت دے دی۔ (ترمذی و خزائن العرفان)

مذکورہ روایت سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو تعویذات کو کفر و شرک سے تعبیر کرتے پھرتے ہیں اور سیدھے سادھے لوگوں کو اپنے گمراہ کن عقائد میں پھانسنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سیدہ فرماتی ہیں کہ جس روز آپ کا وصال ہوا ویسے بھی وہ میری باری کا دن تھا اور آپ کا سراقدس میرے گلے اور سینے سے لگا ہوا تھا اور اس وقت اللہ نے آپ کے اور میرے لعابِ دہن کو ایک جگہ ملا دیا سیدہ فرماتی ہیں کہ دخل عبدالرحمن بن ابی بکر ومعہ سواک یستن بہ فنظر الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر آئے اور آپ کے پاس سواک تھی جس کے ساتھ آپ سواک فرما رہے تھے تو حضور نے ان کی طرف دیکھا اس پر میں نے کہا اے عبدالرحمن یہ سواک آپ مجھے دے دو انہوں نے وہ سواک مجھے دے دی تو میں نے سواک چبا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور آپ نے سواک فرمائی وہ مستند الی صدری اس وقت حضور سید عالم ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

نیز آپ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ تندرستی میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت دنیا سے نہیں اٹھایا جاتا جب تک جنت میں اپنی جگہ کونہ دیکھ لے پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے دنیا کو یا آخرت کو جو چاہے پسند کرے میں نے حضور ﷺ کو مرض وصال میں یہ فرماتے سنا کہ مع الذین انعم اللہ علیہم الایة وظنت انہ خیر فرماتی ہیں کہ اس سے میں نے یہ گمان کیا کہ حضور ﷺ کو اختیار دیا گیا ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ یہ دعا فرما رہے تھے اللہم اغفر لی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا۔

سیدہ فرماتی ہیں کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توفی وهو ابن ثلاث وستین جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر مبارک تریسٹھ ۶۳ سال تھی اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کا آخری کلام اللہم الرفیق الاعلیٰ تھا۔ (رواہن البخاری فی کتاب المغازی)

حجرۃ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے

دیگر ازواجِ مطہرات کے حجروں کا ایک ایک دروازہ تھا جب کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ

رضی اللہ عنہا کے حجرۃ مبارکہ کے دو دروازے تھے۔ (فیوض الباری ج ۷ ص ۱۱۳)

حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تین چاند

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ان کے حجرۃ مبارکہ میں

آسمان سے تین چاند اترے ہیں اس خواب کی تعبیر یہ قرار پائی کہ وہ تین چاند حضور سید عالم ﷺ

اور حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں جو کہ حجرۃ عائشہ میں جلوہ فرما ہیں اور

اس میں سیدہ کو جو فضیلت حاصل ہے دیگر ازواجِ مطہرات کو نہیں کیونکہ آپ کا حجرۃ مبارکہ دو لہائے

کائنات اور ان کے دو مقدس وزیروں کی آرامگاہ ہے۔

(فیوض الباری ج ۹ پ ۱۱ ص ۱۷۱ بتصرف)

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:-

سعدین کا قرار ہے پہلے ماہ میں

جھرمٹ کینے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے

سبحان اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور

سید عالم ﷺ مسجد میں تشریف لائے آپ کی سیدھی جانب حضرت صدیق اکبر جب کہ بائیں جانب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تھے اور فرمایا ہکذا نبعت يوم القيمة یعنی قیامت کے دن

بھی ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔

حجرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدفن صدیق اکبر ﷺ

حضور سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ تیار کر کے روضہ اقدس کے

سامنے رکھنا اور حضور ﷺ سے اجازت چاہنا اور اگر اجازت مل جائے تو مجھے حضور کے دامن میں دفن کر دینا بصورت دیگر مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا حسب وصیت جب حضور سے اجازت طلب کی گئی تو روضہ اطہر سے آواز آئی ادخلو الحبيب الى الحبيب حبیب کو حبیب کے پاس داخل کرو چنانچہ آپ حجرہ عائشہ میں آرام فرماہیں۔ (فیوض الباری ج ۹ پ ۸ ص ۱۷۰)

### حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدفن فاروق اعظم ﷺ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی سیدہ سے روضہ پاک میں دفن ہونے کی اجازت مانگی تھی تو سیدہ نے فرمایا تھا کہ میں عمر پر اپنے آپ کو ترجیح نہ دوں گی لہذا آپ کو بھی حجرہ عائشہ میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہے اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد میں بلا جھجک حجرہ میں حاضر ہوتی تھی لیکن جب حضرت عمر یہاں دفن ہوئے تو اب پردہ کا اہتمام کرتی ہوں۔

### حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے حجرہ مبارکہ میں دفن ہونے کی اجازت لی تھی لیکن آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو اُمّ المؤمنین سے میری وہاں تدفین کی اجازت مانگنا اگر اجازت دے دیں تو وہیں پہلو مبارک میں دفن کر دینا اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ کچھ لوگ مجھے وہاں دفن نہ ہونے دیں گے لہذا اگر ایسا ہو تو جھگڑا مت کرنا اور مجھے بقیع پاک میں دفن کر دینا۔ حسب وصیت جب آپ کا وصال ہو گیا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ بھائی صاحب نے حضور سید عالم ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت مانگی تھی اور آپ نے قبول فرمائی تھی لیکن چونکہ انہوں نے ہمیں وصیت فرمائی تھی کہ دوبارہ اُمّ المؤمنین کی اجازت لے لینا اب جو اُمّ المؤمنین حکم دیں گیں وہ ہمارے سر آنکھوں پر ہوگا اس پر سیدہ نے نعم و کرامة فرمایا یعنی کیوں نہیں یہ تو بہت اچھی اور میرے لئے سعادت کی بات ہوگی (اسد الغابہ) لیکن جب



مروان کو معلوم ہوا تو اس نے اعلان کر دیا کہ امام حسن کو وہاں دفن نہیں ہونے دیا جائے گا لوگ مروان کے خلاف جنگ پر آمادہ ہو گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم بخدا حسن کو ان کے نانا کے پہلو میں دفن نہ ہونے دینا یہ ظلم کی انتہا ہے لیکن چونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فتنہ سے منع فرمایا تھا اس لئے آپ کو بقیع پاک میں دفن کر دیا گیا۔ (الاستیعاب)

### حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دفن حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت ابن عمر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے تو وفات کے بعد میرے ساتھ دفن ہوں گے۔ (فیوض الباری ج ۷ ص ۱۱۴) حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ توریت میں حضور کی صفت مذکور ہے و عیسیٰ بن مریم یدفن معہ ترجمہ اور عیسیٰ ابن مریم حضور کے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔

قال ابو مودود و قد بقی فی البیت موضع قبر یعنی ابو مودود کہتے ہیں کہ حجرہ

مبارکہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی المجلد الثانی ص ۲۰۲ مطبوعہ ضیاء القرآن)

سوال : ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صرف تین چاند دیکھے چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ دیکھا حالانکہ آپ بھی ان حضرات کے ساتھ حجرہ عائشہ میں مدفون ہوں گے؟

جواب : اس لئے کہ یہ تین حضرات ام المؤمنین کی حیات ظاہری ہی میں وصال پا گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت تشریف لائیں گے اور دفن ہونے کا شرف حاصل کریں گے۔

(مطالع المسرات ص ۱۴۵ مصطفیٰ البابی مصر)

### حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رفعت

رسالہ مبارکہ انوار البشارۃ میں ہے کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار مقدس ہے اور ساتھ ہی حضرات شیخین کے مزارات ہیں یہ اصل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا حضور انور علیہ



الصلوة والسلام کے انتقال فرمانے کے بعد بحیات حقیقی اس میں آرام فرماہیں اس لیے آپ کے وجود مقدس کے اتصال سے اس خطہ زمین کو مکہ معظمہ اور عرش معلیٰ سے زیادہ شرف ملا ہے۔  
چنانچہ ردالمحتار میں ہے:-

قال فی اللباب والخلاف فی ما عدا موضع القبر المقدس فیما ضم اعضائه الشریفة فہوا افضل بقاع الارض بالاجماع قال شارحہ و کذا الخلاف فی غیر البیت فان الکعبۃ افضل من المدینۃ ما عدا الضریح الاقدس و کذا الضریح افضل من المسجد الحرام وقد نقل القاضی عیاض وغیرہ الاجماع علی تفضیلہ حتی علی الکعبۃ ونقل عن ابن عقیل الحنبلی ان تلك البقعة افضل من العرش.

یعنی اللباب میں فرمایا کہ خلاف قبر اقدس جس میں حضور ﷺ کے اعضاء شریفہ ملے ہوئے ہیں اس کے ماسوا ہے کیونکہ وہ جگہ تو زمین کے تمام گوشوں سے بالاجماع زیادہ فضیلت والی ہے اس کے شارح نے کہا اور اسی طرح خلاف بیت اللہ شریف کے علاوہ میں ہے کیونکہ کعبہ معظمہ مدینہ منورہ سے مزار اقدس کے ماسوا سے افضل ہے اسی طرح مزار مقدس مسجد حرام شریف سے افضل ہے اور تحقیق قاضی عیاض وغیرہ نے مزار اطہر کی فضیلت حتیٰ کہ کعبہ پر فضیلت کا اجماع نقل فرمایا ہے اور ابن عقیل حنبلی سے یہ منقول ہے کہ بے شک وہ بقعہ مبارکہ عرش سے بھی افضل ہے۔

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زارو

کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک در کی ہے

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

حجرہ مقدسہ میں مزارات کی ترتیب

مزارات کی ترتیب اس طریق پر ہے کہ جانب قبلہ جنوبی طرف حضرت فخر عالم ﷺ کا مزار

ہے اس سے متصل حضرت صدیق اکبر ؓ کا مزار ہے جو اس وضع پر ہے کہ حضور انور ؐ کے سینہ کے برابر سیدنا فاروق اعظم ؓ کا سر مبارک ہے حضرت عمر ؓ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر کیساتھ حجرہ شریفہ کی تعمیر بھی کچی اینٹوں سے کرائی اور امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ کے درمیان میں دیوار کا پردہ حائل کر کے رہنے لگیں تاکہ زائرین بلا حجاب مزار اقدس کی زیارت کر سکیں۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ تک یہ عمارت قائم رہی بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کو یہاں کا گورنر مقرر کیا تو حکم بھیجا کہ مزارات مقدسہ کو پتھر کی مضبوط عمارت سے اس لیے بند کر دیا جائے کہ کوئی قبور کو سجدہ گاہ یا دوسری کوئی بے ادبی نہ کرنے پائے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے منقش پتھر کی مضبوط عمارت بنوا کر چھت میں فقط ایک روشن دان رکھا پھر اس کے ارد گرد دوسری پتھر کی عمارت بنوا کر اوپر سے بھی بالکل بند کر دیا۔

### گنبد خضراء

یہ عمارت شاہ قلاؤن صالحی کے زمانہ تک قائم رہی ۸۷۸ھ میں اس بادشاہ نے اس حجرہ مقدسہ پر گنبد خضراء بنوا دیا اور نہ مسجد نبوی سے حجرہ شریفہ کی چھت تھوڑی بلند ہوتی تھی اور پیتل کی جالی حجرہ مقدسہ کے چاروں طرف لگوائی۔ اب موجودہ گنبد خضراء کی عمارت شاہ مصر ملک قاتبیا کے حکم سے ۸۸۸ھ میں بنی ہے اس (گنبد خضراء) پر بھی زائرین کرام کے لئے دور سے نظر جمانا عبادت ہے جیسا کہ کعبہ معظمہ کا دیکھنا عبادت ہے۔ (رسالہ مبارکہ انوار البشارة ص ۹۰ مکتبہ رضویہ)

شعر:

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں  
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

(اعلیٰ حضرت ؐ)

## ریاض الجنة

حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ بہشت باغوں میں سے ہے یعنی اس میں عبادت کرنے سے باغات بہشت کا انعام ملے گا جیسے فرمایا:-

الجنة تحت ظلال السيوف

کہ بہشت تلواروں کے سایہ میں ہے۔

چنانچہ فرمایا:-

ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة ومنبري على حوضي

ترجمہ : میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ

ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے (متفق علیہ مشکوٰۃ)

مذکورہ حدیث کا معنی ایک تو وہ ہے جو ذکر ہو اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اس جگہ کو بعینہ جنت کی طرف

منتقل کر دیا جائے گا۔

خیال رہے بعض روایات میں بین بیٹی کے بجائے بین قبری بھی آیا ہے اور اوپر ذکر

کر دیا گیا کہ حضور سید عالم ﷺ کی قبر پر انوار سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں ہے جس

کا حاصل یہ ہوا کہ سیدہ کے حجرہ مبارک سے لے کر حضور ﷺ کے منبر شریف جو کہ حوض پر ہے کو حضور سید

عالم ﷺ نے جنت کی کیاری قرار دیا ہے۔

## حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرشتوں کی جھرمٹ میں

حضرت کعب احبار یہود کے بہت بڑے عالم ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا مگر ایمان

دور فاروقی میں لائے ایک دفعہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے

تو لوگوں نے حضور سید عالم ﷺ کا ذکر کیا اس پر حضرت کعب بولے:-

ما من يوم يطلع الانزل سبعون الفامن الملائكة حتى يحفوا بقبر رسول الله

صلى الله عليه وسلم يضربون باجنحتهم ويصلون على رسول صلى الله عليه وسلم حتى اذا امسوا عرجوا وهبط مثلهم فصنعوا مثل ذلك حتى اذا انشقت عنه الارض خرج في سبعين الفامن الملائكة. (مشكوة)

کوئی دن نہیں ہے مگر ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں حتیٰ کہ حضور ﷺ کی قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اپنے پر بچھاتے ہیں اور حضور پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام پاتے ہیں تو آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں اور ان کے مثل اترتے ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں یہاں تک کہ جب حضور ﷺ سے زمین کھلے گی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کی جھرمٹ میں نکلیں گے سبحان اللہ

حضور سیدنا علی حضرت ﷺ فرماتے ہیں:-

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام

یوں بندگی زلف و رخ اٹھوں پہر کی ہے

پھر جس کو ایک بار حاضری کا شرف ملتا ہے تو وہ قیامت تک دوبارہ حاضری نہ دے سکے گویا ساری عمر میں صرف چند ایک گھنٹے اس در کی حاضری نصیب لیکن امتی کو بار بار کوچہ جاناں کی حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

حضور سیدنا علی حضرت ﷺ فرماتے ہیں:-

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے

رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار

عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

## ستونِ عائشہ رضی اللہ عنہا

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے تو قرعہ ڈالے بغیر نماز پڑھنا میسر نہ ہو اس جگہ کا تعین اُمّ المؤمنین نے فرمایا تھا لہذا اس کا نام ستونِ عائشہ ہو گیا اس کے نزدیک دعا مانگی اور نوافل پڑھنے مستحب ہیں۔

(فیوض الباری ج ۷ ص ۱۱۷ مکتبہ رضوان)

## اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جنگِ جمل

یہ ناخوشگوار جنگ ۳۶ھ کے جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخریٰ میں ہوئی تھی یہ وہ پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں کے مابین ہوئی یہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہوئی تھی اس میں چونکہ اُمّ المؤمنین ایک بہت بڑے اونٹ پر سوار تھیں اس وجہ سے اس کا نام جنگِ جمل پڑ گیا اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت اُمّ المؤمنین حج کے لئے گئی ہوئی تھیں جو لوگ حضرت عثمان کے محاصرے میں شریک تھے یہی حضرت علی کے ساتھ تھے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بنی امیہ بھاگ کر مکہ پہنچے انہوں نے حضرت عثمان کے قصاص کے لیے انہیں آمادہ کیا حضرت زبیر بن عوام حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہا بھی مکہ پہنچ گئے اور قصاص عثمان کے نکتے پر ان کے ساتھ ہو گئے اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ کی جانب چلے تو حضرت علی نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی کو کوفہ بھیجا یہ حضرات کوفہ پہنچے اور منبر پر چڑھے حسن بن علی منبر کے اوپر والے درجے پر جب کہ عمار ان سے نیچے والے درجے پر تھے حضرت عمار نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی جانب گئی ہیں بخدا بے شک وہ تمہارے نبی کی دنیا و آخرت میں زوجہ مبارکہ ہیں لیکن اللہ نے تم کو آزمایا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ تم لوگ حضرت علی کی اطاعت کرتے ہو یا اُمّ المؤمنین کی واقعہ یہ بڑا نازک مرحلہ تھا کہ ایک طرف حضور سید عالم ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد شیر خدا تھے جن کے اسلام کی نشر و اشاعت



اور بقا و تحفظ میں بڑے بڑے کارنامے تھے تو دوسری جانب سید عالم ﷺ کی محبوب ترین مقدس خاتون و رفیقہ حیات تھیں جن کی عظمت و جلالت ہر ایمان والے کے دل میں جاگزیں تھی جنہیں ہر مسلمان بمع حضرت علی شیر خدا اُمّ المؤمنین کہتے تھے اللہ اکبر یہ ایسا مرحلہ تھا کہ جانہین میں سے ہر ایک کے دوسرے پر تلوار اٹھانے سے دل لرز رہے تھے اُمّ المؤمنین سفر کرتے ہوئے بصرہ کے قریب حواب پر پہنچیں تو پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے جب بتایا گیا کہ حواب ہے تو اونٹ کو بٹھایا اور فرمایا میں حواب والی ہوں مجھے لوٹاؤ مجھے لوٹاؤ لوگوں نے آگے بڑھنے کی بہت کوشش کی مگر آپ راضی نہ ہوئیں یہاں تک کہ چوبیس دن وہیں تشریف فرما رہیں کسی نے اطمینان دلایا کہ یہ حواب نہیں تب آگے تشریف لے گئیں اور حواب کا قصہ یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے اُمّ المؤمنین سے فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک کا کیا حال ہوگا جب اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔

پھر اُمّ المؤمنین نے آگے بڑھ کر بصرہ کے باہر پڑاؤ ڈالا شیر خدا کو جب اطلاع ملی تو تیس ہزار کی جمعیت لے کر مقابلہ پر فרוکش ہوئے رات میں دونوں فریق کے سنجیدہ حضرات نے کوشش کر کے آپس کی غلط فہمیاں دور کر دیں اور یہ طے ہوا کہ دونوں فریق واپس ہو جائیں گے مگر دونوں طرف فساد پسند عناصر بھی بہت تھے انہوں نے جب یہ دیکھا کہ بنا بنایا کھیل بگڑ گیا تو باہمی مشورہ کر کے صبح اندھیرے ہی آپس میں گتہ گئے اور اُمّ المؤمنین کی طرف یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت علی ﷺ نے حملہ کر دیا پھر حضرت علی کو یہ باور کرادیا کہ اُمّ المؤمنین نے حملہ کر دیا پھر تو گھمسان کارن پڑا حضور سیدنا شیر خدا ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ قوت کا مرکز حضرت اُمّ المؤمنین کی ذات ہے اگر ان کے اونٹ کو بیکار کر دیا جائے تو جنگ کا خاتمہ ہو سکتا ہے انہوں نے سارا زور اسی پر لگا دیا پوری جنگ جناب سیدہ کے ہودج کے ارد گرد سمٹ آئی جو بھی اونٹ کی ٹکیل پکڑتا مار ڈالا جاتا عاشقان رسول حرم نبوی پر پروانہ وار نثار ہو رہے تھے حضرت عبداللہ بن زبیر لڑتے لڑتے زخموں سے نڈھال ہو کر مقتولین میں گر پڑے آپ کو اس دن سینتیس ۷۳ زخم لگے تھے بالآخر حضرت علی کے حامی اونٹ کی کوچیں کاٹنے میں کامیاب ہو گئے اونٹ بلبلا کر بیٹھ گیا اور سیدہ کا ہودج مبارک زمین پر آ رہا شیر خدا حضرت علی حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئے

السلام علیک یا امہ حضرت اُمّ المؤمنین نے جواب دیا وعلیک السلام یا بنی حضرت علی نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اُمّ المؤمنین نے فرمایا اور تمہاری بھی پھر حضرت عمار اور محمد بن ابوبکر کو گول خیمہ کھڑا کرنے کا حکم دیا اور سیدہ کے ہودج مبارک کو مقتولین کے ڈھیر سے اٹھوا کر اس خیمے میں پہنچا دیا پھر اخیر رات میں بصرہ تشریف لے گئیں اُمّ المؤمنین کو اس کا بے حد صدمہ پہنچا آپ روتی تھیں اور فرماتی تھیں کاش آج سے بیس سال پہلے مر گئی ہوتی اس کے بعد حضرت علی نے اُمّ المؤمنین کے شایان شان سامان سفر کر کے بصرہ سے رخصت فرمایا اور میلوں آپ کو رخصت کرنے کے لئے گئے اور حضرت علی کے صاحبزادگان چوبیس گھنٹے رہے ام المؤمنین پر اس کا خوشگوار اثر پڑا اور حضرت علی کو مدحیہ کلمات سے نوازا اس جنگ میں دس ہزار اُمّ المؤمنین اور پانچ ہزار حامیان حضرت علی شہید ہوئے حضرت طلحہ کو ایک نامعلوم تیر آگیا اور آپ شہید ہو گئے بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تیر مروان نے مارا تھا عین معرکہ کارزار میں حضرت علی اور حضرت زبیر کا آمناسا منا ہو گیا حضرت علی نے حضرت زبیر سے فرمایا یاد کرو ایک مرتبہ ہم اور تم حضور سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے حضور ﷺ نے آپ سے پوچھا تھا کیا تم علی سے محبت کرتے ہو آپ نے عرض کی تھی ہاں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا ایک دن تم علی سے لڑو گے اور تم ظالم ہو گے یہ سنتے ہی تلوار نیام میں کر لی اور میدان جنگ سے جدا ہو کر بصرہ جاتے ہوئے دادی سباع کے ایک گاؤں سفوان پہنچ کر نماز پڑھنے لگے کہ عمرو بن جرموز تمہیں نے پیچھے سے آکر پشت مبارک میں نیزہ مار کر شہید کر دیا عمروان کی تلوار لے کر حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں نے زبیر کو قتل کر دیا فرمایا یہ تلوار مدت دراز تک حضور سید عالم ﷺ سے مصائب و آلام دفع کرتی رہی ابن صفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت ہو۔

حضرت اس وقت وہیں دفن کر دیئے گئے بعد میں نعش مبارک بصرہ لائی گئی بصرہ میں آپ کا مزار مبارک

زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔ (نزہة القاری ج ۶ ص ۳۴۲ و ج ۷ ص ۱۵۹)

## اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصال

جب سیدہ رضی اللہ عنہا کی رحلت کا وقت آیا تو آپ فرماتی تھیں کہ کاش میں ایک درخت ہوتی تو کاٹ دی جاتی کاش کہ ایک پتھر ہوتی تاکہ مجھے کوئی یاد ہی نہ کرتا کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوتی۔

سیدہ کا جب وصال ہوا تو آپ کے مقدس گھر سے رونے کی آواز سنائی دی تو سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر لانے کے لئے باندی کو بھیجا باندی واپس آئی اور آپ کی رحلت کی خبر لائی پس اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ بھی رونے لگیں۔ (مدارج شریف ج ۲ ص ۶۴۵)

اُمّ المؤمنین کا وصال ۵۸/۵۷ھ شپ منگل سترہ رمضان کو ہوا نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا نے پڑھائی اور آپ کی قبر مبارک میں پانچ حضرات (۱) عبداللہ بن زبیر (۲) عروہ بن زبیر (۳) قاسم بن محمد بن ابی بکر (۴) عبداللہ بن محمد بن ابی بکر (۵) اور عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر اترے۔ (اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۰۸، الاصابہ ج ۸ ص ۲۳۵)

## اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وصیت

طبقات ابن سعد میں ہے کہ:-

اوصت عائشة ان لا تتبعوا سریری بنار و لا تجعلوا تحتی قطیعة حمراء یعنی آپ نے وصیت فرمائی کہ میری چار پائی کے ساتھ آگ مت لانا اور نہ ہی میرے جسم کے نیچے سرخ چادر رکھنا (طبقات ج ۸ ص ۷۶)

طبقات ہی میں ہے کہ آپ کا وصال مبارک ۷ رمضان المبارک میں ہوا۔

فامرت ان تدفن من ليلتها

آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے رات ہی میں دفن کر دیا جائے۔

چنانچہ بعد وتر حضرت ابو ہریرہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۷۷)

## انوکھا خواب

حضرت مجدد صاحب قدس سرہ العزیز مکتوب شریف میں ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میرا طریقہ تھا کہ حضور سید عالم ﷺ کی اولاد شریف و حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے لئے کھانا پکواتا تھا ایک بار میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت کی میں سلام عرض کرتا ہوں مگر جواب نہیں ملتا اور حضور سید عالم ﷺ میری طرف توجہ نہیں فرماتے کچھ دیر بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ:-

من بفاہ عائشہ بفورہ ہر کہ ہر اطعام فرستد بفاہ عائشہ فرستد

ہم عائشہ کے گھر کھانا کھاتے ہیں جو مجھے کھانا بھیجے وہ عائشہ کے گھر بھیجے میں سمجھ گیا کہ میں فاتحہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام نہیں لیتا ہوں اسکے بعد سے میں تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن خصوصاً حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فاتحہ میں شریک کر لیتا ہوں تمام ازواجِ حضور ﷺ کی سچی اہل بیت ہیں۔

(رسالہ مبارکہ امیر معاویہ ص ۱۳۱ نوری کتب خانہ بازار داتا گنج بخش لاہور)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## پانچواں باب

## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

آپ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔

آپ بنی عدی بن کعب سے تعلق رکھتی ہیں۔

والد کی جانب سے سلسلہ نسب

حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن

عدی بن کعب بن لوی

والدہ کی جانب سے سلسلہ نسب

حفصہ بنت زینب بنت مطعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن ورجع القریشہ آپ کی

والدہ زینب بنت حضرت عثمان بن مظعون کی ہمشیرہ ہیں۔ (الاصابہ و اسد الغابہ و مدارج)

آپ کی ولادت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ بعثت مبارک سے پانچ سال قبل ہوئی۔

(تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۵۸۸)

## عقد نکاح

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے قبل آپ خنیس بن حذافہ کی زوجیت میں تھیں

حضرت خنیس بن حذافہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے الاصابہ میں ہے و کسان ممن شہد

بدر (ج ۸ ص ۸۵) اور ان کے ہمراہ سیدہ نے ہجرت بھی کی تھی و توفی بالمدينة اور ان کا انتقال

مدینہ منورہ میں ہوا۔ (اسد الغابہ و مدارج)

بعض کا قول ہے کہ غزوہ بدر کے بعد اور بعض کے نزدیک احد کے بعد رحلت ہوئی جب

حضرت حفصہ بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آپ کا ذکر فرمایا لیکن



حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار فرمائی اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح کی درخواست کی لیکن آپ نے بھی انکار کر دیا کیونکہ انہیں دنوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ مبارکہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو حضور نے فرمایا:-

يتزوج حفصة من هو خير من عثمان ويتزوج عثمان من هو خير من حفصة  
یعنی حفصہ سے وہ عقد نکاح فرمائیں گے جو عثمان سے بہتر ہیں اور عثمان کی زوجیت میں وہ  
آئیں گی جو کہ حفصہ سے بہتر ہیں (الاصابہ)

پھر حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے پیغام بھیجا اور ۳ھ میں حضرت عمر نے اپنی دختر کا نکاح دوہائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ فرمایا جب کہ ایک قول ۲ ہجری کا بھی ہے۔ خیال رہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد فرمایا  
فلقی ابوبکر عمر (رضی اللہ عنہما) فقال لا تجد علي في نفسك فان  
رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر حفصة فلم اكن لافشي سر رسول الله  
صلى الله عليه وسلم فلو تر كها لتزوجتها  
یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی اور کہنے لگے کہ آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کا ذکر فرمایا تھا تو میں نے آپ کے راز کو فاش نہ کرنا چاہا پس اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ سے نکاح نہ فرماتے تو میں ان کو اپنی زوجیت میں لے لیتا۔ (اسد الغابہ والاصابہ)

خیال رہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انکار فرمایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ بہت مغموم رہتے تھے اور بہت روتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عثمان کیوں روتے ہو عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی سے محروم ہو گیا ہوں فرمایا کہ مجھ

سے جبرئیل امین نے فرمایا ہے کہ حکمِ رب العالمین یہ ہے کہ میں اپنی دوسری صاحبزادی اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کر دوں بشرطیکہ وہ مہر ہو جو رقیہ کا تھا اور آپ ان سے وہی سلوک کرو جو رقیہ سے کیا چنانچہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے ہوا اور کائنات میں صرف آپ ہی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات پر حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اگر میری سولہ کھیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دے دیتا۔

خیال رہے اوپر جو اختلاف ذکر کیا گیا اس میں سے پہلی روایت امام زہری کی عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ عن ابن عمر جب کہ دو ہجری کی روایت ابو عبید معمر کی ہے۔  
(مرآة الاصابہ، اسد الغابہ، بخاری شریف کتاب النکاح، فتح الباری، نسائی وغیرہ)

## فضائل و مناقب

اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بے شمار ہیں تاہم چند ایک حصولِ برکت کے لئے بیان کئے جا رہے ہیں۔

☆ ۱۔ جب رسول کائنات ﷺ نے آپ کو طلاق دے دی یا پھر طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم دیا کہ رجوع کریں یا طلاق نہ دیں۔  
چنانچہ قیس بن زید کی روایت میں ہے:-

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلق حفصہ بنت عمر فدخَلَ علیہا فارلہا  
قدامة و عثمان بنا مظعون فبکیت فقالت واللہ ما طلقنی عن شیع  
کہ اللہ کے نبی نے حضرت حفصہ کو طلاق دی تو آپ کے دونوں ماموں قدامہ بن مظعون  
اور عثمان بن مظعون تشریف لائے اور آپ رورہی تھیں اور فرمانے لگیں کہ قسم بخدا مجھے  
حضور ﷺ نے کسی عیب کی وجہ سے طلاق نہیں دی۔

پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:-

قال لي جبرئيل راجع حفصة فانها صوامه وقوامه وانها زوجتك في الجنة  
کہ حفصہ سے رجوع فرمالو کیونکہ وہ روزے دار لمبا قیام کرنے والی ہیں اور حفصہ آپ کی  
جنت میں بیوی ہیں۔

جب کہ عمار بن یاسر کی روایت میں ہے فرماتے ہیں کہ:-

اراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان يطلق حفصة فجاء جبرئيل فقال  
لا تطلقها فانها صوامه وقوامه وانها زوجتك في الجنة

حضور ﷺ نے جب حضرت حفصہ کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو جبرئیل حاضر ہوئے اور کہا  
کہ حفصہ کو طلاق نہ دیں کیونکہ وہ صائمہ الدھر و لمبا قیام کرنے والی ہیں اور سیدہ آپ کی جنت  
میں زوجہ ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر کی روایت میں ہے کہ:-

قيل لما طلق رسول الله صلى الله عليه وسلم حفصة بنت عمر فبلغ ذلك  
عمر فوضع التراب على راسه وجعل يقول ما يعباء الله بعمر بعد هذا قال  
فنزل جبرئيل من الغد على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان الله  
تعالى يأمرك ان تراجع حفصة رحمة لعمر

یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جب حضور ﷺ نے حفصہ کو طلاق دی اور یہ خبر حضرت عمر کو پہنچی  
تو انہوں نے اپنے سر مبارک پر مٹی ڈالی اور فرمایا اللہ اس کے بعد عمر کی پرواہ نہ فرمائے گا راوی کہتے ہیں  
اگلے دن جبرئیل حاضر ہوئے اور عرض کی حضور ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ حفصہ سے رجوع  
فرمائیں عمر پر رحم کرتے ہوئے۔ (حلیۃ الاولیاء، ابو داؤد شریف و نسائی شریف)

☆ ۲۔ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةُ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَجَالَ سَے انتہائی نفرت کرتی تھیں چنانچہ  
مدینہ شریف میں ایک شخص ابن صیاد نامی تھا جس میں دجال کی علامات میں سے کچھ موجود تھیں حضرت

عبداللہ بن عمر نے اسکو کسی گلی میں دیکھا تو آپ نے اس کو برا بھلا کہا جس پر اس نے آپ کا راستہ بند کر دیا۔

فضر بہ ابن عمر بعصا کانت معہ حتی کسرہا علیہ فقالت حفصۃ ماشانک وشانہ۔  
تو آپ نے اپنے عصا (لاٹھی) سے اس کو اتنا مارا کہ اسی پر توڑ دیا جب سیدہ کو خبر پہنچی تو فرمایا  
کہ تمہارا اور اس کا کیا معاملہ ہے آپ کو اس سے کیا غرض ہے اس کو چھوڑ دو کیا آپ نے نہیں سنا کہ دجال  
کو محرک کرنے والا اس کا غصہ ہوگا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۲۸۳)

☆ ۳۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
کیساتھ خطاب فرمایا (ان تتوبا الی اللہ) (پ ۲۸ س التحريم آیت ۴)

☆ ۴۔ نیز آپ حضور ﷺ کی رازدان تھیں کہ حضور ﷺ نے آپ کو یہ راز فرمایا تھا کہ میرے  
بعد خلیفہ صدیق اکبر اور ان کے بعد عمر فاروق ہوں گے۔

☆ ۵۔ آپ انتہائی درجہ سخی تھیں کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ  
غابہ کا تمام مال صدقہ کر دینا۔

☆ ۶۔ نیز آپ صائم الدھر و لباقیام کرنے والی تھیں حتیٰ کہ بعض روایات میں ہے کہ وصال  
کے وقت بھی آپ روزے دار تھیں اور آپ کے خاندان کے کثیر افراد نے غزوہ بدر میں شرکت کرنے  
کا شرف حاصل کیا۔

روایات اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

آپ سے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام و تابعین نے احادیث روایت فرمائیں جن میں  
سے چند ایک یہ ہیں عبداللہ بن عمر، حمزہ بن عبداللہ، عبدالرحمن بن حارث وغیرہ آپ سے ساٹھ احادیث  
مروی ہیں جن میں چار متفق علیہ اور چھ مسلم شریف میں ہیں اور باقی تمام حدیثیں دوسری کتب میں  
روایت کی گئی ہیں۔ (مدارج، اسد الغابہ وغیرہ)

## اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی چند ایک مرویات

۱۔ حضرت ابن عمر سیدہ سے روایت فرماتے ہیں کہ فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ

اذا طلع الفجر لا یصلی الا رکعتین خفیفین

جب طلوع فجر ہوتی تو دو رکعت خفیفہ کے علاوہ نماز نہ پڑھتے تھے۔

۲۔ ابن ابی وداعہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرماتی ہیں کہ:-

ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی جالساً حتی کان قبل وفاته

بعام او عامین

کہ میں نے حضور ﷺ کو آپ کی وفات کے ایک یا دو سال قبل تک کبھی بھی بیٹھ کر نماز پڑھتے

نہ دیکھا۔

۳۔ ابن شکر سیدہ سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ.....

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل وهو صائم اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم

حالت روزہ میں بوسہ کا شرف عطا فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی قرأت کے

بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا انکم لا تطیقونہا کہ آپ لوگ اسکی طاقت نہیں رکھتے ہو۔

۵۔ حماد بن سلمہ عن عاصم بن ابی الجود عن سواء الخزامی حضرت سیدہ سے روایت فرماتے ہیں

کہ:-

قالت کان رسول اللہ علیہ وسلم اذا اوی الی فراشه وضع یدہ

الیمنى تحت خدہ وقال رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک ثلاثا

سیدہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ اپنی آرام گاہ میں تشریف لاتے تو اپنے دست راست



مبارک کو اپنی سیدھی رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے رب قنسی عذابک ترجمہ: اے میرے رب تو مجھے بچا اپنے عذاب سے جس دن تو اٹھائے گا اپنے بندوں کو۔

(رواہ امام احمد بن حنبل فی مسندہ)

## اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ کا وصال

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے دوران آپ کی رحلت ۴۱/۴۵ ہجری میں ہوئی بعض حضرات نے ان کا وصال خلافت عثمان کے دوران بتایا ہے لیکن پہلا قول اصح ہے آپ کی عمر مبارک اس وقت ساٹھ سال کی تھی۔ (مدارج شریف)

## اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خویش واقارب

### امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدہ کے والد

آپ کی کنیت ابو حفص لقب فاروق اعظم ہے آپ سے ۵۳۷ احادیث مروی ہیں صحابہ میں اس نام سے کوئی نہیں جب کہ عمر و نام ۲۳ ہیں دونوں میں امتیاز کرنے کے لئے ایک کو داؤ کیساتھ لکھا جاتا ہے روایات حدیث میں اس نام کے چھ حضرات ہیں آپ عام الفیل سے تیرہ سال بعد محرم کی چاند رات میں پیدا ہوئے اشراف قریش میں سے تھے زمانہ جاہلیت میں سفارت کے فرائض انجام دیتے تھے قد کی لمبائی میں دیگر لوگوں سے فائق تھے گویا یوں تھے کہ یہ خود سوار ہوں اور دوسرے پیدل توریث میں ان کی صفت یوں بیان ہوئی قرن امین والقرن الجبل الصغیر وسمی الفاروق بفرقة الحق والباطل ۳۹ مردوں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مشرف باسلام ہوئے اور آپ کے اسلام لانے پر اہل فلک (یعنی آسمان والوں) نے بھی خوشیاں منائیں آپ کے اسلام پر یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین آیت نازل ہوئی قرآن پاک کی بیس سے زائد آیات آپ کی رائے کے موافق نازل ہوئیں آپ کی خلافت کے دوران دو عظیم فرعون قیصر روم و کسریٰ ایران کی ہزار ہا سالہ جابرانہ سلطنتیں پاش پاش ہوئیں عراق، ایران، مکران، شام، فلسطین، مصر وغیرہ بڑے بڑے

ے ایک ہزار چھتیس بمعہ ملحقہ قصبات و دیہات فتح ہوئے چار ہزار مساجد تعمیر کی گئیں اتنے ہی مندر آتش کدے منہدم کئے گئے اور ایک ہزار نو سو نمبر بنائے گئے کثیر احادیث آپ کے مناقب و فضائل کے سلسلہ میں وارد ہوئیں اور تمام سے بڑھ کر یہ فضیلت بیان ہوئی کہ ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر اللہ نے عمر کی زبان پر حق کو جاری فرمادیا صحیح بخاری میں ہے کہ لقد کان فیما قبلکم محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر بے شک تم سے پہلے لوگوں میں بہت محدث ہوا کرتے تھے تو اگر میری امت میں کوئی ہوا تو وہ عمر ہیں حضرت علی نے فرمایا:-

کنا اصحاب محمد لان شک ان السکينة ينطق علی لسان عمر  
ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
کی زبان پر سیکنہ گویا ہے۔

آپ کا دورِ خلافت دس سال چھ ماہ ہے۔

مدینہ منورہ میں شہادت کی موت کی دعا کیا کرتے تھے اور وہ دعا پوری ہوئی چنانچہ مدینہ منورہ  
مسجد نبوی محراب النبی ﷺ میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے ۲۶ چھبیس ذوی الحجہ بدھ کے دن زخمی  
کئے گئے اور یکم محرم التوار کو دفن کئے گئے تریسٹھ سال عمر ہوئی۔ (مدارج، مرآة، نزہة القاری وغیرہ)

کراماتِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

☆ ۱۔ حضرت عمرو بن حارث سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:-

بینما عمر یخطب یوم الجمعة اذ ترک الخطبة ونادی یاساریة الجبل  
مرتین او ثلاثا ثم اقبل علی خطبته.

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک خطبہ چھوڑ کر دو یا تین  
مرتبہ پکارا اے ساریہ پہاڑ لو اے ساریہ پہاڑ لو پھر خطبہ کی طرف متوجہ ہوئے لوگوں نے بعد خطبہ پوچھا  
کہ اے امیر المؤمنین آپ نے ساریہ کو جو کہ نہاوند میں جہاد فرما رہے ہیں یہاں کیسے پکارا؟ فرمایا میں  
نے ان کو جہاد کرتے دیکھا اور دشمن پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنا چاہتا تھا میں نے ان کو اطلاع دی تا کہ وہ

پہاڑ سے لاحق ہوں فلم یعض ایام حتی جاء رسول ساریہ بکتابہ زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ ساریہ کا قصد چٹھی لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ ہم نے جمعہ کے دن صبح کی نماز کے بعد دشمن سے جہاد کیا یہاں تک کہ نماز جمعہ کا وقت آپہنچا تو ہم نے ایک منادی کو پکارتے سنا کہ پہاڑ لو پس ہم پہاڑ سے لاحق ہو گئے تو ہم نے دشمن کو شکست خوردہ کر دیا۔

☆ ۲۔ جب حضرت عمرو بن عاص نے مصر فتح فرمایا تو لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ:-

ان هذا النيل يحتاج في كل سنة الى جارية بكر من احسن الجوارى فنلقياها فيه والا فلا يجرى وتخرّب البلاد وتفحط

کہ دریائے نیل ہر سال ایک خوبصورت کنواری لڑکی کی بھینٹ مانگتا ہے پس ہم اس دو شیزہ کو اس میں ڈالتے ہیں ورنہ یہ جاری نہیں ہوتا اور شہروں کو برباد کرتا ہے اور قحط سالی ہوتی ہے حضرت عمرو بن عاص نے امیر المؤمنین کو اس کی خبر پہنچائی آپ نے ایک خط لکھا اور حکم دیا کہ اس خط کو دریا میں ڈال دیا جائے جس میں یہ تحریر تھا۔

بسم الرحمن الرحيم الى نيل مصر من عبد الله عمر بن الخطاب اما بعد  
فان كنت تجرى بامر الله فاجرى على اسم الله

کہ اگر تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو اللہ کے نام پر جاری ہو جا جیسے ہی خط دریا میں ڈالا گیا تو اسی رات جاری ہو گیا۔

☆ ۳۔ ابو مسلم خولانی یمن کے کسی شہر میں گئے تو اسود بن قیس جو کہ مدعی نبوت تھا اس نے

ابو مسلم خولانی کو کہا کہ آپ میری رسالت کا اقرار کریں انہوں نے انکار فرما دیا پھر اس نے کہا کہ اتشہدان محمد رسول الله قال نعم کہ آپ گواہی دیتے ہیں محمد اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا ہاں اس پر اسود بن قیس نے آگ جلوا کر آپ کو اس میں ڈلوادیا فلم یضرہ اللہ کی شان آگ نے آپ کو کچھ ضرر نہ پہنچائی اس پر اسود بن قیس نے آپ کو جلا وطن کر دیا آپ مدینہ میں حاضر ہوئے جیسے ہی مسجد کے دروازے سے داخل ہوئے تو حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا هذا صاحبکم الذی زعم

الاسود الكذاب انه يحرقه فنجاه الله منها کہ یہ آپ کے ساتھی جس کے بارے میں اسود کذاب نے یہ گمان کیا کہ ان کو جلوادے گا تو اللہ نے ان کو نجات دی باوجودیکہ امیر المؤمنین اور دوسرے لوگوں نے اس حادثہ کے بارے میں نہ تو سنا تھا اور نہ ہی اس کو دیکھا تھا پھر امیر المؤمنین نے آپ کو اپنے سینے لگایا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے آپ کو بچالیا اور سنتِ خلیل نصیب فرمائی۔

☆ ۴۔ ایک رات امیر المؤمنین گشت فرما رہے تھے کہ ایک بوڑھیا کی آواز سنی جو اپنی بیٹی

سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ کر دودھ میں پانی ملا دے لڑکی نے کہا فان امیر المؤمنین نہی عن ذلک کہ امیر المؤمنین نے اس سے منع فرمایا ہے بوڑھیا نے کہا کہ عمر ہم کو نہیں دیکھ رہے لڑکی بولی فان رب امیر المؤمنین یدری کہ امیر المؤمنین کا رب دیکھ رہا ہے صبح آپ نے اپنے صاحبزادے عاصم کو فرمایا کہ آپ فلاں لڑکی سے نکاح کر لو تم کو اس کے ہاں سے نہایت ہی برکت والی روح ملے گی حضرت عاصم بن عمر نے اس سے نکاح کر لیا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھا اس سے عبدالعزیز ابن مروان نے عقد کیا تو ان کے شکم سے عمر بن عبدالعزیز کی ولادت ہوئی رضی اللہ عنہم (مرقاة ج ۱۱ ص ۳۱۰/۳۱۱ و مرآة ج ۸ ص ۳۴۰)

### ایک عبرت ناک واقعہ

اشعة اللمعات کے حاشیہ میں ہے کہ آج سے دس سال قبل عظیم آباد شہر میں ایک سنی کے کسی رافضی سے تعلقات تھے سنی نے حج کا ارادہ کیا تو رافضی نے الوداعی ملاقات میں کہا کہ میرا ایک راز ہے جسے میں زبان پر نہیں لاسکتا سنی نے کہا بیان کرو اس نے پھر وہ وہی کہا کہ زبان پر نہیں لاسکتا سنی نے کہا بتاؤ تو سہی آخر کار اس نے کہا کہ اگر پہنچانے کا وعدہ کرتے ہو تو کہتا ہوں پھر عہد لینے کے بعد کہنے لگا کہ زیارت کے وقت عرض کرنا کہ حضور ﷺ مجھے آپ کی بارگاہ کا بڑا شوق ہے لیکن میرے دشمن چونکہ آپ کے ساتھ مدفون ہیں اس لئے نہیں آسکتا سنی کو یہ سن کر صدمہ پہنچا اور اس نے پیغام پہنچانے سے معذرت کر لی اس نے کہا کہ تم تو پیغام رساں ہو حاصل یہ کہ سنی زیارت سے جب فارغ ہوا تو اس کو رافضی کا پیغام یاد آیا لیکن موقع نہ پایا پھر آدھی رات کو وعدہ پورا کرنے کی غرض سے دربار اقدس میں حاضر ہوا اور معذرت



پیش کرتے ہوئے رافضی کا پیغام پہنچایا جس پر شدید خوف طاری ہوا اور روتے روتے وہی بے ہوش ہو کر گر گیا دیکھتا ہے کہ حضور تشریف فرما ہیں دائیں جانب گردن میں قرآن پاک حمائل کئے صدیق اکبر ہیں جب کہ بائیں جانب گردن میں تلوار حمائل کئے ہوئے عمر فاروق موجود ہیں اور وہ رافضی بھی وہیں تھا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے تم کو پیغام دیا تھا سنی عرض گزار ہوا حضور اس نے اللہ کے نام پر عہد لیا تھا کہ میں پیغام پہنچاؤں حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق کو اشارہ فرمایا کہ اس رافضی کی گردن اڑادی جائے آپ نے ایسا ہی کیا اور رافضی کا سر لڑھکتا ہوا گندگی کی نالی میں جا پڑا جب سنی کو ہوش آیا کانپتا ہوا قیام گاہ پر آیا اور واپس عظیم آباد پہنچا اور اپنا خواب مولوی خدا بخش کو سنایا بہت دنوں بعد جب رافضی کے گھر پہنچے تو اس کی بیوی بچوں نے روتے ہوئے بتایا کہ تمہارا دوست فلاں رات بیت الخلاء گیا شاید کسی دشمن نے پرنا لے کے ذریعہ آکر اس کا سرتن سے جدا کر کے نجاست کے گڑھے میں ڈال دیا اور دھڑپاؤں کی جگہ صبح کے وقت یہ معاملہ سامنے آیا ابھی تک اس کا کوئی نشان نہ مل سکا کہ آخر قاتل کون ہے اور یہ وہی رات تھی کہ جس میں سنی نے بے ہوشی کے عالم میں یہ واقعہ ملاحظہ کیا تھا اس پر سنی شدت سے رونے لگا جب کہ گھر والوں کا خیال تھا کہ یہ بھی رافضی ہے جو کہ اپنے دوست کی محبت میں گریہ و زاری کر رہا ہے واللہ ورسولہ اعلم (حاشیہ اشعة اللمعات ج ۴ ص ۶۶۵)

حضرت زینب بنت مظعون اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی والدہ

آپ عثمان بن مظعون کی ہمیشہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ، عبداللہ بن عمر و عبدالرحمن بن عمر و اُمّ المؤمنین کی والدہ ہیں۔

ابو عمر نے کہا کہ زبیر نے ذکر کیا کہ آپ ہجرت کرنے والی خواتین میں سے ہیں ابو عمر کہتے ہیں کہ مجھے خوف ہے اس بات میں کہ یہ وہم ہو کیونکہ آپ حالت اسلام میں ہجرت سے قبل ہی مکہ مکرمہ میں وصال فرما گئیں تھیں البتہ آپ کی صاحبزادی حفصہ مہاجرات میں سے ہیں بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والدین کے ساتھ ہجرت فرمائی۔

(اسد الغابہ الجزء السابع)



عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے  
برادر مکرم

آپ قدیم الاسلام ہیں اپنے والد کے ساتھ ہجرت فرمائی جنگِ احد میں آپ کو صغریٰ کی وجہ  
سے شریک نہ ہونے دیا گیا پھر خندق اور بیعت الرضوان اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک  
رہے۔ حضرت اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا عبداللہ نیک آدمی  
ہیں (بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۹) زہری کہتے ہیں کہ ہم ان کی رائے کے ہم پلہ کسی کو قرار نہیں دیتے۔

مالک فرماتے ہیں کہ آپ نے ساٹھ سال فتویٰ دیا زبیر نے کہا کہ آپ نے دس سال کی عمر  
میں ہجرت فرمائی اور ۳۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں آپ حضور ﷺ کی  
سنت پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ ایک ہزار یا اس سے بھی زائد گردنوں کو آزاد فرمایا آپ نے چونکہ حجاج ابن  
یوسف کی مخالفت فرمائی تھی اس وجہ سے اس نے آپ کو زہرا لود آلے سے زخمی کر دیا اور اسی حالت میں  
حضرت نے جامِ شہادت نوش فرمایا آپ نے حضور سید عالم ﷺ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اپنے چچا زید، اپنی  
ہمشیرہ حفصہ، ابوبکر صدیق، عثمان، علی وسعید، بلال، زید بن ثابت، صہیب، ابن مسعود، عائشہ، رافع بن  
خدیج رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت فرمائیں۔ جب کہ آپ سے آپ کی اولاد بلال و حمزہ  
وزید و سالم و عبداللہ و عبید اللہ و عمر نے اور آپ کے پوتے ابوبکر بن عبید اللہ، محمد بن زید، عبداللہ بن واقد  
اور بھتیجے حفص بن عاصم بن عمر اور دوسرے بھتیجے عبداللہ بن عبید اللہ بن عمر اور آپ کے غلام نافع اور حضرت  
عمر کے غلام اسلم اور اسلم کے دونوں بیٹوں زید اور خالد اسی طرح عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن طلحہ، ابوسلمہ بن  
عبدالرحمن، عامر بن سعد، حمید بن عبدالرحمن بن عوف، سعید بن المسیب، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن  
مسعود، قاسم محمد بن ابی بکر، مصعب بن سعد، ابوبردہ بن ابی موسیٰ الاشعری، انس بن سیرین بن سعید، بکر  
بن عبداللہ المزنی ثابت البنانی، حرملة، اسامہ بن زید کے غلام اور حکم بن میناء اور حکیم بن ابی حرة، حمید بن  
عبدالرحمن الحمیدی اور ابوصالح السمان، زاذان ابو عمر، زبیر بن عربی، زیاد بن جبیر بن حنیہ، ابو عقیل زہرہ

بن معبد، سالم بن ابی الجعد، زید بن جبیر، سعد بن عبیدہ، سعید بن حارث، سعید بن یسار، سعید بن عمرو بن سعید بن عاص، صفوان بن محرز، طاؤس، عطاء، عکرمہ، مجاہد، سعید بن جبیر، ابوالزبیر، عبداللہ بن شفیق عقیلی، عبداللہ بن ابی ملکیتہ، عبداللہ بن مرثد، عبداللہ بن مقسم، عکرمہ بن خالد المخزومی، علی بن عبداللہ البارقی، علی بن عبدالرحمن المعاوی، عبداللہ بن کیسان، عبید بن جریج، عمران بن حارث سلمی، قیس بن عباد، محارب بن دثار، محمد بن منتشر، مسلم بن یناق، مروان لاصفر، موروک العجلی، وبرۃ بن عبدالرحمن، یحییٰ بن یحمر، یونس بن جبیر، ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ، ابوعثمان النھدی، ابوالصدیق الناجی، ابونوفل بن ابی عقرب اور بہت سارے حضرات نے روایات فرمائیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۱۳)

آپ حضور ﷺ کے بعد کثرت سے حج کرتے اور سب سے زیادہ صدقہ فرماتے بسا اوقات ایک ہی مجلس میں تیس ہزار درہم یا دینار صدقہ فرماتے حد درجہ حضور کے کہے پر عمل پیرا ہوتے جس جگہ حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی وہاں نماز ادا کرتے۔ (اسد الغابہ الجزء الثالث)

حضرت عاصم بن عمر بن خطاب عدوی اُمّ المؤمنین کے علاقائی برادر

آپ کی کنیت ابو عمر یا ابو عمرو ہے حضور ﷺ کی حیات میں ولادت ہوئی آپ کی والدہ جمیلہ بنت ثابت ہیں آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور آپ کے بیٹوں عبداللہ و حفص نے اسی طرح عروہ بن زبیر نے آپ سے روایات بیان فرمائی ہیں زبیر نے کہا کہ آپ سب سے عمدہ اخلاق والے تھے حضرت عمر بن خطاب نے آپ کی والدہ کو طلاق دی تو انہوں نے یزید بن جاریہ سے نکاح کیا جن سے آپ کے ہاں عبدالرحمن کی پیدائش ہوئی ایک دفعہ حضرت عمر گھوڑے پر سوار قبائ کی طرف رواں تھے کہ آپ نے عاصم کو بچوں کیساتھ کھیلتے دیکھا تو آپ نے ان کو اٹھالیا جس پر ان کی جدہ بنت ابو عاصم نے امیر المؤمنین سے تنازع کیا جب معاملہ امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ ان کا راستہ خالی کر دیں تو آپ نے عاصم کو ان کے حوالے فرمادیا آپ کا وصال ۷ھ میں جب کہ ولادت ۶ ہجری میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۸)

عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ اُمّ المؤمنین کے علاقائی برادر کے اخیانی بھائی۔

آپ کی کنیت ابو محمد ہے حضرت عاصم بن خطاب کے ماں شریک ہیں حضور ﷺ کے عہد مبارک میں پیدائش ہوئی آپ نے حضرت عمر بن خطاب اور ابویوب وغیرہ سے روایات لیں آپ سے قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن ثعلبہ امام زہری اور عبد اللہ بن محمد بن عقیل و عاصم بن عبید اللہ وغیرہ نے احادیث روایت فرمائیں اعرج کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کے بعد ان سے افضل کوئی شخص نہ دیکھا اور آپ قلیل الحدیث لیکن ثقہ تھے مدینہ منورہ میں ۹۳/۹۸ھ میں وصال ہوا۔

(تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۴۳۶/۴۳۷)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## چھٹا باب

## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے عقد کے بعد حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں قال ابو عمر ولم تلبث عند رسول صلی اللہ علیہ وسلم الا سیرا شہرین او ثلاثة حتی توفیت کہ آپ حضور ﷺ کی زوجیت میں تھوڑا عرصہ دو یا تین ماہ رہیں اور وصال فرمائیں آپ حضور ﷺ کی طاہری حیات ہی میں پردہ فرمائی تھیں۔

## سیدہ کا سلسلہ نسب

والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ زینب بنت خزیمہ بن عبد اللہ بن عمر بن مناف بن ہلال بن عامر الہلالیہ

جب کہ آپ کا لقب اُمّ المساکین ہے لانہا کانت تطعمہم وتتصدق علیہم اس لیے کہ آپ مسکینوں کو کھانا کھلاتیں اور ان پر صدقہ و خیرات کرتی تھیں بہت زیادہ سخی غریب پرور و مسکین نواز تھیں محتاجوں کی خبر گیری فرماتی تھیں اسی وجہ سے آپ اُمّ المساکین کے لقب سے مشہور تھیں۔

## عقد نکاح

حضور سید عالم ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل آپ عبد اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جن کی شہادت غزوہ احد میں ہوئی بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کی زوجہ تھیں جو کہ حضور کے چچا زاد تھے اور ان کی شہادت غزوہ بدر میں ہو چکی تھی اور بعض کا یہ قول ہے کہ آپ طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں انہوں نے آپ کو طلاق دے دی تو عبیدہ بن حارث نے ان کیساتھ نکاح کر لیا۔

حضور سید عالم ﷺ نے ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک میں آپ سے عقد نکاح

فرمایا خیال رہے ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ حضور ﷺ کے نکاح میں آپ کے بعد آٹھ ماہ تک بقید حیات رہیں اور ربیع الاخر ۴ھ میں وصال ہوا۔

ذکر الواقدی ان عمرها كان ثلاثين سنة واقدی نے آپ کی عمر میں سال ذکر کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عین شباب کے عالم میں اس دار فانی سے کوچ فرما گئیں اور سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور ﷺ کی حیاتِ طاہری میں آپ نے وصال فرمایا۔

(الاصابه ج ۷ ص ۱۴۲، اسد الغابہ ج ۸ ص ۱۵۷، مدارج ج ۲ ص ۶۴۸)

خیال رہے بقیع شریف میں ایک قبہ مبارکہ تھا جس کو قبۃ ازواج النبی ﷺ کہتے تھے یہ تمام مزارات ابن سعود نجدی نے شہید کرائے اور ان کے نام و نشان تک ختم کر دیئے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کو کہتے ہیں بغض و عداوتِ اہل بیت و صحابہ سلب اللہ علیہ ما ہو علیہ

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

جیسا کہ گذرا آپ سیدہ کے حضور ﷺ کے عقد میں آنے سے قبل خاوند تھے آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے۔

عبداللہ بن جحش بن ریاب بن یحمر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دوران بن اسد بن خزیمہ آپ کا لقب ابو محمد ہے جب کہ آپ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب حضور ﷺ کی پھوپھی ہیں حضور ﷺ کے دار ارقم میں دخول سے قبل دائرۃ اسلام میں داخل ہوئے دونوں ہجرت میں آپ نے فرمائیں حبشہ کی جانب ہجرت میں آپ کی معیت میں آپ کے برادران ابواحمد اور عبید اللہ، ہمشیرہ زینب بنت جحش زوجہ رسول ﷺ اور اُمّ حبیبہ و حمنہ تھے عبید اللہ نے حبشہ میں دینِ نصرانیت کو اختیار کر لیا تھا اور نصرانیت پر ہی مرا نعوذ باللہ من ذلک اور حضرت عبداللہ بن جحش کے ساتھ ہجرتِ مدینہ میں آپ کے اہل اور برادر ابواحمد تھے غزوہ بدر میں شریک رہے اور احد میں شہادت پائی اسحاق بن سعد بن ابی وقاص اپنے



والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش نے غزوہ احد کے دن ان سے کہا الاناسی ندعو اللہ یعنی کیا آپ نہیں آتے کہ ہم مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں چنانچہ یہ دونوں حضرات تنہائی میں جاتے ہیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ دعا کرتے ہیں کہ:-

اے اللہ! کل میرا سخت دشمن سے مقابلہ کرواپس میں تیری راہ میں جہاد کروں اور دشمن کو ہلاک کر کے اس کا مسلوبہ سامان لے لوں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آمین کہی پھر حضرت عبداللہ بن جحش دعا کرتے ہیں:-

اللهم ارزقني غدا رجلا شديدا بأسه اقاتله فيك و يقاتلني ثم يقتلني  
وياخذني فيجدع انفي واذني فاذا لقيتك قلت يا عبد الله فيم جدع  
انفك واذنك فاقول فيك وفي رسولك فتقول صدقت.

اے اللہ کل میرا کسی سخت جنگجو و غصہ والے شخص کا سامنا کرو اور میں تیری راہ میں اس سے جہاد کروں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھ کو شہید کر کے میرا ناک اور دونوں کان کاٹ دے (مثلاً کر دے) پس جب میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں تو تو فرمائے کہ اے عبداللہ کس معاملہ میں تیرے کان اور ناک کو کاٹا گیا تو میں جواب عرض کروں کہ تیری اور تیرے محبوب کی راہ اور رضا جوئی میں کاٹے گئے۔ اللہ اکبر!

شعر.....

عدم سے وجود میں لائی ہے آرزوئے رسول  
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول  
اور تو کہے کہ اے عبداللہ تم سچے ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے زیادہ بہتر تھی فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا کہ آپ کے دونوں کان اور ناک ایک دھاگے میں لٹکے ہوئے تھے۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۹۵) ز

## ساتواں باب

## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ بھی رسول کائنات ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں آپ کا اصل نام ہندیا پھر رملہ ہے والد کی جانب سے سیدہ کا سلسلہ نسب یوں ہے اُمّ سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم القرشیۃ جب کہ والدہ کی جانب سے شجرہ نسب یہ ہے اُمّ سلمہ بنت عاتکہ بنت عامر بن ربیعۃ بن مالک کنانیۃ۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۴۰۴)

خیال رہے آپ کی والدہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نہیں ہیں اور آپ کے والد کا نام حذیفہ یا پھر سہل بن المغیرۃ بن عبداللہ ہے ابو امیہ رؤسائے مکہ میں سے تھے بہت زیادہ سخی اور دریا دل تھے آپ کا لقب گھوڑ سواروں کا زاد تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ جب کہیں سفر کرتے تو اپنے رفقاء کے زادیراہ و دیگر ضروریات کو پورا کرتے سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا قدیم الاسلام ہیں۔ (ایضاً)

## ہجرت حبشہ

آپ ابو سلمہ بن الاسود کی بیوی تھیں یہ ابو سلمہ حضور کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے آپ اپنے شوہر سمیت مہاجرین اول میں شمار ہوتی ہیں آپ دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں حضرت سلمہ کی ولادت ہوئی دیگر آپ کی اولاد زینب، عمر و اور درہ ہیں حضرت سلمہ کا نکاح حضرت امامہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کے ساتھ خود حضور ﷺ نے کروایا جناب عمر سیدہ کے منجلیے صاحبزادے ہیں حضرت علی نے ان کو فارس اور بحرین کا گورنر مقرر فرمایا تھا اور حضرت علی کے دورِ خلافت میں فتنہ کے وقت حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے صاحبزادے کو آپ کی حفاظت کے لئے پیش فرمایا تھا آپ کا وصال عبد الملک مروان کے دورِ خلافت میں ہوا۔

حضرت درہ اُمّ سلمہ کی بڑی صاحبزادی ہیں اُمّ المؤمنین سیدہ ام حبیبہ نے ایک دفعہ حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ درہ سے نکاح فرمانا چاہتے ہیں تو حضور نے فرمایا اگر میں نے ان کی

پرورش نہ فرمائی ہوتی تو پھر بھی وہ میرے لئے حلال نہ تھیں کیونکہ وہ میری رضائی بھتیجی ہیں۔

حضرت زینب سیدہ کی چھوٹی جگرزادی ہیں پہلے آپ کا نام برہ تھا حضور ﷺ نے زینب رکھا حضور ﷺ نے ایک دفعہ آپ کے چہرہ پر پانی کا چھڑکاؤ فرمایا جس کا اثر یہ ہوا کہ بڑھاپے میں آپ کے تمام اعضاء پر ضعف کے اثرات طاری ہوئے مگر چہرہ مبارک ویسا ہی تروتازہ رہا آپ کا نکاح عبداللہ بن زمعہ کے ساتھ ہوا اپنے وقت میں صف اول کی عابدہ فقہیہ تھیں واقعہ حرہ کے بعد وصال ہوا۔

سیدہ ام سلمہ اپنے شوہر ابو سلمہ کے ساتھ حبشہ سے مکہ واپس تشریف لائیں اور مکہ سے پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

### واقعہ ہجرت مدینہ

ہجرت مدینہ کا واقعہ بھی دل کو پگھلا دینے والا ہے جب آپ دونوں نے ہجرت مدینہ کا ارادہ فرمایا اس وقت ان کے پاس ایک ہی اونٹ تھا حضرت ابو سلمہ اونٹ پر اپنی زوجہ اور بچہ کو سوار فرما کر خود نکیل پکڑ کر جب چلے تو بنو مغیرہ جو کہ سیدہ کے خاندان والے ہیں آئے اور اپنی لڑکی کو ابو سلمہ کیساتھ جانے سے روک دیا جب بنو اسد کو خبر پہنچی جو کہ حضرت ابو سلمہ کے کنبہ کے تھے انہوں نے حضرت سلمہ کو چھین لیا اور کہا کہ اگر تمہاری بچی ہمارے بیٹے کیساتھ نہ جائے گی تو ہمارے بیٹے کا بیٹا بھی آپ کی بیٹی کیساتھ نہ رہے گا۔

وحسنى بنو المغيرة عندهم وانطلق زوجى ابوسلما حتى لحق بالمدينة  
ففرق بينى وبين زوجى وابنى فكنت اخرج كل غداة واجلس بالابطح  
ابكى حتى امسى سبعا او قريبا حتى مرى رجل من بنى عمى فرأى مافى  
وجهى فقال لبنى المغيرة الا تخرجون من هذه المسكينة

فرماتی ہیں کہ مجھے بنو مغیرہ نے اپنے پاس روک لیا اور حضرت ابو سلمہ مدینہ ہجرت فرما گئے اور انہوں نے میرے اور میرے شوہر اور میرے بچے کے مابین جدائی ڈالی تو میں روزانہ صبح کے وقت مقام ابطح میں بیٹھ کر روتی یہاں تک کہ قریباً سات روز گزر گئے کہ میرے پاس سے میرے چچیروں میں

سے کوئی شخص گزرا اور اس نے میرے چہرے پر حزن و ملال دیکھ کر بنو مغیرہ کو کہا کیا تم اس مسکینہ و بے کس کو نہیں نکالتے ہو تم نے اس کے اور اس کے خاندن و بیٹے کے مابین جدائی ڈال دی ہے فقالوا الحقی بزواجک ان شئت اس پر بنو مغیرہ نے کہا کہ اگر تم چاہتی ہو تو اپنے شوہر سے مل سکتی ہو اس پر بنو الاسد نے میرے صاحبزادے کو بھی لوٹا دیا پھر میں نے اپنے بیٹے کو گود لے کر ایک اونٹ پر کوچ کیا تو اس وقت میرے پاس اللہ اور اس بیٹے کے علاوہ کوئی دوسرا نہ تھا جب میں مقام تنعیم پہنچی تو عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ اے بنت ابی امیہ کہاں کا ارادہ ہے میں نے کہا کہ اپنے شوہر جو کہ مدینہ میں ہیں اس کے پاس جانا چاہتی ہوں اس نے کہا کہ تمہارے ساتھ کوئی ہے میں نے کہا نہیں سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس بچے کے اس پر عثمان بن طلحہ نے کہا کہ تمہارا اکیلا جانا مناسب نہیں پس اس نے اونٹ کی نیل پکڑی اور آگے آگے چلنے لگا فرماتی ہیں کہ قسم بخدا میں نے آپ سے زیادہ کوئی شخص اہل عرب میں شریف نہ دیکھا فرماتی ہیں کہ جب کسی منزل پر پڑاؤ ڈالنا ہوتا تو عثمان بن طلحہ اونٹ بٹھاتے اور خود ایک درخت کی طرف تنہائی میں چلے جاتے اور جب کوچ کرنا ہوتا تو سواری کو آگے بڑھاتے سو درج رکھتے اور پھر پیچھے چلے جاتے اور کہتے کہ سوار ہو جاؤ اور جب میں سوار ہو جاتی تو پھر گام پکڑ کر آگے آگے چلتے یہاں تک کہ منزل بہ منزل مسربہ پہنچ گئے پھر جب وادی قباء نظر آئی تو مجھ سے کہا کہ تمہارے شوہر اس بستی میں ہیں بعض نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ پہلی خاتون جو ہودج میں سوار ہو کر ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئیں وہ یہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں زخمی ہوئے پھر تندرست ہو گئے اور بعد میں ایک لشکر کے ہمراہ بھیجے گئے وہاں سے واپس کے بعد ان کے سابقہ زخم دوبارہ تازہ ہو گئے پس انہیں زخموں کی وجہ سے آپ کا ۳/۳ کو وصال ہوا۔ (الاصحابہ ومدارج وغیرہ)

سیدہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ سے نکاح

اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے سنا ہوا تھا کہ اگر کسی کو مصیبت آجائے تو اسے یہ دعا مانگنی چاہئے۔

اللهم اجرني مصيبتى واخلف لي خيرا منها

اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما اور اس سے بہتر قائم مقام میرے لئے بنا

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر بوقت وصال اسی دعا کا ورد تھا سیدہ فرماتی ہیں کہ میرے شوہر کی وفات پر جو مجھے مصیبت آئی اس دوران میں یہ دعا پڑھا کرتی تھی اور سوچتی تھی کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مسلمان ہو سکتا ہے لیکن چونکہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی تھا اس وجہ سے اس کا ورد جاری رکھنا نیز اس وجہ سے بھی کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میت کے سر ہانے ہو تو اچھی بات کہو کیونکہ اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے یہ بات سنی ہے کہ اگر کسی کا خاوند مر جائے اور عورت دوسری شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اسی طرح اگر عورت مر جائے اور شوہر دوسری شادی نہ کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس مرد کو جنت میں داخل فرمائے گا اس لئے ہم دونوں آپس میں عہد کرتے ہیں کہ اگر ہم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو دوسرا شادی نہ کرے گا اس پر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میری بات مانو اور وہ یہ کہ اگر میں پہلے فوت ہو جاؤں تو تم دوسری شادی کر لینا پھر آپ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! اگر میں فوت ہو جاؤں تو اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو مجھ سے بہتر شخص عطا فرمانا پھر جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو سیدہ نے خود جا کر حضور ﷺ کو خبر دی تو حضور نے آپ کو فرمایا کہ تم یوں دعا پڑھا کرو:-

اللهم اغفر لي وله واعقبني عقبه حسنة (ترمذی ج ۱ ص ۱۱۷)

اے اللہ تعالیٰ مجھے اور ان کو بخش دے اور میری عاقبت اچھی فرما دے۔

اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ خود حضور سید عالم ﷺ نے پڑھائی جس میں نو تکبیریں

کہیں۔

اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف



لائے اور یہ دعا فرمائی اے اللہ ان کے غم کو تسکین عطا فرما ان کی مصیبت کو بہتر بنا دے اور بہتر عوض عطا فرما اللہ کی شان جس طرح حضور ﷺ کی دعا تھی بالکل اسی طرح واقع ہوا حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے دنوں سیدہ حمل سے تھیں جب عدت پوری ہوئی خطبہا ابوبکر فر دتہ ثم خطبہا عمر فر دتہ یعنی حضرات شیخین نے پیغام نکاح دیا سیدہ نے دونوں کے پیغام کو رد فرما دیا اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو پیغام نکاح دے کر بھیجا تو آپ نے فرمایا مرحبا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبرسولہ یعنی حضور ﷺ اور حضور کے پیغام رساں کو مرحبا ہے چونکہ حضور ﷺ کی رفاقت سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں اس لئے آپ نے پیغام نکاح قبول تو فرمایا مگر ساتھ ہی اپنے عذر بھی پیش فرمائے کہ انی امرأۃ غیرتی وانی مصیبة وانه لیس احد من اولیائی شاہد یعنی میں غیرت مند عورت ہوں اور بچوں والی ہوں میرے بچوں کی کفالت کون کرے گا نیز میرے اولیاء میں کوئی موجود نہیں ہے اس پر حضور ﷺ نے اپنے قاصد کو فرمایا کہ سیدہ کو جا کر کہو کہ اما قولک انی مصیبة فان اللہ سیکفیک صیانک کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے بچوں کو کافی ہوگا واما قولک انی غیرتی فسادعو اللہ ان یذهب غیرتک اور رہا تمہارا دوسرا قول تو میں اللہ کی بارگاہ میں دعا کروں گا کہ اللہ اس کو تم سے لے جائے دور فرمائے گا اور تمہارا تیسرا عذر فلیس احد منهم شاہد ولا غائب الا سیر ضانی یعنی تمہارا کوئی بھی وارث خواہ حاضر ہو یا غائب سب مجھ سے رضا مند ہوں گے۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا میں ایک عمر رسیدہ عورت ہوں اور اپنے ساتھ یتیم بچے رکھتی ہوں اور بہت غیرتمند خاتون ہوں تو حضور نے فرمایا کہ انا کبر منک کہ میں تمہاری نسبت زیادہ عمر رکھتا ہوں واما الغیرۃ فیذهبہا اللہ رہی غیرت تو اسے اللہ دور فرمائے گا واما العیال فالی اللہ ورسولہ اور رہے بچے تو ان کی پرورش اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بچے میرے بچے ہیں اس کے بعد سیدہ نے

اپنے بیٹے جناب عمر کو فرمایا کہ قم فزوج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ اٹھو اور حضور سے میرا عقد کرو فزوجہ تو آپ نے سیدہ کا حضور سے عقد فرمادیا۔

سیدہ کیساتھ حضور ﷺ کا تزوج و نکاح شوال ۳ھ میں ہوا۔

دس درہم کی قیمت کا سامان ان کا مہر مقرر ہوا چونکہ سیدہ سے نکاح کے وقت اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو چکا تھا اس لیے آپ کو انہیں کے گھراتا را گیا اور حضور ﷺ نے فرمایا اما انی لانقصک شیاً مما اعطیت اختک فلانة یعنی ہم نے جو کچھ آپ کی فلاں سوکن کو دیا اس سے کچھ بھی آپ کے لئے کمی نہ کریں گے چنانچہ آپ نے سیدہ کو دو چکیاں اور ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال کا بھراؤ تھا اور دیگر چند ایک اشیاء عطا فرمائیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج 6 ص 291 و 313 و 314، الاصابہ ج 8 ص 405 و 406 و مدارج شریف وغیرہ کتب)

اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ کا حلیہ مبارکہ

كانت اُمّ سلمة موصوفة بالجمال البارع والعقل البالغ والرائی الصائب

(الاصابه)

یعنی آپ حسن و جمال کی پیکر اور بالغ العقل اور صائب الرائے والی تھیں۔

جب سیدہ سے حضور ﷺ نے عقد فرمایا تو اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت شدید رنج ہوا کیونکہ آپ نے سیدہ کے جمال کے بارے میں سن رکھا تھا سیدہ فرماتی ہیں کہ فرأیت واللہ اضعاف ما وصفت یعنی قسم بخدا جب میں نے اُمّ سلمہ کو دیکھا تو آپ کو اس سے زائد خوبصورت پایا جتنا آپ کے بارے میں بیان کیا گیا تو میں نے جناب حفصہ کو آپ کے حسن کا ذکر کیا پھر حضرت حفصہ نے اُمّ سلمہ کو دیکھنے کے بعد اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان فرمایا کہ ولا واللہ ماہی کما تقولین ولا قریب وانہا لجمیلة کہ قسم بخدا اے عائشہ جیسا کہ آپ نے ان کی خوبصورتی بیان فرمائی وہ ایسی نہیں ہیں اور نہ اس کے قریب وہ تو بلاشبہ اس سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہیں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں فرأیتها بعد ذلک فكانت کما

قالت حفصة پھر میں نے اُم سلمہ کو دیکھا تو آپ ویسی ہی حسن و جمال کی پیکر تھیں جیسا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۴۰۶)

خیال رہے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے جن میں سے ایک کی سربراہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں جس میں حضرت حفصہ وغیرہ تھیں جب کہ دوسرے گروہ کی سردار اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں جن میں حضرت زینب بنت جحش و دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں چونکہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی زیادہ محبوبہ تھیں اس لئے صحابہ کرام حضور ﷺ کو تحائف آپ کی باری میں بھیجا کرتے تھے اس پر دیگر ازواج نے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات سوچی کہ آپ حضور کو عرض کریں کہ آپ کے صحابہ حضور ﷺ کو بھی جلوہ افروز ہوں تحائف بھیج دیا کریں اس پر حضور ﷺ نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا کہ عائشہ کے بارے میں مجھے ازیت مت پہنچاؤ کیونکہ ان کے لحاف میں بھی حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہے اس پر سیدہ اُم سلمہ نے حضور ﷺ کو ازیت دینے سے اللہ کی پناہ طلب فرمائی تھی۔

اُم سلمہ و روایت حدیث

آپ نے رسول کائنات ﷺ اور ابو سلمہ و حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے احادیث روایت فرمائی ہیں جب کہ آپ سے آپ کے صاحبزادے عمر اور صاحبزادی زینب اور بھائی اور آپ کے بھتیجے مصعب بن عبد اللہ نے اور آپ کے غلاموں یعنی عبد اللہ بن رافع، نافع، سفینہ وغیرہ نے اور صحابہ کرام میں سے حضرت صفیہ بنت شیبہ، ہند بنت حارث، قبیصہ بنت ذویب، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام نے اور کبار تابعین میں سے حضرت ابو عثمان مہدی، ابو وائل، سعید بن مسیب، ابوسلمہ، حمید اور ابوبکر بن عبد الرحمن، سلیمان بن یسار و دیگر حضرات نے احادیث روایت فرمائی ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۴۰۶)

مرویاتِ اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ اُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

آپ سے مرویات کی تعداد ۳۷۸ ہے جن میں سے ۱۳ متفق علیہ ہیں چند ایک پیش کی جاتی ہیں۔

☆ ۱۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا الحج جہاد کل ضعیف حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔

☆ ۲۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نماز فجر کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہم انی اسألك علما نافعاً وعملاً مقبلاً ورزقاً طيباً (آمین)

☆ ۳۔ سیدہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے یا مقلب القلوب ثبت قلبي علی دینک اے دلوں کو پھیرنے والے میرے قلب کو اپنے دین پر ثابت (قدمی نصیب) فرما۔

☆ ۴۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اکثر و بیشتر ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھتے تھے اور فرماتے کہ یہ دونوں دن مشرکین کے عید کے دن ہیں پس مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں ان کی مخالفت کروں۔ (امام احمد بن حنبل)

☆ ۵۔ عن ام سلمة رضي الله عنها قالت استيقظ النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فقال سبحان الله ماذا انزل اليلة من الفتن وماذا فتح من الخزائن ايقظوا صواحب الحجر فرب كاسية في الدنيا عارية في الآخرة.

اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَةُ اُمِّ سَلْمَةَ نے فرمایا ایک رات حضور ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا سبحان اللہ اس رات کتنے فتنے نازل ہوئے اور کتنے خزانے کھلے حجرے والیوں کو جگا دو بہت سی دنیا میں پہننے والیں آخرت میں برہنہ ہوں گی (رواہ البخاری فی کتاب العلم ج ۱ ص ۲۲)

☆ ۶۔ عن ام سلمة رضي الله عنها قالت جاءت ام سليم الي رسول صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله ان الله لا يستحي من الحق فهل على المرأة من

غسل اذا احتلمت فقال النبي صلى الله عليه وسلم اذا رأت فغطت ام سلمة يعنى وجهها وقالت يا رسول صلى الله عليه وسلم او تحتلم المرأة قال نعم تربت يمينك فبم يشبهها ولدها

ام المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اُم سلیم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا عورت کو جب احتلام ہو تو کیا اس پر غسل ہے حضور ﷺ نے فرمایا (جی ہاں) جب وہ پانی کو دیکھے یہ سن کر اُم المؤمنین نے اپنا منہ ڈھانپ لیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے فرمایا ہاں تیرا ہاتھ گرد آلود ہو پھر کیوں بچہ اپنی ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔ (رواہ البخاری فی کتاب العلم)

سبحان اللہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کے تعجب کرنے سے معلوم ہوا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن احتلام سے محفوظ ہیں جیسا کہ حوالہ عقد نبوی میں آنے کے بعد بھی اسی طرح قبل بھی مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ اس وقت اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ بھی موجود تھیں اس میں یہ بات زائد ہے اُم سلیم کے سوال پر عورتیں ہنس پڑیں اور اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تیرے لئے خرابی ہو کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے۔

### سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے آخر میں آپ نے وصال فرمایا آپ کا وصال ۵۹ھ میں یا پھر یزید ابن معاویہ کے دور میں ۶۳ھ کو ہوا دوسرے قول کی تائید ترمذی کی روایت سے ہوتی ہے کہ ایک انصاری کی زوجہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تو آپ روہی رہی تھیں پوچھنے پر بتایا کہ ابھی ابھی میں نے خواب میں جان کائنات ﷺ کی زیارت کی آپ کا سر اقدس گرد آلود تھا اور آپ رو رہے تھے میں عرض گزار ہوئی حضور ﷺ کیا واقعہ ہوا آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ میں وہاں حاضر تھا جہاں حسین کو شہید



کیا گیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ شہادتِ حسین ؑ پر اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا حیاتِ تھیں نیز شہادت کی خبر سن کر آپ نے قاتلین حسین ؑ پر لعنت فرمائی واللہ اعلم (مدارج شریف)

نیز اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کو حضور نے کر بلا کی مٹی دی تھی جو حضرت امام حسین ؑ کی شہادت کے وقت سرخ ہو گئی اس سے انہوں نے جانا کہ حضرت حسین ؑ شہید ہو گئے وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ۸۴ چوراسی سال تھی حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نماز جنازہ پڑھائی بعض نے کہا کہ حضرت سعید بن زید نے پڑھائی۔ (نزہۃ القاری ج ۱ ص ۴۰۸، مدارج)

جیسا کہ ما قبل گذرا کہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ سیدہ زینب کے گھر میں رہائش پذیر ہوئیں جب آپ سیدہ زینب کے گھر آئیں تو دیکھا کہ گھر میں ایک چھوٹا سا گھڑا ہے جس میں تھوڑے سے جوہیں پتھر کی ایک ہانڈی اور چکی بھی ہے آپ نے چکی میں کچھ جو ڈال کر پیسے اور اس سے مالیدہ بنایا اور اس سے آپ کا ولیمہ کیا گیا۔ (مدارج)

### حضرت ابو سلمہ ؓ

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ کے پہلے شوہر تھے آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے ابو سلمہ بن عبدالاسد ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی المخزومی آپ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد جب کہ والدہ برہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں حضور سید عالم ؐ کے پھوپھی زاد تھے اور قدیم الاسلام تھے۔

اسحاق سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن حارث، ابو سلمہ بن عبدالاسد اور ارقم بن ابی الارقم و عثمان بن مظعون حضور سید عالم ؐ کی بارگاہ میں ایک دفع آئے تو حضور سید عالم ؐ نے ان حضرات پر اسلام پیش فرمایا اور ان کو قرآن سنایا تو سب نے اسلام قبول کر لیا اور گواہی دی کہ حضور ہدایت و نور پر ہیں۔

آپ نے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کیساتھ ہجرت حبشہ فرمائی اور غزوہ بدر میں

بھی شریک ہوئے اور زخمی ہوئے بعد میں اسی وجہ سے جمادی الآخرتین ہجری میں آپ کا وصال ہو گیا۔

(اسد الغابہ ج 6 ص 161، 162)

## اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ کے خویش واقارب

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا ضمننا ذکر ہو چکا اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے برادران کے نام یہ ہیں زہیر، عامر و مہاجر۔ ان میں سے عامر فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہو چکے تھے غزوہ حنین و طائف میں شرکت فرمائی اور طائف میں جام شہادت نوش فرمایا جناب مہاجر کو سیدنا صدیق اکبر نے یمن میں بھیجا تھا اور حضرت موت آپ کے ہاتھوں فتح ہوا اور آپ کے برادر زہیر غیر معروف ہیں واللہ ورسولہ اعلم۔ حضرت خالد بن ولید اور ہشام بن ولید اور ولید بن ولید سیدہ کے چچا زاد تھے۔

## حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو مخزوم قرشی آپ سیف اللہ ہیں حضور کے کاتب تھے دور جاہلیت میں اعیان قریش میں سے تھے عمرہ حدیبیہ تک کفار کے ساتھ شامل تھے غزوہ احد میں لشکر کفار کے مقدمہ لچیش کے سپہ سالار تھے آپ غزوہ موتہ سے دو ماہ قبل اسلام سے مشرف ہوئے اور آپ ہی کے ہاتھ غزوہ موتہ فتح ہوا ایک موقع پر حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ یہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں روایت ہے کہ ایک جنگ میں حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی گم ہو گئی تو آپ نے ٹوپی کی بہت جستجو فرمائی آخر کار مل گئی جب دیکھا گیا تو وہ ٹوپی بہت بوسیدہ تھی لوگوں نے پوچھا کہ اس بوسیدہ ٹوپی کی جستجو کی کیا وجہ تھی فرمایا کہ ایک دفعہ حضور نے عمرہ ادا فرمایا اور اپنا سر مبارک منڈایا تو لوگوں نے آپ کے موئے مبارک حاصل کرنے میں جلدی کی اور میں نے بھی حضور ﷺ کے پیشانی مبارک کے موئے شریف حاصل کرنے میں جلدی کی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے موئے مبارک اس ٹوپی میں محفوظ فرما کر ٹوپی مجھے عطا فرمادی اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مجھے فتح دی روایت میں

ہے کہ ایک آدمی شراب سے بھرا ہوا مشکیزہ آپ کے پاس لایا جب آپ نے پوچھا تو اس نے کہا کہ اس میں سرکہ ہے آپ نے فرمایا کہ خدا اس کو سرکہ بنا دے پس وہ شراب سرکہ بن گئی جبکہ دوسری روایت میں شہد بن جانے کا ذکر ہے ایک دفعہ آپ کے پاس زہر لایا گیا آپ نے اس زہر کو بسم اللہ پڑھ کر پی لیا اللہ کی شان اس زہر نے آپ کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچایا۔ (مدارج ج ۲ ص ۷۴۷ وغیرہ)

### حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سیدہ کے رضاعی بیٹے

آپ کا نام حسن کنیت ابوسعید اخیر دور خلافت عمر فاروق آپ کی ولادت ہوئی حضرت عمر فاروق نے ہی آپ کی تحنیک فرمائی اور ان کے لئے یہ دعا فرمائی اللھم فقہہ فی الدین ووجہہ فی الناس اے اللہ حسن کو دین میں فقیہ اور لوگوں میں وجاہت والا بنا دے دیگر صحابہ نے بھی آپ کو اپنی اپنی دعاؤں سے نوازا ایک سو تیس ۱۳۰ صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ کے والد کا نام یسار جب کہ کنیت ابوالحسن تھی یہ حضرت زید بن ثابت کے غلام تھے آپ کی والدہ سیدہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ کی باندی تھیں جب آپ کی والدہ آپ کو چھوڑ کر کہیں جاتیں آپ رونے لگتے تو سیدہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنی چھاتی مبارک سے نوازتیں اللہ کی شان اس قدر عمر ہونے کے باوجود دودھ مبارک اتر آتا اور آپ نوش فرماتے آپ کو جو علوم و عرفان حاصل ہوئے اسی مبارک دودھ کی برکت تھی آپ باہیت، خوبصورت و جیہ تھے عابد و زاہد ہر عام و خاص میں مقبول سلاسل اولیاء کے امام تھے جلالت علم کا یہ عالم تھا کہ ایک بار کسی نے حضرت انس سے کچھ پوچھا تو فرمایا کہ حسن سے پوچھو کیونکہ انہوں نے اور میں نے سنا لیکن انہوں نے یاد رکھا جب کہ میں بھول گیا اور آپ حضرت حسن اور ابن سیرین پر رشک فرمایا کرتے تھے۔

شہادت عثمان کے بعد بصرہ میں مقیم ہو گئے اور وہیں ۱۱۰ھ رجب المرجب میں وصال فرمایا۔

(اکمال، نزہۃ القاری ج ۲ ص ۱۵۸)

### صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدہ کی اصابت رائے

حدیبیہ ایک کنواں ہے جو کہ مکہ مکرمہ کے قریب ہے مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے خواب

دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کوئی حلق کئے ہوئے اور کوئی قصر کئے ہوئے اور کعبہ معظمہ کی کنجی لی طواف فرمایا عمرہ کیا اصحاب کو اس خواب کی خبر دی سب خوش ہوئے پھر حضور نے عمرہ کا قصد فرمایا ایک ہزار چار سو اصحاب کیساتھ یکم ذی القعدہ ۶ھ کو روانہ ہو گئے ذوالحلیفہ میں پہنچ کر وہاں مسجد میں دو رکعتیں پڑھ کر عمرہ کا احرام باندھا اور حضور کیساتھ اکثر اصحاب نے بھی بعض نے جحفہ سے احرام باندھا راہ میں پانی ختم ہو گیا اصحاب نے عرض کیا کہ پانی لشکر میں بالکل باقی نہیں ہے سوائے حضور ﷺ کے آفتابہ کے کہ اس میں تھوڑا سا ہے حضور ﷺ نے آفتابہ میں دست مبارک ڈالا تو انگشت ہائے مبارک سے چشمے جوش مارنے لگے تمام لشکر نے پیا اور وضو کیا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں بیچ آبِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

جب مقام عسفان پہنچے تو خبر آئی کہ کفارِ قریش بڑے سرد سامان کیساتھ جنگ کے لئے تیار ہیں جب حدیبیہ پہنچے تو اس کا پانی ختم ہو گیا ایک قطرہ نہ رہا گرمی بہت شدید تھی حضور ﷺ نے کنوئیں میں کئی فرمائی اس کی برکت سے کنواں پانی سے بھر گیا سب نے پیا اونٹوں کو پلایا یہاں کفارِ قریش کی طرف سے حال معلوم کرنے کے لئے کئی شخص بھیجے گئے سب نے جا کر یہی بیان کیا کہ حضور ﷺ عمرہ کے لئے تشریف لائے ہیں جنگ کا ارادہ نہیں ہے لیکن انہیں یقین نہ آیا آخر کار انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو جو کہ طائف کے بڑے سردار اور عرب کے متمول شخص تھے تحقیق حال کے لئے بھیجا انہوں نے آ کر دیکھا کہ حضور ﷺ دست مبارک دھوتے ہیں تو صحابہ تبرک کے لئے غسلہ شریف حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں اگر کبھی تھوکتے ہیں تو لوگ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کو وہ حاصل ہو جاتا ہے وہ اپنے چہروں اور بدن پر برکت کے لئے ملتا ہے کوئی بالِ سر اقدس کا گرنے نہیں پاتا اگر اچھا نانا جدا ہوا تو صحابہ اس کو بہت ادب کیساتھ لیتے اور جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں جب حضور

اکرم ﷺ فرماتے تو سب ساکت ہو جاتے ہیں حضور ﷺ کے ادب و تعظیم سے کوئی شخص نظر اوپر کو نہیں اٹھا سکتا عروہ نے قریش سے جا کر یہ حال بیان کیا (خزائن) اور کہا کہ.....

ای قوم واللہ لقد وفدت نعلی الملوک ووفدت علی قیصر وکسری  
والنجاشی واللہ ان رایت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم محمدا واللہ ان تنخم نخامة الا وقعت فی کف رجل  
منہم فذلک بہا وجہہ وجلدہ واذا امرہم ابترروا امرہ واذا تروضاً کادوا  
یقتلون علی وضوئہ واذا تکلم خفضوا اصواتہم عندہ وما یحدون الیہ  
النظر تعظیما لہ.

اے قوم واللہ میں بادشاہ ہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں میں قیصر و کسری و نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد ﷺ کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے جب وہ وضو فرماتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے پر ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے پر آمادہ ہو جائیں گے وہ ان کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور غایت تعظیم کے باعث وہ ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتے

(بخاری کتاب الشروط)

مسلمانوں کی طرف سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے اشراف قریش کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا کہ انہیں خبر دیں کہ سید عالم ﷺ بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے بقصد عمرہ تشریف لائے ہیں آپ کا ارادہ جنگ کا نہیں ہے اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ جو کمزور مسلمان وہاں ہیں انہیں اطمینان دلا دیں کہ مکہ مکرمہ عنقریب فتح ہوگا اور اللہ اپنے دین کو غالب فرمائے گا قریش اس بات پر متفق رہے کہ سید



عالم ﷺ اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ کعبہ کا طواف کرنا چاہیں تو کریں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں حضور کے بغیر طواف کروں یہاں مسلمانوں نے کہا کہ عثمان بڑے خوش نصیب ہیں جو کعبہ معظمہ پہنچ گئے اور طواف سے مشرف ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ ہمارے بغیر طواف نہ کریں گے حضرت عثمان نے مکہ میں ضعیف مسلمانوں کو حسب حکم بشارت دی پھر قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا اور حضور نے صحابہ سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی اور یہ بیعت ایک بڑی خاردار درخت کے نیچے ہوئی جس کو عرب میں ثمرۃ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اپنا بائیں دست دہنے دست اقدس میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان کی بیعت ہے اور فرمایا یارب عثمان تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہیں حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں بیعت کی خبر سن کر کفار خوفزدہ ہوئے اور ان کے اہل رائے نے یہی مناسب سمجھا کہ صلح کر لیں چنانچہ چند ایک شرائط پر صلح نامہ لکھا گیا اور سال آئندہ حضور ﷺ کا تشریف لانا قرار پایا اور یہ صلح مسلمانوں کے حق میں بہت نافع ہوئی بلکہ نتائج کے اعتبار سے فتح ثابت ہوئی۔ (بخاری)

فلما فرغ قضية الكتاب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحابه قوموا فانحروا ثم اخلقوا قال فوالله ما قام منهم رجل حتى قال ذلك ثلاث مرات فلما لم يقم منهم احد دخل علي ام سلمة فذكر لها ما لقي من الناس فقالت ام سلمة يانبي الله اتحب ذلك اخرج ثم لا تكلم احدا منهم كلمة حتى تنحر بدنك وتدعو حالقك فيحلقك

راوی فرماتے ہیں کہ صلح کے بعد حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اٹھو اور قربانیاں پیش کر کے اپنے سر منڈاؤ اور اوی کا بیان ہے کہ شمع رسالت کے پروانے اس درجہ دم بخود تھے کہ ایک بھی نہ اٹھا حالانکہ آپ نے خدا کی قسم تین مرتبہ فرمایا تھا جب کوئی نہ اٹھا تو حضور اکرم ﷺ اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ کے پاس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی اس حالت کا ان سے ذکر فرمایا سیدہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی ﷺ اگر آپ پسند فرمائیں تو ایسا کریں کہ باہر تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی سے کچھ بھی نہ کہیں یہاں تک کہ اپنی قربانی کے اونٹ ذبح کر لیجئے اور حجام کو بلا کر اپنا سر منڈا لیا جائے پس آپ باہر نکلے اور کسی ایک سے بھی بات نہ کی یہاں تک کہ اپنے جانوروں کی قربانی دے دی اور حجامت کرنے والے کو بلا کر سر منڈا لیا جب مسلمانوں نے یہ بات دیکھی تو وہ کھڑے ہوئے اور قربانیاں پیش کیں اور ایک دوسرے کا سر موٹڈنے میں ایسے دوڑے کہ آپس میں لڑائی جھگڑے کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ (بخاری شریف کتاب الشروط ج ۱ ص ۳۸۰)

مذکورہ روایت سے ایسے نازک مرحلہ پر اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی اصابتِ رائے

کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اُمّ المؤمنین اور حجۃ الوداع

حجۃ الوداع کے موقع پر دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ اُمّ المؤمنین سیدہ

اُمّ سلمہ بھی تھیں لیکن بیمار ہونے کی وجہ سے پیدل چلنے سے قاصر تھیں۔

جب آپ نے حضور سید عالم ﷺ کو اپنی بیماری کی شکایت کی تو حضور نے آپ کو حکم دیا طوفی

من وراء الناس وانت راكبة یعنی آپ دیگر لوگوں سے پیچھے حالتِ سواری میں طواف کرو سیدہ

فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق طواف کیا اور حضور سید عالم ﷺ بیت اللہ شریف کی

ایک جانب نماز ادا فرما رہے تھے جس میں آپ والطور و کتاب مسطور کی قرأت فرماتے

تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۱۹)

## اُمّ المؤمنین سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی تسکین

ایک دفعہ امّ المؤمنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر ہی نہیں سنتی یعنی مردوں کے فضائل تو معلوم ہوئے لیکن یہ بھی معلوم ہو کہ عورتوں کو بھی ہجرت کا کچھ ثواب ملے گا اس پر آیت کریمہ:-

فاستجاب لهم ربهم انى لا اضيع عمل عامل منكم من ذكر او انثى بعضكم

من بعض فالذين هاجروا و اخرجوا من ديارهم و اذوا فى سبيلى و قتلوا و

قتلوا لا كفرن عنهم سيئاتهم و لا دخلنهم جنت تجرى من تحتها الانهرج

ثوابا من عند الله و الله عنده حسن الثواب (پ ۴ سورة ال عمران آیت ۱۹۵)

ترجمہ : تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں

کرتا مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے

نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ

اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں اللہ کے پاس

ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے (کنز الایمان) نازل ہوئی اور ان کی تسکین فرمادی

گئی کہ ثواب عمل پر مرتب ہے عورت کا ہو یا مرد کا۔ (بخاری العرفان)

## اُمّ المؤمنین سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور غزوة خندق

اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کا فرمان جو آپ خندق کے موقع پر فرماتے تھے نہیں

بھولا فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کیساتھ اینٹیں اٹھاتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے

سینہ مبارک کے بال مبارک گر دالود ہو گئے اور آپ فرماتے تھے کہ اللهم ان النخیر خیرا الاخرة

فاغفر للانصار والمهاجرة بے شک خیر تو آخرت کی خیر ہے اے اللہ انصار اور مہاجرین کی مغفرت

فرما پھر جب حضور ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر کو دیکھا تو فرمایا کہ ابن سمیہ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ (رواہ امام احمد ج ۶ ص ۲۸۹)

چنانچہ حضور سید عالم ﷺ کی اخبار بالغیب کے مطابق حضرت عمار بن یاسر شہید ہوئے تھے ہے ایسے لوگوں کی عقائد و نظریات پر جو حضور سید عالم ﷺ کے علم غیب شریف کا انکار کرتے ہیں ایسے عقائد باطلہ سے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ۔  
ہمارے امام فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا  
جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو حکم پردہ

شریعتِ مطہرہ نے جب تک پردہ کے احکام لاگو نہ فرمائے تھے تب تک خواتین پر پردہ کی پابندی نہ تھی اس کے باوجود بھی بر بنائے شرم و حیا عورتیں پردہ میں رہا کرتی تھیں کیونکہ عورت کی اسی میں عزت تھی اور جو عورت با پردہ ہوتی تھی وہ اسی قدر زیادہ معزز و مشرف ہوا کرتی تھی اور پردہ داری ان کی شرافت و بزرگی پر قوی دلیل تھی یہی وجہ ہے کہ آیتِ حجاب سے قبل بھی ازواجِ مطہرات سوائے قضائے حاجت کے گھر سے باہر بلا ضرورت تشریف نہ لے جاتی تھیں لیکن جب احکام پردہ نازل ہوئے تو پھر تو سبحان اللہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن جس قدر حجاب کا اہتمام کرتیں اس کی مثال نہیں ملتی چنانچہ اشعة اللمعات میں شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عام عورت کا پردہ یہ ہے کہ اپنا چہرہ کسی اجنبی کو نہ دکھائے مگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا پردہ یہ تھا کہ برقع اوڑھ کر بھی کسی کے سامنے نہ ہوں تاکہ ان کے جسم کے اعضاء کا اندازہ بھی نہ ہو سکے۔

(مرآة المناجیح ج ۸ ص ۳۳۵ و اشعة اللمعات شریف)

امام اہلسنت محدث بریلوی فرماتے ہیں :-

جلوگیاں بیت اشرف پر درود  
پردگیاں عفت پہ لاکھوں سلام

حضرت سیدنا ابن اُمّ مکتوم مؤذنِ رسول ﷺ نابینا تھے آیتِ حجاب نازل ہونے کے بعد ایک دفع آپ حضور ﷺ کے آستانہِ معلیٰ میں حاضر ہوئے اس وقت سیدہ اُمّ سلمہ اور اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر تھیں تو حضور نے دونوں ازواج کو حضرت ابن اُمّ مکتوم سے پردہ کرنے کا حکم دیا اس پر دونوں بیبیاں عرض گزار ہوئیں ایس اعمی لایبصرنا ولا یعرفنا اے اللہ کے رسول کیا حضرت ابن اُمّ مکتوم اعمی (نابینا) نہیں ہیں جو کہ ہم کو نہ دیکھ سکیں اور نہ پہچان سکیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا افعمیا وان انتما لستما تبصرانه کہ کیا آپ دونوں بھی اعمی ہو اور آپ دونوں ان کو نہیں دیکھ رہی ہو یعنی حضرت ابن اُمّ مکتوم تو تم کو نہیں دیکھ رہے لیکن آپ تو انہیں دیکھ رہی ہو اس لیے آپ کو ان سے بھی پردہ کرنا لازم ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج 6 ص 296)

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور زیارتِ موسیٰ مبارک

اکابرین اولیاء کاملین اور حضرات انبیاء کرام بالخصوص سید الانبیاء ﷺ کے آثار سے برکت حاصل کرنا اور ان کی تعظیم بجالانا زیارت کرنا کرانا اور انہیں کفن وغیرہ میں رکھنا بلاشبہ جائز و مستحسن عمل ہے چنانچہ جلیل القدر صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک کے نیچے موسیٰ مبارک رکھ کر آپ کو دفن کیا گیا جیسا کہ الاصابہ میں ہے کہ:-

قال ثابت البنانی قال لی انس بن مالک هذه شعرة من شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم فضعها تحت لسانی قال فوضعها تحت لسانه فدفن وهو تحت لسانه۔

یعنی حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ یہ موسیٰ



مبارک حضور ﷺ کے ہیں اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا فرماتے ہیں میں نے موئے مبارک آپ کی زبان کے نیچے رکھ دیئے اور آپ کو دفن کر دیا گیا اور موئے مبارک آپ کی زبان کے نیچے تھے۔ (الاصابه فی تمییز الصحابه ج ۱ ص ۷۲)

مسلم شریف میں حضرت انس ہی سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ منیٰ میں تشریف لائے حجرہ عقبہ کو نکریاں ماریں پھر قربانی کر کے مکان میں تشریف لائے اور حجام کو بلایا اور سر اقدس کے بال منڈوائے اور ابو طلحہ کو بلا کر بال عطا فرمائے اور فرمایا اقسامہ بین الناس ان موئے مبارک کو لوگوں میں بانٹ دو۔ (مسلم کتاب الحج باب بیان ان السنة يوم النحر ان یرمی)  
اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تبرکات خود بھی صحابہ کرام کو عطا فرمایا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور ﷺ کے موئے مبارک، تہبند، چادر اور قمیص مبارک تھی اور کچھ ناخن مبارک تھے آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے ان کپڑوں میں کفن دینا اور میرے ناک اور منہ میں ناخن مبارک اور حضور ﷺ کے موئے مبارک رکھ دینا (مرقاۃ) اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے جن کو پانی میں بگو کر مریضوں کو وہ تبرک پانی پلایا جاتا تھا چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عثمان بن عبد اللہ بن مویب سے روایت ہے کہ مجھے میرے گھر والوں نے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پانی کا پیالہ دے کر بھیجا

و قبض اسرائیل ثلث اصابع من قصبه فیہ شعر من شعر النبی صلی اللہ

علیہ و سلم و کان اذا اصاب الانسان عین او شیء بعث الیہا منخضبة

ایک راوی اسرائیل نے تین انگلیوں کو قبض کر کے اشارہ فرمایا کہ وہ چھوٹا پیالہ تھا اس میں حضور کے موئے مبارک تھے اور لوگوں کی عادت تھی کہ جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور مرض ہو جاتا تو وہ شخص اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک برتن بھیجتا تو وہ اس برتن میں ان مبارک بالوں کو رکھ دیتیں اور اس برتن میں موئے مبارک کو دھوتیں پھر وہ شخص حصول شفاء کے لئے دھوون مبارک کو نوش

کر لیتا پھر اپنے بدن پر مل لیتا تو اس کو اس سے برکت حاصل ہوتی۔

(بخاری شریف کتاب اللباس مع فتح الباری شرح البخاری)

نیز آپ لوگوں کو موئے مبارک کی زیارت بھی کرواتی تھیں چنانچہ عثمان بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا فارتنی شعرا من شعور رسول صلی اللہ علیہ و سلم تو اُمّ المؤمنین نے مجھے حضور ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت کروائی۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج 6 ص 322)

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور بشارت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابولبابہ صحابی رسول کا گھریا بال بچے وغیرہ یہود مدینہ بنی قریظہ کے محلہ میں رہتے تھے غزوہ خندق کے بعد حضور ﷺ نے بنی قریظہ کا اکیس دن محاصرہ کئے رکھا وہ تنگ آگئے تو انہوں نے بنی نضیر کی طرح حضور ﷺ سے صلح کرنی چاہی حضور ﷺ نے انکار فرمایا اور فرمایا کہ اگر چاہو تو سعد بن معاذ کو حکم بنا لو تو انہوں نے کہا کہ ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیا جائے ہم ان سے مشورہ کر لیں چونکہ ابولبابہ ان کے حلیف تھے تو حضور ﷺ نے ان کو طلب فرما کر حکم فرمایا کہ جاؤ تا کہ تمہارے ساتھ وہ اپنے بارے کوئی مشورہ کر سکیں چنانچہ حضرت ابولبابہ یہود کی طرف بھیج دیئے گئے آپ جیسے ہی ان کے قلعہ میں داخل ہوئے تو یہود نے ان کا استقبال کیا اور ان کے بچے اور عورتیں حضرت ابولبابہ کے سامنے رونے پٹنے لگے اور شکایت کی کہ محاصرہ بڑا سخت ہے اور ہم نہایت پریشان حضرت ابولبابہ کو ان پر رحم آ گیا یہود نے پوچھا کہ کیا رائے ہے کہ آیا ہم قلعہ سے اتر آئیں آپ نے کہا کہ ہاں اتر آؤ اور ساتھ ہی اپنے گلے پر ہاتھ پھیر کر اشارہ سے سمجھایا بعض روایات میں یہ ہے کہ یہود نے ان سے پوچھا کہ اگر ہم سعد بن معاذ کو حکم بنالیں تو ہمارے متعلق وہ کیا فیصلہ کریں گے آپ کا کیا خیال ہے تو آپ نے اپنے حلق پر اپنی انگلی پھیر دی مراد یہ تھی کہ تم سب کے قتل کا فیصلہ ہوگا اور تمہیں ذبح کر دیا جائے گا آپ کو اپنے بال بچوں کی فکر تھی کہ بنی قریظہ انہیں پریشان کریں مگر اشارہ کرتے ہی خیال آیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے ان کا راز ظاہر کر دیا تو فوراً استرجاع پڑھنا شروع کر دیا اور اس کے بعد آپ قلعہ یہود سے نکل آئے

اور حضور ﷺ و آپ کے صحابہ سے ملے بغیر مسجد نبوی شریف میں جا کر اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ دیا اور کہا ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک اللہ تعالیٰ میرا یہ گناہ نہ بخشے اور یاد رہے کہ کوئی شخص اس ستون سے سوائے وقت نماز کے ہرگز نہ کھولے جس وقت تک میری توبہ قبول نہ ہو جائے اور کہا مجھے حضور ﷺ کھولیں گے تو کھلوں گا ورنہ نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا میں نے بڑا قصور کیا ہے حضور ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا گیا تو فرمایا کہ اگر ابولبابہ میرے پاس آتے تو میں ان کی معافی کی دعا کر دیتا کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول  
لوجدوا الله توابا رحیما .

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان)

اب چونکہ انہوں نے بذات خود بارگاہ الہیہ میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو ستون سے باندھا ہے اب وہاں کے فیصلہ کا انتظار کرنا چاہئے تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخش دے اور ان کی توبہ قبول نہ فرمائے آپ کو نماز کے وقت کھولا جاتا تھا کہ نماز پڑھ لیں یا قضائے حاجت سے فراغت حاصل کر لیں حضرت ابولبابہ سات دن بھوکے پیاسے بندھے رہے حتیٰ کہ غشی آگئی تب ان کی توبہ قبول ہوئی اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ.....

يا ايها الذين امنوا لا تخوفوا الله والرسول و تخونوا انفسكم وانتم تعلمون

واعلموا انما اموالكم و اولادكم فتنة وان الله عنده اجر عظيم .

اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت اور جان رکھو

کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

(کنز الایمان)

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ نے اپنے آپ کو ایک بڑی زنجیر میں جکڑ رکھا تھا پندرہ روز گزر گئے یہاں تک کہ وہ سماعت سے محروم ہو گئے اور آپ کی بینائی قریباً ختم ہونے والی تھی اسی حال میں پندرہ دن گزرے تو ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں وحی کا نزول ہوا حضور ﷺ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے اور وقتِ سحری تھا سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو تبسم کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ہنسی کس بات پر آئی اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہمیشہ خوش و خنداں رکھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہو چکی ہے اور ان کا گناہ بخش دیا گیا ہے اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے گزارش کی کہ اگر حضور مجھے اجازت دیں تو میں ابولبابہ کو بشارت دوں آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اس کے بعد اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ اپنے دروازہ پر کھڑی ہو گئیں (خیال رہے یہ واقعہ آیتِ حجاب سے قبل کا ہے) اب اُم المؤمنین نے پکارا اے ابولبابہ تم کو خوش خبری ہو کہ تمہاری توبہ قبول ہو چکی ہے اس پر مسجد میں موجود حضرات بھاگے تاکہ حضرت ابولبابہ ﷺ کو کھول دیں لیکن حضرت ابولبابہ نے کہا کہ جب تک حضور ﷺ خود تشریف فرما ہو کر نہ کھولیں تم مجھے نہ کھولو۔

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی  
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریم تیرا  
موت نزدیک گناہوں کی تیس میل کے خول  
آ برس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا  
مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوں ہی  
کہ وہی ناؤہ رضا بندہ رسوا تیرا

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

ان ات ذنبا فماعدی بمن تقص  
من النبی ولا جلی بمنصرم

اگرچہ میں گناہگار ہوں مگر میرا معاہدہ اطاعت اس سے ٹوٹنے والا نہیں جو میں نے

حضور ﷺ سے کیا اور میری عقیدت و محبت کی رسی کٹنے والی نہیں۔ (ترجمہ طیب الوردہ)

یا اکرم الخلق مالی من الودبہ

سواک عند حلول الحادث العمم

اے بہترین کریم عالم آپ کے سوا میرے لئے کوئی جگہ نہیں جہاں پناہ لوں مصیبتوں کے

عام نزول کے وقت۔ (ترجمہ طیب الوردہ)

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ

پھر رو ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم

نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے

حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں

ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

مانگیں گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے

سرکار میں نہ لاہے نہ حاجت اگر کی ہے

اف بے حیا یاں کہ یہ منہ اور تیرے حضور

ہاں تو کریم ہے تری خو درگزر کی ہے

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے

کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

جاؤں کہاں پکاروں کے کس کا منہ تکیوں



کیا پرش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے  
باب عطا تویہ ہے جو بہکا کرے ادھر ادھر  
کیسی خرابی اس نگہرے در بدر کی ہے  
لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں  
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے  
منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی  
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

اس کے بعد اللہ کے محبوب ﷺ نے خود تشریف فرما ہو کر حضرت ابولبابہ کی زنجیر کھولی۔  
خیال رہے حضرت ابولبابہ نے اپنے آپ کو مدہوشی اور سرمستی کی بنا پر اہل حال کی مانند باندھ  
لیا تھا ورنہ توبہ تو ندامت اور پشیمانی ہوتی ہے اور یہ صورت تو جان کو گھولنا اور اپنے نفس کو مشقت میں ڈالنا  
توبہ کی نہیں ہے یہاں سے واضح ہوا کہ حضرات صحابہ کرام بھی اپنے احوال کے دوران حالت جذب میں  
آجاتے تھے اور حضور نے بھی ان کو برقرار رکھا اور وہ صحیح ہے اس سے مشائخ و صوفیا کو دلیل و حجت حاصل  
ہوتی ہے اور جو ان کے منکرین ہیں ان کے حق میں رد اور ابطال ہے۔

حضرت ابولبابہ کی توبہ کی قبولیت کے بعد آپ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض  
کی کہ مجھ سے گناہ گہرا مال و متاع کی محبت نے کرایا حضور ﷺ میں وہاں کارہنا سہنا چھوڑتا ہوں اور اپنا  
سارا مال فقراء میں خیرات کرتا ہوں۔

خیال رہے اب اس ستون کو اسطوانہ توبہ یا اسطوانہ ابولبابہ بھی کہتے ہیں لوگ وہاں پر نوافل  
پڑھتے ہیں اور اللہ و رسول کی بارگاہ میں توبہ و استغفار اور رجوع کرتے ہیں۔

(خنازن ج ثانی تحت آیت ولاتخونوا، مدارج شریف ج ۲ ص ۲۵۰، و تفسیر نعیمی ج ۹  
ص ۱۸، البدایہ والنہایہ ج ۴ وغیرہ)

خیال رہے آیتِ تطہیر سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی نیز آپ ہر پیر جمعرات و جمعہ میں روزہ رکھا کرتی تھیں۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## آٹھواں باب

## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

آپ حضرت عبداللہ بن جحش کی ہمیشہ ہیں اسد بن خزیمہ سے آپ کا تعلق ہے آپ امیمہ بنت عبدالمطلب حضور ﷺ کی پھوپھی کی صاحبزادی یعنی آپ حضور سید عالم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔

والد کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے۔

زینب بنت جحش بن راب بن یحمر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

جب کہ والدہ کی جانب سے سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی والدہ کا نام امیمہ ہے جو کہ حضور ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی بہن ہیں اور یہ دونوں حضرات حضرت عبدالمطلب کی اولاد ہیں پہلے آپ کا نام برہ تھا حضور سید عالم ﷺ نے تبدیل فرما کر زینب رکھا جس کی وجہ یہ ہے کہ برہ کے معنی نیکی و احسان ہیں تو اس میں یہ کراہت تھی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ برہ کے پاس آیا ہوں یا برہ گھر میں نہیں ہے و ت کنی ام الحکیم آپ کی کنیت ام حکیم تھی و کانت قدیمۃ الاسلام و من المهاجرات آپ قدیم الاسلام اور مہاجرہ خواتین میں سے تھیں۔

## سیدہ کا حضرت زید بن حارثہ سے نکاح

آپ پہلے حضرت زید بن حارثہ حضور ﷺ (منہ بولا بیٹا) کے نکاح میں تھیں اللہ کے رسول ﷺ نے خود حضرت زید کی خاطر خود آپ کے نکاح کا پیغام حضرت زینب کو بھیجا چونکہ آپ کے مزاج میں تیزی اور شدت تھی اور حضور کی پھوپھی زاد ہونے کے ساتھ ساتھ حسن و جمال کی پیکر تھیں اس لئے آپ نے اپنے نکاح کے لئے حضرت زید کو قبول نہ فرمایا کیونکہ آپ آزاد کردہ غلام تھے اس فیصلہ

پر آپ کے بھائی عبدالرحمن بن جحش بھی آپ کے ساتھ متفق و موید تھے چونکہ حضرت زید حضور ﷺ کے بہت زیادہ چہیتے اور حضور کے لطف و عنایت میں تھے اس لئے آپ نے فرمایا پیغام نکاح کو قبول نہ کرنے کی ہرگز گنجائش نہیں اس پر حضرت زینب نے اپنے بارے میں غور و فکر کی مہلت مانگی اسی دوران آیت کریمہ نازل ہوئی کہ:-

ما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضلّ ضللاً مبيناً.

(سورہ احزاب پ ۲۲ آیت ۳۶)

ترجمہ : اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ ورسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔ (کنز الایمان)

حضرت زینب اور آپ کے بھائی اس حکم کو سن کر راضی ہو گئے اور حضور سید عالم ﷺ نے ان کا مہر دس دینار ساٹھ درہم ایک جوڑا پچاس مد (پیمانہ ہے) کھانا تیس صاع کھجوریں دیں۔ مسئلہ..... اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو رسول کریم ﷺ کی اطاعت ہر امر میں واجب ہے نبی علیہ السلام کے مقابلہ میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں۔

خیال رہے بعض تفاسیر میں حضرت زید کو غلام کہا گیا ہے مگر یہ خالی از تسامح نہیں کیونکہ وہ حر یعنی آزاد تھے گرفتاری سے بالخصوص قبل بعثت شرعاً کوئی شخص مملوک نہیں ہو جاتا اور وہ زمانہ فترت تھا اور اہل فترت کو حر بی نہیں کہا جاتا۔ (بخزائن العرفان)

جب حضرت زید کا نکاح حضرت زینب سے ہو چکا تو حضور سید عالم ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ زینب آپ کی ازواج میں داخل ہوں گی اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت زید اور زینب کے درمیان موافقت نہ ہوئی اور حضرت زید نے سید عالم ﷺ سے حضرت زینب کی سخت گفتاری تیز زبانی عدم اطاعت اور آپ کو برا سمجھنے کی شکایت کی ایسا بار بار

اتفاق ہوا اور حضور حضرت زید کو سمجھا دیتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی

واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک

واتق اللہ (پ ۲۲ س احزاب آیت ۳۷)

ترجمہ : اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔

(کنز الایمان و خزائن العرفان)

چونکہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی جانب سے یہ علم ہو گیا تھا کہ حضرت زینب کو حضور کی زوجیت سے مشرف ہونا ہے لہذا آپ کے دل میں یہ تھا کہ زید ان کو طلاق دیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وتخفی فی نفسک ماللہ مبدیہ (ایضاً)

ترجمہ: اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا۔

یعنی آپ یہ ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ حضرت زینب سے تمہارا نباہ نہیں ہو سکے گا اور طلاق ضرور واقع ہوگی اور اللہ جل مجدہ زینب کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں داخل کرے گا اور اللہ کو اس کا ظاہر کرنا منظور تھا۔ (مدارج، کنز الایمان، خزائن العرفان)

بائیں ہمہ حضور ﷺ نے حضرت زید کو بر بنائے حیائی یہ حکم نہ فرمایا کہ آپ طلاق جاری کریں علاوہ ازیں یہ اندیشہ بھی لاحق تھا کہ لوگ طعن کریں گے کہ اپنے متبنی بیٹے کی زوجہ کی خواہش کرتے ہیں جس کی وجہ یہ تھی کہ دور جاہلیت میں متبنی کی بیوی کو اپنے لئے حرام سمجھا جاتا تھا اور منہ بولا بیٹا صلبی و حقیقی بیٹے کی طرح خیال کیا جاتا تھا۔

خیال رہے ہو سکتا ہے کہ لوگوں کے اس اندیشہ سے مراد ان کے ایمان کا مخدوش ہونا ہو کہ ایمان میں شک و تردد داخل ہو کر باعثِ ہلاکت ایمانی نہ ہو جائے۔ (مدارج شریف)

علماء فرماتے ہیں کہ زید کو سیدہ کے روکنے میں ان کا ایمان اور اختیار دیکھنا مقصود تھا کہ پتہ چل



جائے کہ زید کے دل میں زینب سے کوئی رغبت کا شائبہ باقی ہے یا کہ مکمل طور پر متنفر ہو چکے ہیں بعد ازاں آپ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ (ایضاً)

### سیدہ کا حضور ﷺ سے عقد نکاح

جب حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دیدی تو آپ کو لوگوں کے طعن کا اندیشہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہے حضرت سیدہ زینب سے نکاح کرنے کا جب کہ ایسا کرنے سے لوگ طعنہ دیں گے کہ سید عالم ﷺ نے ایسی عورت کیساتھ نکاح کر لیا جو ان کے منہ بولے بیٹے کے نکاح میں رہی تھی چنانچہ نص قرآنیہ نے ارشاد فرمایا کہ:-

وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ (س احزاب پ ۲۲ آیت ۳۷)

ترجمہ: اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو۔

(کنز الایمان)

خیال رہے حضور سید عالم ﷺ سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والے اور سب سے زیادہ

تقویٰ والے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ (خزائن العرفان)

نیز سب رسول ناصح، شفیق اور واجب التوقیر و لازم الطاعت ہونے کے لحاظ سے اپنی امت

کے باپ کہلاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق حقیقی باپ سے بھی بہت زیادہ ہیں لیکن اس سے امت حقیقی اولاد

نہیں ہو جاتی اور حقیقی اولاد کے تمام احکام، وراثت وغیرہ اس کے لئے ثابت نہیں ہوتے چنانچہ ارشاد

فرمایا:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(پ ۲۲ س احزاب آیت ۴۰)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں

میں پچھلے۔ (کنز الایمان)

جس سے پتہ چلا کہ حضور ﷺ حضرت زید کے بھی حقیقی باپ نہیں لہذا ان کی منکوحہ آپ کے لئے حلال ہوئی اس وجہ سے امر مباح میں بے جا طعن کرنے والوں کا پیارے محبوب کو کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہیے۔

خیال رہے حضرت قاسم وطیب و طاہر و ابراہیم حضور ﷺ کے فرزند تھے مگر وہ اس عمر کو نہ پہنچے کہ انہیں مرد کہا جائے کیونکہ انہوں نے بچپن میں وفات پائی۔ (خزائن العرفان بتصرف یسیر)

منقول ہے کہ جب حضرت زینب نے اپنی عدت پوری کر لی تو حضور نے حضرت زید کو اپنی طرف سے نکاح کا پیغام دے کر ان کے پاس بھیجا اس کام کے لئے حضرت زید کو مخصوص کرنے میں یہ حکمت پنہاں تھی کہ لوگوں کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ نکاح قہر و جبر کے ذریعے کیا جا رہا ہے اس میں زید کی رضامندی شامل نہیں ہے نیز لوگوں پر یہ بھی واضح کرنا تھا کہ اب حضرت زید کو ہرگز حضرت زینب کی کوئی خواہش نہیں ہے علاوہ ازیں اللہ و رسول خدا کی اطاعت پر زید کو قائم رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت زینب کو بھی راضی رکھنا مقصود تھا کیونکہ یہ ایک نازک وقت و موقع تھا پس حکم رسول خدا کے مطابق حضرت زید ﷺ کمالِ صدق و اخلاص کیساتھ گئے اور آپ بیان کرتے ہیں کہ جب میں زینب کے گھر داخل ہوا تو آپ میری نظروں میں اس قدر بزرگ دکھائی دیں کہ ان کی جانب میں اپنی نظر بھی نہ اٹھا سکا میں اٹنے قدم ان کے پاس گیا یعنی گھر کی طرف پشت کئے ہوئے اور میں نے ان سے کہا کہ آپ کو خوشخبری ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے پاس مجھے پیام دینے کے لئے بھیجا ہے زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتی جب تک کہ اپنے رب سے صلاح و مشورہ نہ کر لوں اسکے بعد آپ مصلیٰ پر جا کر اللہ کی بارگاہ میں سر بسجود ہو گئیں اور دو نفل ادا کر کے سجدہ میں پڑ گئیں اور یہ مناجات کیں اے اللہ! تیرے نبی نے مجھے چاہا ہے اگر میں ان کے لائق ہوں تو مجھے ان کی زوجیت میں داخل فرما دے آپ کی دعا اسی وقت قبول ہو گئی یہاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں ایک خاص قرب اور مقام مخصوص حاصل تھا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرَٰهُ وَجَنكَهَا لَكِي لَٰيَكُونُ عَلَىٰ الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِی

ازواج ادعیائہم اذا قضاوا منهن وطرا و كان امر الله مفعولا۔

(پ ۲۲ س احزاب آیت ۳۷)

ترجمہ: پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے۔ (کنز الایمان)

جناب رسالت ماب پر آثارِ وحی غالب ہوئے جب فراغت ہوئی تو دو لہائے کائنات تبسم فرماتے ہوئے مخاطب ہوئے کہ کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور ان کو خوشخبری دے کہ اللہ نے ان کو میری زوجہ بنا دیا ہے اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو حضور ﷺ کی خادمہ سلمہ دوڑ کر گئی اور سیدہ زینب کو خوشخبری دی سیدہ نے مارے خوشی کے اس وقت جو زیورات زیب تن فرمائے ہوئے تھے اتار کر سلمہ کے حوالے فرمادیئے اور سجدہ شکر ادا کیا اور منت مانی کہ دو ماہ کے روزے رکھوں گی۔

جب اللہ کے رسول ﷺ سیدہ کے گھر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا کہ اللہ المزوج وجبریل الشاهد اللہ نکاح فرمانے والا ہے اور جبریل گواہ ہیں پھر ولیمہ پکایا گیا اور نان و گوشت سے لوگوں کو سیراب کیا گیا کسی دوسری بی بی کے لئے یوں نہ کیا گیا تھا اس دعوتِ طعام میں متعدد معجزات کا ظہور ہوا۔ (مدارج شریف)

حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو مجھے خیال ہوا کہ حسن و جمال تو سیدہ زینب میں پہلے ہی موجود ہے اب وہ اس پر فخر کریں گی کہ ان کا نکاح آسمانوں پر ہوا۔ (الاصابہ)

خیال رہے اُمّ المؤمنین کے حضور ﷺ کے عقد نکاح میں آنے کی تاریخ میں اختلاف ہے

فتزوجها رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنة ثلاث من الهجرة قاله ابو عبیدہ  
وقال قتادة سنة خمس قال ابن اسحاق تزوجها رسول صلی اللہ علیہ  
وسلم بعد ام سلمة (اسد الغابہ من الجزء الرابع)

یعنی حضور ﷺ نے سیدہ سے نکاح تین ہجری میں فرمایا اس کے قائل ابو عبیدہ ہیں جب کہ  
قوادہ نے پانچ ہجری کا قول کیا اور ابن اسحاق نے فرمایا کہ آپ سے حضور ﷺ نے اُم سلمہ  
رضی اللہ عنہا کے بعد نکاح فرمایا۔

### دعوت ولیمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے سیدہ زینب  
کو اپنے عقد میں لیا تو میری والدہ ام سلیم نے مالیدہ بنا کر ایک طشت میں رکھ کر فرمایا اے انس  
اذہب بهذا الی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فقل بعثت هذا الیک امی  
وہی تقرئک السلام وتقول ان هذا لک مناقلیل  
اس کو حضور کی بارگاہ میں پیش کرو اور عرض کرو یہ مالیدہ میری والدہ نے آپ کی خدمت  
میں پیش کیا ہے اور وہ آپ کو سلام عرض کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ حضور ﷺ یہ ہماری طرف  
سے قلیل سا ہدیہ ہے اس کو شرف قبولیت بخشیں۔

فرماتے ہیں کہ میں جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا سلام عرض کیا اور ہدیہ قبول کرنے  
کی درخواست کی حضور ﷺ نے قبول فرما کر فرمایا کہ اس کو یہاں رکھ دو پھر فرمایا کہ فلاں فلاں اور فلاں کو  
بلا لو اور جس سے ملاقات ہو اس کو بھی مدعو کرو اور لوگوں کے نام ذکر فرمائے فرماتے ہیں میں نے جس  
کا نام ذکر کیا گیا اسے بھی بلایا اور جو ملا اس کو بھی دعوت دی۔ راوی نے پوچھا کہ ان کی تعداد کتنی تھی تو  
فرمایا کہ ثلاث مائة تین سو افراد تھے پھر حضور ﷺ نے حکم دیا کہ اے انس طشت لے آؤ فرماتے ہیں  
کہ لوگ داخل ہوئے یہاں تک کہ آپ کا حجرہ اور صفہ لوگوں سے بھر گیا پھر حضور ﷺ نے حکم دیا کہ  
یتحلق عشرة عشرة دس دس کا حلقہ بنالیں اور ہر شخص اپنے سامنے سے تناول کرے چنانچہ  
فاکلوا حتی شیعوا لوگوں نے اتنا کھایا کہ سیر ہو گئے فخرجت طائفة ودخلت طائفة حتی  
اکلوا کلہم اور ایک گروہ نکلتا تو دوسرا گروہ داخل ہوتا یہاں تک کہ سب نے کھایا پھر حضور ﷺ نے

فرمایا اے انس اب طشت اٹھالو فرفعت فما ادری حین وضعت کان اکثر ام حین رفعت فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ جب میں نے طشت رکھا تھا اس وقت مالیدہ زیادہ تھا یا کہ جب اٹھایا اس وقت۔ (الصحيح المسلم الجلد الاول الصفحة ٤٦١)

فرماتے ہیں کہ:-

ما اولم رسول صلى الله عليه وسلم على احد من نسائه ما اولم على زينب

اولم بشاة

کہ نہیں ولیمہ کیا حضور نے اپنی کسی بیوی پر جیسا ولیمہ حضرت زینب کے نکاح پر کیا ایک بکری

سے ولیمہ فرمایا۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ کتاب النکاح باب الولیمہ فصل اول ص

۲۷۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

## آیت حجاب

جب سید عالم ﷺ حضرت زینب سے نکاح فرمایا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتیں کی

جماعتیں آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تھیں آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے

سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک بیٹھے رہے

مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر سکے

رسول کریم ﷺ اٹھے اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ

فرما کر تشریف لائے اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے حضور ﷺ پھر واپس ہو گئے یہ

دیکھ کر لوگ روانہ ہوئے تب حضور ﷺ دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا اس

پر آیت کریمہ:-

يا ايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوت النبي الا ان يؤذن لكم الى طعام غير

نظرين انه ولكن اذا دعيتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانين

لحديث ان ذلكم كان يؤذي النبي فيستحي منكم والله لا يستحي من



الحق واذا سالتموهن متاعاً فسئلوهن من وراء حجاب ذلكم اطهر لقلوبكم وقلوبهن (سورة الاحزاب پ ۲۲ آیت ۵۳)

ترجمہ : اے ایمان والو! نبی کے گھر میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تلو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو اس سے زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔ (کنز الایمان)

نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان ، بخاری ، مسلم شریف باب زواج زینب بنت جاش

نزول حجاب ج ۱ ص ۴۶۱)

اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مردوں کو کسی کے گھر میں بے اجازت داخل ہونا جائز نہیں آیت اگرچہ خاص ازواج رسول ﷺ کے حق میں وارد ہے لیکن حکم اس کا تمام مسلمان عورتوں کے لئے عام ہے نیز آیت کریمہ سے حضور سید عالم ﷺ کی کمال حیا اور شان کرم و حسن اخلاق معلوم ہوتی ہے کہ باوجود ضرورت کے اصحاب سے یہ نہ فرمایا کہ اب آپ چلے جائیے بلکہ جو طریقہ اختیار فرمایا وہ حسن آداب کا اعلیٰ ترین معلم ہے۔ (خزائن العرفان)

حضور ﷺ کے حکم کی پابندی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ :-

ما اتکم الرسول فخذوه ومانہکم عنہ فانتهوا

کہ جو رسول تمہیں عطا فرمائیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ

اس حکم خداوندی پر صحابہ کرام سختی سے پابند تھے حتیٰ کہ حضور ﷺ کے ارشاد پر اپنی جانوں کے

نذرانے پیش کر دیا کرتے تھے اور جیسے ہی حضور ﷺ کی بارگاہ کا کوئی بھی حکم آتا تو فوراً اس پر بلا تاخیر عمل

پیرا ہو جاتے تھے جس کی مثالیں کتب احادیث و تفاسیر میں کثرت سے موجود ہیں مثلاً حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مقداد بن اسود کا ایک ایسا فعل دیکھا کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتا تو میں اسے دنیا کی ہر نعمت سے عزیز سمجھتا بات یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جب کہ آپ کافروں سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کو بلارہے تھے تو یہ عرض گزار ہوئے:-

لَانْقَوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى اذْهَبِ اَنْتَ وَرَبِّكَ فَمَاتَلَا وَلَكِنَّا نَقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَشْرَقَ وَجْهَهُ وَسَرَّهَ يَعْنِي قَوْلَهُ (بخاری کتاب المغازی)

کہ ہم ہرگز وہ بات نہیں کہیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ تم اور تمہارا رب دونوں جا کر لڑو بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے پروانہ دار لڑیں گے پس میں نے دیکھا کہ ان کی بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ دمک اٹھا تھا۔

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کافروں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اپنے نبی کو بڑا مایوس کن و بھیانک جواب دیا کہ فاذهب انت و ربک فقاتلا اناھہنا قاعدون تو آپ جائیے اور آپ کا رب دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں اس کے برعکس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کفار سے جہاد کا حکم دیا تو حضرت مقداد بن اسود عرض کرنے لگے کہ ہم قوم موسیٰ والی بات ہرگز نہ کہیں گے بلکہ ہم تو حضور کے حکم پر اپنے تن من دھن سب کی بازی لگا دیں گے۔

مُورَا تَنْ مِّنْ دَهْنٍ سَبَّ پھونک دیا

یہ جان بھی پیارے جلا جانا

آپ کا جواب سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ فرط مسرت سے دمک اٹھا اس حدیث کے راوی یعنی ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اس موقع پر اگر یہ الفاظ میں نے کہے ہوتے تو یہ بات مجھے دنیا کی ہر نعمت سے عزیز تر ہوتی سبحان اللہ اس جیسی اور بیسیوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جیسے غزوہ احد کے موقع پر صحابہ کرام کی جاٹاری کے ایمان افزو واقعات بالخصوص حضرت جنظلہ غسبل الملائکہ حضرت طلحہ و انس بن

نظر و حضرت ام عمارہ وصفیہ کی مثالیں سب اسی قبیل سے ہیں اس مقام پر اختصار کے پیش نظر صرف اشارہ کر دیا گیا الغرض حضرت زینب بنت جحش بھی حضور ﷺ کے حکم پر سختی سے عمل پیرا ہو جاتیں تھیں چنانچہ بخاری شریف میں حضرت حمید بن نافع سے روایت ہے کہ حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر خاوند کا چار ماہ دس دن ہے پھر میں حضرت زینب بنت جحش کے پاس گئی جب کہ ان کے بھائی فوت ہوئے تو سیدہ نے

دعت بطیب فمست ثم قالت مالی بالطیب من حاجة غیر انی سمعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر لایحل لامرأة تو من باللہ والیوم الاخر تحد علی میت فوق ثلاث الاعلی زوج اربعة اشهر وعشرا

(بخاری شریف کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۷۱)

خوشبو منگا کر ملی اور فرمایا اگرچہ مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں لیکن میں نے حضور ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے سنا کسی عورت کے لئے جائز نہیں جو کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر خاوند کا چار ماہ دس دن ہے۔

سبحان اللہ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اُمّ المؤمنین حضور ﷺ کے فرمان عالی پر کس قدر شدت سے عمل پیرا تھیں باوجودیکہ خوشبو کی حاجت نہ تھی لیکن پھر بھی منگوا کر استعمال فرمائی تاکہ حضور ﷺ کے فرمان کے خلاف اشتباہ بھی نہ ہو اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو قرآن و حدیث کے صریح احکامات میں بھی طرح طرح کے حیلے بہانے گھڑ کر امور شرعیہ کی نہ صرف خود خلاف ورزی کرتے ہیں بلکہ دوسروں کے لئے جواز کا دروازہ بھی کھولتے ہیں اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین) خیال رہے اسی طرح کی روایات حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا اور اُمّ حبیبہ کے بارے میں بھی ہیں چنانچہ حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کا جب بیٹا فوت ہو گیا تو تیسرے دن آپ نے زرد

خوشبو منگائی اور لگا کر فرمایا کہ نہینا ان نحد اکثر من ثلاث الا لزوج

(بخاری کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۷۰)

ہمیں خاوند کے علاوہ دوسرے کاتین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا گیا ہے ای  
بخاری شریف میں زینب بنت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوسفیان کے فوت ہونے کی شام  
سے خبر آئی تو تیسرے دن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے زرد خوشبو منگائی

فمسحت عارضیہا و ذراعیہا و قالت انی کنت عن هذا لغنیة لولائی  
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل لامرأة یومن باللہ والیوم  
الاخر ان تحد علی میت فوق ثلاث الاعلی زوج فانها تحد علیہ اربعة  
اشهر وعشرا (بخاری شریف کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۷۱)

اور خوشبو اپنے رخساروں و کلائیوں پر مل کر فرمایا کہ اگرچہ میں اس سے بے نیاز ہوں لیکن میں  
نے حضور کو فرماتے سنا ہے کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز  
نہیں کہ کسی میت کاتین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر شوہر کا کہ اس کا سوگ چار مہینے دس دن  
ہے۔

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدَةُ زَیْنَبِ بِنْتِ حَاشِی رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كِي فَيَاضِي

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدَةُ زَیْنَبِ بِنْتِ حَاشِی رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فقراء پر بہت زیادہ مہربان تھیں جو کچھ  
آپ کے پاس ہوتا اس کو مساکین و غرباء پر خیرات کر دیتی تھیں چنانچہ اسد الغابہ میں ہے کہ کانت  
امرأة صناع اليد تعمل بیدھا و تصدق به فی سبیل اللہ کہ آپ دستکار تھیں اپنے ہاتھ سے  
کام کرتی تھیں اور کمائی اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتی تھیں نیز حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں سیدہ زینب بڑی  
نیک روزے دار تھیں گزار اور مشقت جھیل کر کمائی کرنے والی تھیں اور جو کمایا کرتیں سب مسکینوں میں  
خیرات کر دیتی تھیں (الاصابہ) اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
ہے فرماتی ہیں:-

قال رسول صلى الله عليه وسلم اسرعكن لحوقا بي اطولكن يدا قالت  
فكنا نتناول ايننا اطول يدا قالت فكانت زينب اطولنا يدا لانها كانت تعمل  
بيدها وتتصدق

کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں جو سب سے زیادہ لمبے ہاتھ والی ہے وہ سب سے پہلے مجھ سے ملے گی فرماتی ہیں ہم اپنے ہاتھوں کو پھیلاتی کہ ہم میں کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں تو سیدہ زینب ہم میں ہاتھ کے اعتبار سے لمبی تھیں کیونکہ آپ اپنے ہاتھ سے کام کرتیں اور پھر کمائی صدقہ کر دیتی تھیں۔

خیال رہے حضور ﷺ کے اس فرمان سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے حقیقۃً ہاتھ کو لمبا ہونا گمان فرمایا تھا لہذا حضور ﷺ کی وفاتِ ظاہری کے بعد اپنے بازو یوار پر پھیلا دیتی تھیں اور انہیں لمبا کرتیں تاکہ ہاتھ لمبے لگیں اس تمام کی وجہ فقط حضور ﷺ سے ملنے کا اشتیاق تھا اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ ہم اپنے ہاتھ لمبے کرتیں یہاں تک کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تب ہم سمجھیں کہ طولِ ید سے مراد سخاوت و فیاضی تھی کیونکہ سیدہ زینب اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کماتیں پھر سارا مال صدقہ کر دیتیں جب کہ بظاہر حضرت سودہ کے ہاتھ لمبے تھے جیسا کہ اہل عرب بہت زیادہ سخاوت کرنے والے کو کہہ دیتے ہیں فلان طویل الید کہ فلان تو بڑے لمبے ہاتھوں والا ہے یعنی بڑا جواد اور سخی ہے اور اس کی ضد میں کہتے ہیں فلان قصیر الید خیال رہے اس فرمان میں حضور کا معجزہ ظاہر ہے کہ آپ نے حضرت زینب کی سب سے پہلے وصال فرمانے کی خبر دے دی۔

(حلیہ ، اسد الغابہ ، بخاری ، مسلم ، نووی وغیرہ)

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بڑی آپس بھرنے والی تھیں اسد الغابہ وحلیہ وغیرہ کتب میں ہے ایک دفعہ حضور سید عالم ﷺ مالِ فسی تقسیم فرما رہے تھے کہ سیدہ اس معاملہ میں بولیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا اس پر سید عالم ﷺ نے فرمایا اے عمران کو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ آواہ ہیں کسی



نے عرض حضور ﷺ اواہ کے معنی کیا ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے معنی متضرع و آہیں کرنے والا کے ہیں پھر آپ نے یہ آیت ان ابراہیم لحلیم اواہ منیب ترجمہ: بے شک ابراہیم تحمل والا بہت آہیں کرنے والا رجوع لانیوالا ہے (کنز الایمان سورہ ہود) تلاوت فرمائی۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۶۴ و اسد الغابہ)

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی پرہیزگاری پر سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گواہی

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ واقعہ اُفک میں جب حضور سید عالم ﷺ نے اُمّ المؤمنین زینب سے میرے حال کے بارے میں دریافت فرمایا کہ ان کو تم کیسا جانتی ہو اس پر ام المؤمنین سیدہ زینب عرض گزار ہوئی اے اللہ کے رسول ﷺ کہ میں اپنے کان اور آنکھ کی اس سے حفاظت کرتی ہوں کہ میں ان کے بارے میں کچھ سنوں حالاں کہ میں نے کچھ سنا نہ ہو اور دیکھوں حالاں کہ میں نے دیکھا نہ ہو خدا کی قسم میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتی بجز خیر و خوبی کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ وہ زینب ہیں جو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان مجھ سے برابری کرتیں اور خود کو میرے حسن و جمال اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں میری قدر و منزلت میں مشابہ بنا دیتی تھیں مگر حق تعالیٰ نے ان کے اپنے زہد و تقویٰ کی بنا پر ان کو محفوظ رکھا کہ وہ رشک و حسد کریں اور بری بات منہ سے نکالیں۔

(مدارج شریف و حلیۃ الاولیاء وغیرہ کتب صحیحہ)

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب

آپ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں تبرکاً چند ایک لکھے جاتے ہیں۔

☆۱- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے زینب سے زیادہ نیک

اعمال کرنے والی زیادہ خیرات و صدقہ عطا کرنے والی رحمی رشتہ داروں کو زیادہ ملانے والی اور ہر تقریب

کے کام میں اور ہر عبادت میں اپنے نفس کو لگانے والی کوئی دوسری عورت نہیں دیکھی۔

☆ ۲۔ اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ مجھے کچھ فضیلتیں ایسی حاصل ہوئیں جو دیگر کسی بیوی میں موجود نہیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ میرے اور حضور سید عالم ﷺ کے جدا ایک ہیں دوسرے یہ کہ آسمان پر میرا نکاح پڑھا گیا تیسری فضیلت یہ کہ میرے سفیر اور گواہ جبریل تھے۔

☆ ۳۔ آپ ہی کے نکاح سے ایک قدیم جاہلانہ رسم ٹوٹی کہ متبہنی (منہ بولا بیٹا) کی زوجہ سے نکاح کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا حضور ﷺ نے آپ سے نکاح فرما کر یہ بتایا کہ متبہنی اصلی بیٹے کے حکم میں نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کو زید ابن حارثہ کہا جاتا ہے نہ کہ زید بن محمد کیونکہ نص قرآن نے حکم فرمایا کہ ادعوہم لابنائہم یعنی لوگوں کو ان کے حقیقی باپوں کی نسبت سے پکارو۔

☆ ۴۔ نیز آپ کے حضرت زید کیساتھ نکاح ہونے سے غلام و آقا کے مابین امتیاز کا خاتمہ ہوا خیال رہے کہ حضرت زید کو بظاہر غلام کہا گیا اور نہ حقیقتہً آپ غلام نہ تھے جیسا کہ خزائن کے حوالہ سے گزرا۔

☆ ۵۔ صدقہ و خیرات و سخاوت میں اپنی مثال آپ تھیں یہی وجہ ہے کہ کثرتِ سخاوت کی وجہ سے آپ کے گھر کو ماوی المساکین کہا گیا۔

☆ ۶۔ آپ ہی کے دعوتِ ولیمہ کے موقع پر حکمِ حجاب نازل ہوا۔

☆ ۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کانت تفخر علی نساء النبی و کانت تقول ان اللہ انکحنی فی السماء یعنی آپ دیگر ازواجِ مطہرات پر فخر کرتی تھیں اور فرماتیں تھیں کہ میرا نکاح اللہ نے آسمان پر فرمایا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۱۰۴)

☆ ۸۔ جب اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے وصال کی خبر ملی تو فرمایا پسندیدہ خصلت تینوں کے لئے فائدہ مند ہواؤں کی خبر گیر دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

## مرویاتِ اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد گیارہ بیان کی گئی ہے اور آپ سے روایت حدیث زینب بن ابی سلمہ اور محمد بن عبداللہ بن جحش و حضرت ابو ہریرہ وغیرہ نے بیان فرمائی خیال رہے ان میں دو متفق علیہ ہیں باقی دیگر کتب میں۔

## سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی چند روایات

۱۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت زینب بنت جحش کے پاس حاضر ہوئی تو سیدہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو منبر پر فرماتے سنا کسی عورت جو کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے مگر شوہر پر سوگ چار ماہ دس دن ہے۔

(امام احمد و بخاری شریف)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج سے فرمایا کہ یہ حجۃ الوداع تھا جو گردنوں سے اتر گیا اس کے بعد اپنے بستروں کو غنیمت جانو اس کے بعد تمام ازواج مطہرات حج کو گئیں سوائے حضرت زینب اور سودہ بنت زمعہ کے کہ آپ دونوں فرماتی تھیں حضور ﷺ سے یہ سننے کے بعد ہم سواری پر سوار نہ ہوں گی۔ (امام احمد بن حنبل و مدارج)

۳۔ محمد بن ابراہیم سیدہ زینب بنت جحش سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ پتیل کے لوٹے میں وضو فرماتے تھے۔ (رواہ امام احمد بن حنبل)

## اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال

حضرت ابن عمر سے صحت کیساتھ مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو فرمایا اطولکن یسدا اسرعکن یعنی تم میں سے جس کے ہاتھ دراز ہیں وہ مجھ سے ملنے میں تم سب سے پہلے سبقت کرنے والی ہے سبقت سے مراد وفات تھی اور طولیٰ سے مراد سخاوت و فیاضی تھی بالفاظ دیگر حضور ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے وفات پانے کی خبر غیب دے رہے تھے

سبحان اللہ جیسا کہ ارشاد فرمایا اسی کے مطابق تمام ازواج سے پہلے حضرت زینب کا وصال ہو آپ کے وصال کی خبر سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ذہبت حميدة مفيدة مضرعة الیتامی والارامل یعنی پسندیدہ خصلت والی فائدہ دینے والی یتیموں اور یتیموں کی خبر گیری فرمانے والی دنیا سے چلی گئی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ اہل مدینہ اپنی ماں کی نماز میں حاضر ہوں آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یقیح میں مدفون ہوئیں آپ کی وفات کے بارے ۲۱/۲۰ھ کے قول ہیں ۵۳ سال عمر پائی۔

امّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وصیت

طبقات ابن سعد میں ہے کہ:-

اوصت ان تحمل علی سریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و يجعل علیہ نعش و قبل ذلک حمل علیہ ابو بکر الصدیق

یعنی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار پائی پر اٹھانا اور اس پر پاکی کی شکل بنانا اور آپ سے قبل اس پر

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر لے جایا گیا تھا (ابن سعد ج ۸ ص ۱۰۹)

امّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے یہ بھی وصیت فرمائی کہ ان لاتتبع

بنار میرے جنازے کے ساتھ آگ مت لے جانا۔ (ایضاً)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا سیدہ کے بارے میں عقیدہ

اسی طبقات شریف نے فرمایا کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی آپ نے

چار تکبیر کہیں اور آپ نے ان کی قبر مبارک میں اترنے کا ارادہ فرمایا تو ازواج مطہرات کی طرف قاصد بھیجا انہوں نے فرمایا:-

ان لا یحل لک ان تدخل القبر و انما یدخل القبر من کان یحل له ان ینظر

الیہا و ہی حیة (ابن سعد ج ۸ ص ۱۱۱)

یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت عمر کو یہ فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ امّ المؤمنین کی قبر میں اترنا آپ کے لئے روا نہیں ہاں ان کی قبر مبارک میں اترنا اس کو جائز ہوگا جس کو امّ المؤمنین کی طرف نظر کرنا روا ہو۔

(یعنی آپ کے محرمات میں سے کسی کو قبر میں اترنے کی اجازت ہے) کیونکہ امّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش زندہ ہیں سبحان اللہ کس قدر ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ پاکیزہ اور کھرا ہے کہ فرماتی ہیں کہ امّ المؤمنین زندہ ہیں یہی عقیدہ ہم اہلسنت والجماعت کا ہے کہ تمام انبیاء و اولیاء و شہداء اور اللہ کے مقرب بندے اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اس سے ان حراماں نصیبوں کو سبق لینا چاہئے جن کے یہ عقائد ہیں کہ نبی مرکٹھی میں مل جاتا ہے معاذ اللہ ایسے برے اور غلیظ عقیدے سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ۔

### خویش واقارب

امّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین بھائی اور آپ کے علاوہ دو بہنیں تھیں بھائیوں کے نام یہ ہیں (۱) حضرت عبداللہ بن جحش (۲) ابواحمد عبداللہ بن جحش (۳) عبید اللہ بن جحش جب کہ بہنوں کے نام (۱) امّ حبیب بنت جحش (۲) حمنہ بنت جحش حضرت عبداللہ بن جحش کا ذکر پہلے گزر چکا ہے جب کہ دوسرے برادر ابواحمد آنکھوں سے نابینا تھے دونوں ہجرتیں فرمائیں آپ کی وفات امّ المؤمنین سیدہ زینب کے وصال کے بعد ہوئی خیال رہے آپ شاعر بھی تھے۔

سیدہ کے تیسرے بھائی عبید اللہ بن جحش نے اسلام قبول کیا پھر اسلام سے انحراف کر کے مرتد ہو گیا (معاذ اللہ) حضرت امّ حبیب رضی اللہ عنہا اس کی زوجیت میں تھیں اللہ نے سیدہ کو اپنے حبیب کے نکاح کا شرف بخشا (الاصابہ ج ۸ ص ۱۴۰)

امّ المؤمنین کی بہنوں میں سے امّ حبیب حضرت عبدالرحمن بن عوف کی زوجیت میں تھیں ان کا نام زینب تھا اور مشہور ام حبیب سے تھیں (نزہۃ القاری شرح بخاری)



یعنی میں ہے اُمّ المؤمنین کا نام برہ تھا حضور نے زینب رکھا کیونکہ ان کی بہن زینب اُمّ حبیبہ

سے مشہور تھیں (نزہۃ القاری ج ۲ ص ۲۵۶)

جب کہ حضرت حمزہ مصعب بن عمیر کے عقد میں تھیں خیال رہے کہ یہ وہی حضرت حمزہ ہیں جو

کہ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگانے والوں میں شریک تھیں مدارج

شریف میں ہے کہ ان کو حد قذف لگائی گئی نزہۃ القاری میں ہے کہ آپ جنگِ احد میں شریک تھیں پانی

پلا تیں زخیموں کو اٹھالاتیں علاج کرتیں حضرت مصعب کی شہادت کے بعد حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

کے عقد میں آئیں جن سے محمد سجاد اور عمر تولد ہوئے حضور ﷺ نے ان کو خیبر کی پیداوار سے تین وسق دیئے

تھے بہن (حضرت زینب) کی حمایت میں ان سے لغزش ہوئی اور طبیعت میں جوش تھا اس لئے حد سے

بڑھ گئیں۔ (جلد ششم)

## اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بھتیجے محمد بن ححش

ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے آپ حضرت عبد اللہ بن ححش کے صاحبزادے اور اُمّ المؤمنین سیدہ

زینب کے بھتیجے ہیں مگر اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں آپ کے والدین دونوں کو شرفِ صحابیت حاصل

ہے والدہ کا نام فاطمہ بنت ابی عیش تھا والد یعنی حضرت عبد اللہ بن ححش جنگِ احد میں شہید ہوئے

شہادت کے وقت حضور اقدس ﷺ سے ان (بچوں) کے بارے میں وصیت کر گئے تھے حضور ﷺ نے

ان کے لئے خیبر میں زمین خریدی اور مدینہ طیبہ سوق الرقیق میں ایک گھر عطا فرمایا بدر میں جو مہاجرین

شریک تھے ان کے صاحبزادگان کے لئے حضرت عمر نے چار ہزار وظیفہ مقرر فرمایا تھا یہ بھی ان میں سے

تھے ہجرت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے اپنے والد کے ساتھ دونوں ہجرتوں میں ساتھ رہے۔

(نزہۃ القاری جلد دوم صفحہ ۳۴۸)

## حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام زید کنیت ابو اسامہ جب کہ لقب حبت رسول والد کا نام حارثہ اور والدہ کا نام سعدی

بنت ثعلبہ تھا اسد الغابہ میں سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزی بن امراء القیس بن النعمان بن عامر بن وڈ بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن ویزہ بن ثعلبہ بن حلوان بن عمران بن لخاف بن قضاء۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ قبیلہ بنی معن سے تھیں ایک دفعہ اپنی قوم سے ملنے جا رہی تھیں کہ بنی قین نے حملہ کر کے حضرت زید کو اغوا کر لیا اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی بازار عکاظ میں جہاں غلاموں کی خرید و فروخت ہوتی تھی حکیم بن حزام ابن خویلد کے ہاتھ فروخت کر دیا حکیم بن حزام نے حضرت زید کو اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ اُمّ المؤمنین کو بہہ کر دیا جب سیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حبابہ عقد میں آئیں تو آپ نے زید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بخش دیا حضرت زید کی گمشدگی کی اطلاع سے آپ کے والد ٹڈھال ہو گئے وہ بازاروں، شہروں، میلوں میں جاتے اور اپنے جگر پارہ کی کھوج لگاتے جو کوئی ملتا اس سے اپنے نور نظر کا پتہ پوچھتے ان کے فراق سے والد کی آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب امنڈتا رہتا اور یہ اشعار پڑھتے پھرتے:-

۱. بکیت علی زید ولم ادر ما فعل  
احیٰ یرجی ام اتی دونہ الاجل
۲. فواللہ ما ادری وان کنت سائلا  
اغالک سهل الارض ام غالک الجبل
۳. فیالیت شعری لک الدھر رجعة  
فحسبی من الدنیا رجوعک الی بجل
۴. تذکر نیہ الشمس عند طلوعها  
وتعرض ذکرہ اذا قاربہ الطفل
۵. وان هبت الارواح هیجن ذکرہ  
فیاطول ما حزنی علیہ ویاوجل

٦. ساعمل نص العيس في الارض جاهدا  
 ولا اسام التطوف او تسام الابل  
 ٧. جيماتي او تاتي على منيتي  
 و كل امرء فان وان غرا الامل  
 ٨. ساوصي به قيسا وعمرا كليهما  
 واوصي يزيدا ثم من بعده جبل

ترجمہ:

- ١۔ میں نے زید پر آنسو بہائے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا ہوا آیا زید زندہ ہے کہ جس کی امید کی جائے یا موت نے اسے آغوش میں لے لیا۔
- ٢۔ قسم بخدا میں نہ جاننے کے باوجود پوچھتا ہوں کہ کیا تجھے نرم زمین نکل گئی یا پہاڑ کھا گیا۔
- ٣۔ ہائے کاش مجھے یہ شعور ہوتا کہ زمانہ تجھے واپس کر دے گا پس تیرا واپس آنا ہی میرے لیے دنیا میں کافی ہے۔
- ٤۔ آفتاب اپنے طلوع ہونے کے وقت زید کی یاد دلاتا ہے اور غروب کا وقت جب قریب ہوتا ہے تو اس کی یاد چھیڑ دیتا ہے۔
- ٥۔ آہ ہواؤں کے جھونکے اس کی یاد تازہ کرتے ہیں وائے نصیب کیا ہی مجھ پر اس کارنج و غم زیادہ ہوتا ہے۔
- ٦۔ عنقریب میں اونٹ کی طرح چل کر پوری زمین چھان ماروں گا اور زمین کے گوشہ گوشہ میں چکر لگانے سے نہیں تھکوں گا یہاں تک کہ اونٹ تھک ہا جاوے۔
- ٧۔ میری زندگی باقی رہے یا مجھے موت آئے اور ہر آدمی فانی ہے اگرچہ امید اسے دھوکہ دے۔
- ٨۔ تو عنقریب میں قیس اور عمر دونوں کو زید کی جستجو کی وصیت کروں گا اور زید کو پھر ان کے

بعد جبل کو بھی۔

ان اشعار سے حضرت زید کے والد کی فراق کی وجہ سے حالتِ غم کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے لختِ جگر کی فرقت میں غمِ عالم سے کس قدر نڈھال ہو چکے تھے نیز انہوں نے اس بات کا ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ اگر میں اپنے جگر پارہ کی تلاش کرنے کے باوجود محروم رہا تو میرے بیٹوں جبلہ بن حارثہ اور زید بن کعب بن شراحیل (آپ کے اخیانی بھائی) کو وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد وہ غافل نہ بیٹھیں بلکہ زید کی جستجو میں لگے رہیں اتفاقاً ایک سال اسی قوم کے چند اشخاص مکہ آئے انہوں نے حضرت زید کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور آپ کو ان کے والد کا رنج و غم اور ان کی اضطرابی کیفیت کی داستان سنائی اس پر آپ نے ان کو کہا کہ میرے والد کو یہ اشعار سنا دینا:-

۱. احن الی قومی وان کنت نائیا

فانی قعید البیت عند المشاعر

۲. فکفوا من الوجه الذی قد شجا کم

ولاتعملوا فی الارض نص الابعار

۳. فانی بحمد اللہ فی خیر اسرۃ

کرام معد کابرا بعد کابر

ترجمہ:

۱۔ میں اپنی قوم سے ملنے کا مشتاق ہوں اگرچہ ان سے دور ہوں اور میں مشعرِ حرام کے پاس

بیت اللہ شریف میں رہتا ہوں۔

۲۔ لہذا اس غم سے باز آ جاؤ جس نے تمہیں نڈھال کر دیا ہے اور زمین میں اونٹوں کی طرح

چل کر مجھے مت ڈھونڈو۔

۳۔ اللہ کی حمد و شکر ہے میں قبیلہ معد کے شریف اور عزت والے خاندان میں ہوں جو بہت

زیادہ معزز و مکرم ہے۔

جب یہ خبر حضرت زید کے گھر والوں کو پہنچی تو زید کے والد حارثہ اور آپ کے چچا کعب فدیہ لے کر آئے تاکہ زید کو چھڑائیں اس پر حضور ﷺ نے حضرت زید کو اختیار دیا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اپنی قوم میں جانا پسند کرتے ہیں یا وہ حضور کی بارگاہ اقدس کو اپنی قوم پر ترجیح دیتے ہیں چونکہ انہوں نے حضور ﷺ کا احسان و کرم و رحمت و شفقت اپنے اوپر دیکھی تھی اس لیے عرض گزار ہوئے کہ حضور انور ﷺ پر میرے ماں باپ سارا کنبہ فدا میں حضور ﷺ ہی کے قدموں میں رہنا چاہتا ہوں آپ نے مقام حجر میں کھڑے ہو کر فرمایا لوگو گواہ رہنا میں زید کو اپنا بیٹا بناتا ہوں اور وہ میرا متبنی و وارث ہے اور میں اس کا وارث ہوں اسکے بعد لوگوں نے آپ کو زید بن محمد کہنا شروع کر دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی

ادعوهم لابائهم هو اقسط عند الله

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت فرماتے ہیں کہ:-

ان زید بن حارثہ مولیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ما کنا ندعوه الا زید بن محمد حتی نزل القرآن ادعوهم لابائهم (متفق علیہ)

یعنی حضرت زید بن حارثہ حضور ﷺ کے غلام ہم انہیں زید بن محمد ہی کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ قرآنی آیت نازل ہوئی کہ لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ۔

رسول کائنات ﷺ نے آپ کا نکاح اپنی باندی حضرت ام ایمن کے ساتھ کیا جن سے آپ کے فرزند اسامہ بن زید تولد ہوئے پھر ان کا نکاح خود حضور ﷺ ہی نے ایک عالی مرتبہ خاتون اپنی پھوپھی زاد بہن ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش سے فرمایا مگر آپس میں سلوک نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے ان کو طلاق دے دی اور پھر سیدہ حضور ﷺ کے حوالہ عقد میں آئیں جیسا کہ ماقبل بیان ہو چکا ہے خیال رہے حضرت زید غزوہ بدر، خندق اور صلح حدیبیہ و خیبر میں شریک رہے آپ تیر انداز صحابہ میں سے تھے جب حضور ﷺ غزوہ مریسج میں تشریف لے گئے تو ان کو اپنا خلیفہ بنایا آپ کو حضور ﷺ نے سات لشکروں کا امیر مقرر فرمایا قرآن مقدس میں بجز آپ کے کسی صحابی کا نام جو نہ کیا گیا البتہ بعض



تفاسیر میں یہ بھی ہے کہ آیت کریمہ کطی السجل للکتب میں جل ایک صحابی کا نام ہے واللہ اعلم بالصواب۔ غزوہ موتہ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اس موقع پر بھی آپ امیر تھے۔ (مدارج

ج ۲ ص ۸۶۹ مدینہ پبلشنگ کمپنی، مرآة ج ۸ ص ۴۰۹ مکتبہ اسلامیہ، نزہة القاری ج ۴

ص ۲۷، طبقات وغیرہ)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## نواں باب

## تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ بنت الحارث بھی حضور ﷺ کی ازواج میں سے تھیں آپ کا حقیقی نام بڑھ تھا حضور ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھا آپ نہایت عبادت گزار اور ذکر و فکر میں مشغول رہتی تھیں (مدارج) آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار بن جیب بن عائد بن مالک بن جذیمہ بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزریقیا خیال رہے جزیمہ مصطلق چونکہ عمرو ابو خزاعہ ہیں اس لئے آپ خزاعیہ مصطلقیہ ہیں۔ (اسد الغابہ)

## اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ کا خواب

سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں آنے سے قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ یثرب کی طرف سے چاند نازل ہو اور میری گود میں آگرا میں نے یہ واقعہ کسی سے ذکر نہ کیا۔ یہاں تک کہ بنو مصطلق پر حملہ ہوا اور ہم قیدی بنا کر مدینہ لائے گئے تو میرے خواب کی تعبیر یہ ہوئی کہ حضور ﷺ نے مجھے آزاد فرما کر اپنے حوالہ عقد میں لے لیا۔

## غزوہ بنی مصطلق

یہ غزوہ ۵ ہجری کو واقع ہوا جس کا سبب یہ تھا کہ حاکم بن ضرار نے بعض قبائل عرب کو دعوت دی کہ اکٹھے ہو کر حضور ﷺ کے خلاف جنگ کریں حضور ﷺ نے خبر پا کر حضرت بریدہ کو بھیجا تا کہ خبر لائیں جب آپ ان کے پاس گئے تو کہا کہ سننے میں آیا ہے کہ تم محمد (ﷺ) کے خلاف جنگ کی دعوت دے رہے ہو اگر ایسا ہی ہے تو میں تمہاری معاونت کروں گا وہ لوگ یہ سن کر بریدہ کی تکریم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہاں ہمارا جنگ کرنے کا پختہ ارادہ ہے آپ نے کہا تو مجھے اجازت دو کہ میں اپنے آدمی

اکھٹے کروں اور تیاری کر کے تمہارے ساتھ آملوں اس بہانہ سے حضرت بریدہ وہاں سے نکل آئے اور حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حقیقتِ حال بیان کی اس پر حضور ﷺ نے لشکر کو تیار فرمایا اور حضرت زید کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا اور غزوہ کے لئے نکل پڑے مہاجرین کا علم شیر خدا کو دیا پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب کہ انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کو دیا اس لشکر میں مہاجرین کے تیس ۳۰ جب کہ انصار کے ۲۰ گھوڑے تھے جب یہ خبر حارث کو پہنچی کہ حضور ﷺ لشکرِ اسلام کے ساتھ اس طرف آرہے ہیں اس سے بنی المصطلق کے دلوں پر رعب طاری ہوا اور لوگوں کا اجتماع منسخر ہو گیا اب حارث کے پاس سوائے بنی المصطلق کے کوئی نہ تھا اس سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں لشکرِ اسلام نے چاہ مرسیع پر پڑاؤ ڈالا کفار نے بھی لشکر کو ترتیب دینے کے بعد میدانِ جنگ میں قدم رکھا حضرت عمر کو حکم دیا گیا کہ وہ کفار پر اسلام پیش کریں لیکن کفار نے اسلام لانے سے انکار کر دیا اس پر لشکرِ اسلام نے یکبارگی کیسا تھ حملہ فرمایا جس سے مشرکوں کا علمبردار مارا گیا اور انہوں نے شکست کھائی دس افراد مارے گئے باقی تمام مرد و عورتیں بیع بہت سے جانور اور بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ اُم المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بھی انہیں اسیرانِ مصطلق میں سے تھیں۔ (مدارج)

### اُم المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی زوجیت میں

حضرت عروہ بن زبیر اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں جب حضور ﷺ نے بنو مصطلق کی قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو سیدہ جویریہ ثابت بن قیس بن ثمال کے حصہ میں آئیں فکاتبہ علی نفسہا تو آپ نے ان سے کتابت کر لی سیدہ فرماتی ہیں کہ کاتبہ ام اة حلوة ملاحہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ایک بڑی شیریں، لیلح اور حسن و جمال کی پیکر خاتون تھیں جو کوئی آپ کو ڈیکھتا تو فدا ہو جاتا فرماتی ہیں کہ میرے دل میں آتشِ غیرت بھڑکی کہ ایسا نہ ہو کہ حضور ﷺ ان سے نکاح فرمائیں اور ایسا ہی ہوا۔

چنانچہ لما دخلت على رسول صلى الله عليه وسلم قالت يا رسول الله صلى

الله عليه وسلم انا جویریہ بنت الحارث سید قومہ وقد اصابتنی البلاء.....

کہ اے اللہ کے رسول میں جویریہ بنت حارث ہوں جو کہ اپنی قوم کے سردار ہیں اور تحقیق

مجھے ایک مصیبت پہنچی ہے کہ ثابت بن قیس کے حوالے کی گئی ہوں اور میں نے ان سے عقد کتابت کیا

ہے اور مال ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہوں فاعنی علی کتاتبی لہذا آپ میری بدل کتاب کی

اداگی میں مدد فرمائیے نیز میں آپ کی بارگاہ میں مسلمان ہو کر حاضر ہوئی ہوں اشہدان لا الہ الا

اللہ واشہدان محمد رسول اللہ سبحان اللہ اللہ کے رسول نے فرمایا او خیر من ذلک

اودی فیک کتابک واتزوجک کہ کیا میں اس سے بہتر تمہارے ساتھ سلوک نہ کروں کہ میں

آپ کا بدل کتابت ادا کر کے آپ کو اپنی زوجیت کا شرف بخشوں عرض گزار ہوئیں نعم ہاں حضور پھر

حضور ﷺ نے ایسا ہی فرمایا جب یہ خبر لوگوں کو پہنچی کہ حضور ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

کو شرف زوجیت عطا فرمایا ہے تو انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ حرم نبوی کے عزیز و اقارب کو قید رکھنا

مناسب نہیں ہے فارسلوا اماکان فی ایدہم من بنی المصطلق پس جس کے ہاتھ جو قیدی

تھا صحابہ نے سب کو آزاد فرمادیا وقد اعتق معانۃ اہل بیت من بنی المصطلق اس دن

بنوا لمصطلق کے سو قیدی آزاد کئے گئے۔

اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ مزید فرماتی ہیں کہ:-

فما اعلم امرأة اعظم بركة منها علی قومها

کہ میرے علم میں جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم میں کوئی بھی خیر و برکت والی

عورت نہیں ہے۔

خیال رہے سیدہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار سو درہم مقرر ہوا ایک قول یہ بھی ہے کہ بنی

المصطلق کے قیدیوں کی آزادی مہر مقرر ہوا اس وقت آپ کی عمر شریف ۲۰ سال تھی۔

(اسند الغابہ الجزء السابع و المدارج الشریف)

## اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد کا قبول اسلام

آپ کے والد کے اسلام کے بارے میں مروی ہے کہ جب ان کو اپنی جگر کے قیدی بن جانے کی خبر ملی تو اپنے ساتھ بہت سے اونٹوں کو لے کر حضور کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن جب مدینہ کے قرب میں پہنچے تو دو اونٹ جو کہ بہت زیادہ محبوب تھے ان کو ایک گھائی میں چھوڑ کر چلے گئے اور خیال یہ تھا کہ یہ دونوں اس طرح فدیہ سے بچ جائیں گے تو واپس لے چلوں گا اس کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اونٹ پیش خدمت کیئے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو اونٹ کم ہیں جو کہ فلاں گھائی میں چھپا کر آئے ہو یہ سنتے ہی حارث نے کلمہ شہادت و رسالت پڑھا اور مسلمان ہو گئے اور کہا کہ اونٹوں کے بارے میں میرے سوا کسی کو علم نہ تھا اور اگر آپ اللہ کے رسول نہ ہوتے تو اس بات سے مطلع نہ ہوتے۔

## اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی عبادت گزاری

اُمّ المؤمنین بڑی نیک سیرت اچھے اخلاق کی مالک اور عبادت گزار خاتون تھیں رسول کائنات ﷺ کسی روز آپ کے پاس تشریف لائے اس وقت آپ مصلیٰ پر عبادت میں مشغول تھیں پھر حضور ﷺ وقت چاشت تشریف لے جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ آپ وہی تشریف فرما تھیں اس پر حضور نے پوچھا کہ جب میں باہر گیا تھا اس وقت سے اب تک تم اسی حالت میں بیٹھی ہو عرض کی جی ہاں حضور تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب میں باہر گیا تھا اس وقت سے لے کر اب تک میں نے چار کلمات پڑھے ہیں جو کچھ تم نے اس وقت تک پڑھا ہے اگر اس سے موازنہ کریں تو یقیناً وہ چار کلمے زیادہ وزنی ہیں اور وہ یہ ہیں۔۔۔

سبحان اللہ وبحمده عدد خلقه ونفسه وزنة عرشه ومداد كلماته.

گویا حضور فرما رہے ہیں کہ ان کلمات کو بھی اپنے ذکر و اذکار میں شامل کر لیں۔ (مدراج)

مسند امام احمد بن حنبل کی روایت میں حضور ﷺ نے سیدہ کو ان کلمات کی تعلیم دی۔



سبحان الله عدد خلقه ثلاث مرات

سبحان الله زنة عرشه ثلاث مرات

سبحان الله رضائفه ثلاث مرات

سبحان الله مداد كلماته ثلاث مرات. (ج ۶ ص ۳۳۵)

یعنی ان میں سے ہر ایک کلمہ کو تین تین مرتبہ پڑھیں۔ جب کہ ترمذی شریف کی روایت میں

سبحان الله عدد خلقه ، سبحان الله عدد خلقه سبحان الله رضى نفسه سبحان الله

رضى نفسه سبحان الله زنة عرشه سبحان الله مداد كلماته سبحان الله مداد كلماته

(قال الترمذی هذا حديث حسن صحيح واخرجه مسلم ونسائی وابن ماجه) (والله ورسوله

اعلم)

خیال رہے سیدہ سے حضور ﷺ کا نکاح فرمانا جمعہ کے روز نقل ہے سیدہ روزے دار تھیں کہ

حضور ﷺ نے پوچھا کہ کل روزہ تھا عرض کی نہیں حضور ﷺ نے فرمایا آنے والے کل کو ارادہ روزہ ہے

عرض گزار ہوئیں نہیں تو آپ نے فرمایا پھر آج کا روزہ بھی افطار کر لو۔ (بخاری و مدارج)

مرویاتِ اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

آپ سے سات احادیث مروی ہیں دو بخاری دو مسلم میں اور باقی دوسری کتب میں ہیں

(مدراج)

آپ سے روایت کرنے والوں میں سے عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر جیسے جلیل القدر

صحابی رسول بھی ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین. (اسد الغابہ)

چند ایک مرویات

۱۔ حضرت ابو ایوب انصاری سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی

پاک ﷺ آپ کے ہاں جلوہ افروز ہوئے اور اس وقت آپ روزے سے تھیں تو حضور نے فرمایا کہ کیا تم

نے کل روزہ رکھا فقالت لا سیدہ نے عرض کی نہیں فرمایا اتویدن ان تصومی غذا کیا تم کل کا روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو عرض گزار ہوئیں لا نہیں حضور ﷺ نے فرمایا فافطری پس افطار کرلو۔

۲۔ امّ عثمان سیدہ سے روایت کرتیں ہیں سیدہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد

فرمایا من لبس ثوب حریر السبہ اللہ ثوبا من النار یوم القیمة کہ جس نے ریشم کا کپڑا پہنا تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کے کپڑے پہنائے گا۔ (رواہما امام احمد بن حنبل)

### سیدہ کا وصال

آپ نے مدینہ منورہ میں ۵۶/۵۰ھ کو رحلت فرمائی اس وقت آپ کی عمر شریف پینسٹھ ۶۵ سال تھی آپ کی نماز جنازہ مروان نے پڑھائی جو کہ حضرت امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ (مدارج)

### امّ المؤمنین سیدہ جویریہ کے خویش واقارب

آپ کے والد گرامی کا تذکرہ گزر چکا عمرو بن حارث اور عبداللہ بن حارث سیدہ کے بھائی جب کہ عمرہ بنت حارث آپ کی بہن ہیں۔

### عمرو بن الحارث

ان کا سلسلہ نسب یہ ہے عمرو بن الحارث بن ابی ضرار بن عاکذ بن مالک بن جزیمہ انہوں نے امّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن مسعود سے روایت لی ہے اسی طرح زینب زوجہ ابن مسعود سے بھی روایت لینے کا قول ہے لیکن اس کے بعد الاصابہ میں فرمایا کہ ابن قطان نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ حضرت زینب زوجہ ابن مسعود سے روایت لینے والے کوئی دوسرے عمرو بن الحارث ہیں واللہ ورسولہ اعلم (الاصابہ ج ۴ ص ۸/۹)۔

### عبداللہ بن الحارث

ان کا نسب بھی وہی ہے جو کہ عمرو بن الحارث کا ہے یہ بھی امّ المؤمنین کے ساتھ قیدی بن کر

آئے تھے یا پھر یہ فدیہ لے کر آئے تھے اور راستے میں ایک اونٹ گم کر دیا تھا یہ قول دلالت کرتا ہے کہ اونٹ والا قصہ آپ کا ہے جب کہ پہلا والا آپ کے والد کی طرف دال ہے واللہ ورسولہ اعلم

(الاصابہ ج ۴ ص ۴۲)

### عمرہ بنت الحارث

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ كِي بَهَنٍ هِي حَضُورُ سَيِّدِ عَالَمٍ ﷺ سَے رِوَايَتُ فَرَمَاتِي هِي كِي كَآپ نَے فَرَمَايَا

الدنيا خضرة حلوة فمن اصاب منها من شئ من حله بورك له فيه و  
رُبَّ مَنْخَوْضٍ فِي مَالِ اللّٰهِ وَمَالِ رَسُوْلِهِ لَه النَّارُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (الاصابہ ج ۸

ص ۲۲۳)

یعنی دنیا تر و تازہ و پیٹھی ہے اگر کوئی شخص اس میں سے حلال حاصل کرے تو اسے برکت دی جائے گی اور بہت سے لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مال میں (نا جائز تصرف و طریقے سے) گھنے والے ہیں تو ان کے لئے قیامت کے دن آگ ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## دسواں باب

## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

آنحضرت ﷺ کی ازواج میں سے سیدہ امّ حبیبہ بھی ہیں آپ کی ولادت بعثت سے ۷ سال قبل ہوئی آپ کا نام رملہ یا پھر ہند تھا سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے رملہ بنت ابی سفیان بن صحز بن حرب بن امیہ بن عبد شمس الامویہ آپ کی کنیت امّ حبیبہ ہے اور اسی سے آپ زیادہ مشہور ہیں آپ کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ ہیں۔

آپ حضرت عثمان بن عفان بن العاص کی پھوپھی حضرت معاویہ کی حقیقی جب کہ حضرت عثمان غنی کی پھوپھی زاد بہن تھیں ابتدائے اسلام میں ایمان لے آئی تھیں اور حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی تھی پہلے آپ عبید اللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں ان کے ہاں ایک لڑکی تولد ہوئی جس کا نام حبیبہ تھا اور اسی سے آپ کی کنیت امّ حبیبہ پڑھ گئی بعد میں عبید اللہ بن جحش مرتد ہو گیا اور دینِ یہودیت کی طرف راغب ہو گیا اور اب خواب شراب پینے لگا اور اسی حالت میں مر گیا۔

## سیدہ کا خواب

اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ:-

رأيت في المنام كان زوجي عبيد الله بن جحش باسوء صورة ففزعت فاذا به قد تنصرو (الاصابه)

میں نے اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کو بہت بری صورت میں دیکھا تو میں گھبرائی پس وہ منکر عن الاسلام ہو کر نصرانی بن گیا۔

## سیدہ کا خواب و نکاح

فرماتی ہیں کہ مجھے ایک خواب میں کوئی آدمی دکھائی دیا جو مجھ کو اُمّ المؤمنین کہہ کر پکار رہا تھا

اس سے میں نے تعبیر لی کہ میں حضور ﷺ کی زوجیت میں آؤں گی۔ (مدارج)

## سیدہ حضور ﷺ کے حوالہ عقد میں

چونکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا قدیم الاسلام خواتین میں سے تھیں اس وجہ سے آپ نے اسلام کی خاطر بہت اذیتیں برداشت فرمائیں حتیٰ کہ آپ نے اپنے سابقہ شوہر کیساتھ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی لیکن آپ کا شوہر اسلام سے منحرف ہو گیا جیسا کہ ماقبل گزرا اس سب کے باوجود سیدہ صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر اپنے اوپر آنے والی ہر آزمائش کو برداشت کرتی رہیں کہ اچانک آپ کی قسمت کے ستارے کو حد درجہ کا عروج ہوا کہ اللہ کے رسول نے اپنی زوجیت میں آپ کو لینے کا ارادہ فرمایا سبحان اللہ اللہ نے اپنے نبی کی زوجیت کے لئے کیسی کیسی زکیہ خواتین کا انتخاب فرمایا کہ جن کی مثال پیش کرنا مشکل ہے چنانچہ سیدہ فرماتی ہیں کہ جب میری عدت گزری تو حضرت نجاشی کی طرف سے حضرت ابرہہ حضور ﷺ کے نکاح کا پیغام لے کر آئی جس کو سیدہ نے نہ صرف قبول فرمایا بلکہ خوشی سے بہت مال و زیورات سے بھی نوازا۔

خیال رہے حضور ﷺ نے عمرو بن امیہ فہری رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف بھیجا تھا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضرت نجاشی میرا نکاح کا پیغام دیں اور نکاح بھی کریں اس پر حضرت نجاشی نے اپنی کنیز ابرہہ کو سیدہ کی طرف بھیجا جس کو آپ نے بخوشی قبول فرمایا فارسلت الی خالد بن سعید بن العاص بن امیہ فوکلته فاعطیت ابرہہ سوارین من فضة اس پر سیدہ نے حضرت خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل بنا کر بھیجا اور ابرہہ کو اپنے دو چاندی کے کنگن عطا فرمائے اور حضرت خالد بن سعید بھی ان دنوں حبشہ ہی میں تھے اس کے بعد حضرت نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و دیگر مسلمانوں کی موجودگی میں خطبہ نکاح پڑھا۔

## خطبہ (اولیٰ) نکاح

اس مسرت و شادمانی کے موقع پر حضرت نجاشی نے جو خطبہ ارشاد فرمایا الاصابہ میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ.....



اما بعد فان رسول صلى الله عليه وسلم كتب الى ان ازوجه ام حبيبة  
فاجبت وقد اصدقتها عنه اربعمائة دينار.

ترجمہ:- اللہ کی تعریف و ثناء کے بعد بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے میری طرف لکھا کہ میں  
آپ کا نکاح ام حبیبہ سے کروں تو ام حبیبہ نے قبول فرمایا اور تحقیق میں حضور ﷺ کی طرف  
سے ام حبیبہ کا حق مہر چار سو دینار ادا کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت نجاشی نے چار سو درہم ڈال دیئے پھر حضرت خالد بن سعید نے یہ خطبہ  
ارشاد فرمایا:-

خطبہ ثانی

قد اجبت الى مادعا اليه رسول صلي الله عليه وسلم وزوجته ام حبيبة .

ترجمہ:- تحقیق جس بات کی طرف حضور ﷺ نے بلایا اس کو میں نے قبول کیا (یا پسند کیا)  
اور میں نے حضور ﷺ کا نکاح ام حبیبہ کے ساتھ کیا۔

اس کے بعد آپ نے وہ دینار لے لئے و عمل لهم النجاشي طعاما فاكلوا حضرت  
نجاشی نے دعوت و لیمہ فرمائی اور لوگوں نے کھانا تناول فرمایا۔  
جب کہ مدارج وغیرہ میں خطبہ کے یہ الفاظ ہیں۔

خطبہ نکاح قرأه النجاشي

الحمد لله الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار  
اشهدان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق  
ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون.

اما بعد اذ فقيه اجبت الى مادعى اليه رسول صلى الله عليه وسلم وقد  
اصدقتها اربعمائة دينار اذها

## دیگر روایات

الحمد لله الملك القدوس السلام المومن المهيمن العزيز الجبار  
المتكبر اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمدا رسول الله صلى الله عليه  
وسلم وانه الذي بشره عيسى ابن مريم.

اما بعد

فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب الى ان ازوجه ام حبيبة بنت ابي  
سفيان فاجبت الى مادعا اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد  
اصدقتها اربع مائة دينار.

## ترجمہ روایت اولیٰ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو مالک، قدوس، سلامتی دینے والا امن دینے والا ڈرانے والا  
غالب ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا ہے میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے  
شک محمد اس کے بندہ خاص اور رسول ہیں جن کو اللہ نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ رسول  
بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب فرمائے اگرچہ مشرک نہ  
پسند کریں۔

اما بعد!

تحقیق میں نے قبول و پسند کیا اس کو جس کی طرف حضور ﷺ نے بلایا اور میں نے ام حبیبة  
کا (حضور کی طرف سے) حق مہر چار سو سونے کے دینار ادا کئے۔

## ترجمہ روایت ثانیہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے مختص ہیں جو کہ مالک، پاک، سلامتی دینے والا، امن عطا فرمانے  
والا، نگہبان، سب سے غالب، جبار، متکبر ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور بے شک آپ وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ ابن مریم نے بشارت دی تھی۔

اما بعد!

بے شک حضور ﷺ نے مجھے لکھا کہ میں حضور ﷺ کا نکاح ام حبیبہ بیٹی ابوسفیان سے کروں پس انہوں نے اس کو پسند کیا جس کی طرف حضور ﷺ نے بلایا اور چار سو دینار میں نے اپنی طرف سے ام حبیبہ کو حق مہر ادا کئے۔

خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے الفاظ مدارج شریف میں اس طرح ہیں۔

### خطبہ نکاح قرءہ خالد بن سعید

الحمد لله احمدہ واستعينه واستغفر الله واشهد ان لا اله الا الله وحده  
لا شريك له ان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق ليظهره  
على الدين كله ولو كره المشركون.

اما بعد!

فقد اجبت الى مادعى رسول صلى الله عليه وسلم وزوجته ام حبيبة بنت  
ابى سفيان فتبارك الله رسون صلى الله عليه وسلم  
ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کی حمد کرتا ہوں اس کی مدد طلب کرتا ہوں اور میں  
گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے خاص  
بندے اور اس کے رسول ہیں اللہ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کیساتھ بھیجا تا کہ آپ کے  
دین کو تمام ادیان پر غالب فرماوے اگرچہ یہ مشرکوں کو ناپسندیدہ ہے۔

اما بعد!

تحقیق میں پسند (قبول) کرتا ہوں اس چیز کو جس کی طرف حضور ﷺ نے دعوت دی لہذا

میں نے ام حبیبہ بنت ابوسفیان کا نکاح حضور ﷺ سے کیا پس اللہ تبارک و تعالیٰ رسول

اللہ ﷺ پر کثرت سے برکتیں نازل فرمائے۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۴۲۷،

الاصابہ ج ۸ ص ۱۴۱، مدارج ج ۲ ص ۶۵۸ وغیرہ کتب)

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرا حق مہر مجھ تک پہنچا تو اس

میں سے میں نے ابرہہ کنیز کو مزید پچاس دینار دیئے لیکن ابرہہ نے نہ صرف دینار لوٹائے بلکہ جو کچھ

میں نے پہلے ان کو عطیہ دیا تھا اسے بھی واپس کر دیا اور کہا کہ بادشاہ نے اسی کی تاکید فرمائی نیز اس وقت

تک آپ مسلمان ہو چکی تھیں سیدہ فرماتی ہیں کہ ثم جاء تنى من الغد بعود و ورس و عنبر و

زباد كثير اكله دن عود، ورس، عنبر، زباد بہت ساری خوشبوئیں لائیں جن کو میں اپنے ساتھ لے کر

حضور ﷺ کی خدمت میں آئی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ابرہہ عرض گزار ہوئیں کہ میرا سلام

حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرنا نیز یہ بھی بتانا کہ میں آپ کے دین کی پیروی کا ہو چکی ہوں چنانچہ میں

نے ابرہہ کا سلام حضور کی بارگاہ میں پہنچایا اور آپ نے اس کا جواب دیا اور یہ ۶/۷ھ تھی۔

اور پھر حضرت نجاشی نے سیدہ کو شرجیل بن حسنہ کیساتھ حضور ﷺ کی بارگاہ میں

پہنچا۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱)

### سیدہ کی حضور ﷺ سے محبت اور والد پر شدت

ام المؤمنین کے والد ابوسفیان جو کہ اس وقت مشرف باسلام نہ ہوئے تھے ایک دفعہ تجدید صلح

کے لئے مدینہ منورہ میں اپنی صاحبزادی کے گھر پہنچے جب ابوسفیان حضور ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگے تو ام

المؤمنین نے فوراً بستر اٹھا لیا اس پر ابوسفیان نے کہا کہ کیا تم نے بستر کو میرے قابل نہ سمجھایا پھر مجھے بستر

کے قابل نہ گردانا اس پر ام المؤمنین نے جواب دیا:-

بل هو فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم وانت امرأ نجس مشرك

بلکہ وہ تو اللہ کے رسول کا بستر ہے اور تو ناپاک و مشرک ہے۔

اس پر ابوسفیان نے کہا لقد اصابک بعدی شر میرے بعد تو برائی میں مبتلا ہوگئی

ہے۔ (الاصابہ)

## پابندی حکم رسول ﷺ

بخاری کتاب الجنائز میں امام بخاری روایت فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوسفیان کا وصال ہو گیا تو اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تین دن گزرنے پر خوشبو منگوا کر استعمال فرمائی اور فرمایا کہ باوجودیکہ اس کی مجھے حاجت نہ تھی لیکن چونکہ حضور ﷺ کو میں نے فرماتے سنا کہ کسی عورت پر جو کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ وہ کسی کی فوتگی پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ بیوی پر شوہر کے وصال کی صورت میں چار ماہ دس دن سوگ ہے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی بھی مسلمان نہیں جو کہ کامل وضو کر کے اللہ کے لئے بارہ رکعت پڑھے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا فرماتی ہیں جب سے میں نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد سنا اس وقت سے ہمیشہ میں بارہ رکعتیں پڑھتی ہوں۔ (ج ۶ ص ۳۲۷)

## آپ کی خیر خواہی

اُمّ المؤمنین نہایت نیک خاتون اور ہمیشہ دوسروں کی خیر خواہ رہتی تھیں جس کا اندازہ بخاری شریف کی روایت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں کہ اے اللہ کے رسول آپ میری بہن سے نکاح فرمائیں اس پر سید عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے آپ عرض کرتی ہیں کہ میں ایک ہی تو آپ کی زوجہ نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ خیر میں میری بہن میری شریک ہو تو حضور نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں۔ (بخاری کتاب النکاح)

نیز اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب اُمّ حبیبہ کا وصال کا وقت ہوا تو آپ نے مجھے بلوا کر فرمایا کہ:-

قد یکون بیننا ما یکون بین فتحلینی من ذلک فحللتها واستغفرت لها



یعنی میرے اور آپ کے مابین وہ تعلقات تھے جو سوکنوں کے آپس میں ہوا کرتے ہیں پس آپ اس وجہ سے اپنے حقوق میرے لئے حلال کر دیں مجھے معاف فرمادیں پس میں نے معاف کر دیا اور استغفار کیا۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ سرور تہنی سرک اللہ کہ آپ نے مجھے خوش فرمایا اللہ آپ کو خوش فرمائے۔

سیدہ فرماتی ہیں اسی طرح آپ نے سیدہ ام سلمہ کو بھی بلوا کر یہی فرمایا۔

(الاصابہ ج ۸ ص ۱۴۲)

جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بہت ہی پاکیزہ ذات، حمیدہ صفات جو اور عالی ہمت تھیں۔

(مدارج)

### مرویات ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

آپ سے مرویات احادیث کتب متداولہ میں پینسٹھ ۶۵ ہیں جن میں سے دو متفق علیہ ایک تنہا مسلم میں اور باقی دیگر کتب میں ہیں۔ (مدارج)

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں سے آپ کی صاحبزادی حبیبہ اور بھائی معاویہ اور عتبہ اور آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عتبہ بن ابی سفیان کے علاوہ ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ بن اخنس ثقفی (اور یہ آپ کے بھانجے ہیں) اور صفیہ بنت شیبہ، زینب بنت ام سلمہ عروہ بن زبیر بھی شامل ہیں۔

(الاصابہ ج ۸ ص ۱۴۲)

### چند ایک روایات

☆۱۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کی رفیقہ حیات ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو ام المؤمنین نے فرمایا کہ:-  
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل لامرأة تو من باللہ والیوم  
الاخر ان تحد علی میت فوق ثلث الا علی زوج اربعة اشهر وعشرا۔

میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اسے جائز نہیں کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے البتہ شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ (رواہ البخاری فی کتاب الجنائز)

☆ ۲۲۔ حضرت ابوالجراح مولیٰ امّ حبیبہ امّ المؤمنین سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ:-

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لولا ان اشق على امتي  
لا مرتهم بالسواك عند كل صلاة كما يتوضئون  
میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا کہ اگر ہم کو اپنی امت کا مشقت میں پڑنا گراں نہ  
ہوتا تو ہم ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتے جیسا کہ وضو کرتے ہیں۔

(رواہ امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۹۵)

☆ ۳۳۔ عنہ بن ابی سفیان امّ المؤمنین امّ حبیبہ بنت ابی سفیان سے روایت کرتے ہیں کہ  
اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:-

من صلی فی یوم وليلة ثنتی عشر سجدة سوی المكتوبة بنی له بیت فی  
الجنة

جس نے دن رات میں بارہ رکعت علاوہ فرض نماز کے نفل پڑھے اس کے لئے جنت میں گھر

بنایا گیا ہے۔ (رواہ امام احمد بن حنبل فی مسندہ ج ۶ ص ۳۲۶)

☆ ۳۴۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی کہ امّ حبیبہ بنت ابی سفیان نے انہیں خبر دی کہ

انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے آپ نکاح  
فرمائیں تو حضور نے فرمایا کہ:-

او تحببن ذالک

کیا تم اس کو پسند کرتی ہو۔

فقلت نعم لست بمخلية واحب من شاركني في خيراختي  
میں عرض گزار ہوئی جی ہاں آپ کے لئے تنہا میں ہی نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ خیر  
میں میری بہن میری شریک ہو۔

فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان ذالك لا يحل لي  
تو حضور نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں۔ (بخاری کتاب النکاح)

## وصال

آپ کے وصال میں علماء کا شدید اختلاف ہے چنانچہ الاصابہ میں ہے کہ:-

ماتت بالمدينة منه اربع واربعين جزم بذلك ابن سعد و ابو عبيد

یعنی اُمّ المؤمنین کا وصال مدینہ منورہ میں ۴۴ھ کو ہوا اس پر ابن سعد اور ابو عبید نے جزم فرمایا

ہے جب کہ ابن حبان اور ابن قانع نے ۴۲ھ کا قول کیا اور ابن ابی خیشمہ ۵۹ھ کے قائل ہیں وہو بعید

(الاصابہ ج ۸ ص ۱۴۲)

شیخ محقق علیہ الرحمة فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ۴۰/۴۳ ہجری میں بقول صحیح آپ

کا وصال ہوا تھا۔

دیگر ایک قول یہ بھی ہے کہ اُمّ المؤمنین کی رحلت شام میں ہوئی۔ (مدراج شریف)

## خویش واقارب

### حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ

یہ اُمّ المؤمنین کے والد گرامی القدر ہیں حضور ﷺ کے کاتبوں میں ان کا شمار ہوتا ہے ان کے

دو فرزند تھے یزید اور معاویہ ابوسفیان کے علاوہ ابو حنظلہ بھی ان کی کنیت ہے واقعہ فیل سے دس سال قبل

ولادت ہوئی جب کہ وصال ۳۲/۳۱ ہجری مدینہ میں دور خلافت عثمان ذوالنورین میں ہوا جنت البقیع میں

مدفون ہوئے حضرت معاویہ نے نماز جنازہ پڑھائی عمر اٹھاسی یا پھر نوے سے کچھ زائد پائی یہ دور جاہلیت

میں سردارانِ قریش میں سے سٹھے غزوہٴ احد اور خندق میں سپہ سالارِ کفار تھے فتحِ مکہ کے روز حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ کیا تمہارے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ تم شہادت دو کہ لا الہ الا اللہ تو ابوسفیان چپ ہو رہا اور دوبارہ جب کہا گیا تو اس نے جواباً کہا کہ ابھی تک مجھے یہ یقین نہیں ہوا اور مجھے اس میں شک ہے ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ ابوسفیان کے دل میں آیا کہ وہ کون سی چیز ہے جس کے باعث محمد ﷺ کو ہم پر غلبہ حاصل ہوتا ہے پس اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

روزِ طائف ان کی آنکھ میں تیر لگا جب حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو یہ خواہش کرتا ہے کہ تمہاری آنکھ کی روشنی کے لئے دعا کروں یا اگر تجھے جنت طلب ہے تو پھر صبر کرو اس نے کہا مجھے جنت کی خواہش ہے پھر جنگِ یرموک میں دوسری آنکھ بھی ختم ہو گئی۔

### حضرت ہندہ والدہ اُم حبیبہ

آپ ہندہ بنت عتبہ ہیں حضرت ابوسفیان کی زوجہ اور اُم المؤمنین کی والدہ ہیں اسلام سے مشرف ہونے سے قبل حضور ﷺ کو تکلیف دینے میں بہت مشہور تھیں بالخصوص غزوہٴ احد میں حضرت سید الشہداء کا آپ ہی نے مثلہ کیا تھا چنانچہ جب حضرت وحشی نے آپ کو شہید کیا تو آپ کا سینہ چاک کیا اور کلیجہ نکال کر حضرت ہندہ کو پیش کیا انہوں نے کلیجہ کو کچا چبایا پھر حضرت کی نعش پر آئیں اور چھری سے آپ کے گردے، کان، ناک اور اعضائے نہانی کاٹے اور سب کو ایک دھاگے میں پرو کر اپنے گلے کا ہار بنایا اور اپنا طلائی ہار حضرت وحشی کو انعام میں دیا اور مکہ میں پہنچ کر مزید دس اشرفیاں دینے کا وعدہ کیا اللہ کی شان یہ حضرت ہندہ جو کہ حضرت معادیہ و اُم المؤمنین کی والدہ ہیں جس نے آج یہ حرکت کی فتحِ مکہ کے دن مسلمان ہو گئیں حضور ﷺ نے ان کو معاف فرمادیا اور عہدِ فاروقی میں اسی ہندہ نے لشکرِ اسلام کیساتھ بڑی خدمات پیش فرمائیں اور بار بار کہتی تھیں کہ میں اپنے پرانے گناہوں کا کفارہ کر رہی ہوں جنگِ قادسیہ و یرموک میں حضرت ہندہ کے کارنامے تا قیامِ قیامت یاد رہیں گے خیال رہے جب فتحِ مکہ ہوا

تو جو خواتین بیعت کی خاطر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان میں حضرت ہندہ بھی تھیں اور آپ نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈالا ہوا تھا جب اسلام قبول کر چکیں تو اپنے منہ سے نقاب ہٹا دیا اور کہنے لگیں کہ میں ہندہ بنت عتبہ ہوں حضور نے فرمایا کہ مسلمان ہو کر آگئی ہو اچھا ہوا ہے پھر حضرت ہندہ نے اپنے گھر جا کر تمام بتوں کو توڑا اور کہنے لگیں کہ ہم یونہی تمہارے غرور اور فریب میں آئے ہوئے تھے پھر دو بکریاں بطور ہدیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں بھیجیں اور معذرت کی کہ ہمارے پاس بکریاں ٹھوڑی ہیں اس پر حضور نے دعائے برکت فرمائی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے بکریوں میں بہت اضافہ فرمایا حضرت ہندہ خود کہا کرتی تھیں کہ یہ سب حضور ﷺ کی دعا کی برکت ہے۔ (مدارج و تفسیر نعیمی)

### یزید بن ابوسفیان

یہ اُمّ المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور حضرت ابوسفیان کے فرزند ہیں ۱۲ھ میں حضرت صدیق اکبر نے ان کو عامل بنایا تھا حضرت فاروق اعظم نے اپنی دورِ خلافت میں بھی حضرت معاذ بن جبل کی رحلت کے بعد ابوسفیان کو اور ان کے وصال کے بعد یزید بن ابوسفیان کو حاکم بنا دیا تھا اور آپ کی رحلت کے بعد حضرت معاویہ کو حاکم مقرر فرمایا تھا ایک روز حضرت یزید بن ابوسفیان نے اپنے پیٹ کی طرف دیکھ کر محسوس کیا کہ یہ پہلے سے بڑا ہو گیا ہے تو درہ (کوڑا) اٹھالیا اور کہا کہ کھال کافر ہو چکی ہے۔ آپ کی وفات ۷ھ ہجری میں ہوئی۔ (مدارج شریف)

### حضرت معاویہ بن ابوسفیان

آپ اُمّ المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت ابوسفیان کے بیٹے اور جلیل القدر صحابی رسول اور کاتب وحی ہیں آپ کا نام معاویہ کنیت ابو عبد الرحمن ہے آپ کا والد کی طرف سے سلسلہ نسب یوں ہے معاویہ بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

جب کہ والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے معاویہ بن ہندہ بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف جس سے پتہ چلا کہ آپ والد و والدہ دونوں ہی کی طرف سے پانچویں پشت میں



حضور ﷺ سے مل جاتے ہیں اور چونکہ آپ اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی ہیں اس لحاظ سے آپ کا حضور سے دوہرا رشتہ ہوا نسبی اور سسرالی بھی ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء آپ کی ولادت ظہور نبوت سے آٹھ سال پہلے (اندازہً) مکہ میں اور وفات ۶۰ ہجری کو ماہِ رجب دمشق میں لقوہ کی بیماری سے ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۸۷ سال تھی۔

(رسالہ مبارکہ امیر معاویہ بتصرف و مدارج شریف)

۷ ہجری کو اسلام قبول فرمایا مگر والدین کے خوف کی وجہ سے اسلام کو مخفی رکھا فتح مکہ کے بعد جب آپ کے والدین اسلام لے آئے تو آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور حضور کے ساتھ غزوہ حنین میں شرکت فرمائی سیدنا عبداللہ بن عباس و ابن عمر و ابن زبیر جیسے جلیل القدر صحابہ نے آپ سے احادیث روایت فرمائیں کل مرویات ایک سو تریسٹھ ہیں آپ مجتہدین صحابہ میں سے ہیں چنانچہ امام بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ سیدنا عبداللہ بن عباس سے کہا گیا کہ جناب امیر معاویہ کو کیا ہو گیا کہ وہ ایک رکعت ہی وتر پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا وہ ٹھیک کرتے ہیں وہ فقیہ یعنی مجتہد ہیں نیز امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند شریف میں عریاض بن ساریہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدایا معاویہ کو کتاب (قرآن) اور علم حساب عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا ترمذی شریف میں عبداللہ ابن ابی عمیرہ مدنی سے روایت کی کہ حضور سید عالم ﷺ نے دعا کی اے اللہ معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے معاویہ جب تجھے کسی جگہ کا حاکم بنایا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل و انصاف پر قائم رہنا مجھے اس وقت سے یقین ہو گیا تھا کہ مجھے حکومت کی ذمہ داری سونپی جائے گی۔ (ازالۃ الخفاء)

تمام علماء و محدثین نے آپ کی ثناء و تعریف بیان فرمائی چنانچہ امام قسطلانی نے فرمایا معاویہ بڑے مناقب اور بڑی خوبیوں والے ہیں امام یافعی نے فرمایا کہ معاویہ حلیم، کریم، عاقل، کامل، بہت رائے سلیم والے تھے کسی نے عبداللہ ابن مبارک سے پوچھا اے ابو عبد الرحمن معاویہ اور عمر بن عبدالعزیز

میں سے کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ معاویہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار جو حضور کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے کیوں نہ ہو کہ معاویہ نے حضور ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ خیال رہے حضرت عبداللہ ابن مبارک وہ بزرگ ہیں جن کے علم، زہد و تقویٰ اور امانت پر تمام امت متفق ہے اور آپ سے حضرت خضر علیہ السلام ملاقات فرماتے تھے۔ (رسالہ مبارکہ امیر معاویہ)

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے زمانہ میں حضرت کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا قتالنا قتلا معاویة فی الجنة ہمارے اور معاویہ کے مقتولین سب جنتی ہیں نیز آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اخواننا بغوا علینا یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں ہم سے بغاوت کر بیٹھے۔

حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ اول ملوک اسلام اور سلطنت محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اس کی طرف توریث مقدس میں بھی اشارہ ہے کہ مولدہ بمکة و مهاجرہ طیبة و ملکہ بالشام کہ وہ نبی آخر الزماں مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی محمد رسول اللہ ﷺ کی۔

(اعتقاد الاحباب)

آپ کی امارت کی مدت ۴۴/۴۳ سال ہے حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں دمشق فتح ہونے کے بعد وہاں کا گورنر آپ کے برادر اکبر یزید ابن ابوسفیان کو مقرر فرمایا ان کے وصال کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق نے حضرت امیر معاویہ کو ان کی جگہ گورنر مقرر فرمایا آپ کے بعد عثمان ذوالنورین نے بھی آپ کو پورے شام کا گورنر بنا دیا تھا۔

اسی طرح خلافت حضرت علی اور خلافت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے سارا عرصہ بھی حاکم رہے حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت حسن چھ ماہ خلیفہ رہے اگر چاروں خلفاء کی خلافت جمع کی جائے تو ساڑھے اسی سال بنتے ہیں پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ کا عرصہ بھی مل جائے تو کل مدت تیس سال ہو جاتی ہے جو کہ حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے عین مطابق خلافت راشدہ کی کل

مدت ہے کیونکہ حضور کا ارشاد ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی پھر ملوکیت ہو جائے گی (مدارج شریف و فضائل صحابہ و اہل بیت) خیال رہے حضرت حسن ؓ نے چھ ماہ بعد حضرت معاویہ سے چند شرائط پر صلح فرما کر حکومت ان کے سپرد فرمادی تو یوں آپ کی امارت مستقل ہو گئی۔ (مدارج)

متنبیہ

صحابہ کرام کے باہم جو واقعات ہوئے ان پر اپنی رائے دینا یا کسی کو قصور وار بتانا سخت حرام ہے ہمیں تو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ سب کے سب حضور ؐ کے جانثار سچے غلام اور شرف صحابیت سے مشرف تھے حضور صدر الشریعہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ پر معاذ اللہ طعن وغیرہ کرنے والا حقیقتاً حضرت امام حسن مجتبیٰ ؑ بلکہ حضور سید عالم ؐ بلکہ اللہ عزوجل پر طعن کرتا ہے۔

(بہار شریعت)

اعتقاد الاحباب میں حضور سیدی اعلیٰ حضرت ؒ نقل فرماتے ہیں جو حضرت معاویہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے نیز صدر الشریعہ ؒ فرماتے ہیں کہ کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت بد مذہبی و گمراہی اور استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور ؐ کے ساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو ہانے اور اپنے آپ کو سنی کہے مثلاً حضرت معاویہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان ؓ اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن عاص حضرت مغیرہ بن شعبہ و حضرت ابوموسیٰ اشعری حتیٰ کہ حضرت وحشی (جنہوں نے قبل اسلام حضرت حمزہ کو شہید کیا) اور بعد اسلام احبب الناس خبیث مسیلمہ کذاب ملعون کو واصل جہنم کیا ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی تمہرا ہے اور اس کا قائل (کہنے والا) رافضی یہ اگرچہ حضرات شیخین کی توہین کی مثل نہیں ہو سکتی کہ ان کی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔ (بہار شریعت)

اعلیٰ حضرت ؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں احادیث مروی

ہیں اس لیے ان کے حق میں زبان طعن و تشنیع نہیں کھولتے اور انہیں ان کے مراتب پر رکھتے ہیں جو ان کے لئے شرع میں ثابت ہیں ان میں کسی کو کسی پر ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں اور ان کے اختلاف کو امام ابوحنیفہ و امام شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ رفیع میں طعن کریں خدا کی قسم یہ اللہ اور رسول ﷺ کی جناب میں گستاخی ہے۔ (اعتقاد الاحباب)

نیز فرمایا:-

اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے (ہم اہل سنت نے) اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عادل و ثقہ، تقی، متقی ابرار ہیں اور ان (کی آپس میں مشاجرات وغیرہ کی) تفصیل پر نظر گمراہ کرنے والی ہے۔ (اعتقاد الاحباب)

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ کوئی صحابی فاسق یا فاجر نہیں سارے صحابہ متقی پرہیزگار ہیں کیونکہ قرآن کریم نے ان سب کے عادل و متقی ہونے کی گواہی دی اور ان سے مغفرت و جنت کا وعدہ فرمایا چنانچہ فرمایا:-

وَالزَّمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا

اللہ نے پرہیزگاری کا کلمہ ان سے لازم کر دیا اور وہ اس کے مستحق تھے۔

ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ جو لوگ اپنی آوازیں اللہ کے رسول کے حضور ﷺ میں پست رکھتے ہیں یہی وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا۔

اولئک مبرؤن مما یقولون لہم مغفرة و رزق کریم

یہ ان الزاموں سے بری ہیں جو لوگ کہتے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور اچھی روزی۔

و کلا وعد اللہ الحسنی

اور سارے صحابہ سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا .

اولئك هم الصدقون

یہ صحابہ سب سچے ہیں۔

رضی اللہ عنہم ورضوعنه

اللہ ان سے راضی یہ اللہ سے راضی ہیں

وكره اليكم الكفر والفسوق والعصيان

اللہ نے تمہارے دلوں میں کفر، فسق اور گناہوں سے نفرت ڈال دی۔ (رسالہ مبارکہ

امیر معاویہ)

اولئك عنها مبعدون

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

لا يسمعون حسيها

وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔

وهم في ما اشتتت انفسهم خلدون

وہ ہمیشہ اپنی من مانی، جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔

لا يحزنهم الفزع الاكبر

قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔

تتلقهم الملائكة

فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

هذا يومكم الذي توعدون

یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل فرماتا ہے جو کسی صحابی پر طعن کرے وہ



اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ (اعتقاد الاحباب)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت

آپ کے پاس حضور ﷺ کی مبارک چادر اور قمیص اور کچھ موئے مقدس اور چند ناخن شریف بھی تھے آپ کی وصیت تھی کہ مجھے حضور ﷺ کی قمیص پہنائیں چادر میں لپیٹیں اور ان کی ازار مبارک اوپر دے کر کفنایا جائے اور میرے سینہ میری ناک اور سجدہ گاہوں میں موئے مبارک ناخن مبارک رکھے جائیں پھر ارحم الراحمین کے حوالے کر دیں۔ (مذراج شریف و اسد الغابہ)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## گیارہواں باب

## تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا مدینہ کے باشندے یہودیوں کے مشہور قبیلہ بنی نضیر کے سردار حنی بن اخطب کی بیٹی تھیں آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں اور سیدہ کا باپ بنو قریظہ کیساتھ قتل ہوا آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے۔

صفیہ بنت حنی بن اخطب بن سعۃ بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن ابی حبیب

(الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۰)

اسی طرح یہ سلسلہ حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام تک پہنچتا ہے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے برادر ہیں سیدہ کی والدہ کا تعلق قبیلہ قریظہ سے تھا۔

## سلام بن مشکم کے نکاح میں

اُمّ المؤمنین کا پہلے نکاح سلام بن مشکم سے ہوا پھر کنانہ ابن ابی الحقیق سے ہوا کنانہ خیبر

میں مارا گیا۔ (نزہۃ القاری و مدارج)

## سیدہ کا خواب

حضور ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل سیدہ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ چاند آپ کی گود مبارک میں آ گیا ہے تو جب آپ نے اس کا تذکرہ اپنی والدہ سے کیا فاطمت و جہہا تو اس نے آپ کے چہرہ پر تھپڑا مارا اور کہا انک لتمدین عنقک الی ان تکون عند ملک العرب یعنی تو گردن اٹھاتی ہے کہ شہنشاہ عرب کی تو ملک ہو جائے سیدہ کو آپ کی والدہ نے اس زور سے تھپڑا مارا تھا جس کا نشان آپ کے رخسار پر پڑ گیا اور جب سیدہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو اس موقع پر حضور نے اس بارے پوچھا تو آپ نے حضور ﷺ کو واقعہ بتایا۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۰)

دیگر ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب سیدہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ

کے چہرے میں ایک نشان دیکھا تو حضور ﷺ کے پوچھنے پر عرض گزار ہوئیں کہ ایک روز میں اپنے خاوند کی گود میں سر رکھے آرام کر رہی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری گود میں آ پڑا جب میں نے اپنے خاوند کو خواب سنایا تو اس نے مجھے اس زور سے تھپڑ مارا کہ جس کا نشان پڑ گیا اور کہنے لگا کہ شرب کے بادشاہ کی آرزو کرتی ہو جب کہ ایک روایت میں خواب باپ کو سنانے کا بھی ذکر ہے۔

## حسن و جمال کی پیکر

سیدہ حسن و جمال میں یکتا علم و فضل میں یگانہ اور تحمل و بردباری میں بے مثل تھیں جب آپ مدینہ طیبہ آئیں تو آپ کا شہرہ سن کر عورتیں زیارت کے لئے گئیں اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کو دیکھنے تشریف لے گئیں جب واپس آئیں تو حضور نے پوچھا کیسی ہے آپ نے جواب دیا یہودیہ ہے فرمایا یہودیہ مت کہو۔

فانہا اسلمت و حسن اسلامہا

کیوں کہ وہ اسلام لے آئی ہیں اور ان کا اسلام بہت اچھا ہے۔

(نزہۃ القاری ج ۲ ص ۲۵۷ والاصابہ)

## اعزازِ صفیہ رضی اللہ عنہا

اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ و اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہا کرتیں تھیں آپ سے ہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں زیادہ معزز ہیں کیونکہ ہم حضور ﷺ کی بیویاں اور آپ کے چچا کی صاحبزادیاں ہیں جب یہ بات سیدہ صفیہ کو پہنچی تو آپ رونے لگیں حضور سید عالم ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی تو عرض گزار ہوئیں کہ حضور عائشہ اور حفصہ میرے پاس آتی ہیں اور مجھے کہتی ہیں کہ ہم صفیہ سے بہتر ہیں کیونکہ ہم حضور ﷺ کے نسب عالی سے ہیں اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا الا قلت و کیف تکونان خیر امنی و زوجی محمد و ابی ہارون و عمی موسیٰ کہ آپ ان کو یہ کیوں نہیں کہہ دیتی ہو کہ تم دونوں مجھ سے بہتر کیسے ہو جب کہ میرے شوہر حضور

سید عالم ﷺ میرے والد ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

(الإصابہ، مدارج، نزہۃ القاری، ترمذی)

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رشک

اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا پر رشک کیا کرتی

تھیں ایک روز آپ نے حضور ﷺ کی خدمت میں سیدہ کی مذمت میں کہا کہ حضور ﷺ کو تو طفیہ ہی کافی

ہیں وہ یوں ہیں اور یوں ہیں اس پر سید عالم ﷺ نے فرمایا عائشہ تم نے وہ بات کہی ہے اگر اسے دریا میں

ڈالیں تو اس کا بھی رنگ تبدیل ہو جائے۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲۰، مدارج)

سیدہ حضور ﷺ کے عقد نکاح میں

فتح خیبر کے بعد جب مال غنیمت اکٹھا کیا گیا تو اسیران خیبر میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ

عنہا بھی تھیں ابھی نئی شادی شدہ جب کہ عمر سترہ سال تھی آپ کنانہ بن ابی الحقیق کی زوجیت میں

تھیں وہ اور سیدہ کا والد دونوں اور ان کے علاوہ خاندان کے کئی افراد مارے گئے علاوہ ازیں کئی قیدی

ہوئے حضرت صفیہ بطور غنیمت حضرت دجیہ کلبیؓ کے حصے میں آئیں اس پر لوگوں نے کہا کہ

حضور ﷺ صفیہ حسین و خوبصورت ہے اور اپنے قبیلہ کے سردار کی بیٹی ہیں اور حضرت ہارون علیہ

السلام کی نسل میں سے ہیں اس لئے ان کا حضور ﷺ کے لئے مختص ہونا موزوں و مناسب ہے کیونکہ

صحابہ میں دجیہ جیسے اور بہت ہیں لیکن غنیمت میں صفیہ جیسی کم ہیں اگر وہ دجیہ کے لئے مختص کی گئیں تو کئی

صحابہ کی دل آزاری کا باعث ہوگا پس مصلحت اسی میں ہے کہ سیدہ کو واپس کر کے حضور ﷺ اپنے لئے

مختص فرمائیں اس پر حضور نے حضرت دجیہ کو فرمایا کہ تم دیگر باندیوں میں سے کوئی لے لو ایک روایت میں

یہ بھی ہے کہ آپ کی پچھیری حضرت دجیہ کو دے دی گئی جب کہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ

حضور ﷺ نے آپ کو سات باندیوں کے عوض حضرت دجیہؓ سے خریدا پھر حضور نے سیدہ کو آزاد

فرما کر اپنی زوجیت کا شرف بخشا جب منزل صہباء پر آئے تو آپ نے سیدہ سے زفاف فرمایا اور حضرت

انس کو حکم دیا کہ جو لوگ بھی ملیں انہیں صفیہ کے ولیمہ کے لئے دعوت دو۔ (مدراج)

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ولیمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو قلعہ خیبر فتح کروا دیا تو حضور ﷺ کے سامنے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسن کا ذکر ہوا جن کا خاندان کثرت میں مارا گیا تھا اور آپ ابھی تک عروسی لباس میں تھیں تو حضور ﷺ نے آپ کو اپنی زوجیت کے لئے پسند کیا پس انہیں لے کر چل دیئے یہاں تک کہ ہم سب صحباء کے مقام پر پہنچے تو وہ آپ کے لئے حلال ہو گئیں پس حضور ﷺ نے سیدہ کو خلوت کا شرف عطا فرمایا پھر ایک چھوٹے سے دسترخوان پر مالیدہ رکھ دیا گیا اور مجھے فرمایا کہ اپنے ارد گرد جو حضرات تمہیں ملیں انہیں بلاؤ فکانت تلک ولیمتہ علی صفیة یہی حضرت صفیہ کا ولیمہ تھا۔ (بخاری شریف کتاب المغازی)

ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ حضور نے واپسی پر خیبر اور مدینہ کے مابین تین رات قیام فرمایا اور حضور کے ولیمہ کے لئے میں نے لوگوں کو مدعو کیا و ماکان فیہا من خبز و لالحم کہ دعوت ولیمہ میں روٹی اور گوشت وغیرہ کی قسم کی کوئی چیز نہ تھی بلکہ یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت بلال کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور وہ بچھایا گیا فالقی علیہ التمر والاقط والسمن پھر اس پر کھجوریں پیڑ اور کچھ گھی رکھ دیا گیا پس لوگ آپس میں کہنے لگے کہ حضور ﷺ نے صفیہ کو امہات المؤمنین میں شامل فرمایا ہے یا پھر کنیر بنا کر رکھا ہے پھر کہنے لگے کہ امہات المؤمنین میں داخل فرمایا گیا ہوگا تو سیدہ کو پردہ کروایا جائے گا اور اگر صفیہ نے پردہ نہ کیا تو معلوم ہو جائے گا کہ کنیر بنا کر رکھا ہے فلما ارتحل و طالها خلفہ و مد الحجاب کہ حضور ﷺ جب سوار ہوئے تو حضرت صفیہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور آپ پر پردہ ڈال دیا۔ (بخاری کتاب المغازی)

علماء فرماتے ہیں کہ ایک بار اونٹ کو ٹھوک لگی تو حضرت اُمّ المؤمنین زین پر آ رہیں پھر بھی سیدہ پر کسی نظر کی نہ پڑی اس کے بعد حضور ﷺ نے سیدہ کا پردہ درست فرمایا ایک مرتبہ دوران سفر سیدہ صفیہ



رضی اللہ عنہا کا اونٹ تھک کر رہ گیا حضور نے حضرت زینب کو فرمایا کہ آپ اپنا اونٹ صفیہ کو دے دو کیونکہ ان کا اونٹ تھک گیا ہے اس پر سیدہ زینب کہنے لگیں کہ میں اس یہودیہ کو اپنی کوئی چیز بھی نہ دوں گی اس پر حضور ﷺ ناراض ہوئے اور دو تین ماہ تک آپ کو اپنے شرف سے دور رکھا۔

ایک موقع پر سیدہ صفیہ فرماتی ہیں کہ جب میں قیدی بن کر خدمت اقدس میں پیش ہوئی تو اس وقت حضور ﷺ سے زیادہ ناپسندیدہ میری نگاہ میں کوئی نہ تھا لیکن حضور ﷺ کے اعلیٰ کردار اور پاکیزہ اخلاق نے مجھ پر ایسا اثر فرمایا جب میں اٹھی تو حضور سے زیادہ محبوب اور کوئی میرے لئے نہ تھا۔

### سیدہ کا حضور ﷺ کی معیت میں حج

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہ کو ایام حج میں مقام منیٰ میں حیض (خواتین کی ماہواری کا خون) آیا جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا احابستا ہی کیا صفیہ ہمیں روکنے والی ہے اس پر صحابہ عرض گزار ہوئے انہا قد افاضت اے اللہ کے رسول ﷺ اُمّ المؤمنین افاضہ فرما چکی ہیں یعنی آپ نے طواف زیارت فرمایا ہے تو حضور نے فرمایا فلا اذا اب ہمیں رکنے کی ضرورت نہیں۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۱۴ مکتبہ ضیاء القرآن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۷۴ مطبع مجتہائی پاکستان لاہور)

و فی روایة امام احمد بن حنبل حاضت صفیة فذکرت ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال احابستا ہی قلت انها قد افاضت قبل ذلک قال فلا (امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۹)

### سیدہ صفیہ کی بردباری

اسحاق بن یسار فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے مخصوص قلعہ بنی ابی الحقیق کو فتح فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی چچا زاد بہن کو لے کر آئے اور راستے میں آپ ان کو یہودیوں کے مقتولین کے پاس سے لے کر گزرے تو آپ کی چچیری نے اپنے مقتولین

کو دیکھا تو اپنے چہرے کو ڈھانپ کر چیختے چلاتے ہوئے سر پر مٹی ڈالنے لگی (لیکن صفیہ نے بڑی بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی ایسا بے صبری والا عمل نہ کیا) جب ان دونوں کو حضور کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو حضور نے صحابہ کو فرمایا اعتزلوا هذه الشيطانة عني کہ اس شیطانہ کو مجھ سے دور کر دو اور حضرت صفیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر سے ڈھانپ لیا تو یہ معاملہ دیکھ کر صحابہ نے پہچان لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ کو اپنے لیے چن لیا ہے۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۰)

### سیدہ صفیہ اور حضور ﷺ کی رضا جوئی

حضرت اُمّ المؤمنین خود بیان فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے اپنی ازواج کیساتھ حج فرمایا لیکن راستے میں میرا اونٹ بیٹھ گیا اس پر سیدہ نے رونا شروع فرمایا جب حضور ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ خود سیدہ کے آنسو پونچھتے تھے سیدہ فرماتی ہیں کہ فجعلت تزداد بكاء وهو ينهاها حضور ﷺ مجھ کو رونے سے منع فرماتے اس کے باوجود میرا رونا زیادہ ہوتا جب بہت زیادہ آنسو بہے تو حضور ﷺ نے سختی سے منع فرمایا اور لوگوں کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا باوجودیکہ آپ کا نزول فرمانے کا ارادہ نہ تھا۔

پس جب قافلہ والوں نے نزول فرمایا تو حضور ﷺ کے لئے خیمہ لگایا گیا اور آپ اس میں تشریف فرما ہوئے اور وہ میری باری کا دن تھا۔ اب میری سمجھ میں نہ آیا کہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں کیسے حاضری دوں اور مجھ کو خوف تھا کہ حضور ﷺ کے قلبِ اطہر میں میری طرف سے کوئی ناراضگی ہو فرماتی ہیں کہ پھر میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں گئی اور جا کر کہا کہ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ میں کبھی بھی کسی کو کسی قیمت پر اپنی باری دینے کے لئے تیار نہیں ہوں لیکن میں اپنی باری آپ کو اس طور پر بہہ کرتی ہوں کہ حضور ﷺ مجھ سے رضامند ہو جائیں پھر سیدہ صدیقہ نے اپنی اس چادر کو کہ جس کو زعفران سے رنگا تھا لیا اور اس پر پانی کا چھڑکاؤ فرمایا تاکہ اس کی خوشبو بڑھے اور اوڑھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور خیمہ مبارک کا کنارہ اٹھایا تو حضور نے فرمایا مالک یا عائشة ان هذا ليس بيومك

اے عائشہ تمہیں کیا ہوا آج آپ کی باری کا دن نہیں ہے اس پر سیدہ نے ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء پڑھا پھر کوچ کرنے کے وقت حضور ﷺ نے حضرت زینب کو فرمایا کہ اپنی سواری صفیہ کو دے دو انہوں نے کہا کہ اس یہودیہ کو میں اپنی چیز نہ دوں گی اس پر حضور ﷺ سیدہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوئے اور آپ کو اپنے قرب سے فیض یاب نہ فرمایا حتیٰ کہ محرم و صفر بھی گزر گیا پھر ربیع الاول میں حضور سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج 6 ص ۳۳۷ ، مدارج)

حضور سید عالم ﷺ کی سیدہ سے محبت

اللہ کے رسول ﷺ کو جہاں دیگر ازواج بالخصوص صدیقہ و خضہ رضی اللہ عنہما بہت زیادہ محبوب تھیں اسی طرح سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے بھی بہت محبت فرماتے تھے اور آپ موقع بہ موقع آپ کی دلجوئی فرماتے تھے جیسا کہ ماقبل روایتوں میں بھی گزرا اسی طرح ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ مسجد نبوی شریف میں اعتکاف میں تھے کہ سیدہ حضور ﷺ کی زیارت کرنے حاضر ہوئیں اور حضور سے تھوڑی دیر شرف کلام حاصل کیا پھر جب آپ واپس جانے لگیں تو حضور آپ کو دروازے تک چھوڑنے تشریف لے گئے چنانچہ بخاری شریف کتاب الاعتکاف میں امام زین العابدین ؑ فرماتے ہیں کہ:-

ان صفة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرته انها جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوره فی اعتکافہ فی عشر الا و اخر من رمضان فتحدثت عنده ساعة ثم قامت تنقلب فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم معها یقلبها حتی اذا بلغت باب المسجد عند باب ام سلمة مرّ رجلان من الانصار فسلما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لهما النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما صفة بنت حی فقال سبحان اللہ یا رسول اللہ وکبر علیہما فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان

يلع من الانسان مبلغ الدم واني خشيت ان يقذف في قلوبكما شيئا

(الصحيح البخارى ج ١ ص ٢٧٢)

حضرت صفیہ حضور ﷺ کی اہلیہ محترمہ نے ان کو خبر دی کہ آپ حضور ﷺ کی زیارت کے لئے آئیں جب کہ حضور ﷺ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں مسجد میں معتکف تھے پس سیدہ نے حضور ﷺ سے تھوڑی دیر گفتگو فرمائی پھر اٹھ کر واپس مڑنے لگیں تو حضور ﷺ بھی انہیں واپس کرنے کے لئے آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے جب سیدہ مسجد کے اس دروازے پر پہنچیں جو اُم سلمہ کے حجرے کے دروازے کے پاس ہے تو انصار کے دو صاحب (حضرت اسید بن حفیر اور عباد بن بشر) گذرے اور حضور کی بارگاہ میں سلام عرض کیا حضور ﷺ نے دونوں کو فرمایا ٹھہرو یہ صفیہ بنت حبی ہیں پس دونوں صحابہ نے عرض کی سبحان اللہ یا رسول اللہ ﷺ اور ان حضرات پر حضور ﷺ کا یہ ارشاد شاق و گراں گزرا اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے بدن میں جہاں جہاں خون پہنچنے کی جگہ ہے شیطان بھی پہنچتا ہے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کچھ (بدگمانی) نہ ڈال دے۔ سبحان اللہ اس سے یہ بات بخوبی معلوم کی جاسکتی ہے کہ سیدہ حضور ﷺ کو کس قدر محبوب ہیں کہ آپ کو الوداع فرمانے حضور ﷺ خود شریف لائے حتیٰ کہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ مسجد میں جلوہ افروز تھے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حاضر تھیں جب سب چلی گئیں تو حضور نے سیدہ صفیہ سے فرمایا کہ جانے میں جلدی مت کرنا میں تمہیں پہنچا دوں گا خیال رہے بخاری بدء الخلق اور مشد امام احمد میں ہے کہ سیدہ حضور ﷺ کی خدمت میں رات کو حاضر ہوئی تھیں۔

نیز حدیث کے اس جملہ سے کہ ان الشیطان یلع من الانسان مبلغ الدم انسان کے جسم میں جہاں جہاں خون پہنچتا ہے شیطان بھی پہنچ جاتا ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیطان انسان



کو بے قابو کر کے مسلط ہو سکتا ہے جیسا کہ آسیب زدہ افراد میں مشاہدہ ہے اور یہ خود قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ فرمایا يتخبطه الشيطان من المس وہ جسے آسیب نے چھو کر مخلوط بنا دیا ہو۔

(نزہة القاری ج ۵ ص ۱۵۲)

پس شیطان انسان کو گمراہ کرنے اور اپنا مطیع کرنے کی قسم کھا چکا ہے چنانچہ نص قرآن ارشاد فرماتی ہے:-

قال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ولا ضلنہم ولا منینہم ولا امر نہم  
فلیتکن اذان الانعام ولا امر نہم فلیغیرن خلق اللہ .

بولہ (شیطان) قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرا ہوا حصہ لوں گا قسم ہے میں ضرور سب کو بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیرینگے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔ (کنز الایمان سورۃ النساء)

بایں ہمہ اللہ کے نیک بندوں پر شیطان کا قابو نہیں چنانچہ ارشاد فرمایا

ان عبادی لیس لک علیہم سلطان الا من اتبعک من الغوین  
بے شک میرے (ایمان دار) بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ  
دیں (کافر جو تیرے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں)

نیز شیطان خود بھی کہہ چکا کہ:-

ولا غوینہم اجمعین الاعبادک منہم المخلصین

ترجمہ اور ضرور میں ان سب کو (دلوں میں وسوسے ڈال کر) بے راہ کروں گا مگر جو ان میں

چنے ہوئے بندے ہیں۔ (کنز الایمان سورۃ الحجر پ ۱۴)

یعنی جنہیں تو نے اپنی توحید و عبادت کے لئے برگزیدہ فرمایا ان پر شیطان کا وسوسہ اور اس

کا کید نہ چلے گا۔ (بخزائن العرفان)



خیال رہے دورِ ہذا میں جہاں اور بہت سارے فتنوں نے سر اٹھایا وہاں ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ مرد عورتوں کا لباس اور ان کی طرح بات چیت حرکات و سکنات و زیب و زینت کرتے ہیں یہ سب اغوائے شیطان میں داخل ہے چنانچہ **وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرْنَ خَلْقَ اللَّهِ** اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے (کنز الایمان سورۃ النساء) کے تحت صدر الافاضل خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مردوں کا عورتوں کی شکل میں زنا نہ لباس پہننا عورتوں کی طرح بات چیت اور حرکات کرنا جسم کو گود کر سرمہ یا سیندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ (خزائن العرفان)

اس حدیث میں شک کی جگہ سے بچنے اور معاملات کو واضح و صاف رکھنے کی تلقین فرمائی کیوں کہ باوجود اس امر کے کہ صحابہ کرام کے دلوں میں حضور ﷺ کے لئے جس درجہ کے پاک و صاف خیالات ہیں وہ کسی اور کے لیے نہیں ہو سکتے ہیں بایں ہمہ حضور ﷺ نے ان دونوں کے سامنے اصل صورت حال واضح فرمادی کہ میرے ساتھ میری زوجہ صفیہ ہیں اس پر دونوں انصاری صاحبان نے سبحان اللہ کہا یعنی تعجب کا اظہار فرمایا کہ حضور ﷺ کے متعلق ہم کسی حالت میں بھی بدگمان نہیں ہو سکتے خیال رہے سیدنا امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اگر بالفرض وہ حضور علیہ السلام پر بدگمان ہوتے تو خوف تھا کہ کافر ہو جاتے اس بنا پر حضور ﷺ نے دونوں انصاری صاحبان کو معاملہ کی وضاحت فرمادی۔ (فیوض الباری)

اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو کہ اپنے آپ کو تہمت کی جگہوں ڈالتے ہیں۔

### حضور ﷺ کا سیدہ کی دلجوئی فرمانا

حضور سید عالم ﷺ کی مرض و فوات کا زمانہ تھا تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئی انی واللہ یانبی اللہ لو ددت ان الذی بکب بی کہ اے اللہ کے نبی مجھے یہ محبوب ہے کہ آپ کی بیماری مجھے

لگ جائے فغمزن ازواجه بصرهن اس پر دیگر ازواج مطہرات نے اپنی آنکھوں سے اشارہ فرمایا حضور کو معلوم ہوا تو ناخوشی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ واللہ انہا لصادقة قسم بخدا صفیہ اپنے دعویٰ میں سچی ہیں۔ (الاصابة ج ۸ ص ۲۱۲، مدارج نوح ۲ ص ۶۶۱)

سیدہ کا علم و فضل

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھیں جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عقل اور کمال درجہ کا علم و فضل عطا فرمایا چنانچہ الاصابہ میں فرمایا کہ:-

كانت صفیة عاقلة حلیمة فاضلة

کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی عاقلہ حلیم الطبع اور فضل والی تھیں۔ (ج ۸ ص ۲۱۱)

یعنی بن حکیم صمیرہ بنت جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ صمیرہ کہتی ہیں کہ ہم صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئیں تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری دی تو سیدہ کے پاس چند اور عورتوں کو پایا جو کہ کوفہ سے تعلق رکھتی تھیں وہ عورتیں کہنے لگیں کہ اگر تم چاہو تو آپ لوگ سوال کرو اور ہم سنیں یا ہم سوال کریں اور آپ لوگ سنیں تو ہم نے کہا کہ سہلین آپ لوگ سوال کریں فسالن عن اشیاء من امر المرأة وزوجها ومن امر الحیض کہتی ہیں کہ ان کوئی عورتوں نے سیدہ سے عورت اور اس کے خاوند کے متعلق اسی طرح حیض کے بارے سوالات کئے پھر ان عورتوں نے سیدہ سے نبیزجر (ایک خاص قسم کی نبیز) کے بارے سوال کیا تو سیدہ کہنے لگی کہ اکثر تم علی یا اهل العراق اے عراقیوں نبیزجر کے بارے تم نے کثرت سے سوالات کئے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۳۷)

اس روایت سے بخوبی وضاحت ہوئی کہ جہاں دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

لوگوں کے مسائل حل فرمایا کرتی تھیں اسی طرح اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھی لوگوں

کو فتویٰ دیا کرتی تھیں۔

## مرویاتِ اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

آپ سے دس احادیث روایت ہوئی جن میں سے ایک متفق علیہ اور دوسری دیگر کتب احادیث میں ہیں (مبارج ج ۲ ص ۶۶۱) آپ سے کنانہ (آپ کا غلام) اور دوسرا غلام یزید بن معتب اور امام زین العابدین علی بن حسین اور اسحاق بن عبداللہ بن حارث بن مسلم بن صفوان نے احادیث روایت فرمائی ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۲)

## چند ایک روایتیں

۱۔ صحیرہ بنت جیفہ کہتی ہیں کہ ہم سیدہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو میں نے اُمّ المؤمنین سے نبیذجر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نبیذجر کہ رسول ﷺ نے نبیذجر کو حرام فرمایا ہے (مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۳۷)

۲۔ علی بن حسین (امام زین العابدین) اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ حالت اعتکاف میں تھے تو میں رات کو حضور ﷺ کی زیارت کرنے آئی اور میں نے حضور ﷺ سے بات چیت کی ثم قمت فانقلبت فقام معی یقلبني تو میں واپس پلٹنے کے لئے کھڑی ہوئی تو حضور ﷺ بھی مجھے واپس کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ (امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۳۷)

## سیدہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کھانا بھیجنا

جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بلوایوں نے محاصرہ کر لیا تو آپ اپنے غلام کنانہ کیساتھ خچر پر سوار ہو کر چلیں کہ بلوایوں کو واپس کریں۔ اس موقع پر اشتر نے ان کے خچر کے منہ پر مارا تو سیدہ واپس لوٹ آئیں پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کھانا پانی بھیجتی تھیں۔

(نزہة القاری شرح بخاری ج ۲ ص ۲۵۸، الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۲)

## اُمّ المؤمنین سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال

آپ کے وصال میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ سیدہ کا وصال ۳۶ ہجری میں ہوا اور اس پر ابن مندہ نے جزم کیا ہے جب کہ اس کو نقل کرنے کے بعد الاصابہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کیونکہ اس وقت حضرت امام زین العابدین کی ولادت نہ ہوئی تھی جب کہ آپ کی سیدہ سے سماعت ثابت ہے۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۲)

حضور سیدنا شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس قول کے علاوہ ۵۵/۵۲ ہجری کا بھی ذکر فرمایا مزید فرماتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق خلافت فاروقی میں رحلت ہوئی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی جنازہ کی نماز پڑھائی۔ (مدارج شریف ج ۲ ص ۶۶۱)

اس کے علاوہ ایک قول ۵۰ ہجری کا بھی ہے جس کے قائل واقدی ہیں الاصابہ میں اس کو اقرب فرمایا گیا۔

نیز ۵۲ ہجری نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ خلافت معاویہ کا دور تھا۔

(الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۲)

حضور سیدی مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سیدہ کا وصال ۵۰ ہجری کو رمضان المبارک میں ہوا اور جنت البقیع میں آسودہ ہیں واللہ ورسوله اعلم (نزہۃ القاری ج ۲ ص ۲۱۲)

## اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی وصیت

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو وراثت سے ایک لاکھ درہم ملے تھے اور آپ نے اپنے ایک یہودی بھانجے کے حق وصیت فرمائی تھی کہ ان کو مال میں سے تھائی حصہ دیا جائے جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کے ورثاء نے بھانجے کو مال دینے سے انکار کر دیا اس پر اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اتقوا اللہ واعطوه کہ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اُمّ المؤمنین کے بھانجے کو اس کا حصہ دے دو۔ (طبقات ج ۸ ص ۱۰۸)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## بارہواں باب

## تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بھی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ہیں۔  
والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

میمونہ بنت حارث بن حزن بن بحیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن

صعصعہ الہلالیہ۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۴۹۹)

آپ کی والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور ایک قول کے مطابق آپ قبیلہ کنانہ سے تھیں۔

(مدراج شریف ج ۲ ص ۶۶۱)

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ کا نام بھی پہلے بڑھ تھا فسمہا النبی صلی اللہ علیہ و سلم

میمونہ تو حضور نے آپ کا نام میمونہ رکھا (الاصابہ ج ۸ ص ۳۲۲) یہ یمن بمعنی برکت سے ماخوذ ہے

(مدراج ایضاً) سیدہ کی والدہ کے جو داماد ہوئے کسی عورت کے نہیں ہوئے کیونکہ ان کے داماد حضور سید

عالم ﷺ ہیں اور دوسرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام فضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے

نکاح میں تھیں نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیر خدا حضرت حمزہ حضرت شداد بن الہاد

رضی اللہ عنہم سب کے سب حضرت ہند بنت عوف کے داماد بزرگوار تھے حضرت اُمّ المؤمنین

میمونہ رضی اللہ عنہا کی چار سگی بہنیں اور چار ہی ماں شریک بہنیں تھیں۔

سیدہ میمونہ کی چار سگی بہنیں

۱۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا

آپ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور جلیل القدر صحابی رسول

حضرت عبداللہ بن عباس آپ کے شکم مبارک سے ہیں نام لبابہ بنت حارث تھا حضرت خدیجہ کے بعد

پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔



## ۲۔ لبابۃ الصغریٰ

آپ حضرت خالد بن ولید سیف اللہ ﷺ کی والدہ اور ولید بن مغیرہ کی زوجہ تھیں۔

## ۳۔ عصما بنت حارث

آپ ابی بن خلف کی زوجیت میں تھیں اسلام قبول فرمایا اور آپ کا شمار صحابیات میں ہے۔

## ۴۔ عرزہ بنت حارث

سیدہ کی چوتھی حقیقی بہن ہیں یہ زیاد بن مالک کے گھر تھیں۔

## سیدہ کی ماں شریک بہنیں

## ۱۔ اسماء بنت عمیس

آپ پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب ﷺ کے گھر میں تھیں ان سے عبداللہ وعون و محمد رضی

اللہ عنہم پیدا ہوئے جنگ موتہ میں حضرت جعفر کی شہادت کے بعد ان سے حضرت صدیق اکبر ﷺ

نے نکاح فرمایا اور محمد بن ابی بکر آپ ہی کے شکم سے ہوئے حضرت صدیق اکبر ﷺ کی رحلت کے بعد

حضرت علی ﷺ کی زوجیت میں آگئیں اور ایک فرزند کی ولادت ہوئی جن کا نام یحییٰ تھا۔

## ۲۔ سلمیٰ بنت عمیس

یہ پہلے سید الشہداء حضرت حمزہ ﷺ کی زوجیت میں تھیں اور ان کے ہاں ایک صاحبزادی کی

ولادت ہوئی جس کا نام امۃ اللہ تھا حضرت سید الشہداء کی شہادت کے بعد شداد بن الہاد نے آپ کو اپنی

زوجیت میں لے لیا تھا اور ان سے عبداللہ و عبدالرحمن کی ولادت ہوئی۔

## ۳۔ سلامہ بنت عمیس

آپ عبداللہ بن کعب کے نکاح میں تھیں۔

۴۔ زینب بنت خزیمہ

آپ بھی اُمّ المؤمنین کی ماں شریک بہن ہیں پہلے آپ عبد اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں

آپ کو بھی حضور ﷺ کی زوجیت کا شرف حاصل ہے جیسا کہ تفصیلاً گزرا فلیرجع الیہ

سیدہ کا پہلا نکاح

آپ حضور سید عالم ﷺ کے نکاح سے قبل ابورہم بن عبد العزی بن وڈ بن مالک بن مثل بن

عامر بن لوی قرشی عامری کی زوجیت میں تھیں اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں ایک قول کے مطابق سجدہ

بن ابورہم کے پاس دوسرے قول کے مطابق خویطب بن عبد العزی جب کہ تیسرے قول کے مطابق فروہ

کے نکاح میں تھیں واللہ ورسولہ اعلم (الاصابہ ج ۸ ص ۳۲۲)

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا عقد نبوی میں

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ

عنہا کو اپنے عقد میں لے لیا چنانچہ الاصابہ میں ہے:-

ثم تزوج بعد صفیة میمونة و كانت عند ابی رهم کہ حضور سید عالم ﷺ نے سیدہ صفیہ کے بعد

جناب سیدہ میمونہ سے نکاح فرمایا اور آپ ابورہم کے نکاح میں تھیں اور ان دنوں ابورہم کا وصال ہو چکا تھا

جیسا کہ اسی اصابہ میں فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ کے بارے حضور ﷺ سے بیان کیا قال قد

تایمت من ابی رهم کہ میمونہ ابورہم سے بیوہ ہو چکی ہیں یعنی ابورہم کا انتقال ہو گیا ہے اس پر

حضور ﷺ نے سیدہ سے نکاح فرمایا۔

خیال رہے سیدہ کے نکاح کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا ذی تعدہ میں ہوا یا پھر شوال

میں اسی طرح آیا حالت احرام میں حضور ﷺ نے سیدہ سے نکاح فرمایا یا پھر حالت حلال میں چنانچہ

الاصابہ میں ہے وتزوجها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذی القعدة لما اعتمر

عمرة القضية یعنی حضور ﷺ نے سیدہ میمونہ سے نکاح ۷ ہجری ذی قعدہ میں عمرہ قضا کے موقع پر فرمایا کیونکہ سیدہ کے چچا زاد بھائی حضرت عباس چونکہ بہت زیادہ متفکر تھے انہوں نے حضور ﷺ سے گزارش کی تو حضور ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب کو نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تو سیدہ نے قبول فرمایا اور حضرت عباس کو نکاح کرنے کی اجازت بھی دے دی۔

جب کہ یزید بن الاصم کہتے ہیں کہ تزوجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو حلال کہ حضور ﷺ نے سیدہ سے نکاح حالت حلال میں فرمایا۔

خیال رہے اس کو الاصابہ نے مرسل فرمایا اور اس کی مخالفت حضرت عباس والی روایت بھی فرما رہی ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوج میمونہ وهو محرم کہ حضور ﷺ نے میمونہ سے نکاح احرام کی حالت میں فرمایا۔

(بخاری باب تزویج المحرم ، مسلم باب تحريم نکاح المحرم و کراهة تحبطة)

اسی طرح الاصابہ میں ہے

قال ابن سعد كانت آخر امرأة تزوجها یعنی ممن دخل بها و ذکر بسند له انه تزوجها فی شوال سنة سبع .

کہ ابن سعد نے کہا کہ سیدہ حضور ﷺ کی آخری زوجہ تھیں جن سے آپ نے نکاح فرمایا یعنی دخول سے مشرف فرمایا اور اپنی سند کے ساتھ ذکر فرمایا کہ سیدہ سے حضور ﷺ نے شوال ۷ ہجری کو نکاح فرمایا۔

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے حالت حلال میں سیدہ کو عقد نکاح سے

شرف بخشا نیز اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ خود فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح فرمایا اس وقت ہم حالت حلال میں تھے۔

(ترمذی ابوداؤد وابن ماجہ و مسلم و امام احمد بن حنبل)

چونکہ روایتوں میں اختلاف ہے یہی وجہ ہے کہ فقہاء کے مابین اختلاف واقع ہوا کہ حالت احرام میں نکاح جائز ہے یا پھر نہیں حضرت عباس والی حدیث احناف کی دلیل ہے کہ احرام کی حالت میں نکاح صحیح ہے البتہ زفاف ممنوع ہے کیونکہ حاجی جب حلق کر لیتا ہے تو اس کے لئے ہر شئی حلال ہو جاتی ہے یعنی احرام کی حالت میں جو امور ممنوع تھے ان کا کرنا حلال ہو جاتا ہے مگر عورت ابھی بھی حلال نہ ہوگی جیسا کہ ہدایہ میں وقد حل له کل شئی الا النساء یعنی حلق کر لینے سے عورتوں کے سوا حاجی کے لئے ہر شئی حلال ہوگئی (ہدایہ اولین ص ۲۷۲ مکتبہ رحمانیہ) اور کچھ آگے جا کر فرمایا کہ وقد حل له النساء یعنی جب طواف زیارت سے فارغ ہو چکا تو اس کے لئے عورتیں بھی حلال ہو گئیں۔

خیال رہے طواف زیارت فرض ہے جب کہ الوداع واجب امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک حالت احرام میں نکاح باطل ہے ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے طلحہ بن عمر کا بنت شیبہ بن جبیر سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا تو امیر حج ابان بن عثمان کے پاس خبر پہنچی کہ وہ مجلس نکاح میں شرکت فرمائیں تو ابان رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ محرم کسی اور کا نکاح نہ کرے نہ خود کرے نہ پیغام نکاح بھیجا جائے۔ (مسلم شریف تحریم نکاح المحرم و کراهة خطبته)

بہر حال سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح زفاف اور آپ کا وصال سب ایک ہی جگہ پر واقع ہوئے جس کو سرف کہا جاتا ہے اور یہ مکہ مکرمہ سے چند میل مدینہ کی طرف ہے اور وہیں سیدہ کا مقبرہ معظمہ بھی ہے۔ (مدارج شریف بتصرف)

سیدہ کا اپنے آپ کو حضور پر نثار کرنا

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور پر نچھا اور نثار کر دیا تھا چنانچہ شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو جس وقت حضور ﷺ کی جانب سے پیغام نکاح آیا اس وقت آپ اونٹ پر سوار تھیں تو کہنے لگیں یہ اونٹ اور جو کچھ اس اونٹ پر ہے سب اللہ اور اس کے رسول کا ہے اس موقع پر قرآن کی آیت

کا نزول ہوا کہ:-

وَأَمْرًا مَوْمِنَةً أَنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَنْكَحَهَا خَالِصَةً لَكَ

مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ (سورة احزاب آیت ۵۰)

ترجمہ: اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا

چاہے یہ خاص تمہارے لئے ہے امت کے لئے نہیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت سے پتہ چلا کہ حضور سید عالم ﷺ کے لئے ہر وہ مومنہ عورت جو کہ اپنے آپ کو

حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں بغیر مہر اور شرط نکاح کے ہبہ کر دے پھر سید عالم ﷺ اس کا

ارادہ فرمائیں تو وہ حلال ہے اور خالصتہً سے معلوم ہوا کہ نکاح بے مہر خاص رسول کائنات ﷺ ہی کے

لئے جائز ہے امت کے لئے نہیں امتیوں پر ہر حال میں مہر واجب خواہ وہ مہر معین نہ کریں جب بھی

واجب اور اگر قصد مہر کی نفی ہی کر دیں جب بھی واجب ہوگا۔ (خزائن العرفان بتصرف)

اس آیت سے ان بد نصیبوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو کہ حضور سید عالم ﷺ کو اپنے

جیسا بتاتے ہیں اور سیدھے سادھے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر انہیں گمراہ کرنے کی ناپاک

سازشیں کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ ہمیں عقائد اہلسنت پر استقامت عطا فرمائے آمین بجاء النبی

الکریم صلی اللہ علیہ وسلم)

خیال رہے حضور سیدی صدر الافاضل خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تفسیر احمدی کے

حوالے سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے

کیونکہ وقت نزول آیت حضور ﷺ کے ازواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو ہبہ کے ذریعہ سے مشرف

بزوجیت ہوئی ہوں اور جن مومنہ بیبیوں نے اپنی جانیں حضور سید عالم ﷺ کو نذر کر دیں وہ میمونہ بنت

حارث اور خولہ بنت حکیم اور ام شریک اور زینب بنت خزیمہ ہیں۔ (خزائن العرفان)

بہر حال حضور سید عالم ﷺ کی خصوصیت پھر بھی ثابت ہے کیونکہ اختلاف فقط وقت نزول



کا ہے۔

مومنہ بہنیں

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:-

الاخوات مومنات ميمونة وام الفضل واسماء (الاصابه ج ۸ ص ۳۲۳)

یعنی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام الفضل زوجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما

اور حضرت اسماء بنت عمیس ام المؤمنین کی ماں شریک مومن بہنیں ہیں۔

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا قرضہ

حضرت سالم رضی اللہ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ نے ایک

دفعہ قرض لیا تو آپ سے کہا گیا کہ آپ قرض لیتی ہیں جب کہ آپ کے پاس ادائیگی کے لئے مال نہیں

ہے تو فرمایا:-

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من احد يستدين دينا يعلم

الله انه يريد اداؤه الا اداه

یعنی میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص ادائیگی قرض کے لئے قرض لے تو اللہ تعالیٰ

اس کا قرض ادا فرمادے گا۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور ایک عورت کی منت

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک عورت بیمار ہوئی تو اس نے منت مانی کہ اگر اللہ مجھے

شفادے تو میں لاخرجن فلاصلين في بيت المقدس جاكر بيت المقدس میں نماز ادا کروں گی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے شفا دی تو اس نے بیت المقدس جانے کا ارادہ کیا تو سیدہ میمونہ رضی اللہ

عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اپنے بارے میں بتایا تو سیدہ نے فرمایا کہ آپ مسجد رسول ﷺ

میں نماز ادا کر لو کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ صلوة فيه افضل من الف صلوة فيما

سواہ من المساجد الامسجد الکعبۃ کہ اس مسجد میں نماز پڑھنا اس کے علاوہ مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ ثواب ہے سوائے مسجد حرام کے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج 6 ص 333)

## سیدہ اور تبلیغ سنت

جس طرح دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے لوگوں کو مسائل پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ فرمایا اسی طرح سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضور سید عالم ﷺ کے ارشادات و احوال اور دیگر خانگی امور کو ملاحظہ فرمایا اور ان کی تبلیغ فرمائی اور لوگوں کو سنت پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی چنانچہ آپ کی باندی کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ سیدہ میمونہ نے مجھے حضرت عبداللہ بن عباس کی زوجہ کے پاس بھیجا اور آپ دونوں کے مابین رشتہ داری تھی تو میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ ﷺ کی زوجہ کا فراش آپ کے بستر سے جدا اور الگ تھا تو میں نے یہ گمان کیا کہ شاید یہ آپس میں کسی شکر رنجی کی وجہ سے ہے جب میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں حالت حیض میں ہوں جب میں حائضہ ہوتی ہوں تو حضرت میرے بستر کے قریب تشریف نہیں لاتے ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ میمونہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسکا ذکر کیا تو آپ نے مجھ کو واپس بھیجا اور فرمایا کہ از غبۃ عن سنۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابن عباس کو کہو کہ کیا آپ حضور سید عالم ﷺ کی سنت سے اعراض کرتے ہیں لقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینام مع المرأۃ من نساءہ الحائض تحقیق اللہ کے رسول ﷺ اپنی ازواج میں سے حیض والی کے ساتھ (حالت حیض میں) آرام فرماتے تھے۔

(امام احمد بن حنبل ج 6 ص 332)

## مرویات اُم المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا

اُم المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے 6 احادیث مروی ہیں جن میں سے 5 متفق علیہ اور ایک صرف بخاری میں باقی تمام دیگر کتب احادیث میں مذکور ہیں آپ سے حدیث روایت

کرنے والوں میں سے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن شداد، عبدالرحمن بن سائب، یزید بن اصم، عطا بن یسار وغیرہ حضرات ہیں۔

### چند ایک مرویات

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک چوہیا گھی میں گر کر مر گئی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا خذوها وما حولها فالقوه وکلوه کہ اس چوہیا کو اور اس کے گرد گھی لے کر پھینک دو اور باقی ماندہ گھی کھاؤ۔ (امام احمد بن حنبل ج 6 ص 329)

۲۔ حضرت ابن عباس سیدہ میمونہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا الکافر یا کل فی سبعة امعاء والمؤمن یا کل فی معی واحده کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے جب کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے۔ (امام احمد بن حنبل ج 6 ص 330)

۴۔ حضرت ابن عباس اپنی خالہ میمونہ اُمّ المؤمنین سے روایت کرتے ہیں سیدہ نے فرمایا کہ میں نے حضور سید عالم ﷺ کے لئے غسل فرمانے کیلئے پانی رکھا تو حضور ﷺ نے غسل جنابت فرمایا جب حضور ﷺ نے غسل فرمایا تو میں نے ایک کپڑا خدمت میں پیش کیا تو حضور سید عالم ﷺ نے اسے رد فرمادیا۔ (امام احمد بن حنبل ج 6 ص 330)

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور سید عالم ﷺ کی اخبارِ غیب

خصائص کبریٰ میں یزید بن اصم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہ پر مکہ میں گرانی ہوئی تو فرمایا:-

اخر جونی من مگة فانی لا اموت بها ان رسول الله صلى الله عليه و سلم  
اخبرني ان لا اموت بمكة

مجھے مکہ سے لے چلو کیونکہ میں یہاں وصال نہ کروں گی اس لئے کہ حضور سید عالم ﷺ نے  
مجھے بتایا تھا کہ میں مکہ میں نہ مروں گی لہذا اس کے بعد آپ کو لوگ مقام سرف لے گئے اور  
وہیں آپ کا وصال ہوا۔ (خصائص کبری ج ۲ ص ۲۵۲ مکتبہ حقانیہ)

### اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا وصال

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی رحلت کے بارے میں زیادہ مشہور قول ۵۱ ہجری کا ہے جب  
کہ ۶۱/۶۲/۶۳ ہجری کے اقوال بھی بیان کئے گئے ہیں آخری قول کے مطابق سیدہ حضور سید عالم ﷺ کی  
آخری زوجہ مبارکہ ہیں جنہوں نے سب سے آخر میں وصال پایا تھا بعض علماء کے نزدیک ۳۸ ہجری کو رحلت  
واقع ہوئی اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت  
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھائی اور سیدہ کے دیگر بھانجوں کے ساتھ مل کر آپ کو قبر میں اتار  
اگیا۔ (مدارج شریف ج ۲ ص ۶۶۲)

### خویش واقارب

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی آٹھوں ہمشیرگان کا ذکر گزرا۔

### حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

سیدہ کے بھانجے اور شاگرد ہیں جبکہ حضور سید عالم ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں والدہ کا نام لبابہ  
بنت حارث جو کہ اُمّ المؤمنین کی بہن ہیں ہجرت کے تین سال قبل ولادت ہوئی اور حضور ﷺ کی وفات  
کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی اللہ کے رسول نے آپ کے لئے علم و حکمت کی دعائیں فرمائیں چنانچہ  
بخاری میں خود فرماتے ہیں کہ ضمنی النبی صلی اللہ علیہ و سلم وقال اللهم علمه الكتاب  
یعنی مجھے حضور نے دیوچا اور فرمایا اے اللہ اس کو کتاب کا علم دے (ج ۲ ص ۱۰۸۰) آپ کا لقب

حبر الامۃ ہے بڑے حسین و جمیل فقیہ و مجتہد تھے حضرت عمر کے مشیر خاص تھے آخر میں نابینا ہو گئے ۶۸ ہجری کو طائف میں رحلت فرمائی اور اے سال عمر پائی۔ (اکمال)

### عبداللہ بن شداد بن الہاد اللیثی

آپ کی والدہ سلمی بنت عمیس ہیں ام المؤمنین کے بھانجے اور شاگرد ہیں اور آپ نے ام المؤمنین کے علاوہ حضرت ام الفضل، اسماء بنت عمیس، حضرت عمرو علی اور ابن مسعود، معاذ، طلحہ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم وغیرہ سے احادیث روایت فرمائی ہیں جب کہ آپ سے کبار تابعین میں ربیع بن حراش اور اوساط میں سے طاؤس جب کہ صغار میں سے سعد بن ابراہیم، ابواسحاق شیبانی وغیرہ نے روایات لی ہیں حضرت عبداللہ کبار تابعین اور ثقہ راویوں میں سے ہیں۔ (الاصابہ ج ۵ ص ۱۲)

خیال رہے عبداللہ کے والد شداد بن الہاد نے حضور سید عالم ﷺ اور ابن مسعود سے حدیثیں روایت فرمائی ہیں جب کہ آپ سے آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے روایت حدیث فرمائی آپ کی زوجیت میں سلمی بنت عمیس تھیں جو کہ اسماء بنت عمیس کی بہن ہیں اور یہ دونوں سیدہ ام المؤمنین کی ماں شریک ہیں۔ (الاصابہ ج ۳ ص ۲۶۹)

### یزید بن الاصم

آپ سیدہ کے بھانجے ہیں ان کی والدہ برزہ بنت حارث ہیں سیدہ سے روایت کرتے ہیں وصال ۱۰۳/۲ھ کو ہوا۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹۳)

### فضل بن العباس

آپ کی کنیت ابو عبداللہ یا پھر ابو محمد تھی آپ بھی سیدہ کے بھانجے تھے کیونکہ آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث سیدہ کی بہن ہیں آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے تھے بہت زیادہ حسین و جمیل تھے حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین وغیرہ میں شریک رہے اور حجۃ الوداع میں حضور کی سواری



پر آپ کے ردیف تھے وصال ۱۵/۱۸/۱۳ھ کو ہوا اپنے پیچھے ایک بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو چھوڑا جن سے حضرت حسن نے نکاح فرمایا پھر جب آپ دونوں کے درمیان فرقت ہوئی تو حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے لیا تھا۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۸۸)

سیدہ کے غلام

۱۔ عطا بن یسار

آپ کی کنیت ابو محمد ہے ام المومنین سیدہ میمونہ کے آزاد کردہ غلام اور شاگرد ہیں مدینہ منورہ کے مشہور تابعین میں سے ہیں چوراسی سال کی عمر میں ۹۷ھ میں وفات پائی۔ (اکمال)

۲۔ سلیمان بن یسار

آپ کی کنیت ابو ایوب ہے یہ بھی ام المومنین کے آزاد کردہ غلام ہیں شاگردی کا شرف بھی حاصل فرمایا عظیم الشان تابعی، فقیہ، ثقہ عابد اور پرہیزگار تھے سات فقہاء میں سے تھے آپ نے ۷۳ سال عمر پائی ۷۰ھ کو وصال ہوا۔ (اکمال)

۳۔ سلیمان ابن مولی میمونہ

یہ سلمان ابن یسار کے علاوہ ہیں۔ (اکمال)

## مزارات ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنَّ

ازواجِ مطہرات کی اکثریت جنت البقیع میں آرام فرما ہے حضور سید عالم ﷺ اکثر راتوں کو بھی جنت البقیع میں تشریف لا کر تین تین دفعہ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے شہر مدینہ طیبہ سے متصل شرقی جانب قلعہ کے باب الجمعہ سے باہر جنت البقیع کا مشہور قبرستان ہے یہ قبرستان جو اہراتِ روحانی کا بے نظیر مخزن اور اسرار الہیہ کا متبرک معدن ہے جنت البقیع اصل میں صاف میدان کو کہتے ہیں یعنی بہشت یا میدانی باغ یہاں غرقہ کے درخت تھے اس لیے اسے بقیع الغرقہ بھی کہتے ہیں غرقہ جنگلی پیلو جیسا درخت ہے تاریخی روایات میں ہے کہ اس متبرک قبرستان میں دس ہزار صحابہ کرام مدفون ہیں

حضرات امہات المؤمنین سیدہ خدیجہ اور سیدہ میمونہ کے علاوہ باقی (۱) حضرت سودہ بنت زمعہ (۲) حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر (۳) حضرت زینب ام المساکین (۴) حضرت حفصہ بنت عمر فاروق (۵) حضرت ام سلمہ (۶) حضرت زینب بنت جحش (۷) حضرت جویریہ (۸) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان (۹) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن یہاں آرام فرما ہیں اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مزار جنت المعالیٰ مکہ معظمہ میں ہے جب کہ حضرت میمونہ کا مزار مقام سرف کے نزدیک مکہ معظمہ میں ہے۔ (انوار البشارة مکتبہ رضویہ ص ۱۰۳ و ۱۰۱)

متنبیہ

امہات المؤمنین ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تعداد میں گیارہ ہیں یہ تمام حضور سید عالم ﷺ کی زوجیت میں آئیں اور ان تمام سے حضور سید عالم ﷺ نے زفاف بھی فرمایا تھا اور ان میں سے بعض سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور حضور کی ظاہری حیات طیبہ میں ان میں سے دو (حضرت خدیجہ، سیدہ زینب بنت خزیمہ) نے رحلت فرمائی تھی باقی تمام حضور سید عالم ﷺ کے بعد میں وصال یافتہ ہوئیں کچھ ایسی بھی عورتیں ہیں جن سے نکاح تو فرمایا مگر زفاف نہ فرمایا اور کچھ وہ ہیں جن سے زفاف فرمایا لیکن اس آیت پاک

يا ايها النبي قل لا زواجك ان كنتن تردن الحياة الدنيا وزينتها (الاية)

کی رو سے اختیار ملنے پر حضور کے حوالہ نکاح سے نکل گئی تھیں یہ تعداد میں چوبیس یا اس سے

زیادہ تھیں۔ (مدارج)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## تیرہواں باب

اب حضور ﷺ کی مقدس باندیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## ۱۔ تذکرہ اُمّ المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

مقوقس مصر اور سکندریہ کا حکمران تھا مشہور صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو حضور سید عالم ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی دے کر اس کی طرف بھیجا تھا مقوقس کو جب خط پہنچا تو اس نے بڑا ادب و احترام بجالایا اور حضرت حاطب کو تنہائی میں بلا کر حضور ﷺ کی صفات سنیں تو کہنے لگا یہ تو وہی نبی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اور کہا کہ میں نے اس نبی کے بارے سوچ لیا ہے اور مجھے علم ہے وہ جس چیز کا حکم دیتے ہیں وہ باعثِ نفرت نہیں اور نہ وہ کسی مرغوب چیز سے ممانعت کرتے ہیں اور مجھے یہ بھی خبر ہو چکی کہ وہ جادوگر نہیں اور نہ ہی آپ جھوٹے ہیں اور ابھی میں مزید غور کر رہا ہوں اور حضور سید عالم ﷺ کے مکتوب گرامی کو ہاتھی کے دانٹ کے بنے ہوئے ایک صندوق میں حفاظت سے رکھ لیا اور کاتب کو اپنا مکتوب لکھنے کا حکم دیا جس کا مضمون یہ تھا۔

## مضمون خط

محمد (ﷺ) بن عبد اللہ کی خدمت میں از مقوقس عظیم القبط

اما بعد!

میں نے آپ کا مکتوب شریف پڑھا اس میں جو لکھا تھا اور جس چیز کی طرف آپ نے بلایا اس کو سمجھ لیا بے شک مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی باقی ہے جو خاتم الانبیاء ہوگا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ شام میں ہوگا میں نے آپ کے ایلیچی کا احترام کیا آپ کی خدمت میں ماریہ اور سیرین کو بھیج رہا ہوں ماریہ قبط میں عظیم مرتبہ کی حامل ہیں اور سواری کے لئے ایک اونٹ پیش کرتا ہوں۔ (مدارج شریف)

## تحائف

مقوس نے حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں جو تحائف بھیجے اس کا ذکر الاصابہ میں یوں فرمایا

بعث المقوقس صاحب الاسكندرية الى رسول صلى الله عليه وسلم في سنة سبع من الهجرة بمارية واختها سيرين والى الف مثقال ذهباً وعشرين ثوباً لئناً وبغلته الدلدل وحمارة عفيرا ويقال يعفور ومع ذلك خصى يقال له مابور شيخ كبير

کہ مقوقس حاکم سکندریہ نے مکے میں حضرت ماریہ قبطیہ اور آپ کی بہن سیرین اور ایک ہزار مثقال سونا اور بیس (جوڑے) کپڑے اور اپنا دلدل نامی نچر اور عفیر نامی دراز گوش جس کو یعفور بھی کہا گیا ہے نیز ایک خصی (غلام) جس کو مابور کہا جاتا تھا جو کہ عمر رسیدہ تھا بھیجا

(الاصابه ج ۸ ص ۳۱۰)

علاوہ ازیں حاطب رضی اللہ عنہ کو ایک سو مثقال سونا پانچ کپڑے بطور انعام دیئے بعض روایات میں چار باندیوں کا ذکر ہے مذکورہ دو کے علاوہ دو اور تھیں جن کے نام و احوال معلوم نہ ہوئے۔

(مدارج ج ۲ ص ۳۱۶ مترجم طبع لاہور)

حضور سید عالم ﷺ نے مقوقس کے تحائف کو قبول فرمایا لیکن مقوقس نے اسلام قبول نہ کیا جب حضرت حاطب واپس خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اس خبیث نے اپنی بادشاہی کے باعث بخیلی کی ہے حالانکہ اس کی وہ بادشاہت نہ رہے گی پھر یہ مقوقس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوت ہوا۔ (مدارج ج ۲ ص ۳۱۶)

## حضرت ماریہ کا قبول اسلام

جب حضرت حاطب ماریہ اور تحائف کو لے کر واپس تشریف لارہے تھے تو آپ نے راستے میں حضرت ماریہ کو اسلام پیش فرمایا اور آپ کو قبول اسلام کی رغبت دی تو ماریہ اور آپ کی بہن دونوں

اسلام سے مشرف ہو گئیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۳۱۱)

حضور ﷺ کا سیدہ کو اپنے لیے مختص فرمانا

قبول ایمان کے بعد حضور سید عالم ﷺ نے سیدہ کو اپنے لیے مختص فرمایا جب کہ آپ کی بہن سیرین کو حضرت حسان کے حوالے فرمادیا حضرت سیرین کے لطن مبارک سے عبدالرحمن بن حسان نے تولد فرمایا جب کہ سیدہ ماریہ کے شکم مبارک سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

خیال رہے دراز گوش جو کہ تحفہ میں آیا تھا اس پر حضور سید عالم ﷺ سواری فرماتے تھے اور پھر وہ حجۃ الوداع کے موقع پر مر گیا۔

دیگر روایات

جب کہ دیگر روایات میں یہ بھی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد اس دراز گوش نے حضور ﷺ کے فراق میں اپنے آپ کو ایک کنویں میں گرا کر ختم کر دیا۔

اور رہا دلیل تو اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے بعد سواری فرماتے تھے اور آپ کے بعد حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پھر حضرت معاویہ کے دور میں مر گیا اور اس وقت اس کے دانت گر چکے تھے جس کی وجہ سے پانی میں آنا ملا کر اسے پلاتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم

سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کی رہائش

مدینہ منورہ کے قریب مقام عالیہ میں حضور ﷺ نے ان کو ٹھہرایا تھا اور آپ سیدہ کے پاس تشریف لے جاتے تھے باوجودیکہ کہ آپ حضور ﷺ کی کنیزہ تھیں لیکن پھر بھی حضور ﷺ آپ کو پردہ میں رکھتے تھے آپ حضور سید عالم ﷺ کی ام ولد بھی تھیں کیونکہ حضرت ابراہیم کی ولادت آپ ہی کے ہاں ۸ھ ہجری ذی الحجہ کو ہوئی سیدہ ماریہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حسن سے بھی نوازا تھا چنانچہ الاصابہ میں :-

كانت مارية رومية وكانت مارية بيضاء جعدة جميلة



کہ آپ چونکہ رومی تھیں اس لیے آپ سفید رنگت والی بہت جمیل تھیں۔

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنا مجھے حضرت ماریہ پر رشک آتا تھا اتنا کسی اور پر نہ آتا کیونکہ آپ صاحب جمال تھیں اور حضور کو بھاتی تھیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۳۱۱)

## سیدہ کا وصال

واقعی کا بیان ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے بعد حضور سیدنا صدیق اکبر ﷺ سیدہ کے نان و نفقہ کا انتظام فرماتے تھے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق ﷺ کے ذمے آپ کا نان و نفقہ تھا اور آپ ہی کے دورِ خلافت میں اُمّ المؤمنین کا وصال محرم الحرام ۱۶/۱۵ھ کو ہوا اور حضرت سیدنا عمر فاروق ﷺ نے آپ پر نماز پڑھنے کے لیے لوگوں کو اکٹھا فرمایا اور آپ کی نماز جنازہ ادا فرما کر سیدہ کی بقیع میں تدفین فرمائی۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۳۱۱)

## مسجد مشربہ ام ابراہیم

حضور سیدنا علی حضرت فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ جب عوالیٰ مدینہ میں صاحبزادے کی دیکھ بھال کے لئے جاتے تو اس مشربہ میں نماز پڑھتے بعد میں اسی جگہ مسجد بنائی گئی جو مسجد مشربہ ام ابراہیم کے نام سے مشہور ہو گئی اور یہ مسجد بنی قریظہ کے شمال میں واقع ہے۔ (انوار البشارة ص ۹۳)

## خولیش اقارب

## حضرت ابراہیم بن رسول ﷺ

حضرت ابراہیم حضور ﷺ کی آخری اولاد پاک ہیں آپ کی ولادت ذی الحجہ سن ۸ ہجری مدینہ طیبہ میں ہوئی آپ حضرت سیدہ ماریہ قبلیہ کے لطن پاک سے پیدا ہوئے حضرت سیرین جو کہ ماریہ قبلیہ کی بہن ہیں آپ کی خالہ ہیں اور حضرت عبدالرحمن بن حسان آپ کے خالہ زاد بھائی سید ابراہیم ﷺ کی ولادت پر حضور ﷺ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا تھا حضرت سلمیٰ جو کہ حضرت ابورافع کی زوجہ ہیں آپ کی

دایہ تھیں جب حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے سید ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت کی خوشخبری حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو آپ نے خوشی میں حضرت ابورافع کو آزاد فرمادیا حضرت جبریل نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابا ابراہیم کی کنیت سے خطاب کیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لختِ جگر کا نام ابراہیم رکھا اور فرمایا آج رات صاحبزادے کی ولادت ہوئی اس کا نام اپنے جدِ امجد کے نام پر ابراہیم رکھا گیا ہے آپ کے عقیقہ میں دو بھٹریں یا پھر ایک بکری ذبح کی گئی و حلق شعر ابراہیم یوم سابعہ و سماہ و تصدق بزنتہ و رقا آپ کی ولادت کے ساتویں روز آپ کے بال حلق فرمائے نام رکھا اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ فرمائی آپ کے بال مبارک صحابہ کرام نے دُفن فرمادیئے ثم دفعہ الی ام سیف امرأة قین پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبزادے کو ایک لوہار کی بیوی ام سیف کے حوالے فرمایا تا کہ وہ آپ کو دودھ پلائیں حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے عیال پر شفیق میں نے کوئی نہیں دیکھا حضرت ابراہیم عوالی مدینہ میں دودھ پیتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے تو ہم بھی ساتھ ہو لیتے جب آپ گھر میں داخل ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید ابراہیم کو اپنی گود میں لے لیتے اور ان سے پیار کرتے اس وقت ابو سیف نے بھٹی جلائی ہوتی جس کی وجہ سے سارے گھر میں دھواں ہوتا۔

حضرت جابر کی حدیث میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم کے نزع کی خبر ملی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور چلے جب صاحبزادے کے سرہانے تشریف فرما ہوئے تو صاحبزادے کو گود میں لے کر فرمانے لگے اے ابراہیم ہم تمہارے فراق میں غمزدہ ہیں اور ہماری آنکھیں رورہی ہیں اور دل افسردہ ہے فی حدیث ہدبہ و عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تدمع.

وفی حدیث شیبان قدمعت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تدمع العین و یحزن القلب یعنی آنکھیں رورہی ہیں دل حزین و افسردہ ہے اور ہم نہیں کہتے مگر وہی جس سے ہمارا پروردگار راضی ہے۔

حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ ابو یوسف لوہار کے مکان پر گئے اور وہ ابراہیم کے رضاعی والد تھے حضور سید عالم ﷺ نے صاحبزادے کا بوسہ لیا، سونگھا اس کے بعد دوبارہ جب ہم ابو یوسف کے گھر گئے تو دیکھا کہ ابراہیم دم توڑ رہے ہیں یہ دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے حضرت عبدالرحمن نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ گریہ فرما رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا۔

انها رحمة ثم اتبعها باخري فقال ان العين تدمع والقلب يحزن ولانقول  
الاما يرضى ربنا وانا بفراقك يا ابراهيم لمحزون.

ترجمہ : یہ تو رحمت ہے آپ دوبارہ گریہ فرمانے لگے اور فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل رنجیدہ ہوتا ہے اور ہم زبان سے وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب تعالیٰ کو پسند ہے بے شک اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں۔

چونکہ حضور ﷺ نے ابراہیم کی نازک حالت دیکھی تھی اس لیے چشمان مبارک سے آنسو جاری ہو گئے حضرت عبدالرحمن نے چونکہ صبر کی ترغیب اور بے صبری کی ممانعت سنی تھی اس لیے حضور ﷺ کے آنسو دیکھ کر حالتِ تعجب میں عرض گزار ہوئے کہ حضور ﷺ آپ بھی گریہ فرما رہے ہیں جس پر حضور نے فرمایا کہ میرا یہ گریہ فرمانا بے صبری یا ناشکری نہیں بلکہ یہ تو رحمت ہے کیونکہ ہر باپ کو اپنے بیٹے سے فطری محبت ہوتی ہے تو اگر جدائی کے وقت آنسو بھرائیں تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں ہے اس کے بعد فرمایا کہ حماقت اور جہالت کی دو آوازیں ہیں۔

صوت عند نعمة لهو ولعب ومزامير الشيطان وصوت عند مصيبة خمش  
وجوه وشفق جيوب ورنه شيطان۔

ایک تو لہو و لعب گانے بجانے کی آواز دوسری مصیبت کے وقت چیخنا چلانا منہ نوچنا گریبان  
پھاڑنا شیطان کی طرح واویلا مچانا۔

حضرت عدی بن ثابت سے روایت ہے کہ انہوں نے براء بن عازب سے سنا انہوں نے

فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا ان لہ مرضعا فی الجنة کہ ابراہیم کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے۔

خیال رہے حضرت ابراہیم کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے چنانچہ مدارج شریف میں سترہ دن ایک روایت میں سولہ ماہ اور آٹھ ماہ کا بھی ذکر ہے بعض علماء نے فرمایا کہ ایک سال دو ماہ اور چھ یوم تھے اور بعض نے ڈیڑھ سال بھی بیان فرمایا ہے حضور مفتی سید محمود رضوی علیہ الرحمة نے فرمایا کہ صاحبزادے کا وصال سولہ ماہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں بروز منگل اربع الاول ہجری میں ہوا واللہ ورسولہ اعلم

آپ کو غسل آپ کی دایہ نے دیا دوسری روایت کے مطابق حضرت عقیل نے غسل دیا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف پانی ڈالتے تھے اور حضور سید عالم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان بن مظعون کے قرب میں جنت البقیع میں مدفون ہوئے جب حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو سورج گرہن واقع ہوا فقال قوم ان الشمس انكسفت لموتہ تو ایک قوم نے کہا کہ سورج گرہن سید ابراہیم کی وجہ سے واقع ہوا ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا

ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینخسفان لموت احد و لا لِحیاتہ  
فاذا رایتم ذلک فافزعوا الی ذکر اللہ والصلوة

ترجمہ: بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت یا حیات پر نہیں گھناتے تو جب تم یہ دیکھو تو اللہ کے ذکر اور نماز کی طرف رجوع کرو۔

خیال رہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر پر حضور سید عالم ﷺ نے پانی کا چھڑکاؤ بھی فرمایا اور آپ کی قبر پر علامت لگائی تھی۔ (اسد الغابہ ج ۱ ص ۶۳، مدارج و بخاری و فیوض الباری وغیرہ)

صاحبزادہ رسول ﷺ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا مزار شریف

انوار البشارة میں حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ السلام جنت البقیع کے

مزارات کے بارے میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلے یہاں قبہ (ابراہیم رضی اللہ عنہ) کی پختہ عمارت تھی جس میں حضور انور ﷺ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم جو سولہ مہینوں کی عمر میں انتقال فرما گئے مدفون ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی زرارہ بھی مدفون ہیں اور اس میں عبداللہ بن مسعود جیسے مشہور صحابی اور حمیس بن ضاعہ اور اسد بن زرارہ بھی مدفون ہیں نیز فرمایا حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ بھی ان کے قریب میں آرام گزریں ہیں۔ (انوار البشارة ص ۱۰۲ مکتبہ رضویہ)

### حضرت سیرین ہمشیرہ سیدہ ماریہ

حضرت سیرین ام المؤمنین کی بہن ہیں ام المؤمنین سیدہ ماریہ اور آپ کی بہن دونوں کو مقوقس نے بطور ہدیہ کے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا جس کی تفصیل گذری حضور سید عالم ﷺ نے ان کو حضرت حسان بن ثابت کے حوالے فرمادیا تھا اور ان سے حضرت عبدالرحمن بن حسان کی ولادت ہوئی حضرت عبدالرحمن بن حسان اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابراہیم ﷺ کی نزع کا وقت تھا تو میں اور میری بہن ماریہ جب چھینٹیں تو حضور سید عالم ﷺ چہنٹنے سے منع فرماتے۔

قدامہ کی روایت ہے کہ سیرین ام ولد حسان عورتوں کی امامت کرتی تھیں اور ان کی صف کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۹۸)

### عبدالرحمن بن حسان

یہ ام المؤمنین کے بھانجے ہیں سیرین کے صاحبزادے اور حضرت حسان کے لخت جگر ہیں اور حضرت ابراہیم ﷺ کے خالہ زاد بھائی۔ واللہ اعلم



## ۲۔ تذکرہ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون بن زید

آپ یہود کے خاندان بنو قریظہ یا پھر بنو نضیر سے تھیں یہ بھی گرفتار ہو کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئیں بعد میں اسلام قبول فرمایا حضور ﷺ یہ خبر پا کر بہت خوش ہوئے ان کو حضور سید عالم ﷺ نے ملک یمن کے طور پر صحبت کا شرف بخشا تھا۔ بعض نے یہ بھی فرمایا کہ ان کو آزاد فرما کر ۸۰۰ میں نکاح کر لیا تھا آپ کا وصال حجۃ الوداع سے واپسی پر ہوا ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت عمر کے دور میں وصال فرمایا آپ بھی جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۴۶ و مدارج)

## ۳۔ حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا

آپ حضرت زینب بنت جحش کی کثیرہ تھیں انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ اس وقت آپ کو پیش فرمایا تھا جب آپ نے ان کو ایک ماہ ناراضگی کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔

## ۴۔ جمیلہ

یہ بھی حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں گرفتار ہو کر آئیں تھیں۔ (مدارج شریف)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## چودھواں باب

## وہ عورتیں جو حرمِ نبی سے مشرف نہ ہو سکیں

## ۱۔ کلابیہ

اس نے دنیا کو اختیار کیا آخر کار یہ کھجوروں کی گھٹلیاں چنا کرتی تھی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ بیگنیاں چنا کرتی تھی کسی شخص نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو سر اٹھا کر جواب دیا کہ انا الشقیۃ الی اختبرت الدنیا علی اللہ ورسولہ یعنی میں وہ بدنصیب عورت ہوں کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول پر دنیا کو اختیار کیا۔ (مدارج شریف)

شعر:

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں

دردِ یوں ہی خوار پھرتے ہیں

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

## ۲۔ اسماء کندیہ

اس کا سلسلہ نسب یہ ہے اسماء بنت النعمان بن الحارث بن شراحیل اور ایک قول میں یوں ہے اسماء بنت نعمان بن الاسود بن الحارث بن شراحیل الکندیہ اس بات پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ نے اسماء کندیہ سے نکاح فرمایا تھا لیکن اس کے قصہ فراق میں اختلاف ہے۔

☆ ایک قول یہ ہے کہ جب حضور شہید عالم ﷺ نے ان کو اپنے پاس بلوایا تو اس نے جواباً کہا کہ تم آؤ اور آنے سے انکار کر دیا۔

☆ ایک قول کے مطابق اس نے کہا کہ اعدو ذب اللہ منک میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اسپر آپ نے فرمایا کہ تم نے بڑی پناہ مانگی۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ وہ بد بخت عورت ہے جس نے حضور ﷺ سے مفارقت کرنے

اور اپنی قوم کی طرف رد کئے جانے کا سوال کیا تو حضور نے اس کو جدا کر دیا۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بہت زیادہ خوبصورت تھی تو دیگر ازواج نے اس بات سے خوف

کیا کہ کہیں یہ ان پر غالب نہ ہو جائے تو انہوں نے اسماء کندیہ سے کہا کہ جب حضور ﷺ تمہارے قریب آئیں تو تم اعدو ذب اللہ منک کہہ دینا تو اس نے ایسا ہی کیا پھر یہ خود اپنے آپ کو بد بخت و حرماں نصیب کہتی تھی۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ جب حضور ﷺ اس کے قریب ہوئے تو اس نے اعدو ذب اللہ

منک کہا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بڑی پناہ مانگی الحقی باہلک اپنے اہل میں چلی جاؤ۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ چونکہ اہل کندہ کے سردار کی لڑکی تھی اس لیے اس نے تکبر کرتے

ہوئے آپ سے پناہ مانگی تھی۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۹)

خیال رہے مذکورہ بالا اقوال کے علاوہ بھی اقوال ذکر کئے گئے ہیں۔

### ۳۔ لیلیٰ بنت خطیم

اس کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے لیلیٰ بنت الخطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر

الانصاریہ الاوسیہ ثم الظفریہ۔

یہ حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں آ کر کہنے لگی کہ میں لیلیٰ بنت خطیم ہوں اور میں اپنے آپ کو

آپ پر پیش کرنے آئی ہوں تو آپ مجھ سے شادی فرمائیں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا میں نے ایسا کیا پھر

یہ اپنی قوم کی طرف گئی اس کے قوم والوں نے کہا کہ تم نے برا کیا کیونکہ تم غیرت مند عورت ہو اور حضور کے

پاس اور بھی ازواج ہیں لہذا تم جا کر حضور سید عالم ﷺ سے اقالہ (فسخ نکاح) کر لو اس پر اس نے واپس

جا کر عرض کی اقلنی حضور ﷺ مجھ سے فسخ نکاح فرمائیں حضور نے فرمایا کہ ہم نے نکاح فسخ کیا (الاصابہ

ج ۸ ص ۳۰۴) ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک دن حضور سید عالم ﷺ سورج کی طرف پشت مبارک کیئے

جلوہ افروز تھے کہ اس نے پیچھے سے آ کر مکارا اس پر زبانِ اقدس سے یہ الفاظ جاری ہوئے۔

من هذا اكلة الاسد او اكلته الذئب کہ یہ کون ہے جس کو شیر یا بھیڑ یا کھائے گا اس نے کہا کہ میں لیلیٰ بنتِ خطیم ہوں اس کے بعد مسعود بن اوس بن سواد بن ظفر نے اس سے نکاح کیا اور اولاد بھی ہوئی ایک روز مدینہ کے باغات میں سے کسی میں غسل کر رہی تھی کہ اچانک بھیڑ یا کود پڑا اور اس کو چیر پھاڑ کر بعض حصہ کھا گیا جس سے اس کی موت واقع ہوئی۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۳۰۴)

شعر :

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں  
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش)

### ۴۔ سنا بنتِ اسماء

آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے سنا بنتِ اسماء بنتِ الصلت السلمیہ ان سے حضور سید عالم ﷺ نے نکاح فرمایا تھا پھر زفاف کے شرف سے قبل ہی وصال فرما گئیں اور ان کی موت کا سبب یہ تھا کہ جب ان کو حضور سید عالم ﷺ کی آپ سے نکاح کرنے کی خبر پہنچی تو اتنی خوش ہوئیں کہ اس فرحت کی وجہ سے انتقال فرما گئیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۹۱)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک شخص قبیلہ بنو حلیم سے حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک بہت حسین اور خوبصورت لڑکی ہے جو بجز آپ کے کسی اور کے لئے مناسب نہیں حضور نے خواستگاری فرمائی یا ارادہ فرمایا تو اس شخص نے پھر لڑکی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی اور نہ اسے کبھی کوئی تکلیف پہنچی اس پر حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہم کو تمہاری لڑکی کی کوئی ضرورت نہیں۔ (مدارج شریف)

### ۵۔ مرو بن عوف بن سعد قبیلہ کی عورت

مرو بن عوف بن سعد قبیلہ کی عورت کو حضور سید عالم ﷺ نے پیغام نکاح دیا تو اس کا والد کہنے لگا

کہ اس کو برص ہے اور یہ جھوٹ اس نے اس وجہ سے کہا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش نہ کرنا پڑے اللہ کی شان جب یہ شخص گھر گیا تو دیکھا کہ وہ لڑکی برص کی بیماری میں مبتلا ہو چکی تھی۔ (مدارج شریف)

## ۶۔ امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہما

آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کا ذکر صحیحین میں عمرۃ القضاء کے قصہ میں ہے یعنی جب حضور سید عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب عمرہ قضاء سے واپس تشریف لارہے تھے تو امامہ بنت حمزہ یا ابن عم اے میرے چچا کے بیٹے کی ندائیں کر رہی تھی تو حضرت علی شیر خدا نے سیدہ خاتون جنت کو فرمایا کہ اپنے بابا جان کی چچا زاد بہن کو لے لو پھر ان کے بارے حضرت علی اور جعفر اور حضرت زید بن حارثہ کا خاصہ ہوا (کہ ان کو اپنے پاس کون رکھے گا؟) (الاصابہ ج ۸ ص ۲۳)

ان کی خالہ حضرت میمونہ حضور ﷺ کے نکاح میں تھیں نیز چونکہ آپ حضرت حمزہ کی صاحبزادی ہیں اس لیے آپ کی چچا زاد ہوئیں اور حضرت حمزہ حضور سید عالم ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں اس وجہ سے حضور سید عالم ﷺ کی بھتیجی لگتی ہیں مدارج شریف میں سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں امامہ بنت حمزہ کو حضور کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہا ابنة اخی من الرضاة (بخاری ج ۲ ص ۷۶۴) یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں کیونکہ ابوہب کی لونڈی ثویبہ نے حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ (مدارج شریف ج ۲ ص ۶۶۷)

## ۷۔ عذہ بنت ابوسفیان

یہ اُم المؤمنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی بہن ہیں ان کو بھی حضور سید عالم ﷺ پر پیش کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہا لاتحل لی بے شک یہ میرے لئے حلال نہیں۔

(الاصابہ ج ۸ ص ۲۳۹)

خیال رہے یہ وہ عورتیں تھیں جن سے قبل از نکاح یا نکاح کرنے کے بعد لیکن دخول سے قبل ہی علیحدگی ہو گئی تھی (مدارج شریف ج ۲ ص ۶۶۷) کتب سیر میں ان کے علاوہ بھی مذکور ہیں لیکن



باختلاف۔ (مدارج)

## ۱۔ ام شریک بنت جابر الغفاریہ

احمد بن صالح نے ان کو بھی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں شمار کیا لیکن حضور

سید عالم ﷺ نے ان سے دخول نہ فرمایا۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۴۱۵)

## ۲۔ قتیلہ بنت قیس

قتیلہ بنت قیس بن معد یکرب کندیہ اشعث بن قیس کی بہن ہیں ان کو قتیلہ بھی کہا جاتا ہے

حضور سید عالم ﷺ نے ان سے نکاح ۱۰ھ میں فرمایا لیکن حضور ﷺ نے نہ تو ان کو (بظاہر) دیکھا اور نہ

ہی دخول فرمایا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے اپنی ظاہری وفات سے دو ماہ قبل نکاح فرمایا تھا

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرض الموت میں نکاح فرمایا تھا ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کو اختیار دیا گیا تھا کہ خواہ

پردہ کر لیں اور مومنوں پر اپنے آپ کو حرام کر لیں خواہ کسی اور سے نکاح کر لیں تو انہوں نے نکاح کو اختیار

کیا اور حضور موت میں عکرمہ سے شادی کر لی حضرت صدیق اکبر کو جب خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ میں

نے ارادہ کیا ہے کہ ان دونوں پر ان کے گھر کو جلا دوں لیکن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ تو وہ

اہل بیت المؤمنین میں سے ہیں اور نہ ہی حضور ﷺ نے ان سے دخول فرمایا اور نہ ہی اس نے پردہ کیا ایک

قول یہ بھی ہے کہ یہ مرتدہ ہو گئی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم (الاصابہ ج ۸ ص ۲۹۲)

## ۳۔ عالیہ بنت ظبیان

ان سے بھی نکاح فرمانے کی روایت موجود ہے حضور نے ان سے نکاح فرمایا اور جتنا اللہ نے

چاہا حضور ﷺ نے ان کو اپنے پاس رکھا پھر طلاق دے دی۔ اس روایت کا مقتضی یہ ہے کہ حضور سید

عالم ﷺ نے ان سے دخول فرمایا ہے۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۳۱)

## ۴۔ خولہ بنت ہذیل

ان کا سلسلہ نسب یوں ہے خولہ بنت ہذیل بن قبصۃ بن ہبیرہ بن حارث بن حبیب بن حرفۃ بن ثعلبہ بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب التغلبیہ۔

ان کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا تھا لیکن چونکہ یہ شام کی رہائشی تھیں جب حضور ﷺ کی خدمت میں لایا جا رہا تھا تو راستے میں ہی وصال کر گئیں ان کی والدہ کا نام حزنق بنت خلیفہ ہے جو کہ وحیہ کلبی کی بہن ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۱۲۱)

## ۵۔ شراف اخت وحیہ بنت خلیفۃ

خولہ بنت ہذیل کی وفات کے بعد حضور سید عالم ﷺ نے ان کی خالہ شراف جو کہ وحیہ بنت خلیفۃ کی بہن ہیں ان سے نکاح فرمایا لیکن وہ بھی اسی طرح راستے میں رحلت کر گئیں واللہ ورسولہ اعلم (الاصابہ ج ۸ ص ۱۲۱)

اب حضرت امّ ہانی رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا جاتا ہے کیونکہ حضور سید عالم ﷺ نے ان کو بھی نکاح کا پیغام دیا تھا لیکن نکاح واقع نہ ہوا۔

## حضرت امّ ہانی رضی اللہ عنہا

آپ ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم کی بیٹی حضرت علی شیر خدا کی بہن اور حضور سید عالم کی چچا زاد بہن ہیں آپ کے نام میں اختلاف ہے چنانچہ الاصابہ میں ہے قیل اسمها فاختة وقیل اسمها فاطمة وقیل هند والاول اشهر۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ کے نام کے بارے میں تین قول ہیں (۱) فاختہ (۲) فاطمہ (۳) ہند جب کہ پہلا قول مشہور ہے۔

آپ پہلے ہبیرہ بن عمرو بن عائد بن عمر بن عمران بن مخزوم المخزومی کی زوجیت میں تھیں پھر جب آپ نے اسلام قبول فرمایا تو ہبیرہ اور آپ کے درمیان علیحدگی ہو گئی (الاصابہ ج ۸ ص ۴۸۵) اس ہبیرہ سے آپ کے ہاں جعدہ، عمرو اور یوسف وہابی پیدا ہوئے حضور سید عالم ﷺ نے اور ہبیرہ نے

بھی خود امّ ہانی کو پیغام نکاح دیا تھا لیکن ابوطالب نے حضرت امّ ہانی کا نکاح ہمیرہ سے کروا دیا جب حضور سید عالم ﷺ نے عتاب فرمایا تو ابوطالب نے کہا کہ ان سے میں نے بیٹی طلب کی تھی اس لیے میں نے مہربانی کا طریقہ سمجھا کہ ان کا بدلہ دے دوں (مدارج) پھر جب آپ اسلام لے آئیں تو حضور سید عالم ﷺ نے دوبارہ پیغام نکاح بھیجا تو حضرت امّ ہانی رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ واللہ انی كنت لاحبک فی الجاهلیۃ فیکف فی الاسلام ولکنی امرأۃ مصیبة فاکرہ ان یؤذوک

قسم بخدا حضور ﷺ میں آپ کو زمانہ جاہلیت میں بھی پسند کرتی تھی تو زمانہ اسلام میں کیونکر آپ کو پسند نہ کروں (زمانہ اسلام میں بدرجہ اولیٰ آپ مجھے محبوب ہیں) لیکن چونکہ میں شادی شدہ خاتون ہوں اس وجہ سے مجھے یہ بات نہ پسندیدہ ہے کہ (میرے) بچے آپ کو ایذا دیں اس پر حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا

خیر النساء رکن الابل نساء قریش احناہ علی ولد

بہترین عورتیں جو کہ اونٹ پر سوار ہوتی ہیں قریشی عورتیں ہیں (الاصابہ ج ۸ ص ۴۸۵)

بچے پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والی (بخاری جلد ۲ ص ۷۶۰)

اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ عرب کی عورتیں بالخصوص قریشی خواتین اپنی اولاد کی طرف بڑ

ی مائل و مہربان ہیں اور دلوں میں اپنے خاوندوں کی امانت دار بھی ہوتی ہیں۔ (مدارج)

ابن سعد نے سند صحیح کے ساتھ شعبی سے تخریج فرمائی کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت امّ ہانی

کو نکاح کا پیغام دیا تو آپ نے فرمایا:-

یا رسول اللہ لانت احب الی من سمعی وبصری وحق الزوج عظیم وانا

اخشی ان اضیع حق الزوج

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے میری سماعت اور بصارت سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور

خاوند کا حق بہت بڑا ہے اور مجھ کو اس بات کا خوف ہے کہ حضور ﷺ کے حق زوجیت کو کہیں ضائع نہ کر دوں۔

حضور سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ جب یہ حکم نازل ہوا یا ایہا النبی انا احلنا لک ازواجک التي اتیت اجورهن وما ملک یمینک الی قوله وبنات عمک وبنات خالک وبنات خلتک التي ہاجرن معک۔

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی! ہم نے تمہارے لئے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو الی قوله اور تمہارے چچا کی بیبیاں اور پھوپھیوں کی بیبیاں اور ماموں کی بیبیاں اور خالوں کی بیبیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی۔

(کنز الایمان سورۃ الاحزاب)

اس وقت حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ حضور ﷺ نے مجھ کو پیام بھیجا تھا میں نے حضور ﷺ سے عذر خواہی کی تھی اور آپ نے معذور رکھا تھا لہذا اللہ نے یہ آیت پاک نازل فرمائی پس میں حضور ﷺ کے لئے حلال قرار نہ دی گئی کیونکہ میں نے آپ کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی اس آیت کے تحت حضور سیدی صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ساتھ ہجرت کرنے کی قید بھی افضل کا بیان ہے کیونکہ بغیر ہجرت کرنے کے بھی ان میں سے ہر ایک حلال ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خاص حضور ﷺ کے حق میں ان عورتوں کی حلت اس چیز کے ساتھ مقید ہو جیسا کہ ام ہانی بنت ابی طالب کی روایت اس طرف مشیر ہے۔ (خزائن العرفان)

آپ سے روایت کرنے والوں میں جعدہ، یحییٰ اور آپ کے پوتے ہارون اور ابو مرثہ اور ابوصالح اور حضرت ابن عباس وغیرہ ہیں (الاصابہ ج ۸ ص ۴۸۶) خیال رہے حضرت ام ہانی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور یعنی ۵۰ھ تک حیات رہیں۔ (مدارج شریف)

وہ عورتیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ پر پیش کیا

۱۔ حضرت خولہ بنت حکیم

آپ کو خویلتے بھی کہا گیا ہے سلسلہ نسب یوں ہے خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص بن مرہ بن ہلال بن فالح بن ذکوان بن ثعلبہ بن بھشہ بن سلیم السلیمۃ۔

آپ نے اپنے آپ کو حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں ہبہ کے طور پر پیش کیا تھا آپ بہت نیک خاتون تھیں۔ آپ سے حضرت سعد بن ابی وقاص نے روایت حدیث فرمائی ہے چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص آپ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی ہیں میں نے حضور سید عالم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص کہیں پڑاؤ ڈالے اور یہ (اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق) دعا پڑھے تو اس جگہ سے کوچ کرنے تک اسے کوئی شئی ضرر نہ دے گی۔ (اسد الغابہ ج ۷ ص ۱۰۴)

خیال رہے یہ حضرت خولہ بنت حکیم وہی خاتون ہیں جن کے بارے میں حضرت ہشام اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا اس پر اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ:-

كنت أغار على اللاتي وهبن أنفسهن لرسول الله صلى الله عليه وسلم

واقول اتهب المرأة نفسها فلما نزل الله تعالى ترجى من تشاء منهن

(الایة) قلت ما اری ربک الا یسارع فی ہواک

میں ان عورتوں پر غیرت کرتی تھی جنہوں نے اپنے آپ کو حضور پر ہبہ کر دیا تھا اور میں کہتی تھی

کیا عورت اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے ترجی الایة نازل فرمائی تو میں

حضور سے عرض گزار ہوئی کہ میں یہی دیکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش پوری کرنے

میں جلدی فرماتا ہے۔ (بخاری شریف کتاب التفسیر و کتاب النکاح)



علامہ عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ السلاسی وہبن کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کرنے والی خواتین ایک سے زیادہ تھیں۔

## ۲۔ فاطمہ بنت شریح

ان کے حالات نہ مل سکے واللہ ورسولہ اعلم

## ۳۔ ام شریح

انہوں نے مکہ میں اسلام قبول کر لیا تھا اور قریشی عورتوں کو دعوتِ اسلام دیتی تھیں جب اہل مکہ کو پتہ چلا تو انہوں نے آپ کو سخت تکالیف سے دوچار کیا خود فرماتی ہیں کہ مجھے ایک اونٹ (نگی پیٹھ) پر بھوکے پیاسے تین دن ایسی جگہ رکھا کہ جہاں مجھے سخت دھوپ میں باندھ دیتے اور کھانا پینا روک دیتے۔

اسی دوران ایک دفعہ مجھ پر ایک ڈھول ظاہر ہوا جس کی ٹھنڈک میں نے محسوس کی پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا اس کے بعد وہ ڈھول دوبارہ ظاہر ہوا تو اس میں پانی تھا میں نے اس سے پیا تو وہ پھر اٹھ گیا اسی طرح دو تین دفعہ ایسا ہی ہوا حتیٰ کہ میں خوب سیر ہو گئی اور اسکے بعد میں نے پانی اپنے جسم اور کپڑوں پر بھی انڈیلا اور اس دوران چونکہ کفار سو رہے تھے جب بیدار ہوئے تو کہنے لگے کہ تم نے ہمارے برتنوں یا مشکیزوں سے پانی پیا ہے تو کہنے لگیں ہرگز نہیں میرے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا اس پر لوگوں نے کہا کہ اگر تو اپنے قول میں سچی ہے تو پھر یقیناً تمہارا دین ہمارے دین سے بہتر ہے اس کے بعد جب انہوں نے اپنے اپنے مشکیزے دیکھے تو ان میں پانی موجود پا کر حقانیتِ اسلام کے معترف ہو گئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد ام شریح حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو پیش خدمت کرتی ہیں تو حضور سید عالم ﷺ ان کو قبول فرمالتے ہیں لیکن جب بعد میں اس میں بڑائی دیکھتے ہیں تو طلاق دے دیتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

خیال رہے ام شریح کے نام اور قبیلہ کے بارے میں شدید اختلاف ہے۔

فائدہ

حضور صدرالاقاضی علیہ الرحمۃ نے زینب بنت خزیمہ کو بھی ان عورتوں میں شمار فرمایا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو حضور کی بارگاہ میں پیش کیا تھا اور ان کا تذکرہ گذرا۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## پندرہواں باب

## حضور ﷺ کی اخروی ازواج

## حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا

قالت امرأت فرعون قرة عين لي ولك لا تقتلوه عسى ان ينفعنا او نتخذه  
ولدا

ترجمہ: اور فرعون کی بی بی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو  
شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں (کنز الایمان سورہ قصص)

اس آیت مبارکہ میں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے حضرت آسیہ و حضرت مریم  
رضی اللہ عنہما اور حضرت موسیٰ کی ہمیشہ تینوں خواتین حضور سید عالم ﷺ کی اخروی ازواج ہیں  
کیونکہ رسول کائنات ﷺ ان خواتین کو اپنی زوجیت سے مشرف فرمائیں گے چنانچہ حضرت ابن عباس  
رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ حضرت خدیجہ کے مرض الوفا میں آپ کے  
پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے خدیجہ اذا لقيت ضرائك فاقرئهن مني السلام جب آپ  
اپنی سوکنوں سے ملو تو میرا سلام کہنا قالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهل تزوجت  
قبلي عرض گزار ہوئیں یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے مجھ سے پہلے بھی نکاح فرمایا؟ قال لا ولكن  
الله زوجني مریم بنت عمران و آسیہ بنت مزاحم و کلثم (او کلثوم) اخت موسیٰ  
حضور ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم اور کلثم اخت  
موسیٰ سے فرمایا ہے رواہ ابن عساکر (البداية والنهاية لابن كثير ج ۱ الجزء الثاني ص ۷۴،  
الدر المنثور في التفسير الماثور المجلد الخامس ص ۲۳۰ بیروت لبنان)

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے آسیہ بنت مزاحم بن

عبید بن الریان بن الولید۔ (روح المعانی ج ۱۰ ص ۷۱، البداية والنهاية ج ۱ الجزء الاول

(ص ۲۷۶)

خیال رہے ولید حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر کا فرعون (بادشاہ) تھا اس قول کے مطابق سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا اسرائیلی خاتون نہیں ہیں جب کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ بنو اسرائیل سے تھیں نیز تیسرا قول یہ بھی ہے کہ آپ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کی پھوپھی تھیں واللہ ورسولہ اعلم (ایضاً) خیال رہے حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے مابین سینکڑوں سال کا فاصلہ ہے چنانچہ تفسیر نعیمی میں حکیم الامت فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے درمیان تقریباً دو ہزار سال کا فاصلہ ہے اس دوران کم و بیش ایک ہزار رسول یا انبیاء تشریف لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے درمیان قریباً چھ سو سال کا فاصلہ ہے اس درمیان میں کوئی نبی تشریف نہ لایا یہ بھی خیال رہے کہ ملک عرب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام سے حضور ﷺ تک کوئی نبی نہ آئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضور سید عالم ﷺ کے درمیان قریباً چار ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ (تفسیر نعیمی بتصرف یسیر ج ۶ ص ۳۲۹)

فرعون کی بی بی آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا نیک بی بی تھیں انبیاء کی نسل سے تھیں غریبوں اور مسکینوں پر رحم و کرم کرتی تھیں (بخزائن العرفان) چونکہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کے ضمن میں ہے اس لیے حضرت موسیٰ کے چند ایک واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔

### فرعون کا خواب

یذبحون ابناء کم تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

فرعون نے ایک خواب دیکھا کہ ایک آگ آئی جس نے تمام قبیلوں کو جلا ڈالا جب کہ اسرائیلیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچا پھر دیکھا کہ بنی اسرائیل کے محلے سے ایک اژدھا نکلا جس نے فرعون کو تخت کے نیچے ڈال دیا جب تعبیر پوچھی تو اس کی تعبیر یہ بیان کی گئی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری حکومت کے زوال کا سبب ہوگا (ج ۱ ص ۶۵ روح المعانی وغیرہ تفاسیر) اس پر فرعون نے کو تو ال کو حکم دیا کہ

ایک ہزار سپاہی ہتھیار بند اور اتنی ہی دائیاں اسرائیلیوں کے محلوں میں مقرر کر دوتا کہ جس گھر میں لڑکا پیدا ہوا اس کو قتل کر دیا جائے جس پر چند سال میں بنی اسرائیل کے بارہ ہزار یا ستر ہزار بچے قتل کروادئے گئے جب کہ نوے ہزار حمل گرائے گئے (خزائن) خیال رہے فرعون کا اس قدر قتل و غارت کا بازار گرم کرنا اس کی حماقت کی بین دلیل ہے کیونکہ اگر کاہن یا اس کا خواب سچا تھا تو پھر قتل کروانے کا کچھ فائدہ نہ تھا نیز آیت میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے لوگوں کے بچوں کو قتل کرنا فرعونی

شریعت ہے۔ (روح المعانی ج ۱۰ ص ۶۵)

اللہ کی شان اس قوم کے بوڑھے جلد جلد مرنے لگے قوم قبط کے روماء نے گھبرا کر فرعون سے شکایت کی کہ بنی اسرائیل میں موت کی گرم بازاری ہے اس پر ان کے بچے بھی قتل کئے جاتے ہیں تو ہمیں خدمتگار کہاں سے میسر آئیں گے فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کئے جائیں اور ایک سال چھوڑے جائیں تو جو سال چھوڑنے کا تھا اس میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور قتل کے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ (خزائن العرفان)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب یوں ہے موسیٰ بن عمران بن قاہت بن عازر بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام (البدایہ والنہایہ ج ۱ الجزء الاول ص ۲۷۳) آپ کی والدہ کے نام میں اختلاف ہے والمشہور انه یوحانذ وفی الاتقان ہی محیانه بنت یصھر بن لاوی وقیل بارخا وقیل بازخت (روح المعانی ج ۸ ص ۲۷۴ الجزء الخامس عشر) مشہور یہ ہے کہ آپ کا نام یوحانذ ہے اور اتقان میں محیانه بنت یصھر بن لاوی ہے اور ایک قول میں آپ کا نام بارخا ہے اسی طرح ایک اور قول کے مطابق بازخت بیان کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت عمران اپنی قوم کے سردار تھے جب آپ کی زوجہ حاملہ ہوئیں تو فرعون کی دائیاں ان کے گھر آئیں اور سپاہی دروازے پر جب وقت ولادت قریب ہوا تو ایک دائی آپ کے گھر میں رہنے لگی اللہ کی شان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جب ولادت ہوئی تو دائی آپ کو دیکھ کر بے اختیار آپ پر



فریفتہ ہو گئی اور آپ کی والدہ سے کہنے لگی کہ کسی طرح اس بچہ کو قتل سے بچاؤ پھر ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہوا ہانڈی میں ڈال کر سپاہیوں سے کہا کہ اس گھر میں لڑکا پیدا ہوا تھا جس کو میں نے قتل کر دیا ہے اس کو دفن کرنے جنگل لیئے جا رہی ہوں موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر میں پرورش پاتے رہے ادھر نجومیوں نے فرعون کو خبر دی کہ وہ بچہ پیدا ہو چکا ہے اس پر فرعون نے سپاہیوں پر سختی کی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے بہت کوشش سے ان کے بچے قتل کئے مگر عمران کے لڑکے کو اپنے ہاتھوں سے نہ مارا اور دائی کے کہنے پر اعتماد کر لیا حکم دیا کہ گھر کی تلاشی لی جائے اور گھر میں بلاتا نل گھس جاؤ سپاہی جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے تو حضرت مریم (جو کہ آپ کی بہن ہیں) نے حضرت کو بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا سپاہی تلاشی لے کر واپس ہوئے۔

والدہ کو خبر ہوئی تو تڑپ گئیں جیسے ہی تنور پر پہنچی تو دیکھتی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تنور سے آواز آرہی ہے اور آپ سلامت ہیں۔ (خلاصہ تفاسیر)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریائے نیل میں بہنا

واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم .

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو

اسے دریا میں ڈال دے۔ (کنز الایمان)

آپ کی والدہ نے آپ کو تین مہینے دودھ پلایا اس عرصہ میں نہ آپ روتے تھے نہ ان کی گود میں کوئی حرکت کرتے تھے اور نہ ہی آپ کی ہمشیرہ کے سوا آپ کی ولادت کی کسی کو اطلاع تھی۔ (خزائن)

ان اقدفیه فی التابوت فاقدفیه فی الیم فلیلقه الیم بالساحل یاخذہ وعدولی وعدولہ .

ترجمہ: جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا کہ اس بچہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر ڈالے کہ اسے وہ اٹھالے جو میرا دشمن اور اس کا دشمن۔

(کنز الایمان)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں یا پھر خواب کے ذریعہ یہ الہام فرمایا کہ جب آپ کو فرعون کی طرف سے کوئی اندیشہ ہو تو اس بچہ کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

چنانچہ آپ ایک نجار کے پاس جاتی ہیں اور اس سے ایک چھوٹا سا تابوت خریدتی ہیں اس پر بڑھی کہتا ہے کہ آپ اس تابوت کا کیا کریں گی آپ اس کو سچ سچ بتا دیتی ہیں اور جھوٹ بولنے کو آپ ناپسند کرتی ہیں یہاں تک کہ آپ نے یہ بھی نہ کہا کہ مجھے فرعون کے فریب کا خوف ہے آپ تابوت خرید کر واپس تشریف لاتی ہیں ادھر بڑھی مخبری کرنے پہنچتا ہے لیکن جیسے کلام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زبان کو اللہ تبارک و تعالیٰ روک دیتا ہے اور وہ گفتگو نہ کر پاتا اور اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتا اس پر درباری اس کو مار پیٹ کر نکال دیتے ہیں اللہ کی شان جب بڑھی اپنی جگہ پہنچتا ہے تو زبان ٹھیک ہو جاتی ہے دوبارہ پھر جاتا ہے لیکن اس دفع اس کی زبان اور بصارت دونوں ناکارہ ہو جاتی ہیں آخر کار وہ سجدے میں گر کر اللہ کی بارگاہ میں تائب ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی (تفسیر صاوی ج ۴ ص ۲۸۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق میں روٹی بچھائی اور آپ کو اس میں رکھ کر صندوق بند کر دیا اور اس کی درزیں روغن قیر (تارکول) سے بند کیں پھر اس صندوق کو دریائے نیل میں بہا دیا۔ (خزائن العرفان)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے گھر پہنچنا

فینما فرعون فی موضع یشرف علی النیل وامرته معہ اذ ارای التابوت عند الساحل فامر بہ ففتح فاذا صبیٰ اصبح الناس وجہا فاحبہ ہو وامراتہ حُباً شدیداً (روح المعانی ج ۸ ص ۲۷۶ الجزء والخامس عشر)

یعنی فرعون اور اس کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ایک جگہ بیٹھے دریائے نیل کی طرف جھانک رہے تھے کہ ساحل کے پاس ایک تابوت دیکھا اور اس کو کھولنے کا حکم دیا تو جب تابوت کھولا گیا تو اس میں ایک نہایت حسین و جمیل بچہ ہے تو فرعون نے اور اس کی

بیوی نے اس بچہ کو بہت زیادہ پسند کیا اور دونوں آپ پر فریفتہ ہو گئے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ جب تابوت پانی میں بہتا ہوا اس ساحل پر آیا جو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ہمسایہ عورتوں کا گھاٹ تھا تو انہوں نے وہ تابوت پکڑ لیا اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لائیں اور گمان یہ تھا کہ اس میں مال ہے لیکن جب کھولا گیا تو اس میں حضرت کلیم علیہ السلام کو پایا اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا دیکھتے ہی آپ پر فریفتہ ہو گئیں جب فرعون کو علم ہوا تو اس نے صندوق منگوایا سیدہ آسیہ نے فرمایا کہ قرۃ عین لی ولک لا تقتلوہ یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کر فقال لہا یكون لک واما انا فلا حاجة لی فیہ بولایہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے رہا میں تو مجھے اس کی حاجت نہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ:-

والذی یحلف بہ لواقر فرعون بان یكون قرۃ عین لہ کما قالت امراتہ لہداه اللہ تعالیٰ بہ کما ہدی بہ امراتہ ولكن اللہ عزوجل حرّمہ ذلک۔  
اس ذات کی قسم کہ جس کی قسم کھائی جاتی ہے اگر فرعون بھی اقرار کر لیتا یہ بچہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جیسے کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو اللہ ضرور اسکو ہدایت دیتا جیسے کہ حضرت آسیہ کو اس بچہ کے ذریعہ ہدایت عطا فرمائی لیکن ہدایت کو اللہ نے اس پر حرام فرمادیا تھا۔ (روح المعانی ج ۸ ص ۲۷۷ الجزء الخامس عشر)

ایک قول یہ بھی ہے جب فرعون نے تابوت کو دیکھا اس وقت اس کے پاس چار سو غلام اور باندیاں تھیں اور اشارہ کیا گیا کہ جو اس تابوت کو لینے میں سب پر سبقت لے جائے گا اس کو آزاد کر دیا جائے اس پر تمام ہی سبقت لے گئے لیکن تابوت کو لینے میں کوئی کامیاب نہ ہوسکا فاعتق الكل تو اس نے سب کے سب غلام باندیوں کو آزادی کا پروا نہ دیا۔ (روح المعانی ایضاً)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فرعون کی اکلوتی اور چبیتی بیٹی تھی جو کہ برص کی بیماری میں مبتلا تھی حکماء اس کے علاج سے تھک ہار چکے تھے اور فرعون کو کسی نے کہا تھا کہ اس کو برص سے چھٹکارا

نہیں مل سکتا البتہ فلاں مہینہ میں جب سورج چمکے تو اس وقت دریا میں ایک انسان کے مشابہ کوئی شے پائی جائے گی اور اس کا لعاب اگر اس کو ملا جائے تو شفا یاب ہو سکتی ہے حاصل یہ کہ اسی دن کو فرعون اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے دریائے نیل کے کنارے محفل سجائی اور فرعون کی لڑکی بھی اپنی کنیزوں کے ساتھ کنارے پر جا بیٹھی تو اچانک ایک تابوت پانی کی موجوں میں آ کر ایک درخت کے پاس رک جاتا ہے یہ دیکھ کر فرعون حکم دیتا ہے کہ اس تابوت کو میرے پاس لاؤ لوگ اس کو جب فرعون کے پاس لا کر کھولنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن چنداں کوشش کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو پاتے تو توڑنے کے درپے ہوتے ہیں اللہ کی شان اس کو توڑنے سے بھی قاصر رہتے ہیں اس پر حضرت آسیہ آگے بڑھتی ہیں تو آپ کو اندر سے نور دیکھائی دیتا ہے جس کا آپ کے سوا کسی کو کشف نہ ہوا۔

ع :

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا تابوت کو کھولتی ہیں تو اس کے اندر ایک چھوٹے سے بچہ کو انگوٹھا چوستے ہوئے پاتی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اس بچہ کی محبت سب کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔  
والقیت علیک محبۃ منی۔

اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی۔ (کنز الایمان سورۃ طہ)

اس کے بعد اس بچہ کا لعاب دہن فرعون کی لڑکی کو لگایا گیا تو وہ اسی وقت برص جیسی مہلک بیماری سے شفا یاب ہو گئی (تفسیر روح المعانی ج ۱۰ ص ۶۹ الجزء العشرون) عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حسن اور ملاحظت کو دیکھتی ہیں تو فرعون سے کہتی ہیں قرۃ عین لی ولک لا تقتلوہ کہ یہ بچہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو۔ (تفسیر درمنثور ج ۴ ص ۲۹۶)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی حلاوت تھی کہ جو کوئی دیکھتا تو فریفتہ ہو جاتا (تفسیر درمنثور ج ۴ ص ۶۹۶) تفسیر

مدارک شریف میں فرمایا کہ منی کا تعلق القیت سے ہے یعنی اے پیارے موسیٰ علیہ السلام میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں اور جس کو اللہ محبوب بنالے اس کو تمام دل محبوب بنا لیتے ہیں اب اس کو جو بھی دیکھتا ہے اس پر فریفتہ ہوئے بغیر نہیں رہتا چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی ملاحظت تھی کہ جو کوئی آپ کی طرف نظر کرتا اس کے دل میں آپ کی محبت گھر کر جاتی آپ کو اپنا محبوب بنا لیتا اور چاہنے لگتا۔ (تفسیر مدارک ج ۲ ص ۱۰۴)

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ فرعون کی لڑکی جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرے مبارک کی طرف نظر کرتی ہے شفا یاب ہو جاتی ہے تو سرکش فرعونی کہتے ہیں کہ ہمیں یہ گمان ہے کہ شاید یہ وہ ہمارا مطلوب لڑکا ہے جس کو تمہارے خوف کی وجہ سے دریا میں ڈال دیا گیا ہے لہذا اس کو قتل کر ڈالو اس پر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون سے آپ کی جان بخشی چاہتی ہیں تو فرعون اپنے ارادہ سے باز رہتا ہے۔

(روح المعانی ج ۱۰ ص ۷۰ الجزء العشرون ، تفسیر مدارک ج ۲ ص ۱۲۵۲)

## آل فرعون کا بچہ کو اٹھالینا

فالتقطه ال فرعون لیکون لهم عدو و حزنا ان فرعون و هامان و جنودهما كانوا خطین.

تو اسے اٹھالیا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہو بے شک فرعون اور ہامان (اس کا وزیر) اور ان کے لشکر خطا کار تھے (کنز الایمان و خزائن)

یعنی نافرمان تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سزا دی کہ ان کے ہلاک کرنے والے دشمن کی انہیں

سے پرورش کرائی۔ (خزائن العرفان)

خیال رہے زجاج کہتے ہیں کہ فرعون اہل فارس میں سے تھا (مدارک ج ۲ ص ۱۲۵۲)

چونکہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت کے چہرہ مبارک سے تورا اور آپ کی وجہ سے فرعون کی لڑکی کی شفا یابی کا معائنہ فرمایا تھا نیز آپ کی کوئی اولاد نہ تھی تو فرمایا کہ اس بچہ کو قتل نہ کرو ہو سکتا ہے کہ یہ



بچہ ہمیں کوئی نفع دے یا ہم اسے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیں کیونکہ یہ بچہ اس لائق ہے کہ بادشاہوں کا بیٹا بنے۔

(مدارك ج ۲ ص ۱۲۵۲)

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

قالت امرأت فرعون قرۃ عین لی ولک لا تقتلوہ عسی ان ینفعنا او نتحدہ  
ولدا۔

اور فرعون کی بی بی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرو شاید یہ  
ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں۔ (کنز الایمان سورۃ قصص)

انہوں (حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا) نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ سال بھر سے زیادہ  
عمر کا معلوم ہوتا ہے اور تو نے اس سال کے اندر پیدا ہونے والے بچوں کے قتل کا حکم دیا ہے علاوہ ازیں  
معلوم نہیں کہ یہ بچہ دریا میں کس سر زمین سے آیا تجھے جس بچہ کا اندیشہ ہے وہ اسی ملک کے بنی اسرائیل  
سے بتایا گیا ہے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات ان لوگوں نے مان لی۔ (خزائن العرفان)

## حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا قبولِ ایمان

اللہ تبارک و تعالیٰ کی شانِ بے نیازی بھی کس قدر اونچی ہے کہ وہ زندوں سے مردے اور  
مردوں سے زندوں کو پیدا فرما دیتا ہے علماء سے جہلاء اور جہلاء سے علماء پیدا فرما دیتا ہے یہ اسکی شانِ بے  
نیاز ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ منافقوں اور کافروں کے ہاں خالص مومن اور مومنین کے ہاں  
کافر و منافق و گستاخ پیدا ہو جاتے ہیں جس کی بیسیوں مثالیں دی جاسکتی ہیں جیسے ابو جہل و عبد اللہ ابن  
ابی وغیرہما کے بیٹے ایمان قبول کر کے خالص مومن و صحابی رسول بن گئے تھے۔

لطیفہ

اسلمعیل دہلوی قاتل و ذبح بہت بڑے علمی خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس کے باوجود اس کی تحریر  
و تقریر سے ایسی ضلالت و گمراہی اور شرارت و جہالت بلکہ گستاخی و بے باکی پھیلی کہ الامان  
والحفیظ۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ایک بیوی جس کا نام وائلہ تھا کافرہ تھی اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی ایک بیوی جس کا نام وابلہ تھا یہ بھی کافرہ تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

امرات نوح وامرات لوط كانتا تحت عبدين صالحين فخانتهم فلم يغنيا عنهما من الله شيئا وقيل ادخلا النار مع الداخلين (سورة تحریم)

اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے نوح کی عورت اور لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں دوسرا اور قرب بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انہوں نے ان سے دعا کی تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ۔

(کنز الایمان)

تفسیر مظہری میں فرمایا کہ ان دونوں عورتوں کی ضلالت و گمراہی میں سے یہ ہے کہ حضرت نوح کی بیوی لوگوں کو جا کر کہا کرتی تھی کہ حضرت نوح مجنون ہیں اور جب آپ پر کوئی ایمان لاتا تو جا کر قوم جبارہ کو بخبری کرتی تھی۔

جب کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی یہ خیانت تھی کہ جب حضرت کے پاس مہمان آتے تو مہمان اگر رات میں آتے تو یہ آگ جلاتی تاکہ لوگوں کو خبر ہو جائے اور اگر مہمان دن میں آتے تو گھر میں دھونی دیتی جس سے لوگ سمجھ جاتے کہ مہمان آئے ہیں۔

کلبی کہتے ہیں کہ یہ دونوں عورتیں منافق تھیں کہ ایمان کو ظاہر کرتیں اور کفر دل میں

چھپاتیں۔ (تفسیر مظہری ج ۹ ص ۳۴۶)

اس کے برعکس حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا باوجودیکہ فرعون کے گھر میں تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو دولت ایمان نصیب فرمائی علماء تفسیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ جادو گروں پر غالب ہو جاتے ہیں تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ایمان لے آتی ہیں۔ (تفسیر مظہری ج ۹ ص ۳۴۷)

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے کا ایمان افروز واقعہ

ربیع بن انس ابوالجالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرعون

کے خزانچی کی بیوی کے قبولِ ایمان کے بعد ایمان قبول کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ فرعون کے خازن کی بیوی فرعون کی لڑکی کو کنگھی کر رہی تھی کہ کنگھی ہاتھ سے گر جاتی ہے جس پر خازن کی بیوی کہتی ہے کہ تعس من کفر باللہ جو اللہ کے ساتھ کفر کرے وہ ہلاک ہو فرعون کی لڑکی سن کر کہتی ہے کہ کیا تمہارا میرے باپ کے علاوہ بھی کوئی رب ہے وہ کہتی ہیں کہ میرا رب وہی ہے جو کہ تمہارے باپ کا اور ہر شئی کا رب ہے اس پر فرعون کی لڑکی آپ کو تھپڑ مارتی ہے تو جواباً آپ نے بھی اس کو تھپڑ رسید کیا اس کے بعد فرعون کی لڑکی اپنے باپ کو خبر دیتی ہے فرعون اس سے پوچھتا ہے کہ اتعبدین رباً غیرى کیا تو میرے علاوہ کسی رب کی عبادت کرتی ہے؟ فرماتی ہیں کہ ہاں اسی رب کی عبادت کرتی ہوں جو کہ میرا، تمہارا اور ہر شئی کا رب ہے اب تو فرعون غضبناک ہو جاتا ہے اور آپ کے ہاتھ پاؤں میں کیل گاڑ دیتا ہے اور آپ پر سانپ چھوڑ دیتا ہے اسی طرح آپ کو تکلیفیں دیتا ہے پھر ایک دن آ کر وہی سوال پوچھتا ہے تو آپ جواب میں ربی وربک ورب کل شیء اللہ ہی کہتی ہیں فرعون کہتا ہے کہ میں تمہارے بیٹے کو ذبح کر دوں گا آپ فرماتی ہیں کہ فاقض ما انت قاض جو کرنا ہے کر لے فرعون آپ کے بیٹے کو آپ کے سامنے ذبح کر ڈالتا ہے اللہ کی شان آپ کے بیٹے کی روح کہتی ہے

اے اما جان! آپ کے لئے بشارت اور خوشخبری ہے کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں آپ کے لئے

ایسا ایسا اجر و ثواب ہے۔

اس پر آپ صبر کرتی ہیں حتیٰ کہ ایک دن پھر فرعون آ کر وہی سوال کرتا ہے تو جواب وہی پاتا ہے لہذا فرعون آپ کے دوسرے لڑکے کو بھی ذبح کر دیتا ہے اور اس کی روح بھی آپ کو بشارت دیتی ہے کہ اصبرى يا امه فان لك عند الله من الثواب كذا وكذا اور خازن کی بیوی کے دونوں لڑکوں کی روح کے کلام کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بھی سماعت کرتی ہیں اور آپ پر ایمان لے آتی ہیں اس کے بعد خازن کی بیوی کا جب وصال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے ثواب اور منزل و کرامت جو کہ آپ کو جنت میں ملتی ہے اس کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے لئے ظاہر فرما دیتا ہے اور آپ اس تمام کو دیکھ کر ایمان میں اور زیادہ پختہ و راسخ ہو جاتی ہیں اور آپ کی تصدیق اور حضرت موسیٰ پر ایمان

لانے کو اور جلا مٹی ہے۔ (تفسیر القرآن العظیم ج ۴ ص ۵۰۶) خیال رہے مذکورہ بالا حوالہ ابن کثیر کی تفسیر کا ہے۔

## حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا وصال

و ضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امرات فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنة ونجینی من فرعون و عملہ ونجینی من القوم الظلمین (تحریم)  
اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بی بی جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش (کنز الایمان)

علماء تفسیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت آسیہ ایمان لے آتی ہیں تو فرعون آپ کے ہاتھوں اور پاؤں میں چار کیل ٹھوک کر دھوپ میں ڈال دیتا ہے اور اوپر چکی رکھ دی جاتی ہے اسی طرح سیدہ کو تکالیف سے دوچار کیا جاتا ہے اللہ کی شان جب فرعون وہاں سے ہٹتا تو فرشتے آپ کو اپنے سایہ میں ڈھانپ لیتے آپ کو اسی طرح اذیت دی جاتی رہی یہاں تک کہ ایک دفعہ فرعون یہ حکم جاری کرتا ہے کہ آپ کے اوپر ایک بہت بڑی چٹان ڈال دی جائے تو جب اس کے کارندے چٹان اٹھا کر لاتے ہیں تو آپ یہ دعا کرتی ہیں:-

رب ابنی لی عندک بیتا فی الجنة. (القرآن)

اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا۔

آپ کی دعا مقبول ہوتی ہے اور آپ جنت میں اپنا گھر دیکھتی ہیں اور آپ کی روح پرواز کر جاتی ہے پھر آپ پر چٹان پھینکی گئی لیکن اس وقت آپ کے جسم مبارک میں روح نہیں تھی اور آپ نے اس کی تکلیف نہ پائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی طرف اٹھالیا تو آپ جنت سے کھاتی اور پیتی ہیں (خلاصہ تفسیر حسان ج ۴ ص ۱۲۳ الجزء السابع، درمنثور ج ۶ ص ۲۴۵، تفسیر مظہری ج ۹ ص ۳۴۷، تفسیر صاوی ج ۶ ص ۱۳۸، خزائن

العرفان سورة تحریم ، تفسیر روح المعانی ج ۱۴ ص ۲۴۳ الجزء الثامن والعشرون

ایک قول یہ بھی ہے کہ جب سیدہ جنت کو دیکھتی ہیں تو مسکرا دیتی ہیں اتنے میں فرعون آتا ہے اور آپ کی اس حالت میں مسکرانے پر تعجب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ:-

لوگو! کیا تم اس عورت کے جنون پر حیرت و تعجب نہیں کرتے کہ ہم اس کو عذاب و اذیت دے رہے ہیں اور یہ مسکرا رہی ہیں اس کے بعد سیدہ کا وصال ہو جاتا ہے۔

(تفسیر القرآن العظیم ج ۴ ص ۵۰۶)

دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقہ و طفیل ایمان پر استقامت نصیب فرمائے اور بدھب الہستت والجماعت پر خاتمہ نصیب فرمائے۔

اللهم ارزقنا شهادة في سبيلك واجعل موتنا ببلد حبيبك

آستانے پہ تیرے سر ہو اجل آئی ہو

اوراے جان جہاں تو بھی تماشائی ہو

بند جب خوابِ اجل سے ہوں حسن کی آنکھیں

اس کی نظروں میں تیرا جلوہ زیبائی ہو

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

## حضرت مریم رضی اللہ عنہا

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے والد حضرت عمران ہیں اور عمران دو ہیں ایک تو حضرت

موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے والد ہیں دوسرے حضرت مریم کے والد اور ان دونوں کے مابین

ایک ہزار آٹھ سو برس کا فاصلہ ہے (خزائن و کبیر و نعیمی) حضرت موسیٰ کے والد کا نسب یہ ہے عمران

ابن قاضی ابن لاوی ابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم علیہم السلام

(تفسیر ضاوی ج ۴ ص ۳۰۰ بیروت)

جب کہ دوسرے عمران کا نسب یوں ہے عمران بن ہاشم بن امون بن یثاب بن حزقیان بن احریق



بن موثم بن عزازیا بن امصیا بن یادش بن احریمو بن یازم بن یھفا شاط بن ایشا بن ایان بن رجعام بن سلیمان بن داؤد قالہ محمد بن اسحاق۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۶۷)

جب کہ ابوالقاسم بن عسا کر کے قول کے مطابق سلسلہ نسب یوں ہے مریم بنت عمران بن ماثان بن عازر بن ایود بن اختر بن صادق بن عیازور بن الیاقیم بن ایود بن زریابیل بن شالتان بن یوحینا بن برشا بن امون بن یشا بن حزقا بن احاز بن موثام بن عذریا بن یورام بن یوشافاط بن ایشا بن ایان بن رجعام بن سلیمان بن داؤد علیہ السلام۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۶۷)

روح البیان میں سلسلہ نسب یوں مذکور ہے عمران ابن ماثان ابن عاذر ابن ابی ہودا ابن رب ابن بابل ابن سالیان ابن یوحنا ابن اوشا ابن اوموزرا ابن یشک ابن خارقا ابن یونام ابن عذریا ابن یوزان ابن ساقط ابن ایشا ابن راہقیم ابن سلیمان ابن داؤد ابن ایشا ابن عویل ابن سلمون ابن یاعر ابن ممشون ابن عمیاد ابن دام ابن حضروم ابن فارض ابن یھو دا ابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم علیہم السلام (تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۳۶۶) واللہ ورسولہ اعلم۔

سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ حنہ بنت فاوود بن قبیل ہیں اور اس زمانہ کے نبی زکریا علیہ السلام تھے جو کہ حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی بہن ایشاع کے یا پھر سیدہ کی خالہ کے شوہر تھے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۶۷)

## حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت حنہ اور حضرت ایشاع دو بہنیں تھیں حضرت حنہ حضرت عمران کے نکاح میں آئیں جب کہ حضرت ایشاع حضرت زکریا کی زوجیت میں تھیں یہ دونوں بہنیں لا ولد تھیں یہاں تک کہ ان کو بڑھا پا آ گیا اور اولاد سے مایوسی ہو گئی ایک دن حضرت حنہ نے ایک چڑیا کو دیکھا کہ وہ اپنے بچہ کو دانہ کھلا رہی ہے آپ کے دل میں اولاد کا شوق پیدا ہوا اور دعا کی کہ مولیٰ یہ چڑیا بچے سے اپنا دل بہلا رہی ہے مجھے بھی ایک فرزند دے جو میرے دل بہلانے کا ذریعہ ہو اور اسی وقت بچہ کو وقف کرنے کی منت مان لی یا پھر حمل کے بعد آپ کا اللہ کے حضور دعا مانگنا ہی تھا کہ آپ حاملہ

ہوگئی اور حضرت عمران سے عرض گزار ہوئیں کہ میں نے یہ منت مانی ہے اس پر حضرت عمران نے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ اگر لڑکی پیدا ہوئی تو کیا کرو گی تب بارگاہ الہی میں عرض کی اے مولیٰ میں منت مان چکی ہوں کہ جو کچھ میرے شکم میں ہے وہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہے اس سے خدمت لوں گی نہ گھر کا کام کاج کراؤنگی اس زمانہ میں یہ رواج تھا کہ لوگ اپنی اولاد کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیتے تھے اور بچے وہاں ہی رہتے سہتے اور وہاں کی خدمت کرتے تھے جیسے آج کل روضہ مطہرہ اور خانہ کعبہ میں خدام رہتے ہیں اس قاعدہ سے آپ نے منت مانی اور خوش تھیں کہ جب دعا پر رب نے مجھے امید دکھائی تو بیٹا ہی ہوگا کیونکہ میں نے بیٹا ہی مانگا ہے اسی اثناء میں حضرت عمران وفات پا گئے جب ولادت ہوئی تو وہ بچی تھی تب حضرت حنہ کو خلاف امید لڑکی پیدا ہونے اور اپنی نذر پورا نہ کر سکنے پر بہت افسوس ہوا تب وہ دعا مانگی جو اس آیت (انسی اعیذہا بک و ذریئہا من الشیطن الرجیم) میں مذکور ہے۔ (تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۳۷۴، الجامع لاحکام القرآن جلد ۴ ص ۳۶ بیروت، روح المعانی ج ۲ ص ۲۱۴ مکتبہ حقانیہ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۲۳۹، تفسیر بغوی علی هامش الخازن ج ۱ ص ۳۴۰، تفسیر صاوی ج ۱ ص ۱۹۹ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۰۳ بیروت لبنان)

خیال رہے سیدہ کی نذر ماننے سے مراد یہ تھی کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گی کیونکہ اس وقت یہ رواج تھا کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے لڑکے وقف کئے جاتے تھے اور پھر وہ بلوغ تک خدمت میں رہتے بالغ ہونے پر انہیں اختیار ہوتا خواہ خدمت میں لگے رہیں یا پھر چلے جائیں اگر وہ جانے کا ارادہ کرتے تو چلے جاتے اور رہنے کا ارادہ ہوتا تو وہی رہتے لیکن پھر دوبارہ اختیار نہ ہوتا تھا اور بنی اسرائیل میں کوئی ایسا نبی نہ گذرا کہ جس کی اولاد میں سے کوئی بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف نہ ہوا ہو اور وہ لوگ اولاد اس لئے وقف کرتے تھے کہ ان کو نہ تو غنیمت کے طور پر مال آتا تھا اور نہ ہی قیدی آتے۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۰۳)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محور کا معنی اللہ کی اطاعت کے لئے دنیاوی امور سے آزادی مراد

ہے یا پھر جو کتاب اللہ کا درس دیتا ہے اس کی خدمت کے لئے وقف ہو۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۰۳)

اللہ کی شان جب حضرت حنہ نے بچہ جنا تو وہ لڑکی تھی اس وقت آپ نے حسرت اور غم کی وجہ سے کہ اب نذر کیسے پوری ہوگی فرمایا کہ انی و ضعتها انشی اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی۔  
(کنز الایمان)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:-

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَصَفْتُ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَى

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں۔

(کنز الایمان)

کیونکہ یہ لڑکی اللہ کی عطا ہے اور اس کے فضل سے فرزند سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہے اور یہ حضرت مریم تھیں جو کہ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے زیادہ اجمل تھیں۔ (خزائن العرفان) تفسیر خازن میں فرمایا کہ مذکر کی عورت پر فضیلت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مرد کنبہ کی خدمت کر سکتا ہے نہ کہ عورت کیونکہ عورت اپنے ضعف و کمزوری کے باعث خدمت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی اس لیے کہ عورت کو حیض وغیرہ عوارض طاری ہوتے ہیں نیز عورت کو مردوں کیساتھ حاضر ہونا بھی جائز نہیں۔ (خازن ج ۱ ص ۳۴۰)

اس کے بعد فرمایا کہ اس عورت کی مرد پر فضیلت یہ ہے کہ یہ اللہ کی موصوبہ ہیں نیز یہ تمام عورتوں سے جمیل اور ان پر فضیلت رکھتی ہیں۔ (ایضاً)

حضرت حنہ فرماتی ہیں کہ انی سمیتها مریم میں نے اس کا نام مریم رکھا مریم کا معنی ان کی لغت میں خادم الرب ہے (الجامع لاحکام القرآن ج ۲ ص ۴۴) صاوی نے فرمایا کہ مریم کا معنی عابدہ اور خادمہ ہے۔ (صاوی ج ۱ ص ۲۰۰)

خیال رہے آیت انی سمیتها مریم میں مسند الیہ کو مقدم کیا گیا جس میں مریم کے اس نام کیساتھ خاص کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا والد نہ تھا آپ یتیمہ تھیں کیونکہ حضرت عمران تو سیدہ کی پیدائش سے قبل ہی وفات پا گئے تھے (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۴۱) نیز یہ بھی خیال رہے لفظ مریم

میں تین قول ہیں عربی بزوزن مفعول مصدر میسی بمعنی اسم مفعول بعض نے فرمایا کہ یہ ماریہ کا معرب ہے جس کے معنی لڑکی یا پھر خادمہ کے ہیں بعض کے نزدیک عبرانی عابدہ کے معنی میں ہے۔ (روح المعانی)

انسی اعیلہا بک و ذریتها من الشیطن علماء نے فرمایا کہ حضرت حنہ کی دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور آپ کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان کے چھوٹنے سے محفوظ رکھا کیونکہ کوئی بچہ بھی جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی کوکھ میں شیطان انگلی مارتا ہے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ہر نو مولود بچے کو شیطان کوکھ میں مارتا ہے لیکن حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو جب پیدا فرمایا تو ان کے مابین ایک حجاب فرمادیا گیا جو کہ شیطان کے ٹھونسنے سے آڑ بن گیا (الجامع لاحکام القرآن ص ۴۴ ج ۴) خیال رہے اس سے لازم نہیں آتا کہ شیطان تمام لوگوں کو درغلا لیتا ہے۔ (ایضاً)

حضرت حنہ نے دعایا تو مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت کے وقت کی تھی یا پھر اس وقت جب آپ کو بیت المقدس کے حوالہ کیا تھا (نعیمی) اور یہ حضرت حنہ کی دعا ہی کا اثر ہے کہ قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح کریں گے اولاد بھی ہوگی اور تمام نیک اور صالح ہوگی۔ (نعیمی)

فتقبلہا ربھا بقول حسن تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا (کنز الایمان) یعنی نذر میں لڑکے کی جگہ حضرت مریم کو قبول فرمایا حضرت حنہ نے ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا یہ احبار حضرت ہارون کی اولاد میں تھے (بخزائن) بیت المقدس میں چار ہزار خدام تھے (روح البیان) جن کے سردار ستائیس یا ستر تھے (نعیمی) چونکہ حضرت عمران ان کے امام تھے اس لئے ان ستر میں سے ہر ایک نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہر ایک کی کوشش تھی کہ مریم میری کفالت میں آئے جب کہ حضرت زکریا نے فرمایا کہ ان کی پرورش کا زیادہ میں مستحق ہوں کیونکہ ان کی خالہ میرے نکاح میں ہے بہر حال فیصلہ قرعہ ڈالنے پر ٹھہرا کہ جس کا قرعہ نکلے گا وہی پرورش کا حق دار ہوگا چنانچہ سب حضرات نہر اردن کی طرف چلے اور طے یہ پایا کہ جس کا قلم پانی نہ ڈبوئے یا نہ بہائے تو اس کو کفالت کا حق ہوگا پھر جب قلم پانی میں

ڈالے گئے تو سوائے حضرت زکریا کے سب کے قلم ڈوب گئے یا بہ گئے۔ (خلاصہ تفاسیر)  
 لہذا حضرت مریم رضی اللہ عنہا سیدنا زکریا علیہ السلام کی کفالت میں  
 آئیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ و کفلھا زکریا اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا خیال رہے حضرت مریم  
 رضی اللہ عنہا ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک سال میں۔ (بخاری العرفان)  
 کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا۔

اس زمانہ میں محراب کا اطلاق مسجد پر ہوتا تھا اور یہاں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا وہ  
 کمرہ مراد ہے جہاں آپ کو ٹھہرایا گیا تھا اور اس کمرہ میں جانے کے لئے سیڑھی استعمال کی جاتی تھی جب  
 حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو وہاں بے  
 موسم پھل پاتے حالانکہ جب آپ تشریف لے کر کہیں جاتے تو دروازے کو مقفل فرما دیتے تھے تاکہ  
 وہاں کوئی داخل نہ ہونے پائے اب جب حضرت زکریا نے سیدہ کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں  
 اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں پائے تو فرمایا:-

یمریم انی لک هذا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا کہا ہومن عند اللہ وہ اللہ کے پاس  
 سے ہے ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے حضرت مریم  
 رضی اللہ عنہا نے صغریٰ میں کلام فرمایا جب کہ وہ پالنے میں پرورش پارہی تھیں جیسا کہ ان کے  
 فرزند حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی حال میں کلام کیا۔

مسئلہ

یہ آیت کریمہ کرامات اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر خوارق  
 عادت ظاہر فرماتا ہے۔

وفی هذه الاية دليل على جواز كرامات الاولياء وظهور خوارق العادات

علی ایدیہم (بخاری ج ۱ ص ۳۴۲)

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو فرمایا جو ذات پاک مریم رضی اللہ عنہا



کو بے وقت بے موسم اور بغیر سبب کے میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے وہ بے شک اس پر بھی قادر ہے کہ میری بانجھ بی بی کو نئی تندرستی دے اور مجھے اس بڑھاپے کی عمر میں امید منقطع ہو جانے کے بعد فرزند عطا فرمائے بایں خیال آپ نے وہاں فرزند کی دعا فرمائی جو کہ مستجاب ہوئی فہذا ہو وجہ الاستدلال بھذہ الایۃ علی وقوع کرامات الاولیاء امام رازی رضی اللہ عنہ ایک طویل بحث فرمانے کے بعد مذکورہ بالا عبارت ذکر فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کی کرامات کے وقوع پر اس آیت سے استدلال کرنے کا یہ طریقہ ہے (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۰۷) خیال رہے سیدہ نے یہ کلام کس عمر میں فرمایا اس میں اختلاف ہے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے نزدیک صغریٰ ہی میں فرمایا نیز آپ نے اپنے اشعار میں ان گیارہ بچوں کو ذکر فرمایا ہے کہ جنہوں نے بچپن میں کلام فرمایا فرماتے ہیں کہ

تکلم فی المہد النبی (محمد)	ویحییٰ وعیسیٰ والخلیل و مریم
ومبری جریج ثم شاہد یوسف	وطفل الاخدود ویرویہ مسلم
وطفل علیہ مر بالامۃ التی	یقال لہا تزی ولاتکلم
وما شطۃ فی عہد فرعون (طفلہا)	وفی زمن الہادی (المبارک) یختم

(روح المعانی ج ۲ ص ۲۲۵)

(۱) حضور سید عالم ﷺ (۲) حضرت یحییٰ علیہ السلام (۳) حضرت عیسیٰ علیہ

السلام (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۵) حضرت مریم علیہا السلام (۶) جریج عابد کو

تہمت سے بری کرنے والا بچہ (۷) حضرت یوسف علیہ السلام سے تہمت دور کرنے والا بچہ (۸)

اصحاب اخدود میں ایک بچے نے ماں کو کہا کہ آپ اپنے دین پر قائم رہو (جس کو امام مسلم نے روایت

فرمایا) (۹) وہ عورت جس پر لوگ تہمت لگا رہے تھے لیکن اس نے خاموشی اختیار کی تو ایک عورت نے

اسے دیکھ کر کہا کہ میرے بچہ کو اللہ ایسا نہ بنائے تو اس بچہ نے کہا اللہ مجھے ایسا ہی بنائے (۱۰) فرعون نے

جب ایک عورت کو ایمان لانے پر سزا دی تو اس کے بچہ نے دین پر قائم رہنے کی تلقین کی (۱۱) مبارک

نے بھی بچپن میں کلام کیا۔

خیال رہے ایک دفعہ حضور سید عالم ﷺ کے دولت خانہ میں کئی دن کھانا نہ پکا تو حضور ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جاتے ہیں جب ان کے ہاں کچھ کھانے کو میسر نہیں ہوا تو حضرت فاطمہ کے ہاں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے سیدہ عرض گزار ہوتی ہیں کہ نہیں حضور ﷺ اس پر واپس تشریف لاتے ہی ہیں کہ کسی ہمسایہ نے حضرت خاتون جنت کی خدمت میں روٹیاں اور کچھ گوشت بھیجا آپ نے خیال فرمایا کہ اگرچہ ہم خود حاجت مند ہیں لیکن یہ کھانا حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گی اور کھانا ایک برتن میں رکھ دیتی ہیں حسنین کریمین حضور کو بلانے جاتے ہیں حضور ﷺ کے تشریف لانے پر کھانا پیش کیا جاتا ہے جب برتن کھولا گیا تو دیکھا کہ برتن کھانے سے بھرا ہوا ہے اس پر حضور نے پوچھا صابرا دی یہ کہاں سے آیا عرض گزار ہوئیں۔

هو من عند الله ان الله يرزق من يشاء بغير حساب فحمد الله سبحانه حضور صلی اللہ علیہ و سلم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ الحمد لله الذی جعلک شبیہة سیدة نساء بنی اسرائیل کہ حمد ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو مریم رضی اللہ عنہا کی شبیہ بنایا کیونکہ جب ان سے رزق کے بارے پوچھا گیا تھا تو مریم نے بھی یہی جواب دیا تھا پھر تمام حضرات نے وہ کھانا خوب سیر ہو کر کھایا اور باقی ماندہ ہمسایوں میں تقسیم فرمایا۔

(روح المعانی ج ۲ ص ۲۲۷، تفسیر مظہری ج ۲ ص ۴۳ مکتبہ رشیدیہ)

## حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کے فضائل

واذ قالت الملائكة يمریم ان الله اصطفك وطهرك واصطفك على

نساء العالمین یمریم اقتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بیشک اللہ نے تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کیا اور آج

سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے پسند کیا اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو

اور اس کے لئے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر۔ (کنز الایمان)

سیدہ مریم کے تین وصف ذکر کئے گئے (۱) اصطفاء (۲) التطہیر (۳) اصطفاء

علی نساء العلمین۔

خیال رہے اصطفاء اول سے مراد وہ امورِ حسنہ ہیں جو کہ آپ کو اول عمر میں پیش آئے اور

اصطفاء ثانی سے مراد وہ امور ہیں جو کہ آخر عمر میں پیش آئے۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۱۷)

### سیدہ کی پہلی صفت (اصطفاء)

☆ ۱۔ پہلی صفت سے مراد یہ ہے کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدہ

کو قبول فرمایا جب کہ اس سے قبل کسی اور عورت کو یہ اجازت حاصل نہ ہوئی تھی۔

☆ ۲۔ آپ کی والدہ نے آپ کو ایک گھڑی بھی دودھ نہ پلایا تھا بلکہ ولادت کے بعد حضرت

زکریا علیہ السلام کو پیش کر دیا تھا اور آپ کا رزق جنت سے آتا تھا۔

☆ ۳۔ اللہ نے آپ کو اپنی عبادت کے لئے چنا اور اس معنی میں آپ کو مختلف الانواع

مہربانیوں کے ساتھ خاص فرمایا مثلاً ہدایت سے نوازا اور آپ کی عصمت و حفاظت فرمائی

☆ ۴۔ آپ کی معیشت کا معاملہ اپنے ذمہ کرم میں لیا چنانچہ آپ کا رزق اللہ کی بارگاہ سے آتا

تھا۔

☆ ۵۔ اللہ تعالیٰ نے سیدہ کو فرشتوں کا کلام براہ راست سننے کی توفیق عطا فرمائی جب کہ آپ

کے علاوہ کسی اور عورت کے یہ حصہ میں نہ آیا۔

### سیدہ کی دوسری صفت (تطہیر)

☆ ۱۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو کفر اور گناہ سے پاک فرمایا۔

☆ ۲۔ آپ کو مردوں کے چھونے سے بھی پاک رکھا۔

☆ ۳۔ آپ کو حیض کے عارضہ سے بھی ستھرا رکھا لہذا علماء کے قول کے مطابق آپ کو حیض

کا خون نہ آتا تھا۔

☆ ۴۔ سیدہ کو مذمومہ افعال اور قبیحہ عادتوں سے بھی پاک فرمایا۔

☆ ۵۔ یہود کی تہمت اور ان کے آپ پر جھوٹ باندھنے اور یہ چہ میگوئیاں کرنے سے بھی

اللہ نے سیدہ کو پاک فرمایا۔

## سیدہ کی تیسری صفت (اصطفاء علی نساء العلمین)

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدہ کو ایسا بیٹا عطا فرمایا جس کی ولادت بغیر باپ کے

ہوئی اور حضرت عیسیٰ ابن مریم سے حالت بچپن میں آپ کی پاک دامنی کی گواہی دلوائی اور آپ کو تہمت

سے بری فرمایا اور آپ کے بیٹے کو کائنات کے لئے نشانی بنایا۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۱۷/۲۱۸)

خیال رہے اس بارے اختلاف ہے کہ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی زیادہ فضیلت ہے

یا پھر صدیقہ وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی حضور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں لفظ آج کو ذکر

فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مریم اپنے زمانہ کی خواتین پر فضیلت رکھتی ہیں نہ کہ حضرت خاتون

جنت و صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بھی اور اس بارے میں تفصیلی بحث گزر چکی فلیرجع الیہ .

## سیدہ مریم رضی اللہ عنہا اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام

واذ کرفی الکتب مریم اذا تبذت من اهلها مکانا شرقیا فاتخذت من

دونہم حجابا فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا

اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب اپنے گھر والوں سے پورپ کی طرف ایک جگہ الگ گئی

تو ان سے ادھر ایک پردہ کر لیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک

سند رست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ (کنز الایمان)

یہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک کا تیر ہواں یا پندرہواں یا چودہواں یا بارہواں

یا پھر دسواں سال تھا جیسا کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں واختلّفوا فی سنہا اذا ذاک فقیل ثلاث

عشر سنة یعنی آپ کی اس وقت عمر کے بارے میں اختلاف میں ہے پس کہا گیا ہے کہ تیرہ سال تھی وعن وهب ومجاهد خمس عشرة سنة حضرت وهب اور مجاہد سے روایت پندرہ سال تھی وقیل اربع عشرة سنة اور یہ قول بھی کہا گیا ہے کہ چودہ سال تھی وقیل اثنا عشر سنة اور بارہ سال بھی کہا گیا وقیل عشر سنين اور عمر کے بارے میں دس سال کا بھی قول بیان کیا گیا ہے اس وقت سیدہ اپنے گھر والوں سے شرقی مکان کی جانب تنہا ہوئیں اس لیے کہ آپ وہاں تنہائی کی جگہ اللہ کے حضور عبادت میں مشغول ہوں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ اس لئے تشریف لے گئیں تاکہ حیض سے غسل فرمائیں اور دیوار کا پردہ کریں اور پہاڑ کو اپنے لیے حجاب بنائیں۔ (تفسیر روح المعانی)

خیال رہے سیدہ کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کو دو مرتبہ حیض آیا تھا اور حمل کے بعد پھر کبھی عارضہ حیض نہ طاری ہوا جب کہ دوسرا قول جیسا کہ ماقبل گزرا کہ آپ حیض سے اصلاً پاک تھیں نیز تفسیر روح المعانی میں ہے وقیل انها علیها السلام لم تکن تحيض اصلا بل كانت مطهرة من الحيض کہ آپ حیض سے پاک تھیں اور یہ عارضہ آپ پر قطعاً طاری نہ ہوا (روح المعانی) بہر حال جب سیدہ نے پردہ فرمایا تو آپ کی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک تندرست جوان کو بھیجا جو حضرت جبریل تھے سیدہ نے جیسے ہی ایک اجنبی کو اپنے سامنے دیکھا تو گھبرائیں اور فرمایا۔  
انی اعوذ بالرحمن منك ان كنت تقيا میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے (کنز الایمان) اس پر حضرت جبریل فرمانے لگے انما انار سول ربک لاهب لک غلاما زکیا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں (کنز الایمان) اس پر سیدہ حیرت میں ڈوب کر فرمانے لگیں:-

انی یکون لی غلام ولم یمسنی بشر ولم اک بغیا۔

میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا نہ میں بدکار ہوں۔

خیال رہے بغی اصل میں فعیل کے وزن پر تھا پھر تعلیل کے بعد بغی ہو گیا اس عورت

کو کہتے ہیں جو کہ زانیہ ہو اور مردوں کو چاہے اور سیدہ طاہرہ، مطہرہ اور زکیہ وعقیفہ خاتون تھیں نیز انبیاء کی



ازواج اور امہات بغتہ نہیں ہو سکتیں۔

اس پر حضرت جبریل نے فرمایا کہ کذلک قال ربک ہو علیٰ ہین یوں ہی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے یعنی بغیر باپ کے بیٹا دینا اللہ پر آسان ہے ولنجعلہ اية للناس ورحمة منا وکان امر مقضیا اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ٹھہر چکا ہے (کنز الایمان) یعنی حضرت مریم کے ہاں بغیر شوہر کے بچہ کی ولادت فرمانا علم الہی میں ٹھہر چکا ہے اب نہ رو ہو سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے جب حضرت مریم کو اطمینان ہو گیا اور ان کی پریشانی جاتی رہی تو حضرت جبریل نے ان کے گریبان میں یا آستین میں یاد امن میں یا منہ میں دم کیا اور وہ بقدرت الہی فی الحال حاملہ ہو گئیں اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرہ سال یا دس سال تھی۔ (خزائن العرفان)

آپ کی مدت حمل کے بارے میں اختلاف ہے عن ابن عباس انها تسعة اشهر کما فی سائر النساء یعنی حضرت ابن عباس کی روایت میں دیگر عورتوں کی طرح نو ماہ ہیں جب کہ آپ ہی سے دوسری روایت یہ بھی ہے کہ کانت ساعة واحدة یعنی حمل وضع حمل میں ایک گھڑی گزری نیز ضحاک وغیرہ کا قول سات مہینے کا ہے ایک قول چھ ماہ کا بھی ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ایک ہی دن میں ایک ساعت میں حمل ٹھہرا اور ایک میں وضع حمل ہوا جب سورج زائل ہوا۔ (روح المعانی)

حاصل کلام یہ ہے کہ سیدہ کے ہاں بچہ کی ولادت خوارق عادات میں سے ہے چنانچہ آپ کی ولادت کو حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے تشبیہ دی گئی فرمایا

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم (سورة آل عمران)

فحملته فانتبذت به مکانا قصیا۔

اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر اسے لئے ہوئے ایک دور جگہ چلی گئی۔ (کنز الایمان)  
اپنے گھر والوں سے اور وہ جگہ بیت لحم تھی وہب کا قول ہے کہ سب سے پہلے جس شخص

کو حضرت مریم کے حمل کا علم ہوا وہ ان کا چچا زاد بھائی یوسف نجار تھا جو مسجد بیت المقدس کا خادم تھا اور بہت بڑا عابد شخص تھا اس کو جب علم ہوا کہ مریم حاملہ ہیں تو نہایت حیرت ہوئی جب چاہتا تھا کہ ان پر تہمت لگائے تو ان کی عبادت و تقویٰ اور ہر وقت کا حاضر رہنا کسی وقت غائب نہ ہونا یاد کر کے خاموش ہو جاتا تھا اور جب حمل کا خیال کرتا تو ان کو بری سمجھنا مشکل معلوم ہوتا تھا بالآخر اس نے حضرت مریم سے کہا کہ میرے دل میں ایک بات آئی ہے ہر چند چاہتا ہوں کہ زبان پر نہ لاؤں مگر اب صبر نہیں ہوتا ہے آپ اجازت دیں کہ میں کہہ گزاروں تاکہ میرے دل کی پریشانی رفع ہو حضرت مریم نے کہا کہ اچھی بات کہو تو اس نے کہا کہ اے مریم مجھے بتاؤ کہ کیا کھیتی بغیر تخم اور درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے ہو سکتا ہے حضرت مریم نے فرمایا کہ ہاں تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلے کھیتی پیدا کی بغیر تخم ہی کے پیدا کی اور درخت اپنی قدرت سے بغیر بارش کے اگائے کیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پانی کی مدد کے بغیر درخت پیدا کرنے پر قادر نہیں یوسف نے کہا میں تو نہیں کہتا بے شک میں اس کا قائل ہوں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے جسے کن فرمائے وہ ہو جاتی ہے حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی بی بی کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے اس کلام سے یوسف کا شبہ رفع ہو گیا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا حمل کے سبب سے ضعیف ہو گئیں تھیں اس لئے وہ خدمت مسجد میں ان کی نیابت انجام دینے لگا اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو الہام کیا کہ وہ اپنی قوم سے علیحدہ چلی جائیں اس لیے وہ بیت لحم میں چلی گئیں۔

(خزائن العرفان، تفسیر کبیر ج ۷ ص ۵۲۵)

فاجاءها المنخاض الى جذع النخلة

پھر اسے چننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا۔ (کنز الایمان)

یہ درخت جنگل میں خشک ہو چکا تھا تیز سردی کا وقت تھا آپ اس کی جڑ میں آئیں تاکہ اس

سے ٹیک لگائیں۔ (خزائن العرفان)

قالت يلتيني مت قبل هذا كنت نسيا منسيا

بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔ (کنز الایمان)

خیال رہے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب سیدہ کو اس بات کا علم تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت جبریل کو آپ کی طرف بھیجا ہے اور حضرت جبریل کی پھونک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمانا ہے اور آپ سے اس بات کا وعدہ فرمایا کہ سیدہ اور آپ کے بیٹے کو اللہ تبارک و تعالیٰ عالمین کے لئے نشانی بنائے گا پھر آپ نے یالیتی مت قبل هذا (ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہوتی۔ کنز الایمان) کیوں فرمایا تو اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ صالحین کی یہ عادت ہے کہ جب وہ کسی آزمائش میں پڑتے ہیں تو وہ اس طرح کے کلمات ادا فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے ایک درخت پر پرندہ دیکھا تو فرمایا طوبی لک یا طائر تقع علی الشجرة وتاکل من الثمر اے پرندے تیرے لئے خوش بختی ہے کہ تو درخت پر آ کر پھل کھاتا ہے وددت انی ثمرة ینقرها الطائر مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں کوئی پھل ہوتا جس کو پرندے کھاتے (کاش میں پھل ہوتا تا کہ پرندے مجھے کھا جاتے)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ زمین سے ایک تنکا اٹھا کر

فرماتے ہیں

لیتی هذه التبنة یالیتی لم اک شیئا

کاش میں تنکا ہوتا اے کاش میں کچھ نہ ہوتا

اسی طرح حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بھی جنگ جمل کے دن میں فرمایا

یالیتی مت قبل هذا یوم بعشرین سنة

اے کاش میں اس دن سے بیس سال قبل پہلے ہی مرجاتا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک فرمایا کہ:-

لیت بلال لم تلده امہ

کاش بلال کی ماں بلال کونہ جنتی

ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ نیک لوگ اپنے آپ پر آزمائش میں پورا نہ اترنے کے خوف سے اس طرح کے کلمات ذکر فرماتے ہیں۔

دوسرا جواب یہ بھی دیا کہ ہو سکتا ہے کہ سیدہ نے یہ کلام اس وجہ سے فرمایا ہو کہ کہیں لوگ آپ پر اس بارے میں تہمت لگا کر گناہ میں نہ پڑ جائیں ورنہ آپ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بشارت پر راضی تھیں۔ (تفسیر کبیر ج ۷ ص ۵۲۶)

نیز علامہ آلوسی صاحب روح المعانی یہ جواب دیتے ہیں کہ استحياء من الناس و خوفا من لائماتهم سیدہ نے یہ کلمات لوگوں سے حیا کی وجہ اور ان کے ملامت کرنے کے خوف کی وجہ سے ارشاد فرمائے تھے اور دوسرا جواب وہی امام صاحب والادیا ہے کہ حذرا من وقوع الناس فی المعصية بما يتكلمون فيها۔

نیز فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے دنیاوی تکلیف کے پیش نظر یہ کلمات کہے تھے تو فقد اساء الظن اس نے برا گمان کیا۔ (روح المعانی)

فنادھا من تحتھا الا تخزنی قد جعل ربک تحتک سریا تو اسے جبریل نے وادی کے نشیب سے پکارا کہ غم نہ کھا بے شک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہا دی ہے۔

(کنز الایمان و خزائن العرفان)

وہزی الیک بجدع النخلة تسقط علیک رطباً جنیا اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازہ کھجوریں گریں گی۔ (کنز الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یا حضرت جبریل نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو آب شیریں کا ایک چشمہ جاری ہو گیا اور کھجور کا درخت سرسبز ہو گیا پھل لایا وہ پھل پختہ اور رسیدہ ہو گئے (خزائن العرفان) سبحان اللہ یہ کھجور کا تنا خشک تھا جو کہ اللہ کی ایک محبوب بندی کے چھونے سے ہرا بھرا ہوا اور اس میں پھل لگے امام فخر الدین

رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

كان جذع النخلة يابسة في الصحراء ليس لها رأس ولا ثمر ولا خضرة  
 کہ کھجور کا تنہا صحرا میں تھا جس کا نہ تو سر تھا نہ ہی پھل اور نہ ہی وہ ہر تھا۔

(تفسیر کبیر ج ۷ ص ۵۲۶)

اس سے اہلسنت کا ایک مسلمہ عقیدہ کرامات اولیاء حق ہیں ثابت ہوتا ہے۔

فكلى واشربى وقرى عينا فاما ترين من البشر احدا فقولى انى نذرت  
 للرحمن صوما فلن اكلم اليوم انسيا.

تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ (اپنے فرزند عیسیٰ سے) پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے (کہ تجھ  
 سے بچے کو دریافت کرتا ہے) تو کہہ دینا میں نے آج رحمن کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی  
 آدمی سے بات نہ کروں گی۔ (کنز الایمان)

خیال رہے پہلے زمانے میں بولنے کا اور کلام کرنے کا بھی روزہ ہوتا تھا جیسا کہ ہماری  
 شریعت میں کھانے اور پینے کا روزہ ہوتا ہے ہماری شریعت میں چپ رہنے کا روزہ منسوخ ہو گیا حضرت  
 مریم رضی اللہ عنہا کو سکوت کی نذر ماننے کا اس لیے حکم دیا گیا تھا تا کہ کلام حضرت عیسیٰ علیہ  
 السلام فرمائیں اور ان کا کلام حجت ہو جس سے تہمت زائل ہو جائے اس سے چند مسئلے معلوم ہوتے  
 ہیں۔

مسئلہ

سفیہ (بیوقوف) کے جواب میں سکوت و اعراض چاہیے

جواب جاہلان باشد فموشی

مسئلہ

کلام کو افضل شخص کی طرف تفویض کرنا اولیٰ ہے حضرت مریم نے یہ بھی اشارہ سے کہا کہ میں  
 کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔ (جزائن العرفان)



فاتت به قومها تحملہ قالوا یمریم لقد جئت شیئا فریا یاخت ہارون ماکان  
ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیا.

تو اسے گود میں لیئے اپنی قوم کے پاس آئی بولے اے مریم بیشک تو نے بہت بُری بات کی  
اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار۔ (کنز الایمان)

حضرت مریم رضی اللہ عنہا بچہ کو لیئے اپنی قوم کے پاس یا تو اسی دن آئیں اور دوسرا قول یہ بھی  
ہے کہ جب آپ چالیس دن پورے ہونے پر نفاس سے پاک ہوئیں پھر آئیں۔ (تفسیر صاوی ج ۴ ص ۴۹)  
سیدہ کے گھر والے سب صالحین میں سے تھے جس پر دلیل ان اللہ اصطفی آدم الایة  
ہے (تفسیر صاوی ج ۴ ص ۵۰) آپ کے خاندان میں حضرت زکریا علیہ السلام وغیرہ نے جب  
آپ کی گود میں بچہ کو دیکھا تو نہایت غمگین ہوئے اور گریہ کرنے لگے اور ہارون یا تو حضرت مریم کے  
بھائی کا نام تھا یا بنی اسرائیل میں نہایت بزرگ اور صالح شخص کا نام تھا جن کے تقویٰ اور پرہیزگاری سے  
تشبیہ دینے کے لئے ان لوگوں نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو ہارون علیہ السلام کی بہن کہا  
یا پھر حضرت ہارون علیہ السلام برادر موسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف نسبت کی باوجودیکہ ان کا زمانہ  
بہت بعید تھا اور اخت کے معنی بھائی اور ہم قوم کے بھی آتے ہیں اور (کم و بیش) ہزار برس کا عرصہ گزر چکا  
تھا مگر چونکہ یہ ان کی نسل سے تھیں اس لیے ہارون کی بہن کہہ دیا گیا جیسا کہ عربوں کا محاورہ ہے کہ وہ تمہی  
کو یا اخاتمیم کہتے ہیں (حزائن العرفان) جب حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف  
اشارہ فرمایا کہ آپ لوگوں کو جو کچھ پوچھنا ہے ان سے پوچھو غضب القوم وقالوا اتستہزئین بنا  
لوگ غضب ناک ہو کر کہنے لگے کہ کیا آپ ہم سے مسخرہ کرتی ہیں؟ (تفسیر صاوی ج ۴ ص ۵۰)

ہم اس بچہ سے کیسے بات کریں جو شیر خوار اور گود میں ہے چونکہ یہ امور عادیہ کے خلاف ہے  
اس لیے لوگوں نے اس کا وقوع بعید عقلی جانا سبحان اللہ اللہ کے اس محبوب نبی کی شانِ بچپن پر ہماری  
عمریں قربان جیسے ہی سیدہ مریم رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف اشارہ فرمایا تو آپ نے والدہ کا  
دودھ پینا چھوڑا واتکا علی یسارہ واقبل علیہم وجعل یشیر بيمينہ وقال انی عبد اللہ

اور اپنی بائیں جانب ٹیک لگا کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے سیدھے دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ (تفسیر صاوی تحت الایۃ)

علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں:-

روی انه عليه السلام كان يرضع فلما سمع ما قالوا ترك الرضاع واقبل عليهم بوجهه واتكأ على يساره وقال آپ دودھ نوش فرما رہے تھے جب آپ نے سنا جو کچھ انہوں نے کہا تو آپ نے دودھ پینا چھوڑا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی بائیں جانب تکیہ لگا کر فرمایا۔

انی عبد اللہ اتنی الکتب وجعلنی نبیا وجعلنی مبرکاً این ما کنت و اوصنی بالصلوۃ والزکوۃ مادمیت حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جباراً شقیاً والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا

میں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا اور مجھے زبردست بد بخت نہ کیا۔ (کنز الایمان)

آپ نے اپنے کلام میں اپنی نسبت اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف فرما کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ انہ عبد مکرم (تفسیر مظہری تحت الایۃ) بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے مکرم و شرف بندے ہیں۔

نیز چونکہ آپ کی قوم منکر تھی اس وجہ سے کلام کوتا کید سے موکد فرمایا:-

قال وهب اتهاز کربا عند مناظرتها اليهود فقال لعیسیٰ انطق بحجتک

ان کنت امرت بها فقال عند ذلک عیسیٰ (تفسیر مظہری)

وہب نے فرمایا کہ حضرت زکریا علیہ السلام سیدہ کے یہود کے ساتھ مناظرہ کرتے وقت آپ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اگر آپ حجت بیان کرنے کے مامور ہیں تو اپنی حجت بیان کرو پس اس وقت حضرت عیسیٰ نے یہ خطاب فرمایا تفسیر صاوی میں فرمایا

کہ:-

وصف نفسه بذلك لئلا يتخذ الها و كل هذه الاوصاف تقضى براءة

(صاوی تحت قوله عبد الله)

آپ نے اپنے آپ کو اس وصف سے بیان فرمایا تاکہ آپ کو معبود نہ بنایا جائے اور یہ اوصاف آپ کی والدہ کی برأت کے مقتضی ہیں حضور سیدی صدر الافاضل فرماتے ہیں کہ پہلے اپنے بندہ ہونے کا اقرار فرمایا تاکہ کوئی انہیں خدا اور خدا کا بیٹا نہ کہے کیونکہ آپ کی نسبت یہ تہمت لگائی جانے والی تھی اور یہ تہمت اللہ تبارک و تعالیٰ پر لگتی تھی اس لیے منصب رسالت کا اقتضا یہی تھا کہ والدہ کی برأت بیان کرنے سے پہلے اس تہمت کو رفع فرمادیں جو اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں لگائی جائے گی اور اسی سے وہ تہمت بھی رفع ہوگئی جو والدہ پر لگائی جاتی کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس مرتبہ عظیمہ کیساتھ جس بندے کو نوازتا ہے بالیقین اس کی ولادت اور اس کی سرشت نہایت پاک اور طاہر ہے (خزائن العرفان)

قال البغوی فلما كلمهم عيسى بهذا علموا براءة مريم ثم سكت عيسى فلم

يتكلم بعد ذلك حتى بلغ المدة التي يتكلم فيها الصبيان

(تفسیر مظہری ج 6 ص 95 اشاعت العلوم دہلی)

بغوی نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ نے ان سے یہ کلام فرمایا (وايضاً في الخازن والصاوی والا لفاظ مختلفة) اور انہوں نے آپ کی والدہ کی برأت کو جان لیا پھر آپ خاموش ہو گئے اور اس کے بعد کلام نہ فرمایا حتیٰ کہ آپ اس مدت میں پہنچ گئے جس میں بچے بولتے ہیں خیال رہے تو ریت سے مراد انجیل ہے۔

حسن کا قول ہے کہ آپ شکم والدہ میں ہی تھے کہ آپ کو تو ریت کا الہام فرمادیا گیا تھا اور پالنے میں تھے جب آپ کو نبوت عطا کر دی گئی اور اس حالت میں آپ کا کلام فرمانا آپ کا معجزہ ہے بعض مفسرین نے آیت کے معنی میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ نبوت اور کتاب ملنے کی خبر تھی جو عنقریب آپ کو ملنے والی تھی۔ (خزائن العرفان)

فائدہ

چار بیٹیوں کو بچپن میں چار صفات نصیب ہوئیں۔

☆۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو بچپن میں کنوئیں میں وحی سے نوازا گیا۔

☆۲۔ عیسیٰ علیہ السلام کو گہوارے میں بولنے کی طاقت بخشی گئی۔

☆۳۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو معاملہ فہمی عطا کی گئی۔

☆۴۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حکمت (فیوض الرحمن پ ۱۶ ص ۱۴۶)

خیال رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ پیدا ہونے کی بے شمار گواہیاں ہیں۔

☆۱۔ انہیں آدم علیہ السلام سے مشابہت دی ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم۔

☆۲۔ انہیں عیسیٰ ابن مریم کہا گیا حالانکہ قرآن کریم نے سوائے مریم کے کسی عورت کا نام نہ

لیا اگر وہ کسی مرد کے فرزند ہوتے تو اس کی طرف یہی نسبت کی جاتی۔

☆۳۔ یہود نے حضرت مریم کو تہمت زنا لگائی تو عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں قوت گویائی

دے کر ان سے ماں کی عصمت بیان کرائی اگر مریم شادی شدہ تھیں تو یہود تہمت کیوں لگاتے اور اس

تہمت کے دلیل کے لئے اتنا بڑا واقعہ کیوں ہوتا صرف یوسف کہہ دیتے یہ میرا بچہ ہے۔

☆۴۔ عیسیٰ علیہ السلام کا لقب روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہوا کیونکہ آپ کلمہ کن سے پیدا

ہوئے۔

☆۵۔ قرآن پاک نے آپ کی والدہ کا قول بار بار نقل فرمایا ولسم یمسسنی بشر مجھے

مرد نے چھوا ہی نہیں اگر نکاح ہو چکا تھا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں۔

☆۶۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا جنگل میں جا کر وضع حمل سے فارغ ہوئیں

اگر یوسف کی بیوی ہوتیں تو اس قدر مشقت اٹھانے کی کیا ضرورت تھی (تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۴۲۴)

لہذا مرزا ایوں کا یہ کہنا کہ حضرت مریم یوسف نجار کے نکاح میں آئی تھیں یہ قرآن پر افتراء ہے۔

## سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کا وصال

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پیدائش سکندر کے فتح بابل کے  
 پینسٹھ سال بعد ہوئی اور تیس سال کی عمر میں آپ پر وحی آئی اور تینتیس سال کی عمر میں رمضان المبارک کی  
 ستائیسویں شب یعنی شبِ قدر میں آپ آسمان پر تشریف لے گئے آپ کی والدہ ماجدہ آپ کے بعد چھ  
 سال زندہ رہیں اس حساب سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک باون سال ہوئی (تفسیر  
 نعیمی ج ۳ ص ۴۴۹) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

۲۹ جمادی الاول ۱۲۲۷ھ

۲۰۰۶ء

شب منگل



# مآخذ و مراجع

(از محترم علی قادری متعلم بادامی مسجد)

نام کتاب	مصنف کتاب	المتوفی مکتبہ	
۱ احکام القرآن	احمد بن علی ابوبکر رازی، امام الجصاص	۵۳۷۰	دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
۲ ارادۃ الادب لفاضل النسب	الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت	۵۱۳۳۰	قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد
۳ ازالة الخفاء	قطب الدین شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی	۵۱۷۶	نور محمد کارخانہ کراچی
۴ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	ابی الحسن علی بن محمد الجزینی، ابن الاثیر	۵۶۳۰	بیروت
۵ اشعت اللمعات	عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق	۵۱۰۵۲	مجیدیہ ملتان
۶ الاصابہ	احمد بن علی بن حجر عسقلانی، امام حافظ	۵۸۵۲	بیروت لبنان
۷ اعتقاد الاحباب	الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت	۵۱۳۳۰	رضافاؤنڈیشن
۸ اکمال	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، خطیب محدث	من علماء القرن الثامن الهجری	قدیمی کتب خانہ کراچی
۹ انوار البشارۃ	الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت	۵۱۳۳۰	رضویہ کراچی
۱۰ البدایہ والنہایہ	عماد الدین ابن کثیر، مؤرخ	۵۷۷۲	بیروت لبنان

فرید بک اسٹال	عبدالحکیم شاہ جہانپوری، فاضل	۱۱ برطانوی مظالم
ضیاء القرآن لاہور	نصر اللہ رضوی، استاذ	۱۲ برکات السراج لحل
رضویہ کراچی	امجد علی اعظمی، صدر الشریعہ مفتی	اصول السراجیہ
۱۳۶۷ھ		۱۳ بہار شریعت

ت

نفس اکیڈمی کراچی	ابو جعفر محمد بن جریر، امام طبری	۱۴ تاریخ طبری مترجم
مرکزی مجلس رضالاہور	الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت	۱۵ تجلی المشکوٰۃ
فرید بک اسٹال لاہور	عبدالحکیم شاہ جہانپوری، فاضل ادیب شہیر	۱۶ ترجمہ شاہ جہانپوری
بیروت	عماد الدین ابن کثیر، مؤرخ	۱۷ تفسیر القرآن العظیم
دار احیاء التراث العربی	احمد بن علی بن حجر عسقلانی، امام حافظ	۱۸ تہذیب التہذیب

ج

ضیاء القرآن لاہور	محمد بن عیسیٰ، امام ترمذی	۱۹ جامع ترمذی
قدیمی کتب خانہ کراچی	محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم علی، جلال الدین محلی	۲۰ جلالین
۹۱۱ھ	عبدالرحمن بن ابوبکر جلال الدین، امام سیوطی	
ہٹانیہ ملتان	ابوبکر بن علی بن محمد، حدیث ادیب	۲۱ الجوہرۃ النیرۃ

ح

کتب خانہ مجیدیہ ملتان		امیر علی	۲۲ حاشیہ اشعت اللمعات
ضیاء القرآن لاہور	۹۱۱ھ	احمد علی محدث سہانپوری	۲۳ حاشیہ ترمذی
قدیمی کتب خانہ کراچی			۲۴ حاشیہ جلالین
ضیاء القرآن لاہور	۱۳۰۴ھ	محمد عبدالحی لکھنوی، علامہ	۲۵ حاشیہ ہدایہ
ضیاء الدین کراچی	۱۳۴۰ھ	الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت	۲۶ حدائق بخشش
ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور	۱۳۸۰ھ	ابوالحسنات محمد احمد قادری، علامہ سید	۲۷ حسنات
سہیل اکیڈمی	۹۰۶ھ	ابراہیم حنفی، امام شیخ	۲۸ حلبی کبیر
ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان	۲۳۰ھ	ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی، امام حافظ	۲۹ حلیۃ الاولیاء

خ

بیروت لبنان	۷۷۲۵ھ	علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی، مفسر	۳۰ خازن
امجدیہ رضویہ کراچی	۱۹۲۸ء	سید نعیم الدین مراد آبادی، صدر الافاضل	۳۱ خزائن العرفان
ہفتانیہ پشاور	۹۱۱ھ	امام جلال الدین سیوطی، امام سیوطی	۳۲ خصائص کبری

د

۳۳ درمتنود  
عبدالرحمن بن ابوبکر جلال الدین، ۹۱۱ھ  
امام سیوطی  
منشورات آیۃ اللہ  
ایران

ذ

۳۴ ذوقِ نعت  
حسن رضا خان، استاذ زمن  
۱۳۲۶ھ  
ضیاء الدین پبلی کیشنز  
کراچی

ر

۳۵ رد الرفضہ  
۳۶ رسالۃ امیر معاویہ  
۳۷ رسالۃ مبارکہ  
الکلام المقبول  
۳۸ روح البیان  
۳۹ روح المعانی  
الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت  
۱۳۳۰ھ  
۱۳۹۱ھ  
۱۳۹۱ھ  
۱۳۳۰ھ  
۱۳۸۰ھ  
۱۳۳۷ھ  
۱۳۸۰ھ  
نور رضا فاؤنڈیشن لاہور  
نوری کتب خانہ گنج  
بخش لاہور  
گجرات  
غفاریہ کانسٹی روڈ کونستہ  
حقانیہ ملتان  
اسماعیل قسبی، علامہ مفسر  
ابوالفضل شہاب الدین سید محمود،  
آلوسی بغدادی

ز

۴۰ زجاجة المصابیح  
ابوالحسنات سید عبداللہ، محدث دکن  
فرید بک اشال لاہور

## س

ضیاء القرآن	۵۶۰۰	محمد بن عبدالرشید، شیخ سراج الدین	۴۱ سراجی
گجرات	۵۱۳۹۱	احمد یار خان، حکیم الامت مفتی	۴۲ سلطنت مصطفیٰ
محبائی لاہور	۵۲۷۳	ابو عبداللہ محمد بن یزید، امام ابن ماجہ	۴۳ سنن ابن ماجہ
ہفتا نیہ ملتان	۵۲۷۵	سلیمان بن اشعث، امام داؤد	۴۴ سنن ابو داؤد
قدیمی کتب خانہ کراچی	۵۳۰۳	احمد بن شعیب بن علی بن بحر، امام نسائی	۴۵ سنن نسائی
شعبیر برادرزلاہور	۵۱۹۲۸	سید نعیم الدین مراد آبادی، صدر الافاضل	۴۶ سوانح کربلا

## ص

بیروت لبنان ورحمانیہ لاہور	۵۱۲۲۱	احمد بن محمد، فقیہ عارف باللہ	۴۷ ص ۲۸
قدیمی کتب خانہ کراچی	۵۲۵۶	محمد بن اسماعیل، امام بخاری	۴۸ صاوی علی تفسیر الجلالین
قدیمی کتب خانہ کراچی	۵۲۶۱	مسلم بن حجاج قشیری، امام مسلم	۴۹ صحیح بخاری
کتب خانہ مجیدیہ ملتان	۵۹۷۴	ابن حجر مکی، امام علامہ	۵۰ صحیح مسلم
			۵۱ الصواعق المحرقة

## ط

دارالمعرفۃ بیروت لبنان	۵۳۱۰	ابو جعفر محمد بن جریر، امام طبری	۵۲ طبری
دار بیروت	۵۲۳۰	محمد بن سعد، حافظ	۵۳ طبقات ابن سعد



۵۲ طیب الوردہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، علامہ ۱۳۸۰ھ ضیاء القرآن لاہور

## ع

۵۵ عمدۃ القاری بدرالدین محمود بن احمد عینی، امام ۸۰۰ھ رشیدیہ کونٹہ  
محدث

## ف

۵۶ فتاویٰ رضویہ شریف الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت ۱۳۲۰ھ رضا فاؤنڈیشن لاہور

۵۷ فتح الباری احمد بن علی بن حجر عسقلانی، امام حافظ ۸۵۲ھ قدیمی کتب خانہ کراچی

۵۸ فضائل صحابہ و اہل شاہ تراب الحق قادری، علامہ سید دام ظلہ افکار اسلامی اسلام آباد

۵۹ فیوض الباری شرح سید محمود رضوی، مفتی ۱۹۹۹ء ابوالبرکات اکیڈمی

بخاری لاہور

۶۰ فیوض الرحمن فیض احمد اویسی، علامہ ۱۹۹۹ء اویسیہ بہاولپور

ترجمہ روح البیان

## ق

۶۱ القدوری ابوالحسین احمد بن محمد بن جعفر، ۲۲۸ھ ضیاء العلوم راولپنڈی

امام قدوری

۶۲ قرطبی ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری، ۶۷۱ھ دارالکتب العلمیہ

امام قرطبی

۶۳ قصیدہ بردہ شریف محمد بن سعید، امام بوسیری ۶۹۵ھ ضیاء القرآن لاہور

## ک

۶۴ کشف المحجوب داتا گنج بخش علی ہجویری، داتا صاحب ۳۶۵ھ اسلام گنج لاہور  
۶۵ کنز الایمان الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت ۱۳۲۰ھ امجدیہ رضویہ کراچی

## ف

۶۶ مدارج النبوة مترجم عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق ۱۰۵۲ھ اسلامیہ اردو بازار لاہور

۶۷ مدارک عبد اللہ بن احمد بن محمود، امام نسفی ۸۰۱ھ قدیمی کتب خانہ کراچی  
۶۸ مرآة المناجیح احمد یار خان، حکیم الامت مفتی ۱۳۹۱ھ اسلامیہ لاہور  
۶۹ مرآة المفاتیح علی بن سلطان محمد القاری، علامہ امام ۱۰۱۳ھ رشیدیہ کونٹہ  
۷۰ مسند امام احمد احمد بن حنبل، امام حنبل ۲۲۱ھ دار صادر بیروت

## بن حنبل

۷۱ مشکوٰۃ المصابیح ولی الدین محمد تمیزی، صاحب مشکوٰۃ ۱۱۰۹ھ من علماء القرن الثامن الهجری

۷۲ مفاتیح الغیب فخر الدین رازی، امام ۶۰۶ھ بیروت لبنان  
۷۳ مطالع المسرات محمد المہدی بن احمد بن علی بن یوسف، امام قاسی ۱۱۰۹ھ مصطفیٰ البابی الحلبي مصر

۷۴ مظهری شام اللہ پانی پتی، قاضی ۱۲۲۵ھ رشیدیہ کونٹہ  
۷۵ معالم التنزیل حسین بن مسعود، محی السنہ ۵۱۶ھ دار الفکر

ن

۷۶	نزہۃ القاری	شریف الحق امجدی، مفتی	۱۱ مئی ۲۰۰۰ء	برکاتی پبلیشرز کراچی
			۶ صفر	
			۱۴۲۱ھ	
۷۷	نعیمی	احمد یار خان، حکیم الامت مفتی	۱۳۹۱ھ	اسلامیہ لاہور
	نفس الفنی	الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت	۱۳۴۰ھ	ضیاء الدین کراچی
۷۸	نووی علی المسلم	ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی، امام	۶۷۶ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
		محدث		

و

۷۹	وقار الفتاوی	وقار الدین رضوی، مفتی	۱۴۱۳ھ	بزم وقار الدین
----	--------------	-----------------------	-------	----------------

ہ

۸۰	ہدایہ شریف	علی بن ابوبکر مرغینانی، امام برہان	۵۹۳ھ	ضیاء القرآن لاہور
		الدین		

شیعہ کتاب

مکتبہ زینبیہ یونیورسٹی روڈ

کراچی

مصنف : باقر مجلسی

مترجم : بشارت حسین

ترجمہ حیات القلوب

سیرت رسول

(جلد دوم)



